اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قانون ممانعت تصرف کا شرعی دائرہ اثر

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ

مقالہ نگار
احمد سعید
اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات
ڈگری کالج بٹگرام

نگران تحقیق
ڈاکٹر ضیاء اللہ
ایسوسی ایٹ پروفیسر
پشاور یونیورسٹی

ALLAMA IQBAL
Open University Library
(ACQUISITION SECTION)
Acc. No. 111104
Date 25-07-2008
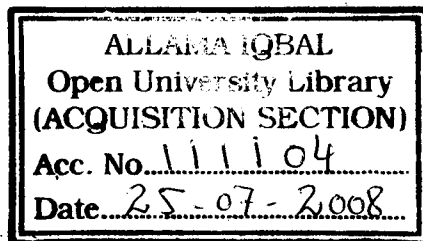
کلیہ عربی و علوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

سیشن 2003-2002ء

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

FORWARDING SHEET

The thesis entitled, "قانونِ ممانعتِ تصرف کا شرعی دائرہ اثر" submitted by **Mr. Ahmad Saeed** in partial fulfilment of the requirement for the degree of Ph.D. in Islamic Studies, has been completed under my guidance and supervision. I am satisfied with the quality of student's research work and i recommend its submission.

Signature______________

Zia Ullah

Associate Professor

Department of Islamiyat

University of Peshawar.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

APPROVAL SHEET OF THE COMMITTEE

Title of the thesis: قانونِ ممانعتِ تصرف کا شرعی دائرہ اثر Name of the Student: **Ahmad Saeed, Registration 94-NBM-0066.**

Accepted by the Faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad in partial fulfilment of the requirment for the degree of Ph.D. in Islamic Studies.

____

Dean, Faculty of Arabic and Islamic Studies

____

Chairman of the Department

____

External Examiner

____

Supervisor

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

DECLARATION

As a student of Ph.D. Islamic Studies at the Allma Iqbal Open University Islamabad, I, **Ahmad Saeed** Son of **Abdul Mateen Registration No. 94 - NBM - 0066** do hereby solemnly declare that the thesis entitled قانونِ ممانعتِ تصرف کا شرعی دائرہ اثر is my original work and is submitted for fulfilment of the degree requirement of Ph.D. Islamic Studies. This thesis, or any part of it has not been submitted to elsewhere or published earlier and shall not be submitted by me at any subsequent stage for obtaining any other degree from this University or any other University or institution.

Signature ____________________

Name: Ahmad Saeed

Address: Village & P/O Banian
Tehsil & District Battagram
Hazara Division.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

Abstract

عنوان "قانون ممانعت تصرف کا شرعی دائرہ اثر" کے تحت لکھے جانے والے تحقیقی مقالے کی تفصیلات کی تلخیص پیش کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ یہاں لفظ حجر کی لغوی، اصطلاحی اور قانونی تعریفات کی تعیین سے اس کے مفہوم کی وسعت ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ قانون ممانعت تصرف کی حجیت، مقصدیت اور افادیت قرآن وسنت اور فقہائے اسلام کی آراء کی روشنی میں بیان کی گئی ہے جس کی مدد سے کم سنی، دیوانگی، افلاس اور سفاہت وغیرہ کو علمائے امّت کے نزدیک حجر کیے جانے کے اسباب وموجبات قرار دیا گیا ہے۔ سفاہت کا موجب حجر ہونے کی وجہ سے یہ بات ثابت کی جاتی ہے کہ دولت وثروت کا مبذرانہ ومسرفانہ استعمال وہی لوگ کرتے ہیں جو عاقل بالغ ہونے کے باوجود سفیہ، غافل اور لاپرواہوں نیز یہ امر مدلل طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام فرد کو خود نقصان اٹھانے اور مفاد عام کا نقصان کرنے کی اجازت نہیں دیتا تو جو لوگ اپنے کسی مالی تصرف اور حق ملکیت کے استعمال سے خواہ مخواہ دوسروں کو ضرر پہنچاتے ہوں وہ انجام کار سے ناواقف اور عاقبت نااندیش واقع ہوتے ہیں اور ان پر حجر عائد ہونے کا باعث یہی چیز ہے۔

ممانعت تصرف کے مذکورہ اسباب کی بناء پر مال ودولت میں تصرف اور ملکیت سے انتفاع کے حق سے محروم رہنے والوں کے مالی امور کی سرپرستی ان کے قرابت دار یا حکومت وعدالت کے کارندے اس انداز سے کریں گے کہ نگرانی کی صورت میں برآمد ہونے والے نتائج ان مجورین اور عامۃ الناس کے حق میں مفید ثابت ہوں اور جب ان میں ذہنی پختگی آ جائے، مالی معاملات بہترین ذاتی اور اجتماعی مفادات میں طے کرنے کا ہنر سیکھ لیں تو راشد اور معاملہ فہم خیال کرتے ہوئے ان کے مالکانہ تصرفات پر سے حجر برخاست کیا جائے گا۔

الغرض! حجر کی تنفیذ وتعمیل کی غرض وغایت اور افادیت دولت (جو قوام حیات ہے) کے ضیاع کی روک تھام، ضرر رسانی کا تدارک اور مالی تصرفات کے اعتبار سے مجور التصرف لوگوں کی عادات واطوار کو سنوارنا اور ان کی اصلاح وتربیت کرنا ہے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اظہار تشکر

میں ان جملہ اہل علم واصحابِ قلم حضرات اور ایسے تمام افراد اور اداروں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا اپنا خوش گوار اخلاقی اور مذہبی فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے اس علمی اور تحقیقی کام میں کسی بھی انداز سے میری معاونت کی خصوصاً میرے نگران مقالہ جناب ڈاکٹر ضیاء اللہ صاحب، شعبہ اسلامیات ، پشاور یونیورسٹی کا تعاون ہمہ پہلو حاصل رہا؛ آپ نے موضوع سے متعلق کتب کی فراہمی میں مدد کی، وقتاً فوقتاً مناسب تجاویز سے مستفید کیا، مقالہ کو دیکھا اور مجموعی طور پر پسند فرمایا۔ میں اس بارے میں جناب ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی ڈین، کلیہ عربی و علوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے مفید مشوروں پر ان کا مشکور ہوں اور بے حد ممنون ہوں جناب ڈاکٹر علی اصغر چشتی چیئر مین، شعبہ حدیث وسیرت اور جناب ڈاکٹر ضیاء الحق چیئر مین، شعبہ اسلامک لاء، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا جنہوں نے تسویدی سلسلے میں راہنمائی فراہم کی، مقالے پر نظر ثانی کی اور کماحقہ ترامیم اور اضافے تجویز کئے۔ جناب پروفیسر محمد اورنگ زیب، جناب پروفیسر محمد بشیر، شعبہ اردو گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ایبٹ آباد اور جناب امتیاز علی شاہ، انسٹرکٹر فاروق اعظم اکیڈمی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی اینڈ کمپوزنگ سنٹر بٹگرام بھی میرے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مقالہ ہٰذا کی زبان ومحاورہ کو تنقیدی نظر سے دیکھا۔ ناسپاسی ہوگی اگر میں کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا ذکر خیر نہ کروں جس کی منظوری سے مجھے ''قانون ممانعت تصرف کا شرعی دائرہ اثر'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ پیش کرنے کا موقع ملا۔

آخر میں مجھے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد اور شعبہ عربی و اسلامیات پشاور یونیورسٹی کی لائبریریوں کے اہل کاروں کا شکریہ ادا کرنا ہے جن کی معتدبہ معونت اور امداد نے موضوع تحقیق سے متعلق مواد تک پہنچ کو آسان بنا دیا۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

رموز واشارات

غیر ضروری طوالت سے بچنے کے لیے اس مقالے میں حسبِ ذیل اشارات وعلامات اختیار کی گئی ہیں۔

ت-ن	:	تاریخ نداراد
ج	:	جلد
ص	:	صفحہ
P	:	Page
ء	:	عیسوی
ق-ھ	:	قبل الهجره
م	:	التاریخ المیلادی
م	:	الماده
م.ن	:	المصدر نفسه
ه	:	التاریخ الهجری
{ }	:	ایات کے لیے
( )	:	احادیث کے لیے
" "	:	دیگر اقتباسات کے لیے
☆	:	متن مقالہ میں درج بعض الفاظ واصطلاحات کی وضاحت کے لیے حواشی میں علامت۔
/	:	اس مختصر لکیر کے بائیں طرف صفحہ نمبر اور دائیں طرف کتاب کا نمبر درج کیا گیا ہے۔
ایضاً	:	متصل اوپر مذکور مرجع بتانے والی علامت۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مقدمہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

موضوعِ تحقیق کا تعارف اور اہمیت

قانون ممانعت تصرف کو عرفِ شریعت میں ''حجر'' کہتے ہیں بایں لحاظ ''قانون ممانعت تصرف کا شرعی دائرہ اثر'' سے مراد یہ ہوا کہ جو لوگ قصور اہلیت کی وجہ سے مال واملاک میں مصلحت پر مبنی تصرف کرنے کا سلیقہ نہ جانتے ہوں تو عاقل، بالغ، معاملہ فہم اور منصف مزاج لوگ اچھے چال چلن سے ان کے مالی امور کی نگرانی کریں یا جو افراد اور ادارے دولت اور ذرائع پیداوار کو برے طریقوں سے استعمال میں لاتے ہوں، اسراف اور معاصی کی راہوں میں بے فکری سے اڑا کر ذاتی اور اجتماعی سطح پر مالی مفاسد اور معاشی ناہمواریاں پیدا کر رہے ہوں یا اس کا معقول اندیشہ ہو تو ان کے مالکانہ حقوق اور حق انتفاع (Beneficial Interest) کو برقرار رکھتے ہوئے اسلامی ریاست اور عدالت ان کے اختیارات تصرف کو کلی یا جزوی طور پر قواعد وضوابطِ حجر کے تحت لائے۔ یہ اقدام اس اعتبار سے اہم ہے کہ مال و دولت ایک قوت، انسانی معاش میں قیام زندگی کا ذریعہ اور زمانے کی کروٹوں اور ضرورتوں سے پیدا ہونے والے نئے نئے مسائل کا حل ہے جسے بے عقل، بے وقوف، فضول خرچ اور مضرت رساں لوگوں کی تحویل میں دے دینا اور ان کو آزاد چھوڑ دینا کہ جس طرح چاہیں مالی امور ومعاملات چلاتے رہیں مالیاتی اور اقتصادی نظام میں بہت بڑی خرابی لانے بلکہ کاروبار حیات کے ارتقا اور نمو کو روکنے کے مترادف ہوگا۔

قرآن کریم نے مال کو قوام زندگی کہ کر بے وقوفوں اور نابالغ بچوں کو تصرف میں لانے کے لیے دینے سے منع کیا ہے علمائے تفسیر نے نادانوں اور بچوں کو مال ودولت نہ دینے کے فرمان باری تعالیٰ کے وہی معنیٰ بتائے ہیں جو لفظ حجر سے اصطلاحاً مطلوب ہیں اور اسی طرح احادیث میں بھی مال وملکیت میں تصرفات کے حوالے سے جہاں جہاں اس لفظ کا ذکر آیا ہے وہاں وہاں اس کا اصطلاحی مفہوم ہی مراد ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے فقہائے مذاہب اور علمائے اسلام نے ان اسباب اور عوارض کو نمایاں کیا ہے جو بعض لوگوں جیسے صغیر، مجنون اور سفیہ وغیرہ کے مالی تصرفات کے اثر ونفوذ کی راہ میں حائل بنتے ہیں۔ تاہم یہ فہرست قدرے نا تمام اس لئے ہے کہ کئی اور ایسے عوارض اہلیت بھی ہیں جو بنائے حجر بنتے ہیں اور جن کا تذکرہ فقہ کی قدیم عربی کتب میں موجود نہیں یا مذکور تو ہیں مگر کسی فقیہ نے ان کو موجبات حجر ہونے کی حیثیت سے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے مثلاً سفاہت اور عتہ وغیرہ۔

لہٰذا اس پس منظر کی روشنی میں ضرورت اس امر کی محسوس ہوئی کہ قانونِ حجر کے شرعی دائرہ اثر کا ایک ایسا تصور پیش کیا جائے جو اولاً اردو زبان میں ہو اور ثانیاً کافی حد تک جامع بھی جس کی مدد سے مزید ان اسباب کا بھی بخوبی تعین ہو سکے جو وجوہ حجر بنتے ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے ''قانون ممانعت تصرف کا شرعی دائرہ اثر'' کے عنوان سے اردو زبان میں ایک تحقیقی اور فقہی مقالہ پیش کیا جا رہا ہے جو شاید حسب ذیل امتیازات کے ساتھ اس تسلسل میں ایک منفرد کاوش ثابت ہو:۔

1۔ زیر نظر تحریر کے باب اول کی پہلی فصل میں لفظ حجر کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات کا استحصا کیا گیا ہے اور بعض اعتبارات میں حجر اور منع شرعی کو مترادف المعنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

2۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اور فقہی آراء اور دانش وبینش کی مدد سے حجر کی حیثیت نمایاں اور اس کی اہمیت اُجاگر کی گئی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ہے۔

3۔ غلامی کا رواج ختم ہونے کے باعث رقیت کا سبب حجر ہونے کے موضوع کو بحث کے لیے نہیں چھیڑا گیا ہے۔

4۔ فقہائے مسالک نے صغر، جنون اور رقیت کو حجر کیے جانے کے متفق علیھا اسباب ٹھہرادیے ہیں جبکہ عتہ، سفاہت، افلاس، مرض الموت اور غفلت کے اسباب حجر ہونے کے بارے میں مختلف الرائے ہیں ان حضرات کی آراء کا مدلل تذکرہ اور امام ابوحنیفہ کی رائے کے برعکس جمہور فقہائے مذاہب کے موقف کو دلائل کی روشنی میں راجح قرار دینے کی بحث موجود ہے۔

5۔ اسلام نے بھی مذاہب سابقہ کی طرح رہن رکھنے کے دستور کو جواز فراہم کیا ہے لیکن راہن کو جو شے مرہونہ کا اصل مالک ہوتا ہے یہ حق نہیں دیا ہے کہ ملکیت کی مرہونہ چیز سے اس طور پر انتفاع کرے جو مرتہن کے مفادات کو گزند پہنچائے، چنانچہ اس لحاظ سے راہن کے تصرفات حجر کی پابندی کے زیر اثر ہوں گے۔

6۔ قانونِ ممانعت تصرف کے پیش نظر جائیدادِ مشفوعہ کے خریدار کو تصرفات کرنے کا ایسا کوئی اختیار حاصل نہیں جو تکمیل شفعہ کے بعد ہاتھ آنے والی ملکیت میں شفیع کے لئے نقصان دہ ثابت ہو۔

7۔ یہاں یہ بات بھی پایۂ ثبوت تک پہنچائی گئی ہے کہ اسلام سے برگشتگی اختیار کر کے ملت کفر میں داخل ہونا موجب حجر ہے لہٰذا حالت ارتداد میں مرتد کے مال وملکیت میں اس کے تصرفات نافذ العمل نہیں ہوں گے۔

8۔ وضعی قوانین میں عموماً اور ملکی ''قانون تحفظ نابالغان'' (Court of Wards) میں خصوصاً صغر اور جنون کو اسباب ممانعت تصرف گردانا گیا اور عدالت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ لاوارث صغیر اور مجنون کے مال وجائیداد کی نگرانی خود یا اپنے کسی کارندے کے ذریعے سے کرے اور جب تک دیوانہ عقلمند اور کم سن قانونی عمر کے حساب سے بالغ نہ ہوجائیں تب تک مال واملاک استعمال کے لیے ان کی تحویل وتصرف میں نہ دیئے جائیں لیکن اس ضمن میں جزوی احکامات تک کی ایسی تفاصیل سامنے نہیں لائی گئیں جیسی شریعت کے قانون حجر نے پیش کی ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ شریعت اسلامیہ کے اصول اربعہ، قواعد وضوابط اور اشباہ ونظائر[1] میں صلاحیت موجود ہے کہ ہر دور اور ہر ماحول کے تقاضوں کے مطابق احوال شخصیہ سے لیکر اجتماعی امور تک کے درپیش مسائل وہ مشکلات اور حوادث ونوازل میں قانون سازی (Legislation) کے لیے ان سے رہنمائی حاصل کی جاسکے لیکن وضعی قوانین میں عدالتی سطح پر مقدمات کے تصفیہ کے لیے اشباہ ونظائر کے طور پر فقط ان فیصلوں کا حوالہ دیا جاتا ہے جو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی جانب سے صادر ہوتے ہیں۔

9۔ موضوع زیر بحث کے باب سوم میں بلوغت کی اقسام یعنی جسمانی بلوغ اور بلوغت بلحاظ عمر کا ذکر بطور خاص ہوا ہے۔ جسمانی بلوغت اور بلوغت باعتبار عمر کے بارے میں فقہائے اسلام کے زاویہ ہائے نظر کا مفصل بیان ضبط تحریر میں لایا گیا ہے نیز وضعی اور ملکی قوانین میں بلوغت کے لیے عمر کی جو حد متعین ہے اس کی تفصیل درج کرنا بھی مناسب سمجھا گیا ہے۔

[1] اصول اربعہ سے مراد کتاب اللہ، سنت، اجماع اور قیاس ہے جبکہ قواعد وضوابط کا مطلب وہ فقہی کلیات ہیں جو فقہائے کرام نے برسہابرس کی محنت کے بعد قرآن وسنت کی روشنی میں وضع کیے ہیں اور ان اصولوں اور قواعد وکلیات کی مدد سے حل ہونے والے مسائل کو کسی وقت کے غیر منصوص حوادث ونوازل کا حل دریافت کرنے کے لیے بطور مثال پیش کرنا اشباہ ونظائر کہلاتا ہے۔ دیکھئے! تقی امینی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، ص:238-245 ملخصاً۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

10۔ وضعی قوانین کے رو سے حصول رشد کے لیے عمر کی ایک حد مقرر کی جاتی ہے جہاں پہنچ کر ہر عاقل بالغ رشید (Mature) تصور کیا جاتا ہے، جبکہ اسلامی شریعت اس معاملہ میں عمر کی کسی خاص حد کا تعین نہیں کرتی بلکہ اس کا دارومدار ظروف و احوال، خاندانی روابط، پرورش و تربیت اور آب و ہوا پر ہوتا ہے، یہاں معقول دلائل کی بنا پر شرعی موقف کو قابل ترجیح ٹھہرایا گیا ہے۔

11۔ عام معاشی حالات سے صرف نظر کرتے ہوئے مال و دولت اسراف و تبذیر کے کاموں، لہو لعب اور تنعم و عیش کوشی کے مصارف میں خرچ کرنا یا ضائع کرنا اسلامی معاشی تعلیمات کے منافی ہے، چنانچہ بوضاحت بتایا گیا ہے کہ دولت و ثروت والے لوگوں کو غیر معمولی حالات میں اور مصالح عامہ کے برعکس بے حد سہولت، تن آسانی، عیش و عشرت اور نفسانی خواہشات کی پیروی میں مال و دولت خرچ کرنے اور قانونِ ممانعت تصرف کی پابندیوں سے آزاد ہو کر اسے تلف بے جا کے حوالے کرنے کی قطعاً اجازت حاصل نہیں ہوگی۔

12۔ اس بات کی دلیل بھی مہیا کی گئی ہے کہ مالکانہ حقوق کے جو استعمالات عام و خاص کے حق میں مضرت رساں بن رہے ہوں ان کی تعمیل و تنفیذ قانون حجر کے قواعد و ضوابط کے تحت ہوگی۔

13۔ اس تحقیق کی مزید خصوصیت اور ایک گونہ امتیاز یہ بھی ہے کہ ''قانون ممانعت تصرف کے شرعی دائرہ اثر'' کی تفصیلات کے بارے میں فقہائے مذاہب اربعہ کے اقوال کے ساتھ ساتھ فقہ شیعی کے علماء کی آراء کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

موضوع تحقیق کا بنیادی سوال

موضوع بحث کی مسطورہ بالا خصوصیات کی تلخیص کے طور پر ''موضوع تحقیق کا بنیادی سوال'' مرقومہ ذیل نکات قرار پاتے ہیں:۔

i. آیا! حجر یا قانون ممانعت تصرف کے چند مخصوص موجبات کے علاوہ منع شرعی کی بعض صورتوں پر بھی اسباب حجر کا اطلاق ہوتا ہے۔

ii. حجر سے مطلوب بعض لوگوں کو مالکانہ حقوق کے استعمال اور مالی تصرفات کی تعمیل و تنفیذ سے محروم کرنا اور بحیثیت انسان ان کی شرافت و کرامت گھٹا کر انہیں درجہ حیوانیت میں لا کھڑا کرنا ہے یا مقصدیت، اہمیت اور معقولیت کے تناظر میں کم تر نقصان کے مقابلہ میں اس کے فوائد بہت اور بلند تر ہیں۔

iii. نابالغ بچے اور بچیاں بسا اوقات بلوغت کے بعد ذہنی اور عقلی پختگی حاصل کر لیتے ہیں اور حجر ان پر سے اٹھ جاتا ہے، قریب البلوغ لڑکے اور لڑکی میں بلوغت کی کوئی طبعی علامت اگر ظاہر نہ ہو تو شریعت اسلامیہ نے بالغ ہونے کے لیے عمر کی حد پندرہ سال مقرر کی ہے جبکہ وضعی اور ملکی قوانین میں عمر بلوغت اٹھارہ اور اکیس سال ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ پندرہ سال کی عمر کو پہنچنے کے باوجود بھی اگر لڑکے اور لڑکی میں جسمانی بلوغت کی کوئی علامت ظاہر ہو اور نہ ذہنی پختگی حاصل ہو اور یا پھر پندرہ سال سے کم عمر میں جسمانی بلوغ کی علامات متفقہ میں سے کوئی نشانی نمایاں ہو تو بلوغت کے لیے عمر کی حد میں کمی یا زیادتی کی جا سکتی ہے یا نہیں۔

iv. حصول رشد کے لیے کسی خاص عمر کا تعین کرنے یا نہ کرنے کی آراء میں سے کون سی رائے زیادہ معقول اور قرین قیاس ہے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

v. عام سماجی حالات سے صرف نظر کرتے ہوئے اسراف وتبذیر کے کاموں میں دولت صرف کرنا یا قیمتی املاک کو اتلاف بے جا کے حوالے کرنا حماقت ہے جسے وجہ جواز حجر ٹھہرایا جائے یا نہیں۔

vi. مالٗ ودولت میں تصرف اور مالکانہ حقوق کے استعمال سے اگر مفاد خاص وعام کا نقصان ہو رہا ہو تو کیا ضرر کو موجب حجر تصور کیا جائے گا۔

مفروضات (Hypothesis)

مذکورہ صدر نکات کی بنیاد پر مقالہ تحقیق کے مفروضات کے طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ:۔

i. متقدمین فقہائے اسلام نے جن مخصوص اسباب کو وجوہ جواز حجر قرار دیا ہے، منع شرعی کی کچھ صورتوں کو موجبات حجر ٹھہرانے سے اس دائرہ میں وسعت پیدا ہوگی۔

ii. دولت جو زندگی کی بقا اور کاروبار حیات کے استحکام کا ذریعہ ہے، عام معاشی ضرورتوں کے خلاف اسے اسراف وتبذیر کے کاموں، لہو ولعب کے مشاغل اور بے حد سہولت اور تن آسانی کے حصول میں صرف کرنا اور اتلاف بے جا کے سپرد کرنا فضول مالی تصرفات ہیں جو سفیہ لوگوں کے ہاتھوں سے سرزد ہوتے ہیں اور سفاہت موجبات حجر میں سے ہے۔

iii. مال ودٗولت اور مالکانہ حقوق کے ایسے استعمالات جو عام وخاص کے حق میں مضرت رساں ہوں بر بنائے ضرر باعث حجر فرض کیے گئے۔

دوران تحقیق مشکلات

1999ء میں ''عرف بحیثیت مآخذ شریعت'' کے عنوان سے مقالہ کی کامیاب تکمیل پر ایم فل علوم اسلامیہ کی سند ملنے کے بعد دلی خواہش یہ تھی کہ اسی موضوع پر تحقیق کو آگے بڑھاتے ہوئے پی ایچ ڈی کے مقالے کی شکل میں ایسی تمام صورتوں کا احاطہ کیا جائے جن میں عرف کی مدد سے فتاویٰ اور شرعی فیصلے صادر کیے گئے ہوں اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اصول فقہ ہی میں کسی اور بحث کو رقم کرنے کے لیے قلم اٹھایا جائے مگر تلاش اور جستجو کے بعد بھی اس ضمن میں مزید پیش رفت اور ہمت افزائی کے امکانات روشن نظر نہیں آ رہے تھے، تاہم اس مشکل کے باوجود حوصلوں میں تنگی آئی اور نہ ولولوں میں کمی، دل میں آیا کہ کھوج کرید کا باب وا رہے، اگر وہاں آرزو پوری نہیں ہوئی تو یہاں سہی اور فقہ میں کوئی بات جولان گاہ فکر بنا کر اس کے تحقیق طلب پہلوؤں کو پی ایچ ڈی کے مقالے کی شکل میں قلم بند کیا جائے، چنانچہ سوچ وبچار کے بعد حجر ایسا فقہی موضوع نظر آیا جس پر عنوان'' قانون ممانعت تصرف کا شرعی دائرہ ءاثر'' کے تحت سابق الذکر اوصاف وامتیازات کا حامل تحقیقی مقالہ تحریر کرنے کی شکل میں اس خواہشات کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا تھا۔ یہ مشکل آسان ہوئی تو **خطة البحث** کی تشکیل اور ترتیب کا پراگندہ کن کام سامنے تھا لیکن بحمد اللہ یہاں بھی عنایات ربانی شامل حال رہیں اور جمعیت خاطر اور یکسوئی طبع کی صلاحیت نصیب ہوئی جس نے اس صعب کو سہل بنا دیا۔

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی مہربانیوں کی بدولت خطۃ البحث کو شرف مقبولیت بخشے جانے کے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بعد اب مواد کے حصول اور مقالہ کی شکل میں اسے مرتب کرنے کا کٹھن اور صبر آزما مرحلہ آیا۔ حصول مواد کے لئے پشاور اور اسلام آباد کے کئی سفر کیے اور نوٹس اور نقول کی صورت میں مواد اکٹھا کرنے کی غرض سے یہاں کے جامعات اور تحقیقاتی اداروں کی لائبریریوں اور کتب خانوں کے سینکڑوں طواف کرنے پڑے شناسائی نہ ہونے کے سبب کسی مہربان کی شفاعت حسنہ کے طفیل اور اپنے تئیں خوش آمد اور منت سماجت کرنے پر لائبریرین اور عملے کا تعاون اگر حاصل ہو بھی جاتا تو محدود وقت کے لیے ہوتا ابھی چند ہی کتب سے استفادہ کرنے کی فرصت ہاتھ آ چکی ہوتی کہ ٹائم ختم ہونے کی گھنٹی بج جاتی اور واعدہ فردا کی تسلی پر کتب خانے کے صدر دروازے کی دہلیز پار کرائی جاتی یوں آج اور کل کے چکر میں گھریلو مسائل اور مشکلات سے بے نیاز اور گھر سے باہر سفر میں کئی ہفتے گزر جاتے پھر بھی ان حضرات کا بے حد شکریہ کہ انھوں نے یہ موقع فراہم تو فرمایا۔ مواد جمع کرنے کے لیے آمد ورفت کے عمل میں کم وبیش ڈیڑھ سال کا عرصہ بیت چلا تو یکجا مگر افکار ونظریات کے لحاظ سے منتشر مواد کو ایک تحقیقی مقالہ کی صورت میں ترتیب وتدوین کی لڑی میں پرونے کے لیے کمربستہ ہونا پڑا، پہلے مسودہ تحریر کیا پھر اس کی تصحیح اور تنقیح کو مکمل کیا جارہا تھا کہ آٹھ (8) اکتوبر 2005 کے زلزلے کی ہولناک ناگہانی آفت نے ہر سو تباہی وبربادی مچادی، مکانات کھنڈرات میں اور ہنستے بستے گھرانے ماتم کدوں میں بدل گئے، کوئی لاشئہ بے جان راہ میں بے گور وکفن پڑا ہے تو کہیں جسد انسانی کے اعضا خاک وخون میں غلطاں ہیں۔ کمزور اعصاب لوگ تو ہوش کھو بیٹھے جن کے ہوش وحواس درست تھے ان کے سامنے بے حد ضروری مسئلہ ملبوں میں دبے ہوئے لوگوں کو زندہ بچا نکالنے کا تھا مگر زمین ہے کہ قرار کا نام نہیں لیتی ہر دوسرے لمحے ایک زوردار جھٹکا آنے کا سلسلہ جاری رہا، بے یقینی اور بے اطمینانی کی کیفیت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے، میرے گھر والوں اور متعلقین کو جانی نقصان سے بچایا، لیکن میرا وسیع وعریض کچا مکان اس ہمہ گیر تباہی کی زد میں آ گیا اب گردوپیش کے ملبوں میں پھسے ہوؤں کو نکالنے، زخمیوں کو ہسپتال پہنچانے، مردوں کو دفنانے کے ساتھ ساتھ بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور بیماروں کو محفوظ مقامات پر منتقل کرکے عارضی بنیادوں پر ان کی رہائش، خوراک، ادویات اور لباس و پوشاک کے انتظامات کرنا بھی تھے۔ ہیبت ناک تباہی کے دل گداز مناظر نے عموماً ہر کسی کو صدمہ پہنچایا، تاہم خاص طور سے عورتوں پر اس کے گہرے نفسیاتی اثرات مرتب ہوئے بہت سوں کے ہوش گم ہو گئے۔ کوئی مددگار ہے نہ کوئی غم گسار فقط اللہ کے سہارے پر تکیہ ہے جو مر کھپ گئے ان کا قصہ تو ختم ہوا، زخمیوں اور بیماروں کا ہسپتالوں میں علاج ہونے لگا لیکن سخت سردی کی آمد آمد ہے بارشوں اور برف باری سے بچنے کے لیے محفوظ اور گرم پناہ گاہوں کی اشد ضرورت ہے دسمبر، جنوری اور فروری کے مہینوں میں خیموں اور کمبلوں میں گزارہ کرنا بہت مشکل ہے، لہٰذا ہر وقت بحالی اور تعمیر نو کا فکر دامن گیر ہونا ایک فطری امر تھا۔ اس کے باوجود بھی مسودہ مقالہ کی غلطیوں کی درستگی کے کام کے ادھورا رہ جانے کی کسک دل میں بار بار اٹھا کرتی تھی اور قول حسرت موہانی۔ ''چکی کی مشقت ہے اور مشق سخن جاری'' کے مصداق اس مہم کو سر کرنے کی طرف توجہات مبذول ہوئے۔ زیادہ وقت تو تعمیر وبحالی کے سوچوں کو عملی جامہ پہنانے کی نذر ہو جاتا البتہ گاہے گاہے فرصت کے چند لمحات اگر میسر آتے تو غنیمت جان کر بھرپور استفادہ کرتا چنانچہ رفتہ رفتہ اغلاط کی تصحیح ہو ہی گئی اور کمپوزنگ (Composing) کا مرحلہ آن پہنچا۔ مذکورہ نامساعد حالات اس بات کے روادار نہ تھے کہ اسلام آباد / راولپنڈی جاکر اس کام کا آغاز کیا جائے خواہ مخواہ مقامی سطح پر ایک کمپوزر کی خدمات حاصل کیں کمپوزنگ (Composing) کے بعد جو صفحات چھپ کر بغرض اصلاح (Proof Reading کو) ملتے ان میں بہت سی غلطیاں ہو

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تیں جنہیں درست کر کے صاف اور صحیح طرح سے کمپوز کرنے کے لئے لوٹا دیا جاتا مگر دوسری بار کے پرنٹ آوٹ (Print out) میں کئی غلطیاں رہ جاتیں آخر اغلاط در اغلاط کے اس سلسلے نے اس بات پر مجبور کیا کہ کمپوزر کو املاء کرایا جائے۔لہٰذا ڈھائی ماہ کی سعی پیہم کے نتیجے میں مقدمۃ البحث، نتائج، سفارشات اور فہارس کے بغیر فقط متن مقالہ کے صفحات کا پرنٹ آوٹ دستیاب ہوسکا،اس مشکل میں آسانی ملنے کے بعد اب ضروری تھا کہ زیادہ وقت بحالی اور تعمیر نو کے کاموں میں صرف ہو اور اگر کچھ فارغ وقت بچتا ہے تو اس میں نتائج بحث،سفارشات،فہارس اور مقدمہ مرتب کرنے کا شغل جاری رہے۔دونوں سطحوں پر بقدرِضرورت مصروفیات جاری تھیں کہ بقول کسے ۔ ''دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز پھر تیرا وقت سفر یاد آیا'' اپنے تباہ حال مکان کے کچے دیواروں کی شکست وریخت کا اندازہ لگاتے ہوئے ایک دیوار سے نیچے آگرا اور بائیں ہاتھ کی کلائی کا جوڑ ٹوٹ گیا۔بالجملہ پلستر چھڑھا اور ایک ماہ تک کے لیے بازو گلے میں آویزاں ہوگیا۔تعمیر وترقی کے عمل نے تو کٹائی میں پڑنا ہی تھا مگر تحریر وتدوین کا کام بھی اس وجہ سے تعطل کا شکار ہوا کہ زیادہ دیر تک بیٹھے رہنے سے بازو میں سخت درد ہونے لگتا آخر مقررہ وقت پر پلستر اتار دیا تو کیا اترا کہ کلائی کا جوڑ طبعی حالت کے خلاف جڑا ہوا ہے،ماہر جراحوں کی رائے یہی ٹھہری کہ آپریشن کے بعد بھی مزید کسی بہتری کے امکانات بہت کم ہیں یہ بات مقدر پر ٹال کر دل کو تسلی دی اور عزم نو کے ساتھ انجام کار تک پہنچنے کے لیے ٹوٹے ہوئے سلسلے کو پھر سے جوڑا اور آخر کار وہ مبارک ساعتیں آن پہنچیں جن میں پی ایچ ڈی (علوم اسلامیہ) کے تحقیقی مقالہ کا مشکل کام بفضل ایزدی تکمیل کے مراحل میں داخل ہوگیا۔

منہج تحقیق

جس منہج تحقیق کے تحت یہ مقالہ لکھا گیا ہے اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:۔

اس مقالہ کے بیانیہ اسلوب تحریر میں لائبریری تحقیق کے اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔قرآنی ایات کی تشریح کے لیے تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرائے المحمود کے اصول استعمال کئے گے ہیں۔احادیث نبوی کا تجزیہ اصول درایت وروایت سے کیا گیا ہے اور احادیث کی تخریج کے لیے جمع وتدوین کتب حدیث کے اصولوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔فقہی آراء کا استنباط اصول فقہ کی مدد سے کی گئی اور معاصر معاملات کے بارے میں قانونی نقطہ نظر کے لیے اصول قانون نگاہ کے سامنے رہے۔اجتہادی آراء کا تجزیہ اصول اجتہاد کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے۔مصطلحات کے تعین وتشریح کے لیے کتب اللغات کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔تاریخی واقعات کا تجزیہ اور تحلیل کرنے کے لیے تاریخ نگاری کے اصول اپنائے گئے ہیں اور موضوع تحقیق کے بنیادی وثانوی ماخذ کا تعین اسلامی تحقیق کے اصول ومبادی کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے۔

خاکہ تحقیق

مقالہ ہٰذا کا خاکہ مقدمۃ البحث،ابواب،فصول ومباحث،ملخصِ مقالہ،نتائج مقالہ،مسئلہ تحقیق کا جواب،درست مفروضہ کی نشاندہی،سفارشات اور فہارس المقال پر مشتمل ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

مقدمہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب اول : حجر کا تعارف اور اکراہ و منع شرعی کے ساتھ تعلق

فصل اول : حجر کا لغوی و اصطلاحی مفہوم
فصل دوم : حجر کی قانونی حیثیت
فصل سوم : حجر، اکراہ و منع شرعی

باب دوم : حجر کی مشروعیت و مقصدیت

فصل اول : قرآن میں حجر کی حیثیت
فصل دوم : سنت کے رو سے حجر کا مقام
فصل سوم : حجر: فقہائے اسلام کی آراء میں
فصل چہارم : اہمیت و مقصدیت حجر

باب سوم : حجر کے اسبابِ متفق علیہا

فصل اول : صغر، صغیر کے احوال و تصرفات؛ بلوغت و رشد
فصل دوم : جنون اور مدہوشی
فصل سوم : عتہ، اقسام عتہ اور معتوہ کے مالی تصرفات

باب چہارم : حجر کے اسباب مختلف فیہا

فصل اول : سفاہت و نادانی اور سفیہ کے مالی تصرفات
فصل دوم : غفلت و لاپروائی اور مغفل کے تصرفات
فصل سوم : مرض الموت اور مریض مرض الموت کے تصرفات

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل چہارم : رہن وحجر اور جائیدادِ مرہونہ میں راہن کے تصرفات
فصل پنجم : ارتداد اور اموال میں مرتد کے تصرفات
فصل ششم : افلاس وتفلیس اور مفلس کے مالی تصرفات

باب پنجم : دولت وثروت کا مبذرانہ ومسرفانہ استعمال

فصل اول : نام ونمود واظہار ثروت
فصل دوم : تنعم وعیش کوشی
فصل سوم : کھیل کود اور تفریحی مشاغل

باب ششم : املاک میں مضرت رساں تصرفات کی ممانعت

فصل اول : ضررِ عام
فصل دوم : ضررِ خاص
فصل سوم : ذی روح ومحنت کش جانور

باب ہفتم : قانون حجر کی تعمیل اور برخاستگی

فصل اول : ولایت، نیابت ووصایت؛ مفہوم واقسام اور اولیائے قاصر
فصل دوم : قاصر کے مال میں ولی اور وصی کے تصرفات
فصل سوم : برخاستگی حجر

ملخص المقال
نتائج بحث

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مسئلہ تحقیق کا جواب
دُرست مفروضہ
سفارشات
فہارس المقال

مصادر و مراجع کی نوعیت و تعارف

اس تحقیقی مقالہ کو تحریر کرنے کے سلسلے میں جن کتب کی طرف رجوع کیا گیا ہے ان کے حوالہ جات ہر فصل کے اختتام پر کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تحقیقی مقالہ کا فارمیٹ کے مطابق اس طرح دیے گئے ہیں کہ مصنف کا معروف نام، کتاب کا مختصر نام، جلد اور صفحہ نمبر لکھا گیا ہے۔ اور کتاب کی بقیہ تفاصیل فہرست مصادر و مراجع میں درج کی گئی ہے۔

مصادر و مراجع کے تعارف کے ضمن میں ان تمام اصلی وثانوی آخذ کا تذکرہ کرنا خواہ مخواہ کا طول دینے کے برابر ہوگا لہٰذا ذیل میں صرف ان مراجع کا ذکر کیا جائے گا جن کو مقالہ ہٰذا کی ساخت اور بناوٹ میں واقعتاً اہم مقام حاصل ہے۔

مقالہ میں مذکورہ ایات قرانیہ کی تشریح وتوضیح کے لیے جن تفسیری کتب سے ترجیحاً استفادہ کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

تفسیر

جامع البیان فی تفسیر القرآن، الطبری: ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید المتوفی 310ھ۔

احکام القرآن، الجصاص: احمد بن علی، ابوبکر الرازی المتوفی 370ھ۔

معالم التنزیل، حسین بن مسعود بن محمد، الفراء، البغوی المتوفی 510ھ۔

مفاتیح الغیب الشہیر بتفسیر الکبیر، الرازی: محمد بن الحسین المتوفی 606ھ۔

الجامع لأحکام القرآن، القرطبی: محمد بن احمد بن ابی بکر الانصاری المتوفی 671ھ۔

تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر: اسماعیل بن عمرو بن کثیر المتوفی 774ھ۔

روح المعانی تفسیر القرآن والسبع المثانی، الآلوسی، ابوالفضل، سید محمود المتوفی 1270ھ۔

تفسیر القرآن الحکیم الشہیر بتفسیر المنار، محمد رشید رضا المتوفی 1354ھ۔

المیزان فی تفسیر القرآن، الطباطبائی: السید علی الطباطبائی المتوفی 1402ھ۔

حدیث

حدیث ومتعلقات حدیث کی جن اہم اور مستند کتب سے اس ضمن میں فائدہ حاصل ہوا ہے وہ یہ ہیں:۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ص

الجامع الصحیح، البخاری: محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی المتوفی 256ھ۔

صحیح مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری المتوفی 261ھ۔

السنن، سلیمان بن الأشعث المتوفی 275ھ۔

جامع الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، المتوفی 279ھ۔

السنن، ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی المتوفی 373ھ۔

السنن الکبریٰ، البیہقی: احمد بن الحسین، ابوبکر البیہقی المتوفی 458ھ۔

نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار، الشوکانی: محمد بن علی بن محمد الشوکانی المتوفی 250ھ۔

سیرت، تاریخ وتراجم

مقالہ ہذا میں جن اعلام کا ذکر ہوا ہے فصول کے اختتام پر درج حواشی میں ان کا تعارف تاریخ وتراجم کی جن کتب کے حوالوں سے پیش کیا گیا ان میں سے بعض اہم کتب درج ذیل ہیں:۔

اکمال فی اسماءِ الرجال، الخطیب التبریزی: محمد بن عبداللہ المتوفی 740ھ۔

تذکرۃ الحفاظ، الذھبی: محمد بن احمد بن عثمان، شمس الدین الذھبی المتوفی 748ھ۔

البدایۃ والنھایۃ، ابن کثیر: ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر المتوفی 774ھ۔

الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ابن حجر: احمد بن علی بن محمد العسقلانی المتوفی 852ھ۔

الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ، الکھنوی: محمد عبدالحی المتوفی 1307ھ۔

الاعلام قاموس تراجم لأشھر الرجال والنساء من العرب والمستعربین والمستشرقین، الزرکلی: خیرالدین المتوفی 1976ھ۔

اصول فقہ ومقاصد شریعت

اس تحقیقی کاوش میں فقہائے اسلام کے وضع کردہ اصول، قواعد اور کلیات سے مستفید ہونے کے لیے کتبِ مسطورہ ذیل کی جانب رجوع کیا گیا۔

الموافقات فی اصول الشریعۃ، الشاطبی: سعد بن ابراھیم بن عبدالرحمن بن عوف، ابواسحاق الشاطبی المتوفی 125ھ۔

اعلام الموقعین عن رب العالمین، ابن قیم: محمد بن ابی بکر، شمس الدین المتوفی 751ھ۔

تبصرۃ الحکام فی اصول الأقضیۃ ومناہج الأحکام، ابن فرحون: ابراہیم بن علی، برھان الدین المتوفی 799ھ۔

الاشباہ والنظائر، ابن نجیم: زین الدین بن ابراہیم بن محمد المتوفی 970ھ۔

تقریر القواعد وتحریر الفوائد المشھور بقواعد ابن رجب فی الفقہ، ابن رجب: عبدالرحمن بن احمد بن رجب الحنبلی المتوفی 895ھ۔

حجۃ اللہ البالغہ، الدھلوی: احمد بن عبدالرحیم، ابوعبدالعزیز، الملقب شاہ ولی اللہ المتوفی 1176ھ۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فقہی مذاہب کی کتب

قرآن اور احادیث میں لفظ حجر کئی بار آیا ہے جس کے لغوی مفاہیم یعنی ممانعت، روک تھام اور تنگی وغیرہ کا تعین بھی ہوا ہے فقہائے اسلام نے قرآنی احکامات اور احادیث و اثار کی روشنی میں اس لفظ کے اصطلاحی معنی وضع کیے، ممانعت تصرف کے اسباب کی نشاندہی اور ممنوع التصرف لوگوں کے احکامات کی شرعی حیثیت کی وضاحت بھی فرمائی، چنانچہ فقہائے مذاہب اربعہ (بشمول شیعہ فقہاء) کے اقوال و آراء سے اخذ و استفادہ کرنے کی غرض سے مرقومہ ذیل اہم فقہی کتب کا حوالہ دیا گیا ہے۔

فقہ حنفی

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، الکاسانی: ابوبکر بن مسعود بن احمد، علاء الدین المتوفی 587ھ۔

الھدایہ شرح بدایۃ المبتدی، المرغینانی: علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل المتوفی 593ھ۔

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، الزیلعی: عثمان بن علی بن محجن، فخر الدین المتوفی 743ھ۔

فتح القدیر، شرح الھدایہ، ابن الھمام: محمد بن عبدالواحد، کمال الدین المتوفی 861ھ۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ابن نجیم: زین الدین بن ابراہیم المتوفی 970ھ۔

الدر المختار شرح تنویر الابصار، الحصکفی: محمد بن علی، علاء الدین المتوفی 1077ھ۔

رد المحتار علی الدر المختار، ابن عابدین: محمد امین بن عمر المتوفی 1252ھ۔

مجلۃ الاحکام العدلیۃ، الجنۃ المؤلفۃ من العلماء والفقھاء۔

فقہ مالکی

بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد، ابن رشد (الحفید): محمد بن احمد بن محمد بن رشد المتوفی 595ھ۔

الشرح الصغیر علی اقرب المسالک للامام مالک، الدردیر: احمد بن محمد بن احمد المتوفی 1201ھ۔

حاشیۃ علی الشرح الکبیر علی مختصر خلیل، الدسوقی: محمد بن احمد بن عرفہ المتوفی 1230ھ۔

فقہ شافعی

المھذب فی فقہ الامام الشافعی، الشیرازی: ابراہیم بن علی، ابواسحاق الشیرازی المتوفی 467ھ۔

المجموع شرح المھذب، النووی: یحیٰی بن شرف النووی المتوفی 676ھ۔

المغنی المحتاج فی شرح المنھاج، الشربینی الخطیب: محمد بن احمد الشربینی المتوفی 977ھ۔

فقہ حنبلی

المغنی فی الفقہ شرح مختصر الخرقی، ابن قدامہ: عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المتوفی 620ھ۔

اگرآپ کواپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ط

مجموع فتاوی، ابن تیمیہ: احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام التوفی 728ھ۔

فقہ شیعی

البحر الزخار، الجامع لمذاھب علماء الامصار، احمد بن یحییٰ المرتضیٰ۔

وسائل الشیعۃ الی تحصیل مسائل الشریعۃ، الحر العاقلی: محمد بن الحسن۔

ریاض المسائل فی بیان الاحکام بالدلائل، الطباطبائی، السید علی الطباطبائی التوفی 1402ھ۔

شرائع الاسلام فی مسائل الحلال والحرام فی الفقہ الجعفری، المحقق الحلی: جعفر بن الحسن۔

فقہ عام

موضوع بحث سے متعلق عصر حاضر کے علماء اور فقہاء کے افکار ونظریات اور فقہی رجحانات سے آگاہی حاصل کرنے اور مدعا کو مدلل بنانے کے لیے ذیل میں درج اہم کتب کا مطالعہ کیا گیا۔

کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، الجزیری: عبدالرحمن التوفی 1004ء۔

الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید، الزرقا: مصطفیٰ احمد۔

الفقہ الاسلامی وادلتہ، الزحیلی: محمد وھبہ۔

الموسوعۃ الفقھیہ، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ الکویت۔

السیاسۃ الشرعیہ

الاحکام السلطانیۃ والولایات الدینیۃ جمع بین المسائل الشرعیۃ والسیاسیۃ، الماوردی: علی بن محمد بن حبیب التوفی 480ھ۔

السیاسۃ الشرعیۃ فی احوال الراعی والرعیۃ، ابن تیمیہ: احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام ابن تیمیہ التوفی 728ھ۔

الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ، ابن قیم الجوزیۃ: شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر التوفی 751ھ۔

قانون

شریعت کے قانون حجر کا دائرہ اثر اتنا تنگ نہیں ہے کہ چند مخصوص اسباب تک محدود ہو بلکہ وضعی قوانین کے رو سے بھی مفاد عامہ کے خلاف مالی تصرفات اور ضرر عام کا سبب بننے والے مالکانہ حقوق کے استعمالات قانون ممانعت تصرف کی پابندیوں کے تحت ممنوع قرار دیئے جاتے ہیں۔ اس بارے میں جن کتب سے راہ نمائی ملی ہے ان میں بعض کے نام یہ ہیں۔

الوسیط فی شرح القانون المدنی الجدید، السنھوری، عبدالرزاق التوفی 1391ھ۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

CODE OF CIVIL PROCEDURE, MULLAH.

GUARDIAN AND WARDS ACT, SAID AKBAR

شریعت بینچ سپریم کورٹ آف پاکستان کے عدالتی فیصلے، تقی عثمانی۔

اسلام میں قانون ٹارٹ کا تصور، لیاقت علی نیازی، ڈاکٹر۔

لغت

مقالہ میں درج بعض عربی اور انگریزی الفاظ و اصطلاحات کی لغوی و اصطلاحی تشریح پیش کرنے کے لیے مرقومہ ذیل کتب پر اعتماد کیا گیا۔

لسان العرب، ابن منظور: جمال الدین محمد بن مکرم المتوفی 711ھ۔

التعریفات، الجرجانی: علی بن محمد بن علی، سید الشریف، سید السند المتوفی 792ھ۔

BLACK'S LAW DICTIONARY, HENRY CAMPBELL BLACK.

معجم لغۃ الفقھاء، قلعہ جی: محمد رواس وقنیبی: حامد صادق۔

القاموس الفقہی لغۃ واصطلاحاً، سعدی ابوحبیب۔

معاشیات

علم معاشیات واقتصادیات (Economics) میں دولت کی پیدائش، مبادلہ، صرف اور تقسیم سے بحث کی جاتی ہے اور اسلامی نظم معیشت میں دولت کی ایسی پیدائش، مبادلہ، صرف اور تقسیم کی کوئی گنجائش نہیں ہے جو انجام کار اوروں کے لیے مالی نقصان کا موجب بنے اس نوع کے مالی تصرفات کے ممنوع ہونے کے بارے میں اسلامی معاشیات کی جو کتابیں معلومات فراہم کرتی ہیں ان میں سے کچھ کے نام مندرج ذیل ہیں:۔

اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو، محمد محترم فہیم احمد عثمانی۔

اسلام کے معاشی نظریے، محمد یوسف الدین۔

اسلام کی عادلانہ اقتصادی تعلیمات قرآن وسنت کی روشنی میں، محمد طاسین، مولانا۔

اسلام وجدید معیشت وتجارت، محمد تقی عثمانی۔

متفرقات

اس سلسلے میں ان مختلف کتب اور رپورٹس سے بھی اخذ اور استفادہ کیا گیا جن میں مال و دولت کی اہمیت کے پیش نظر اس کے ضیاع اور فضول خرچ ہونے کی مختلف صورتوں، مضرت رساں تصرفات کی کئی شکلوں اور حکومت وریاست کی طرف سے ان کی روک تھام کرنے کا ذکر موجود ہے ان میں اسلام کیا نظریہ ملکیت، محمد نجات اللہ صدیقی۔ اقتصادی کمیٹی کی رپورٹ، خورشید احمد، مظہر الدین صدیقی ونعیم صدیقی اور

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹس زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔

درجہ بالا مصادر اور مراجع اپنے موضوع کے حوالے سے معتبر شمار ہوتے ہیں اس لیے ان سے اور ان کی مثل کئی اور اہم کتابوں سے (جن کا تذکرہ بوجہ خوف طوالت ترک کرنا پڑا) براہ راست استفادہ کیا گیا ہے، تاہم جس جگہ ضروری ہوا وہاں تشریح و توضیح کے لیے ثانوی مآخذ کی طرف بھی رجوع کیا گیا۔

میں نے اس مقالے کو لکھتے ہوئے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ یہ تحقیقی تقاضوں کے لحاظ سے قابل اعتماد ہو لیکن باوجود اس کے انسان ہوں جس سے خطائیں ہو ہی جاتی ہیں، چنانچہ اس تحقیقی کاوش میں اگر کوئی کمی کوتاہی نظر آئے تو اسے میری بشری کمزوری سمجھتے ہوئے درگزر کیا جائے اور اس کی خوبیوں کو اللہ الموفق و المستعان کی عطا کی ہوئی توفیق اور مدد کا نتیجہ تصور کیا جائے۔

15 جنوری 2007ء　　　　　　احمد سعید

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب اول: حجر کا تعارف اور اکراہ و منع شرعی کے ساتھ تعلق

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تمہید

آغاز بحث میں شریعت، فقہ اور قانون کے مفہوم اور غرض و غایت کے بارے میں ایک تمہیدی تفصیل اس مفید مقصد کی وضاحت پیش کرنے کے لیے درج کی جاتی ہے کہ فقہ و شریعت انسانی اعمال کی شرعی حیثیت واضح کرتے ہیں جبکہ قانون ایک عام حکم ہے جو تمام لوگوں کے لیے ایک عام طریق عمل بتاتا ہے۔ لیکن انسانی اعمال و افعال کی آزادی کی وسعت اور حدود سے متعلق شریعت اور قانون کا تصور الگ الگ ہے۔

شریعت اور قانون

1. شریعت، لفظی و اصطلاحی مفہوم

ا۔ لفظی مفہوم : شریعت کے لفظی معنی ہیں ؛ کھول کر بیان کرنا اور اظہار (Expression) کرنا۔(1)

ب۔ اصطلاحی مفہوم : معروف معنوں میں شریعت نام ہے: "الائتمار بالتزام العبودية ۔ اطاعت اور بندگی اختیار کرنے کے لئے حکم دینے کا۔" (2) حکم عام ہے خواہ اعتقادات کو ماننے اور ان پر رسوخ (Firmness) اور پائداری کے ساتھ قائم رہنے کے لیے ہو یا اقوال پر استوار اور معاملات پر کاربند رہنے کے لیے ہو۔ شاطبی(3) فرماتے ہیں : شریعت مکلّف اشخاص کے اعتقادات کے ساتھ ساتھ ان کے اقوال اور افعال کی حد بندی بھی کرتی ہے۔(4)

فقہ : فقہ کی لفظی تعریف ہے "الفهم، الفطانة، العلم بالشيء ۔ سمجھ بوجھ، درک اور کسی چیز کا علم حاصل کرنا (Comprehend)۔" (5).

عام فقہاء سے جو تعریف منقول ہے اس کے مطابق "فقہ" قرآن اور سنت سے حاصل ہونے والے فہم و فراست اور سمجھ بوجھ (Science) کو کہتے ہیں: "هو العلم بالاحكام الشرعية المكتسب من ادلتها التفصيلة۔ " فقہ" شرعی قوانین کے علم کا نام ہے جو ان کے تفصیلی دلائل سے حاصل ہو۔"(6).

غرض ! شرعی قوانین کو ان کی تفصیلی دلائل سے معلوم کرنے کا اصطلاحی نام "فقہ" ہے۔

فقہ اور شریعت

کشاف اصطلاحات فنون میں ہے۔ کیفیت عمل کے ساتھ جن احکام کا تعلق ہے ان کے لیے فقہ کی تدوین کی گئی اور جن احکام کا تعلق کیفیتِ اعتقاد کے ساتھ ہے ان سے علم کلام بحث کرتا ہے ..... اور دونوں قسم کے احکام کو ماننے کا نام شریعت ہے۔ (7)

اس سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ "شریعت" عام ہے اور "فقہ" خاص یعنی فقہ شریعت کا ایک حصہ ہے جو

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

انسان پر اس کے اعمال کی شرعی حیثیت (Position) واضح کر دیتا ہے۔

قانون : Law

ا۔ قانون کی لغوی تعریف : قانون ایک یونانی لفظ ہے جو سریانی (زبان) کے ذریعہ عربی میں آیا ہے اس کے اصل معنی "مسطر" کے ہیں۔ بعد میں یہ لفظ قاعدہ کلیہ کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ "لغة الفقهاء" میں ہے "القانون لفظ معرب ج قوانین؛ المقیاس من کل شیء امر کلی منطبق علی جمیع جزئیاته....... Canon. لفظ قانون "عربی بنا لیا گیا ہے اس کی جمع قوانین ہے۔ ہر چیز میں اندازہ کرنے کا آلہ، پیمانہ؛ ایسا قاعدہ کلیہ جو اپنی تمام جزئیات پر منطبق ہو۔" (8)

ب۔ اصطلاحی تعریف : قانون اپنے عام اصطلاحی معنی میں باہمی سلوک اور روابط کے مجموعہ کا نام ہے اپنے قدیم معنی میں اہل حکومت کی مرضی اور فرمان کا دوسرا نام قانون تھا۔ (9)

آج کل "قانون "ظاہری انسانی افعال کے عام قاعدے اور نظام مکتوب کو کہتے ہیں۔ جسے کوئی حاکم اعلیٰ نافذ کرے اور جس کی پابندی لازم ہو۔ "القانون النظام المکتوب التی تعمل به الحکومة و یطبقه الشعب ۔قانون اس نظام (Regulation) کا نام ہے جس پر حکومت کاربند ہو اور جمہور (Public) اس کی مطابقت اختیار کرتا ہو۔"(10). اس سلسلے میں جسٹس تنزیل الرحمٰن (11)رقم طراز ہیں۔

> ''زمانہ قدیم میں قانون کا اطلاق دینی امور اور دنیوی معاملات دونوں پر ہوتا تھا لیکن بعد میں اقوامِ مغرب کے فلسفۂ قانون کے تحت اس کا استعمال دنیوی امور و معاملات کے (تصفیہ کے) لئے ارباب اختیار کے مقرر کردہ قواعد وضوابط کے ساتھ مخصوص ہو کر رہ گیا، چنانچہ قانون اپنے موجود معنی میں انسانی زندگی کو باضابطہ بنانے کے لیے اصول وضوابط کے ایسے مجموعہ کا نام ہے جو افراد کی رضامندی سے مرتب ہو کر حکومت کی جانب سے نافذ ہو جائے۔''(12).

المختصر ! "قانون" اپنے جدید مفہوم میں کوئی خاص حکم کسی خاص شخص کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک عام حکم ہے۔ جو تمام لوگوں کے لیے ایک عام طریق عمل بتاتا ہے۔

فقہ، قانون اور شریعت

دورِ حاضر کی قانونی زبان میں یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ "فقہ" اس علم کا نام ہے جو انسان کے اعمال وافعال کی آزادی کی وسعت اور حدود سے بحث کرتا ہے اور یہیں سے فقہ کا تلفظ اپنے جدید تصورات کی روشنی میں قانون (Law) کا مترادف شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح آج

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کل اسلامی قانون کی اصطلاح دراصل اسلامی فقہ کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے نہ کہ اس سے الگ بلکہ بعض اوقات لفظِ شریعت بھی قانون کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً" شرائع الاسلام "۔(13).

الغرض ! انسانی اعمال اور افعال کی آزادی کی وسعت اور حدود سے بحث کرنے کے باعث شریعت وفقہ کا تلفظ قانون کا مترادف شمار ہوتا ہے، تاہم شریعت اور دنیوی قانون کے رو سے آزادی کی وسعت اور حدود مختلف ہوسکتی ہیں۔

مرقومہ بالا تمہیدی تفصیل کے تناظر میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ حجر بھی چونکہ (ممانعتِ تصرف کا) ایک شرعی قانون ہے جو بے صلاحیت ، نااہل معاملہ اور مضرت رساں لوگوں پر ان کے مالی امور اور معاملات میں تصرفات کے حوالے سے پابندی اور چیک وبیلنس (Check & Balance) قائم کر کے انسانی معاشی زندگی کو باضابطہ اور متوازن بناتا ہے۔ بنا براین یہ محسوس کیا گیا کہ "قانون ممانعت تصرف کا شرعی دائرہ" کے زیرِ عنوان مختلف ابواب اور فصول میں ایک تفصیلی اور تحقیقی بحث پیش کی جائے جو یہ بتا سکے کہ قانونِ حجر سے مراد کیا ہے۔ اس کے اثر ونفوذ کی وسعت اور حدود کہاں تک ہیں اور اس کی افادیت کیا ہے۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل اول

حجر کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

ا۔ **لغوی تعریفات:** لفظ "حجر" کے حروف تہجی (ح ج ر) میں سے ح تینوں حرکات (زبر، زیر، پیش) اپناتا ہے جبکہ ج زبر قبول کرتا ہے۔(14).

اس طور سے علمائے لغت اور ماہرین مفردات نے "حجر" کے کئی مفہوم بیان کیے ہیں۔ جن میں ممانعت اور روک کے معنی بھی مشترک ہیں۔ مثلاً

1. اَلْحَجْرُ: ج مفتوح اور ح ساکن کے ساتھ "الحجر" "حَجَرَ یَحْجُرُ" کا مصدر ہے۔ جس کا مفہوم ہے ؛ روکنا اور منع کرنا (Prohibition, Restraint) (15).

2. اَلْحَجَرُ: ح اور ج مفتوح کے ساتھ "الحجر" جس کی جمع احجار اور اَحْجُر ہے۔ پتھر کو کہتے ہیں۔(16).
فعل سے ممانعت کرنے اور روکنے میں سختی ہوتی ہے اسی طرح پتھر کی سختی اور صلابت کی وجہ سے اس کو "حجر" کہتے ہیں جو جلدی سے اثر پذیری کی راہ میں رکاوٹ ہے۔(17).

3. اَلْحِجْرُ: " ح " مکسور اور "ج " مجزوم کے ساتھ اس لفظ کے مختلف معانی بتائے جاتے ہیں۔

الف۔ **حطیم الکعبه:** کعبہ کے قریب قوسی شکل کی چار دیواری کو **حِجر الکعبه** یا **حِجر البیت** اس لئے کہتے ہیں کہ یہ طواف سے روکتی ہے۔(18)۔

ب۔ **البیت:** گھر۔ اَلْحِضْنُ۔ آغوش اور اَلْحمایة۔ مدد و حفاظت (Protection, Spport) قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے {وَرَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُم} اور تمھاری عورتوں کی بیٹیاں جو تمہارے گھروں میں ہیں۔"(19)۔ **تفسیر المنا** ،، میں ہے۔ **وَالْحِجْرُ: هو مكان ما يحجره ويحوطه الانسان امام صدره و بين عضديه وساعديه** ۔ حجر وہ مکان ہے جسے آدمی حجرہ بنالیتا ہے، سینے کے آگے اور بازوں اور کلائیوں کے درمیان اسے گھیر لیتا ہے"۔ (20) جب کوئی کسی کی آغوش تربیت اور حفاظت میں پرورش پائے یا زور آور کی حمایت کمزور کو حاصل ہو جائے تو عرب کہتے ہیں۔"**نشأ فلان فی حجر فلان**۔ فلان فلان کی گود یا حفاظت میں پلا بڑھا۔"**و فلان فی حجر فلان** ۔"اور فلان فلان کی پناہ اور حمایت میں ہے۔"(21) نابالغ بچہ اپنے مربی (Guardian) کی گود میں اور کمزور وناتواں شخص زبردست اور طاقت ور کی حمایت میں خود کو محفوظ اور بچا ہوا خیال کرتا ہے گویا پالنہار کی آغوشِ تربیت بچے کے لیے اور زبردست کی حمایت کمزور کے واسطے آنے والے خطرات اور مصائب و مشکلات کی راہ میں بمنزلہ رکاوٹ کے ہوتی ہے۔ (22)

ج۔ **اَلْعَقْل:** کتاب مجید میں عقل مندوں کو ذی حجر کہا گیا ہے فرمانِ باری تعالیٰ ہے{ هَلْ فِیْ ذَالِکَ قَسَم" لِذِی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حِجۡرٍ}اور بیشک یہ چیزیں عقل والوں کے نزدیک قسم کھانے کے لائق ہیں۔"(23).

عقل کو "حجر" اس لیے کہتے ہیں کہ وہ انسان کو افعال قبیحہ کے ارتکاب سے روکتی ہے۔ "سمی العقل حجراً لانہ یحجر صاحبہ و یمنعہ من فعل القبیح - عقل کو حجر کو اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عقل مند پر پابندی عائد کر کے اسے برائی کرنے سے منع کرتی ہے۔"(24).

د۔ الحرام والممنوع : تنزیل عزیز میں "حجر" کا استعمال حرام اور ممنوع کے معنوں میں کیا گیا ہے۔ مشرک لوگوں نے اپنے زعم باطل سے بعض مواشی جانوروں کا دودھ، گوشت اور کچھ کھیتیوں کی پیداوار کھانا مردوں اور بت خانوں کے مجاروں کے سوا عورتوں کے لیے حرام ٹھہرایا تھا۔ اسی طرح بعض جانوروں کی پیٹھ پر سواری اور بار برداری کرنے کو ممنوع سمجھتے تھے اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے{وَقَالُوۡا هٰذِهٖۤ اَنۡعَامٌ "وَّحَرۡثٌ" حِجۡرٌ " لَّا يَطۡعَمُهَاۤ اِلَّا مَنۡ نَّشَآءُ بِزَعۡمِهِمۡ}اور وہ اپنے خیال سے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ چار پائے اور کھیتی منع ہے اسے اس شخص کے سوا جس کو ہم چاہیں کوئی نہ کھائے۔"(25).

ر۔ سخت روک، آڑ...... Forbididing ban and strong interception کی جو قرآنی ترکیب دو مفہوم ادا کرتا ہے وہ ہے "حِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا " دنیا میں فرشتوں کے نزول کا مطالبہ کرنے والے لوگ جب قیامت کے روز انہیں اترتے ہوئے دیکھیں گے تو پناہ طلب کریں گے اور چاہیں گے کہ ان کے اور فرشتوں کے درمیان ایک مضبوط آڑ ہو کہ وہ انہیں نہ دیکھ سکیں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے {يَوۡمَ يَرَوۡنَ الۡمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشۡرٰى يَوۡمَئِذٍ لِّلۡمُجۡرِمِيۡنَ وَيَقُوۡلُوۡنَ حِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا} جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے ان گناہگاروں کے لیے کوئی خوشی کی بات نہیں ہوگی۔ اور کہیں گے خدا کرے تم روک لئے (اور بند کر دیئے) جاؤ۔(26).

میٹھے اور کھاری، صاف اور گدلے پانی کے دریا ایک جگہ ملے ہوتے ہیں اور ان کا پانی اس طرح بہتا ہے کہ ایک سے ایک ملنے نہیں پاتا قدرت کے اس کمال کا ذکر قرآن عظیم میں اس طرح سے ہوتا ہے{وَهُوَ الَّذِىۡ مَرَجَ الۡبَحۡرَيۡنِ هٰذَا عَذۡبٌ "فُرَاتٌ" وَّهٰذَا مِلۡحٌ "اُجَاجٌ" ۚ وَجَعَلَ بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخًا وَّحِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا}اور وہی تو ہے جس نے دو دریاوں کو ملا دیا۔ ایک کا پانی شیرین ہے پیاس بجھانے والا اور دوسرے کا کھاری چھاتی جلانے والا اور دونوں کے درمیان ایک اڑ مضبوط اوٹ بنا دی۔"(27).

غرض! مختلف نظائر (Similarities) نے اس بات کی توثیق کردی کہ الفاظ حَجر، حِجر اور حَجُر میں منع اور روک کے معانی قدرِ مشترک (Common Estimation) کے طور پر پائے جاتے ہیں۔ لیکن آئندہ کے مباحث میں جس لفظ کے معروف معنی مطلوب ہیں وہ ہے حَجَرَ یَحۡجُر سے "اَلۡحَجۡرُ" "جرجانی"(28) اور "ابن منظور " (29) وغیرہ علماء لغت "حجر" کے لفظی مفہوم کے بیان میں کہتے ہیں "و اصل الحجر فی اللغۃ ماحجرت علیہ ای منعتہ من ان یوصل الیہ، و کل ما منعت منہ فقد حجرت علیہ۔ دارصل لغت میں حجر اس چیز کو کہتے ہیں جس پر تو نے پابندی لا گو کی یعنی اس تک رسائی حاصل کرنے سے منع کیا اور ہر وہ شے جس سے تو نے منع کیا، تحقیق اس پر تو نے پابندی عائد کردی۔"(30).

حاصل تعریف یہ ہوا کہ حجر ممانعت کا نام ہے اور جس چیز کو حجر کیا گیا وہ ممنوع ٹھہرا اور حجر کی پابندی اس چیز سے متعلق موثر ہوگی جس پر حجر کیا گیا ہو۔ پابندی عائد کرنے سے چونکہ تنگی کا احساس ہوتا ہے اس لئے بعض علماء نے حجر کے لفظی مفہوم "مطلق المنع" کو "منع

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

التضییق "یعنی تنگی لانے والی ممانعت سے تعبیر کیا ہے۔"(31) جب کوئی کسی کو تنگ کرے تو کہتے ہیں۔" تحجر الرجل علیٰ فلان ۔اس آدمی نے فلان کو تنگ کر دیا۔" جس چیز میں اللہ نے کسی کو فراخی دی تھی اور اس نے اس کو اپنی جان کے لیے تنگ کر دیا تو عرب کہتے ہیں۔ "تحجر ما وسعه الله۔ (32) اس مفہوم کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنه (33) سے مروی حدیث کے الفاظ سے بھی ہوتی ہے کہ جب مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے فراغت پانے کے بعد ایک بدو دعا مانگتے ہوئے کہنے لگا (اللھم ارحمنی و محمداً ولا ترحم معنا احدا) اے اللہ !مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر مہربانی نہ کر۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف توجہ کی اور فرمایا:(لقد تَحَجّرْتَ واسعاً) تو نے اس معاملہ کو تنگ بنا دیا جس کو اللہ نے وسعت بخشی تھی۔"(34)۔

ب۔ اصطلاحی مفہوم

"حجر" کے شرعی اور قانونی مفہوم و مراد پر تمام مذاہب کے فقہاء (Jurists) اس لحاظ سے متفق نظر آتے ہیں کہ یہ ایک ایسی صفت ہے کہ جس کا اطلاق اگر کسی پر ہو جائے تو اس کے مالی تصرفات یا تو اصلاً نافذ العمل ہوتے ہی نہیں یا بعض معاملات کے حوالے سے اس پر کچھ پابندیاں لاگو کی جاتی ہیں، چنانچہ مالک کو اپنی ملکیت میں تصرف کرنے سے بالکل روکنے اور مالکانہ حقوق کے استعمال کو کسی ایک حد پر رکھ کر زیادہ اختیارات کو عمل میں لانے سے منع کرنے کا نام عرفِ فقہا میں حجر ہوا خواہ یہ ممانعت شرع کی طرف سے ہو یا ریاستی قانون کی جانب سے(35)اس اجمال کی تفصیل فقہی مذاہب کے رو سے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

حنفیہ

فقہ حنفی کے علماء "حجر" کا شرعی اور قانونی معنی بتاتے ہوئے کہتے ہیں"الحجر فی اصطلاح الفقہاءِ منع مخصوص، لشخص مخصوص، عن تصرف مخصوص... اومنع من نفاذ تصرف قولی بسبب صغر وجنون ورق ۔ اصطلاح فقہاء میں "حجر" نام ہے مخصوص شخص کو ایک مخصوص انداز میں ایک مخصوص تصرف سے روکنے کا''(36) یا بوجہ کم سنی، پاگل پن اور غلامی کے تصرف قولی کے نفاذ کو منع کرنے کا۔"(37)اس ضمن میں"معراج الدرایہ" کی زیادہ جامع تعریف مسطورہ ذیل ہے''**الحجر شرعا: منع مخصوص وھو المنع من التصرف لشحص مخصوص وھو المستحق بأی سبب کان** ۔ شریعت میں"حجر" مخصوص ممانعت کو کہتے ہیں اور وہ مخصوص شخص کو قولی تصرف سے روکنا ہوتا ہے۔جو کسی بھی سبب سے حجر کیے جانے کا مستحق ہو۔"(38).

اس عبارت کا سادہ سا مفہوم یہی ہے کہ حجر عام ممانعت کا نام نہیں ہے بلکہ اس کی تنفیذ اور تعمیل کے مخصوص اسباب ہوتے ہیں اور اس شخص پر عائد ہوتا ہے جو اس کے کسی سبب کی بنا پر اس پابندی کا مستحق ہو۔ اس تعریف سے جو خاص بات ظاہر ہے۔وہ یہ ہے کہ شرع اور قانون جس چیز کو موجب حجر قرار دیں اسی کے باعث حجر لاگو کیا جائے گا۔اسباب وموجبات حجر کوئی معدودے چند نہیں ہیں۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تصرفات

ہر اس قول اور فعل کو لغت فقہاء میں تصرف کہا جاتا ہے جس پر کوئی قانونی اثر مرتب ہوتا ہو اس حوالے سے تصرفات کی دو قسمیں ہوئیں۔

1 . تصرفات قولیہ۔ 2 . تصرفات فعلیہ۔ (39).

1 ۔ تصرفات قولیہ : جو تصرفات زبان کے اقرار اور گفتار کے نتیجہ میں سرزد ہوتے ہیں وہ قولی تصرفات (verbal dispositions) کہلاتے ہیں۔جیسے بیع وشراء (خرید وفروخت) کے لیے مخصوص الفاظ ادا کرنا کہ میں اپنا مال فروخت کرتا ہوں یا کوئی چیز خریدتا ہوں اور یا یہ کہہ دینا کہ میں نے اپنی ملکیت میں سے اتنی مقدار نقد یا جنس ہبہ☆،صدقہ☆،عطیہ☆، وصیت☆، عاریت☆ اور اجارہ☆ کے طور پر دے دی یا یہ اقرار کرنا کہ میرے ذمہ فلاں کا قرض واجب الادا ہے۔(40).

جو لوگ اہلیت تصرف نہ رکھتے ہوں ان کے مضرت رساں تصرفات خواہ زبان کے اقرار کی صورت میں ہوں یا تحریر کی شکل میں نافذ العمل نہیں ہوں گے ۔قولی تصرفات اگر چہ زبان سے سرزد ہوجاتے ہیں لیکن خارج میں ان کا کوئی وجود نہیں ہوتا ان کے نفاذ (Execution) کے لیے قصد اور ارادہ کرنا ضروری ہوتا ہے'' تکملة الفتح ''میں ہے۔''لا ن اعتبار ها موجودة بالشرع ، لابالواقع ، و ا لقصد شر ط للاعتبار ۔ کیونکہ ان کا اعتبار شریعت میں موجود ہے، واقعتاً ان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے۔اور ان کے معتبر ہونے کے لیے قصد وارادہ شرط ہے۔ (41).

الحاصل ! مجور التصرف لوگ ہبہ،صدقہ،عطیہ، ہدیہ، وصیت ،عاریت، بیع وشراء اور اپنے اوپر کسی کے قرض☆ کے اقراء کے جو الفاظ اپنی زبان سے نکالتے ہیں وہ ہیں تو درست لیکن ان کے اثر ونفود کے لیے قصد اور ارادہ (Intention) کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور ان لوگوں کے قصد وارادہ کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے۔

تصرفاتِ فعلیہ

وہ افعال جو اعضاء وجوارح سے صادر ہوجاتے ہیں ان کا خارج میں ایک طرح کا وجود ہوتا ہے،وقوع پذیر ہونے کے بعد نہ تو ان کو روکا جاسکتا ہے اور نہ انہیں کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے " ابن عابدین" اس سلسلے میں فرماتے ہیں۔''لان الفعل بعد وقوعه لا يمكن رده فلايتصور الحجر عنه ۔ کیونکہ وقوع فعل کے بعد اس کا رد کرنا ممکن نہیں ہوتا تو اس سے حجر کرنے کا تصور نہیں کیا جاسکتا''۔(42)
چنانچہ " شرح الوقاية "میں ہے"الحجر لايتحقق فى افعال الجوارح فالصبى اذا اتلف مال الغير يجب الضمان و كذاالمجنون ۔اعضاء بدن کے افعال پر حجر ثابت نہیں ہوتا۔پس بچہ اور اسی طرح پاگل جب کسی کا مال ضائع کردے تو مالی ضمانت☆ لازم آتا ہے۔"(43) خلاصہ یہ کہ مال کے استعمال اور اس میں عمل دخل سے متعلق مجور کی زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں خارج میں وجود نہ رکھنے کے باعث نافذ ہونے سے روکے جاسکتے ہیں۔البتہ فعلی تصرفات کی صورت میں ہاتھ پاؤں سے رونما ہونے والے افعال خارج میں وجود رکھتے ہیں۔ لہٰذا وقوع پذیر ہونے کے بعد ان کو کالعدم قرار دینا محال ہے۔ اس طور سے اگر مجور التصرف کے اعضاء اور جوارح کے افعال

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سے کسی کو مالی نقصان پہنچا تو ذمہ دار ہوگا۔

مالکیہ

مالکی فقہا کے نزدیک بیان ہونے والی فقہی تعریف کے مطابق "حجر "صفت حقیقی نہیں ہے بلکہ حکمی ہے جو اپنے موصوف کے ایسے تمام مالی تصرفات جن کا صدور اس سے بے اختیاری میں ہوا ہو لامحالہ غیر مؤثر بناتی ہے۔"قالوا هی صفة حكمية "يحكم بها الشرع توجب منع موصو فها من نفوذ تصرفه فيما زاد على قوته كما يوجب منعه من نفوذ تصرفه فى تبرعه بزائد على الثلث۔وہ کہتے ہیں: شریعت نے اسے ایک صفت حکمیہ قرار دیا ہے۔ جو موصوف کی قوت سے بڑھ کر صادر ہونے والے اس کے تصرف کے نفوذ کو روکنے کا مؤجب ہے۔جیسا کہ ایک تہائی سے زائد (مال) مفت میں کسی کو دینے کا اس کے تصرف کو نافذ ہونے سے روکنا ضروری ہے۔ "(44).

اس تعریف کے نتیجے میں "مالکیہ "کے نزدیک "منع تصرف" کی دو صورتیں متعین ہو جاتی ہیں: پہلی صورت یہ ہوگی کہ بعض لوگ مالی معاملات چلانے کے اس لیے مجاز نہیں ہوں گے کہ کم عقلی اور نا تجربہ کاری کی وجہ سے وہ مفید اور غیر مفید تصرف میں تمیز اور فرق نہ کر پاتے ہونگے ۔تو ان لوگوں کے تصرفات کے نفوذ اور عدم نفوذ کا انحصار ان کے ولی کی اجازت پر ہوگا جیسے کم سن، اور بے وقوف وغیرہ"كتاب الفقه على المذاهب الاربعه "میں ہے"فان هؤلاءِ يمنعون عن التصرف فيمازاد على قوتهم فاذا با ع احدهم منهم شياء او اشتراه اويتبرع به وقع تصرفه موقوفا ولاينفذ الا باذن الولی ۔پس یقیناً ان لوگوں کو ان کی قوت سے بڑھ کر تصرف سے منع کیا جائے گا پھر جب ان میں سے کوئی اگر کسی چیز کی خرید وفروخت کرے گا یا مفت میں دے گا تو اس کا تصرف موقوف رہے گا۔اور ولی کی اجازت ہی سے نافذ العمل ہوگا۔"(45) اور دوسری صورت میں مالکانہ حقوق کے استعمال کی ایک حد (Limit) تک اجازت دی جائے گی تا کہ ملکیت میں بلا قید وحد تصرف سے دوسروں کے حقوق اور مفادات کو نقصان نہ پہنچے مثلاً مرض موت میں مبتلا شخص اس بات کا پابند ہوگا کہ وہ اپنی املاک میں سے کسی کے لیے ایک تہائی سے زیادہ مال کی وصیت نہ کرے۔"الدسوقی"(46) لکھتے ہیں"فيصح للمريض ان تبرع بثلث ماله لغيره كما يصح للزوجة ذلك . امامازاد على ثلث مالهما فانه لا يصح لهما التبرع به ۔مریض کا غیر کے حق میں اپنے مال کا ایک تہائی حصہ خیرات کرنا درست ہے جیسا کہ بیوی کے لیے اس طرح کرنا جائز ہوتا ہے تاہم اپنے مال کا ایک ثلث بلا بدل (کسی کو) عطا کر دینا دونوں کے لیے صحیح نہیں ہے۔"(47).

شافعیہ

مسلک شافعی کے علماء حجر کا فقہی مفہوم واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں الحجر: هو منع الانسان من التصرف فى المال لاسباب مخصوصه۔ حجر کہتے ہیں آدمی کا مخصوص اسباب کی وجہ سے مال میں تصرف کرنے سے منع ہونے کو۔"(48).

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو تصرف مالی ضیاع اور دوسروں کی حق تلفی کا باعث ہو اس پر حجر کی پابندی لاگو ہوگی۔نیز عبادات مالیہ میں سے صرف ان عبادات کو بجالانے کی اجازت حاصل ہوگی جو ذمہ پر واجب ہوں۔چنانچہ جن لوگوں پر صغر اور جنون کے علاوہ کسی اور وجہ سے حجر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کی پابندی عائد ہو تو وہ خلع، طلاق، ظہار، اقرار واجب العقوبت اور عبادات واجبہ کی صورت میں مالی تصرف کرنے کے مجاز ہوں گے۔ "کتاب الفقه على المذاهب الاربعه۔" میں ہے۔

فيصح ان يتصرفوا فى الامور الاخرىٰ كالخلع	پس صحیح ہے کہ یہ لوگ دوسرے امور مثلاً خلع ☆
والطلاق والظهار والاقرار بما يوجب العقوبة	طلاق ☆ ظہار ☆ اور اقرار واجب العقوبت
أما العبادة المالية فانه لاينفذ منها الا الواجبة	کی صورت میں (مالی) تصرف کریں البتہ مالی
كالحج ، اما الصبى و المجنون فانهما لايصح	عبادات کی صورت میں صرف عبادات واجبہ،
تصرفهما فى شيءٍ مطلقاً۔	مثلاً حج ادا کرنے کے لیے کیا جانے والا

تصرف نافذ ہوگا (نفلی عبادات جیسے صدقہ اور خیرات کرنا درست نہیں ہوں گے) رہا کم سن اور مجنون (پاگل) کا مسئلہ تو ان دونوں کا مالی تصرف بالکل صحیح نہیں ہے۔'' (49).

اس اقتباس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شافعیہ کے نزدیک حجر کے اصطلاحی اور قانونی تعریف کا جو مفہوم سامنے آتا ہے وہی حنفیہ کے ہاں بھی ہے کہ شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک حجر کی فقہی اور قانونی تعریف کا نتیجہ ایک نکلتا ہے وہ یہ کہ جو لوگ کم عمری اور بے عقلی کے علاوہ کسی اور سبب کے باعث محروم التصرف ہوں انہیں فقط اشد ضروریات زندگی پورا کرنے کے لیے مال میں تصرف کا اختیار حاصل ہوتا ہے جب کہ کم سن اور پاگل مال میں تصرف کرنے کا حق بالکل نہیں رکھتے ہیں۔

حنابلہ : حنبلی فقہ میں حجر کا مطلب ہے: کسی انسان کو اس کے مال میں مالکانہ حق کے استعمال سے روکنا خواہ ممانعت قانون شریعت کی طرف سے ہو یا شرعی حاکم کی جانب سے چنانچہ "ابن قدامه" (50) فرماتے ہیں

"الحجر: هو منع الانسان من التصرف	حجر انسان کو اس کے مال میں تصرف سے منع کرنے
فى ماله سواء كان المنع من قبل الشرع	کو کہتے ہیں خواہ ممانعت شرع کی جانب سے ہو جیسے
كمنع الصغير و المجنون والسفيه ،	صغیر، مجنون اور بے وقوف کو روکنا، اور یا حاکم کی
او كان من قبل الحاكم كمنع الحاكم	طرف سے ہو جیسے حاکم (عدالت) کا خریدار کو اس
المشترى من التصرف فى ماله حتى	کے مال میں تاوقتیکہ اس نے قیمت اداء نہ کی ہو
يؤدى الثمن الذى عليه۔	تصرف سے منع کرنا۔" (51)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تعریف کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب حنبلیہ میں حجر کا دائرہ وسعت رکھتا ہے حتیٰ کہ حاکم شرعی اور عدالت کی صواب دید اگر یہی ہو کہ خاص وعام کے مفاد میں کسی شخص کے تصرفات کو حجر کیا جائے تو ایسا کرنے کے مجاز ہوں گے۔

شیعہ

جعفری اور زیدی فقہی مسالک میں بھی "حجر" کا عام مفہوم تقریباً وہی بتایا جاتا ہے جو جمہور سنی فقہاء نے بیان کیے ہیں۔ چنانچہ "وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ "اور شیعہ کی دیگر فقہی کتب میں ہے"والحجر فی الشرع کون الشخص ممنوعا من التصرف فی مالہ وملکہ بسبب من الاسباب ۔ شریعت میں"حجر"نام ہے آدمی کا اپنے مال اور ملکیت میں (ممانعت تصرف کے) کسی سبب کے باعث تصرف کرنے سے رکا ہوا ہونے کا۔"(52).

غرض متذکرہ بالا مباحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ لغت کے اعتبار سے روکنے، منع کرنے اور تنگی لانے کو"حجر" کہتے ہیں اور عرف شریعت میں اس کا مطلب ہے مخصوص اسباب کے تحت کسی کو مالی تصرف سے روکنا۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- دیکھئے! الجرجانی، التعریفات، ص : 91 ؛ و قلعہ جی وقنیبی، معجم لغة الفقهآء ، ص : 260 ؛ و عباس ندوی، قاموس الفاظ القرآن الکریم ، ص : 303۔

2- ایضاً۔

3- الشاطبی (؟-------- 790ھ) ابراہیم بن موسیٰ بن محمد، ابواسحاق، اللخمی، الغرناطی الشاطبی مالکیہ کے امام، محقق، مفسر اور محدث ہوگزرے ہیں۔ ابن الفخار اور ابوالقاسم وغیرہ علماء سے کسب فیض کیا جب کہ ابوبکر عاصم اور دیگر کئی کبار علماء نے آپ سے اخذ اور استفادہ کیا۔

تصانیف: ''الموافقات فی اصول الفقه' اور ''الاعتصام'' آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔ الزرکلی، الاعلام، ص: 71/1۔

4 - الموافقات ، ص : 88/1 ؛ وتنزیل الرحمٰن ، مجموعہ قوانینِ اسلام ، ص : 832/2۔

5 - سعدی ابوحبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 289 ؛ ومجیب اللہ ندوی ، اسلامی فقہ ، ص : 20/1 ؛ وقلعه جی وقنیبی ، معجم لغة الفقهآء ، ص : 348۔

6 - قلعه جی وقنیبی، ص : 243 ؛ وصدر الشریعة عبیدالله ابن مسعود ، التلویح و التوضیح، ص : 30۔

7 - التهانوی ، ص: 835/1۔

8 - قلعه جی وقنیبی ، ص : 355 ؛ والجرجانی، التعریفات ، ص : 121۔

9 - تنزیل الرحمٰن ، مجموعہ قوانین اسلام، ص : 832/2۔

10- قلعه جی وقنیبی، ص : 355 ؛ وفیروزالدین، فیروزاللغات، ص : 1003۔

11- تنزیل الرحمٰن (1922..... ؟) جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن : ملک کے معروف ماہر قانون ہیں، دینوی اور ملکی قوانین میں کامل دستگاہ رکھنے کے ساتھ ساتھ دینی اور فقہی علوم کا وسیع مطالعہ بھی رکھتے ہیں۔ ''اسلامی نظریاتی کونسل'' آف پاکستان کے صدر اور'' ادارہ تحقیقات اسلامی'' اسلام آباد، کے اعزازی مشیر قانون رہ چکے ہیں۔ دیکھئے ! مقدمہ مجموعہ قوانینِ اسلام۔

12 - ملاحظہ ہو! مجموعہ قوانین اسلام ، ص : 832/2۔

13- ایضاً۔

14 - ابن منظور ، لسان العرب ، ص : 167/5 ؛ و سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 78-77 ؛ و زین العابدین ، قاموس القرآن ، ص : 204 ؛ وغیاث الدین ، غیاث اللغات ، ص : 139 ؛ و محمد حنیف ندوی ، لسان القرآن ، ص : 18/2 - 417/4۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

15 - دیکھئے ! ایضاً ؛ والجرجانی ، التعریفات ، ص : 59 ؛ والزبیدی ، تاج العروس ، ص :123/3۔

16 - قلعه جی و قنیبیی، معجم لغة الفقهآء ، ص : 175 ۔

17 - الصاغرجی ، الفقه الحنفی وادلته ، ص : 52/3۔

18 - ایضاً ؛ و سعدی ابوحبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 78 ؛ والعینیی ، رمزالحقائق ، ص : 79/4 ؛ والزیلعی ، تبیین الحقائق ، ص : 190/5 ؛ و محمدرشید رضا ، تفسیر المنار ، ص : 167/5 ۔

19 - النسآء : 23 ؛ و سعدی ابوحبیب ، القاموس الفقهی، ص : 78۔

20 - محمد رشید رضا ، ص : 447/4۔

21 - سعدی ابوحبیب ، القاموس الفقهی، ص : 78 ؛ لویس ملعوف ، المنجد، ص : 119 ؛ ومحمد حنیف ندوی ، لسان القرآن ، ص : 34۔

22 - دیکھئے ! الراغب الاصفهانی ، المفردات ، ص : 35 ؛ و غیاث الدین ، غیاث اللغات ، ص : 139۔

23 - الفجر : 5

24 - ملاحظہ ہو ! الجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 347/2 ؛ والنووی ، المجموع شرح المهذب ، ص : 344/8 ؛ والطوری ، تکملة البحر، ص : 141/8 ؛ والعینیی ، رمز الحقائق ، ص : 79/4 ؛ و محمد رشید رضا ، تفسیر المنار ، ص : 167/8 ؛ واحمد بن یحیٰ المرتضی ، البحرالزخار ، ص : 88۔

25 - الانعام : 139 ؛ اس بارے میں مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ! تفسیرالمنار ، ص : 167/8 ؛ و عبدالله عباس ندوی ، قاموس الفاظ القرآن الکریم ، ص : 123۔

26 - الفرقان : 22 ؛ نیز وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو ! شبیراحمد عثانی ، تفسیر عثانی ، ص : 483 ؛ وعبدالله عباس ندوی، م.ن ؛ والواعظ الکاشفی ، تفسیر حسینی ، ص : 111۔

27 - ایضاً ؛ والفرقان : 53۔

28 - الجرجانی (740 --- 792ھ) علی بن محمد بن علی، سیدالشریف اور سیدالسند الجرجانی ، اپنے وقت کے بڑے لغوی، نحوی، مناظر اور علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر جانے جاتے تھے۔ سید علی العجمی اور فتح اللہ الشروانی جیسے اکابر علماء آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ تصوف میں آپ نے خواجہ جلال الدین العطار سے استفادہ کیا۔

تصنیفات: آپ نے کئی درسی کتب پر شروح اور تعلیقات (Annotations) لکھیں جن میں " حاشیة علی المطول " اور ''شرح فرائض الوجیه" قابل ذکر ہیں۔ نیز لغت میں آپ نے ''التعریفات'' کے نام سے گران قدر کتاب تصنیف کی۔ دیکھئے ! محمد عبدالحئی ، الفوائد البهیه ، ص : 48-47-

اگرآپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

29- ابن منظور (630 --- 711ھ) ابوالفضل محمد مکرم جمال الدین ابن منظور ؛ افریقہ اور مصر میں اقامت پذیر رہے۔ علم لغت میں مہارت اور علم حدیث میں شہرت پائی۔ طرابلس میں منصب قضا پر فائز ہوئے۔ آپ کے شاگردوں میں ابن المقبر اور مرتضٰی بن حاتم کے نام آتے ہیں۔ لغت میں "لسان العرب" کے نام سے ضخیم کتاب مرتب کرنے کی وجہ سے آپ لوگوں میں مقبول بنے۔ ملاحظہ ہو! لسان العرب ، ترجمة المولف ، ص :4-5/1-4-

30 - التعريفات ، ص : 59 ؛ ولسان العرب ،ص : 167/4-

31 - الشوكاني ، نيل الاوطار ، ص : 114 ؛ والصنعاني ، سبل السلام ، ص : 53/2 ؛ والشيرازى، المهذب ، ص: 328/1 ؛ والزحيلى ، الفقه الاسلامى وادلته ، ص : 411/5۔

32 - لويس معلوف ، المنجدفى اللغة والاعلام ، ص: 119 ؛ وعبدالحفيظ بلياوى ، مصباح اللغات ، ص : 138-

33 - ابو هريرة (23 ق ھ.... 59ھ) زیادہ صحیح رائے یہی ہے کہ آپؓ کا نام عبدالرحمان بن صخر اور کنیت ابوھریرہ ہے، کنیت نام پر اس طرح غالب آگئی کہ گویا ان کا نام ہی رکھا گیا۔ قبیلہ دوس سے تعلق تھا۔ غزوہ خیبر کے بعد مشرف باسلام ہوئے، مدینہ ہجرت کی، رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کرنے کے بعد اسی میں لگ گئے۔ تمام صحابہؓ میں سب سے زیادہ آپؓ نے احادیث روایت کیں، آپؓ کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار سے اوپر ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب نے پہلے آپؓ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا لیکن بعد میں نرمیِ مزاج کی وجہ سے معزول کیا۔ خلافت بنوامیہ میں کئی سال تک مدینہ کے حاکم رہے۔ دیکھئے ! الخطيب التبريزى ، اكمال فى اسمآءِ الرجال ، ص : 586 ؛ والزركلى ، الاعلام ، ص : 80/4 ؛ وابن حجر العسقلانى ، التقريب مختصر التهذيب، ص : 231۔

34 - الترمذى، جامع الترمذى، كتاب الطهارت ، باب ماجآء فى البول يصيب الارض، حدیث نمبر 139 ص: 21/1 ؛ علاوہ ازیں حبس اورحد کے الفاظ ایسے ہیں جو" حجر "کا لغوی مفہوم" المنع" اور معروف معنٰی" ممانعت تصرف" بھی ادا کرتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے ! الجرجانى ، التعريفات ، ص : 59 ؛ وقلعه جى و قنيبى ، معجم لغة الفقهآءِ ، ص : 176 - 174 ؛ ولويس معلوف ، المنجد ، ص : 119 و 189؛ و سعدى ابو حبيب، القاموس الفقهى ، ص : 75 ؛ وابن نجيم ، البحرالرائق ، ص : 475/6 ؛ وابن رشد ، بداية المجتهد ، ص : 245/2 ؛ وابن تيميه ، مجموع فتاوى ، ص : 75/28 ؛ وکیرانوی ، القاموس الجديد ، ص : 160 ؛ ووزاره الاوقاف والشئون الاسلاميه الكويت، الموسوعة الفقهية ، ص : 282-83/16؛و 300/5۔

35 - ملاحظہ ہو ! الجزيرى ، كتاب الفقه على المذاهب الاربعه ، ص : 246-248/2 ؛ ومحمد بن محمدالبخارى الكاكى، معراج الدراية ، ص : 335/3 ؛ والشربينيى الخطيب ، المغنى المحتاج ، ص : 165/23 ؛ والزحيلى ، الفقه الاسلامى وادلته ، ص : 114/5؛ وابن قدامه، المغنى ، ص : 550/4 ؛ و الخمينى ،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com:ڈاکٹر مشتاق خان

تحریر الوسیله ، ص : 13/2۔

36 - ابن عابدین ، ردالمحتار، ص : 142/6۔

37 - عبیدالله بن مسعود ، شرح الوقایه، ص: 343/2؛ والعینیی ، رمزالحقائق ، ص: 89/4؛ وسعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 78-77؛ و عبدالحلیم المنتظر وعطیه الصراحی و محمد حلف الله ، معجم الوسیط، ص: 157/1؛ وقلعه جی و قنیبیی، معجم لغة الفقهاء ، ص: 175۔

38 - محمد بن محمد البخاری الکاکی ، معراج الدرایة بهامش الهدایة ،ص: 336/3۔

39 - قلع جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 132 ۔

☆ اَلْهِبَةُ : وهب کا مصدرو ماخذ ہے جس کا لفظی معنٰی ہے ''بلاعوض مالک بنانا''؛ مفت میں کوئی چیز دینا۔ از روئے شریعت اس کا مطلب ہے : اپنی زندگی میں بغیر کسی مالی بدل کے کسی کو اپنی ملکیت کا مالک بنانا.......... GRANT۔ دیکھئے ! قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهآء ، ص : 492 ؛ وتنزیل الرحمان، قانونی لغت، ص: 257 ؛ والجرجانی ، التعریفات ، ص : 104, 172۔

☆ الصدقة : صدقہ کی جمع صدقات ہے ؛ اس عطیہ (Gift) کو صدقہ کہتے ہیں؛ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب طلب کیا جاتا ہو۔ ملاحظہ ہو! قلعه جی و قنیبیی، معجم لغة الفقهاء ، ص: 272 ؛ والجرجانی، التعریفات ، ص: 95۔

☆ العطية : عطیہ کی جمع عطایا و عطیات ہے جس کا مفہوم ہے ہر ایسی قیمتی چیز جو بلاعوض دی جائے خواہ ہبہ، صدقہ اور یا ہدیہ کی صورت میں ہو۔ دیکھئے! قلعه جی و قنیبیی، معجم لغة الفقهاء ، ص: 315؛ وسعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 253۔

☆ الهدية: ہدیہ نام ہے کسی کی عزت افزائی اور اکرام کی خاطر کوئی مالی چیز مفت میں دے دینا ''اعطاء الشی بغیر عوض و صلة وتقرباًو اکراماً ۔ حصول تقرب اور کسی کی عزت افزائی کے لیے کوئی چیز عوض اور صلہ کے بغیر دینے کا..... (Gift)۔ ملاحظہ ہو! قلعه جی و قنیبیی، معجم لغة الفقهاء ، ص : 492؛ وتنزیل الرحمٰن ، قانونی لغت، ص : 257۔

☆ الوصية : وصیت کی جمع وصایا ہے اس کا لفظی مطلب ہے ''الوصل۔ ملانا'' فقہی زبان میں وصیت کہتے ہیں '' تملیک الغیر لما بعد الموت''. اپنی موت کے بعد غیر کو مالک بنانے کو...... Will ۔ دیکھئے! سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی، ص : 381 ؛ و قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص: 504 ؛ وتنزیل الرحمٰن ،قانونی لغت ، ص: 490۔

☆ اَلْعَارِيّة : عواری کی جمع ہے ؛ عاریت عارضی طور پر لی ہوئی چیز کو کہتے ہیں۔ جس کے اصطلاحی معنٰی ہیں ''تملیک منفعة بلا بدل ۔ بغیر کسی عوض کے منفعت (Benefit) کا مالک بننا....... Gratuitous loan ۔ ملاحظہ ہو! الجرجانی ، التعریفات، ص: 104؛ ولجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، المجلة ، م 765، ص: 145؛ و سعدی ابو حبیب ،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

القاموس الفقهی، ص: 267۔

مذکورہ بالا تعریفات سے معلوم ہوا کہ ہبہ، عطیہ، عاریۃ، ہدیہ، صدقہ اور وصیت سب میں بلاعوض مالک بنانے کا مفہوم پایا جاتا ہے، البتہ صدقہ حصولِ ثواب کے لیے اور ہدیہ کسی کے اکرام میں ہوتا ہے جبکہ وصیت وصی کے مرنے کے بعد کسی کو مالک بنائے جانے کے لیے کی جاتی ہے۔

☆ **الأجارہ** : اجارہ کا لفظی معنٰی ہے عمل کا بدلہ........wage اور قانون شریعت میں ''اِجارَہ'' عبارت ہے ''العقد علی المنافع بعوض ھو مال۔ مالی عوض کے بدلے حصول منافع کا عقد (Contract) کرنے سے۔'' یعنی مالی عوض کے بدلے منافع کا مالک ہونا......(Countervalue)۔دیکھئے ! الجرجانی ، التعریفات ، ص: 104, 12 ؛ وقلعه جی وقنیبی، معجم لغة الفقهاء، م.ن۔

40 - دیکھئے ! الحصکفی ، الدرالمختار، ص: 92/4؛ وا لجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ص: 346/2 ؛ ومحمد حنیف گنگوہی ، طلوع النیرین ، شرح اردو ہدایہ آخرین،ص: 265-267/4 ؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 412/5۔

41 - ابن الهمام ، ص: 311/7۔

☆ **القرض**: یہ قرض کا ماخذ (Source) ہے۔اس کی جمع قروض ہے جس کا لغوی معنی ہے: القطع۔ توڑنا، کاٹنا، شریعت کی نظر میں ایسی چیز جس کی مثال آسانی سے میسر ہو کسی کو اس غرض سے دے دینا تا کہ وہ مستقبل میں ویسی چیز لوٹا دے قرض کہلاتا ہے......LOAN۔ملاحظہ ہو! سعدی ابو حبیب ،القاموس الفقهی، ص : 300 ؛ وقلعه جی و قنیبی ، معجم لغة الفقهاء ، ص: 361۔

42 - ردالمحتار، ص : 146/6۔

☆ **الضّمان** : ضمان؛ضمن کا مصدر ہے جس کا لفظی معنی ہے ''الکفالة.... Bial۔اور فقہ کی اصطلاح میں : ضمان سے مراد ایک ایسا اقرار ذمہ داری ہے جو کسی دوسرے شخص کے قرض، قصور یا بدمعاملگی کے بابت کیا جائے......Guarantee۔ملاحظہ ہو ! قلعه جی وقنیبی ، معجم لغة الفقهاء ، ص: 285 ؛ وتنزیل الرحمٰن، قانونی لغت ، ص : 262 ۔

43 - عبیدالله بن مسعود ، ص: 342/4 ؛ والحصکفی، الدرالمختار ، ص: 91, 92/4 ؛ والعینی ، رمزالحقائق، ص: 89/4۔

44 - الحطاب ، مواهب الجلیل ، ص: 57/5؛ و الدردیر، الشرح الصغیر، ص : 915/4؛ وسعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی، ص : 78۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

45 - الجزیری ، ص : 347/2۔

46 - الـدَّسُوقی (?........1230ھ) محمد بن احمد بن عرفہ الدسوقی؛ فقہائے مالکیہ میں سے ہیں، لغت عربی اور فقہ کے ممتاز عالم اور مصر کے قصبہ دسوق کے رہنے والے تھے، قاہرہ میں تعلیم حاصل کی، وہاں اقامت اختیار کی اور وہاں ہی پر وفات ہوئے۔''ازھــــر'' میں درس وتدریس کیا'' شجرۃالنور الزکیة ''میں ہے''ھو محقق عصرہ وفریدۃ دھرہ ۔آپ اپنے دور کے محقق اور اپنے زمانہ کے نابغہ تھے۔

تصانیف: آپکی تصانیف میں ''حاشیةعلی الشرح الکبیرعلی مختصرخلیل '' ؛''وحاشیةعلی شرح السنوسی لمقدمته ام البراھین'' وغیرہ کتب شامل ہیں۔تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ! الزرکلی،الاعلام، ص : 242/2 ؛ وکحالہ عمررضا، معجم المولفین ، ص : 292/9۔

47 - حاشية الدسوقی، ص: 293/3 ؛ والجزیری ، کتاب الفقه علی المذاھب الاربعه ، ص: 347/2۔

48 - النووی ، المجموع شرح الْمُهَذَّب ، ص : 344/3 ؛ نیز دیکھئے ! الزحیلی، الفقه الاسلامی وادلته، ص: 413/5 ؛ والشربینیی الخطیب ، المغنی المحتاج ، ص : 165/2۔

☆ الْخُلْعُ: خَلَعَ کا مصدر ہے؛فقہی زبان میں اس مال کے عوض خاوند کا بیوی کو طلاق دینا "خلع" کہلاتا ہے جو بیوی خاوند کو دیتی ہے.......Divorce at the instance of the wife who pays a compensation۔ملاحظہ ہو! قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 99۔

☆ الطَّلاق: طلاق کا لفظی مفہوم ہے؛ چھوڑنا اور پابندی ہٹانا اور شرعی اصطلاح میں نکاح کے بندھن کو دور کرنے کا نام طلاق ہے......Divorce۔قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 292 ؛ والجرجانی ؛ التعریفات ، ص:101۔

☆ الظِّھار : ظِھار ظھر سے ہے۔فقہاء کرام کے نزدیک "انت علّی کظھر اُمی ۔(تو مجھ پر اس طرح حرام ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ) کہہ کر آدمی کا بیوی کو اپنے اوپر حرام کر دینے کا نام "ظہار" ہے۔ملاحظہ ہو! الجرجانی ؛ التعریفات، ص :103؛وقلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص :296،297 ۔

49 - الجزیری،ص : 347/2؛والشیرازی،ص : 404/2۔

50 - ابن قدامه (541----620ھ) آپ کا نام عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ ہے ، نابلس (فلسطین) کی ایک بستی جماعیل میں پیدا ہوئے، بچپن ہی میں اپنے چچا کے ہمراہ صلیبی جنگوں کے دوران اپنے آبائی وطن کو خیر باد کہا اور دمشق جا ٹھہرے۔ صلاح الدین ایوبی کی معیت میں صلیبی جنگیں لڑیں۔طلب علم کے لیے چار سال تک بغداد کا سفر کیا اور آخر کار پھر دمشق لوٹے۔"ابــن غـنـیـمــه" کہتے ہیں "مـاعرف احد فی زمانی ادرک رتبة الاجتهاد الا الموفق۔ میرے زمانے میں موفق (ابن قدامہ) کے علاوہ میں کسی کو بھی نہیں جانتا ہوں جس نے رتبہ اجتہاد پایا ہو"۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تصنیفات: ''المغنی شرح الحرقی"؛ "الکافی"؛"المقنع"؛ "العمدہ"؛ "روضۃ الناظر اور "البرھان فی علوم القرآن" آپ کی تصنیفات میں شامل ہیں۔ دیکھئے ! کحالہ عمر رضا، معجم المولفین ، ص : 30/6 ؛ والزر کلی، الاعلام،ص : 191/4 ؛ و ابن رجب الحنبلی ، ذیل طبقات الحنابلہ ، ص: 133---146۔

51 - المغنی ، ص : 550/4 ؛ والبھوتی ، کشاف القناع ، ص : 404/2۔

52 - الحرالعاقلی ، ص: 591/5 ؛ و الخمینی ، التحریرالوسیۃ ، ص : 13/2 ؛ نیز ملاحظہ ہو ! الطباطبائی ، المیزان فی تفسیر القرآن ، ص : 182/4 ؛ و احمد بن یحیٰ المرتضیٰ ، البحرالزخار، ص: 88۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل دوم

حجر کی قانونی حیثیت

وضعی قوانین کے لحاظ سے حجر اور ممانعت تصرف کا قریب المعنی بلکہ ہم معنی لفظ " INTERDICTION" مستعمل ہے جس کا عام مفہوم ہے:

1 - To Forbid to Prohibit. منع کرنا، باز رکھنا، روکنا۔

2 - To restraint (from) پابندی، روک، ممانعت۔

3 - To Stop or intercept(1) راہ بند کرنا، حامل ہونا۔

جب کہ عرفی اور اصطلاحی اعتبار سے قانون کی نظر میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بسبب دیوانگی، مخبوط الحواسی، ذہنی اور جسمانی کمزوری اپنے مفاد اور مصلحت کی حفاظت اور نگرانی کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اس کو ایک سرپرست اور نگران کے قابو اور اختیار (Control) میں لایا جاتا ہے تاکہ وہ اس کے امور و معاملات کو اس کے (بہترین) مفاد میں چلا سکے۔ ایسا شخص " Interdicted" کہلاتا ہے اور اسکی حیثیت عرفی اور قانونی " Interdiction" بیان کی جاتی ہے۔ جیسا کہ " BLACK'S LAW DICTIONARY" میں ہے۔

> Every Person who on account of insanity, has become incapable of controling his own interests , can be put under the control of a guardian, who shall administer his affairs with the same effect as he might himself. such a perosn is said to be "interdicted" and his status is described as "interdiction".
>
> ہر وہ شخص جو بوجہ جنون اور فتورِ عقلی اپنے مفادات کو اختیار میں لانے کا اہل نہ رہا ہو وہ ایک نگران کے قابو میں دیئے جانے کا لائق ہے، جو اس کے معاملات کو عمل میں لانے کا اسی طرح سے انتظام کرے گا جیسے غالباً (حالت صحت میں) اس نے بذات خود چلائے ہوں۔ ایسا آدمی "interdicted" (ممنوع التصرف) کہلاتا ہے اور اس کی حیثیت عرفی بطور "interdiction" (ممانعت تصرف) بتائی جاتی ہے۔"(2)

اور قانون دیوانی (Civil law) میں ممانعت تصرف " Interdiction " کہتے ہیں

"A judicial decree by which a person is deprived of the exercise of his civil rights.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ایک عدالتی حکم کو جس کے ذریعے ایک شخص کو اس کے شہری اور مدنی حقوق☆ کو استعمال کرنے سے محروم رکھا جاتا ہے۔"(3)

"FARUQI'S LAW DICTIONARY ENGLISH-ARABIC" میں حجر "interdiction" کی جو قانونی تعریف عربی عبارت میں بعض الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ بیان ہوئی ہے وہ تقریباً وہی مفہوم ادا کررہی ہے جو متذکرہ بالا اقتباسات میں بیان ہوا ہے چنانچہ مذکورہ ڈکشنری میں ہے

"وضع شخص بلغ السن القانونية تحت و صاية شخص آخر نظراً لما به من الجنون اوعته او انخلال عقلي او ما الى ذلك من اسباب مبررة للحجر والمحجورعليه يسمى "interdicted" وفي القانون المدني: امر تجريد من الحقوق المدنية. وو لاية وصي على محجور عليه. او امر رادع يصد بطلب مسبب من المحكمة المختصة لمنع او وقف فعل ضار غير قانونيي، يقابله ما سمى "Injunction" .

جو کوئی شخص (بلوغت) کی قانونی عمر کو پہنچا ہوا سے لاحق دیوانگی، ناسمجھی اور خرابی عقل کے باعث یا کسی اور سبب سے جو حجر کی پابندی لاگو کرنے کی وجہ جواز بنتا ہو کسی دوسرے شخص کی سرپرستی میں اس (کے مفادات) کی دیکھ بھال کرنے کے لیے لانا۔ اور جس (کسی) پر حجر کی پابندی عائد کی گئی ہو وہ "Interdicted" کہلاتا ہے۔ اور قانون دیوانی میں "Interdiction" عبارت ہے شہری / مدنی حقوق سے برطرف کرنے سے اور یا امر مانع (Preventive order) کو کہتے ہیں جو مضرت رساں غیر قانونی فعل کی بندش اور التوا کے لیے (مقرر) مخصوص عدالت (Special Court) کی طرف سے باعث (ارتکابِ ضرر) کو روکتا ہو۔ جو لفظ اس کے ساتھ (معنوی) مطابقت کرتا ہے وہ "Injunction" کہلاتا ہے۔"(4)

متذکرہ بالا اقتباسات کے الفاظ سے بخوبی عیاں ہے کہ جو بچہ بلوغت کی قانونی عمر پالینے کی بعد دیوانہ اور فاتر العقل ثابت ہوا یا نادانی، کم فہمی اور ذہنی وجسمانی کمزوری کے باعث اس قابل نہ تھا کہ مصلحت پر مبنی امور ومعاملات چلا سکے تو اس کو ایک (دانا وبینا) شخص کی نگرانی میں لایا جائے گا جو اس کے مفادات کے تحفظ ونگہداشت کے لیے اس کے معاملات کی نگرانی کرے گا، نیز قانون اس بات کا روادار بھی نہیں کہ کسی شخص کے معاملات وتصرفات اگر دوسروں کے حق میں ضرر رسان اور نقصان دہ ہوں ان کے نفوذ واثر کو روکا نہ جائے۔ چنانچہ "حجر" کے اطلاق (Application) کا جو مقصد ہے قریباً قریباً وہی "Interdiction" سے بھی مراد ہے۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1. Cassill and Co, Cassell,s English Dictionary, P: 657; and Farozsons, English to English and Urdu Dictionary, P: 307-326-375-376-438-439; and Faruqi's Law Dictionary English-Arabic, P: 377; And M-Farani, THE LAW DICTIONARY, P:136; and Oxford University Press, Dictionary of Modern Legal usage, P: 306;

وادارہ تحقیقات اسلامی، اردو قانونی ڈکشنری، ص: 122۔

2. HENRY CAMPBEL BLACK, P: 811.

☆ ڈاکٹر جسٹس تنزیل الرحمٰن "Appeal cases privy council, 1880" کے حوالے سے قانونی لغت، ص: 126 پر لکھتے ہیں "شہری حقوق کے الفاظ اپنے سیدھے سادے معنوں میں بہت وسیع مفہوم رکھتے ہیں، ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مال وملکیت میں تصرف کرے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ دوسروں کے حقوق اور اس کا اپنا ذاتی مفاد مجروح نہ کرے۔

3. HENERY CAMPBEL BLACK, P: 811; And Robert Allen, THE ENGLISH DICTIONARY, P: 331.

4. Harith Suleiman, Faruqi's Law Dictionary, English-Arabic P: 377.

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل سوم

حجر، اکراہ ومنع شرعی

حجر کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم ومعنی کی وضاحت کے بعد بے جانہ ہوگا کہ اس بات کا تذکرہ کیا جائے کہ دونوں کا نتیجہ کس اعتبار سے یکساں ہوتا ہے، کس لحاظ سے دونوں کے مفہوم میں فرق پایا جاتا ہے اور آیا "اکراہ" سے "حجر" کے معروف معنی مراد لئے جاتے ہیں یا نہیں نیز ایک مختصر سا جائزہ یہ بھی پیش کیا جائے کہ شرع مبین نے (حرام ومکروہ کہہ کر) جس مالی تصرف سے روکا ہے ایسی ممانعت پر حجر کا اطلاق (Application) ہوتا ہے یا نہیں چنانچہ ان نکات پر ذیل میں روشنی ڈالی جاتی ہے تاکہ آنے والے مباحث میں ان الفاظ سے متعلق کوئی اغلاق (Closing) باقی نہ رہے۔

1. اکراہ: (COMPULSION)

"اَلْاِکْـراہ" کے لفظی معنی ہیں: مشقت اور جبر وتشدد۔(1) ارشاد ربانی ہے {لَآ اِكْـرَاهَ فِـی الـدِّیْـنِ} دین میں کوئی زبردستی نہیں۔"(2) شریعت کی نظر میں "اکراہ" ایسے امر کی تہدید (Threat) ہے جو انسان کو ایسے فعل کے کرنے پر آمادہ کرے جس کے ارتکاب پر وہ دل سے راضی نہ ہو۔ تاہم اس کی اہلیت باقی رہتی ہے۔ "الاکرہ و اثرہ فی الاحکام الشرعیہ" میں ہے

> "انـه فـعـل يـوجـد من المكره فيحدث في المكره معنى يصير به مـدفوعا الى الفعل الذى طلب منه......فيعمله بغير حق من دون رضـاه ويـفسـد بـه اختيـاره مـن غيـر ان تـنعدم به الاهليه فى حق المكره۔
>
> مجبور کرنے والے شخص کے فعل کا نام اکراہ ہے، جس کے نتیجے میں مجبور کیا جانے والا شخص اس کام کے کرنے پر مجبور ہو جو اس سے طلب کیا گیا ہو۔ چنانچہ وہ ناحق اپنی مرضی کے خلاف وہ فعل کر گزرتا ہے۔ مجبور شخص فعل سے انکار کرنے کا اختیار تو نہیں رکھتا البتہ اس کی اہلیت بر قرار رہتی ہے۔" (3)

احوال اکراہ

اکراہ کی دو حالتیں ہیں؛ ایک اکراہ تام (جسے اکراہ ملجی بھی کہتے ہیں) اور دوسری اکراہ ناقص۔ اکراہ تام وہ ہے جس میں جان جانے، جسم کے کسی عضو کے ضائع ہونے یا سخت مار پڑنے کا غالب گمان ہو۔ اس حالت میں انسان کی رضامندی اور اختیار مفقود ہو جاتا ہے اور وہ مجبور کرنے والے کے لیے ایک بے بس آلۂ کار کی حیثیت اپنا لیتا ہے۔ اکراہ ناقص کی صورت میں جان جانے اور عضو تلف ہونے کا یقین تو نہیں ہوتا البتہ اس سے مجبور کیا جانے والا شخص رنج والم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔(4)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حجر واکراہ؛ توافق

حجر واکراہ کا عام مفہوم جاننے کے بعد بالاختصار کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص اسباب کی بنا پر کسی شخص کو مالی تصرف کے اختیار سے محروم کرنا "حجر" ہے اور کسی انسان کو ایسی چیز کے کرنے پر مجبور کرنے کا نام "اکراہ" ہے جس کو وہ دل سے نہ چاہتا ہو لہٰذا اب اس نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی مضایقہ (Inconvenience) نہ ہوگا کہ حجر کیا جانے والا شخص اور مجبور آدمی دونوں ایسے ہیں جن کے اختیارات سلب (Seize) ہو جاتے ہیں چنانچہ " ھدایہ " کی شرح میں ہے "فی کل منھما سلب ولایۃ عن جری علی موجب اختیارہ ۔ ان میں سے ہر ایک (حالت) میں ذمہ داری کا اختیار کے موافق جاری رہنا ختم ہو جاتا ہے۔"(5)

حجر واکراہ؛ تخالُف

ہر چند کہ اکراہ اور حجر کے نتیجہ میں انسان محجور اور مکرَہ کا اختیار سلب ہو جاتا ہے لیکن اس اعتبار سے دونوں کا مفہوم باہم مختلف ہے کہ "حجر" کی نسبت "اکراہ" میں سلب اختیار زیادہ قوی ہوتا ہے۔ "ابن عابدین "(6) لکھتے ہیں "والاکراہ اقوی لان فیہ السلب ممن لہ اختیار صحیح ولایۃ کاملہ ۔ اکراہ (حجر سے) قوی تر ہے، کیوں کہ اکراہ میں اس شخص کا اختیار چھین لینا ہوتا ہے جو اختیار صحیح اور ولایتِ کاملہ کا مالک ہوتا ہے۔"(7)

مضرت رساں تصرفات سے بچاؤ کے لیے حجر لاگو کرنا اور اکراہِ ناقص

یہ بات مقاصدِ شریعت میں شامل ہے کہ لوگوں کی فلاح و بہبود اور ان کے مالی مفادات کے تحفظ کا خاص خیال رکھا جائے اس طور سے وہ عاقل بالغ لوگ جن کے مالی تصرفات دوسروں کے حق میں مضرت رساں ہوں اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں بلا روک ٹوک حقِ ملکیت کے استعمال کی اجازت دی جائے امام ابوحنیفہ (8) سمیت باقی ائمہ احناف اس قُماش (manners) کے لوگوں کو زبردستی مالی تصرفات سے منع کرنے اور ان پر حجر کی پابندی عائد کرنے کے قائل ہیں چنانچہ "المجلہ" اور " شرح المجلہ" میں ہے "یحجر علی بعض الاشخاص الذین یضرون بالعامۃ، والحجر علی ھوءُ لاءِ الناس متفق علیہ بین اَئمتنا الثلاثۃ۔ ان بعض لوگوں پر حجر عائد کیا جائے گا جو عامۃ الناس کو ضرر پہنچاتے ہوں اور ان پر حجر لاگو کرنا ہمارے تینوں ائمہ کا متفقہ فیصلہ ہے۔" (9)

مالکانہ حقوق کے استعمال سے منع کرنا اور ملکیت میں عمل دخل کرنے سے روکنا اگر چہ فرد کی شخصی آزادی اور اس کی کرامت آدمیت کے خلاف ہے جو ایک نقص ہے لیکن خواہشات کی تکمیل میں بے دریغ دولت خرچ کرنا یا اس طرح سے تصرف میں لانا جو مفاد خاص و عام میں بڑی خرابی لاتا ہو یقیناً اس لائق نہیں کہ اس کی اجازت دی جائے کیوں کہ فقہاء فرماتے ہیں کہ بڑے اور عام نقصان سے بچانے کے لیے کسی فرد کا نقصان کرنا یقیناً جائز ہے۔(10) لہٰذا دولت میں تبذیر و اسراف اور مضرت رساں تصرفات پر قانون حجر لاگو کر کے مالک کے اختیار تصرف کو کلیتاً اور یا کسی حد تک ختم کر دیا جائے گا۔ گو کہ مجبور رنج والم اور نقصان سے دوچار ہوتا ہو جیسا کہ اکراہ ناقص کی حالت میں مکرہ (Compelled) کی کیفیت ہوتی ہے۔ اکراہ سے حجر کے معنٰی مراد لینے کی بخوبی وضاحت اس مثال سے بھی ہوتی ہے کہ جب اشیاءِ ضرورت بازار میں معروف طریقِ تجارت کے مطابق فروخت ہو رہی ہوں لیکن ان چیزوں کی کم یابی یا انسانوں کی کثرت کے باعث اگر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قیمتیں (Rates) چڑھ جائیں تو اللہ کی مخلوق کو مقررہ نرخوں پر فروخت کرنے کا پابند بنانا ورنہ بازار اور کاروبار چھوڑنے پر مجبور کرنا زیادتی ہوگی۔ البتہ گرانی اگر تاجروں کی خودغرضی اور ناجائز منافع خوری کی وجہ سے ہو تو اس قسم کے تصرفات کو روک کر بھاؤ مقرر کیا جائے گا اور تمام تاجروں کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ واجبی قیمت میں مال بیچیں یا پھر بازار چھوڑ دیں۔ حافظ ابن تیمیہ (11) فرماتے ہیں "ولھذا الولی الامر ان یکرہ الناس علی بیع ماعندھم بقیمة المثل ۔اس لیے حاکم کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو مجبور کرے کہ وہ اپنا مال قیمت مثل پر فروخت کریں۔"(12)

جس طرح حاکم وقت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ گران فروشی پر پابندی لگا کر تاجروں کو مال عام بھاؤ کے مطابق فروخت کرنے پر مجبور کرے اسی طرح کئی اور ایسے مواقع بھی ہیں جہاں وہ مالکانہ حقوق کے استعمال سے باز رکھ کر مالک کو مال بیچنے پر مجبور کردے مثلاً آپؒ لکھتے ہیں "یجوز الاکراہ علی البیع بحق فی مواضع مثل بیع المال لقضاءِ الدین الواجب و النفقة الواجبة ۔کسی حق کے لیے کئی مواقع پر مال زبردستی فروخت کروانا جائز ہوتا ہے مثلاً قرض کی ادائیگی کرنے اور ضروری خرچ (پورا کرنے) کے لیے۔"(13)

غرض! جیسے اکراہ کی حالت میں انسان کی رضامندی اور اختیار مفقود ہوتا ہے اور وہ رنج والم کی کیفیت سے دوچار ہو جاتا ہے اسی طرح حجر کیے جانے کی صورت میں انسان مال وملکیت میں آزادنہ تصرف کرنے کے اختیار سے محروم ہو جاتا ہے۔ جس کو وہ دل کی خوشی سے قبول نہیں کرتا جو اس کے لیے ایک عیب اور پریشانی کی بات ہے۔ فقہائے کرام غالباً اس احساس کے ساتھ "اکراہ" کا اطلاق "حجر" پر کرتے ہیں۔

-2 منع شرعی (Legal Prohibition)

اسلام بیع وشراء اور فطری مقابلہ کی آزادی دیتا ہے لیکن اس بات سے اسے شدید انکار ہے کہ خودغرضی اور لالچ میں مبتلا ہو کر تاجر لوگ اپنی دولت میں اضافہ کرتے چلے جائیں۔ اس لیے نبی کریم ﷺ کے ارشادات میں ذخیرہ اندوزی کی سخت ممانعت وارد ہوئی اور ایک حدیث میں ذخیرہ اندوز کو بہت برا بندہ اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ جب گرانی ہوتی ہے۔ تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔(14) اس کا مقصود تو یہی ہوتا ہے کہ اشیائے ضرورت وتجارت کو جمع کر کے رکھے، بازار میں ان کی قلت پیدا کرے، لوگوں کو تکلیف پہنچنے اور ان کی شدید ضرورت اور حاجت کے وقت مارکیٹ میں لا کر حسبِ دل خواہ قیمتیں چڑھائے اور ضرورت مند لوگوں کا مالی نقصان کر کے خود خوب نفع کمائے۔ اسی لیے تمام اہل علم نے غلہ وغیرہ، اشیائے ضرورت کی ذخیرہ اندوزی کو حرام کہا ہے۔ (15) اور ارباب اختیار کو مشورہ دیا ہے کہ ذخیرہ اندوز اگر اپنے احوال کی اصلاح نہ کریں تو احادیث میں وارد سخت ممانعت کے پیش نظر وہ ان کا مال چھین کر بازار کے عام نرخ پر لوگوں میں فروخت کریں چنانچہ "ھدایہ" اور "عنایہ شرح الھدایہ" میں ہے کہ جب غلہ وغیرہ ضرورت کی چیزوں کے تاجر قیمتیں بڑھانے میں حد سے تجاوز کریں تو حکومت میدان معیشت کے اہل دانش کے مشورے سے قیمتوں کا تعین کر کے ذخیرہ اندوزوں کو اس کے مطابق خرید وفروخت کرنے کا پابند بنادے اور اگر وہ تعمیل حکم سے انکار کر دیں تو ان کا مال چھین کر بازاری مول کے مطابق بکوادے۔(16)

اوپر والی تفصیل ذکر کرنے کا مقصد یہی ہے کہ جن لوگوں کے مالی تصرفات ضرررساں اور مفادات عامہ کے خلاف ہونے کے

ALLAMA IQBAL
Open University Library
(ACQUISITION SECTION)
Acc. No. 111104
Date 25-07-2008

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

باعث شریعت میں بصراحت حرام اور ممنوع ٹھہرا دیئے گئے ہوں حاکم اور عدالت کو چاہیے کہ افراد اور سماج کو ان کے اثرات بد سے محفوظ رکھنے کے لیے ان پر حجر لاگو کر دے، جیسے اشیائے صرف کی شدید ضرورت کے وقت ان کی ذخیرہ اندوزی کرنے کے لئے مالی تصرفات کو عمل میں لانے سے روکنا۔

بیوع منهی عنها

اسی طرح بیع و شراء کی کئی ایسی شکلیں آغاز اسلام کے وقت عرب معاشرے میں رائج تھیں لیکن ان کے اندر ہر فریق کو اس کا پورا حق ملنے کی ضمانت نہ تھی بلکہ بعض دفعہ ایک فریق کو اپنے حق سے کلی یا جزوی طور پر محروم ہو جانا پڑتا تھا ان بیوع میں سے چند ایک کا ذکر اور کسی ایک فریق کے حق میں معاشی نقصان کا باعث ہونے کی بناء پر ان کی حرمت کا حکم احادیث میں موجود ہے۔ بہتر ہوگا کہ ان کا مختصر تعارف اور معاشی طور پر نقصان دہ ہونے کے سبب (حکومتی سطح پر) ان کی ممانعت کا تذکرہ پیش کیا جائے۔

1- **بیع الملامسه:** بیع ملامسہ یہ ہے کہ بائع (بیچنے والا) کوئی چیز مشتری (خریدنے والے) کو دکھائے اور صرف مشتری کے ہاتھ لگا لینے سے منعقد کر دے اور بعد میں مبیع (خریدی گئی چیز) واپس کرنے کا اختیار بھی نہ ہو گویا چیز کو چھونا اس کو دیکھنے کے قائم مقام کر دے۔

2 - **بیع المنابذه :** کسی چیز کو مشتری کی طرف پھینک دینے سے بیع لازم ہو جائے یا یہ کہ بائع (Seller) مشتری (Buyer) سے یوں کہے کہ جب میں یہ چیز تیری طرف پھینک دوں گا تو بیع لازم ہو جائے گی یا یہ کہ بائع سے کہے کہ جب میں یہ چیز تیری طرف پھینک دوں گا تو بیع منعقد ہو جائے گی اور تجھے واپسی کا اختیار بھی نہ ہوگا۔(17)

3- **بیع الحصاة :** یہ وہ بیع ہے جس کے اندر کسی چیز کی خرید و فروخت کا معاملہ اس وقت مکمل سمجھا جاتا ہے جب فریقین میں سے کوئی فریق دوسرے کی طرف کنکری پھینک دیتا ہے۔(18)

4- **بیع الغرر :** دھوکہ کی بیع ؛یہ ہے کہ بیچنے والا اپنی کوئی خراب اور معیوب (Defected) چیز ظاہر میں اس طرح پیش کرے جیسے وہ ہر لحاظ سے ٹھیک ہے۔ ایسی شے کی خرید و فروخت بھی بیع الغرر میں آتی ہے جس کا وصول ہونا خریدار کے لیے یقینی نہ ہو۔ (19)

5- **بیع المحاقله :** صاف گیہوں کی متعین مقدار کے بدلے گیہوں کی تیار کھیتی کا خریدنا بیچنا۔ یہ بیع صرف گندم کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ صاف چاول، مکئی/جوار، جو اور چنا وغیرہ کے عوض چاول، جوار، جو اور چنا وغیرہ کی تیار فصل کا خریدنا بیچنا بھی " محاقلہ " ہے۔(20)

6- **بیع العربان یا بیع العربون :** وہ بیع ہے جس میں خریدار کسی شے کی خریداری کے سلسلے میں دکان دار کو کچھ رقم بطور بیعانہ (Earnest Sale) اس شرط کے ساتھ دیتا ہے کہ اگر معاملہ طے پا گیا تو رقم شے کی قیمت میں شامل اور شمار ہوگی اور نہ طے پایا تو بیعانے کی یہ رقم دوکان دار کی ہو جائے گی۔(21)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

7- **بیع السنین یا بیع المعاومه :** کسی باغ کے پھل کو آئندہ کئی سالوں کے لیے بیچنا۔(22)

8- **بیع الحیوان باللحم:** زندہ جانور کو کٹے ہوئے گوشت کے بدلے بیچنا خریدنا۔(23)

9- **بیع المجازفة:** جس میں ناپ تول کے بغیر محض اندازے اور تخمینے سے اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔مثلاً غلہ کی ڈھیر کو ناپ تول کے بغیر دوسری معلوم المقدار یا مجہول المقدار چیز کے عوض بیچنا اور خریدنا **بیع المجازفة** ہے۔(24)

10- **بیع العینة :** وہ بیع ہے جس میں فریقین کا اصل مقصود کسی شے کی خرید و فروخت نہیں ہوتا بلکہ کمی بیشی کے ساتھ نقدی کا لین دین کرنا ہوتا ہے۔مثال کے طور پر بائع کا سامان تجارت کو ایک مدت تک کے لیے خریدار کے ہاتھ فروخت کرنا اور پھر مدت معین کے بعد قیمت فروخت سے کم قیمت میں اس سے واپس خریدنا......(Sale of credit)۔(25)

11- **بیع المحاضرة :** باغ کے پھلوں کو ایسی حالت میں بیچنا خریدنا کہ وہ ابھی بالکل سبز کچے ہوں اور ان پر پکنے کے اثار نہ ہوں۔(26)اسی طرح ایک آدمی کی بیع پر دوسرے آدمی کا بیع کرنا جائز نہیں۔ایک خریدار کے نرخ پر دوسرے کا نرخ بڑھا دینا کہ تم اسے نہ دو مجھے اتنی قیمت پر دے دو درست نہیں ہے۔اس طرح بیع میں دھوکا دینا یعنی مبیع کے عیب کو چھپانا یا پوری چیز نہ دینا یا ایک دکھا کر دوسری دینا وغیرہ بھی ناجائز ہے۔اور اسی طرح جانور کے تھنوں میں دودھ روک کر اس کو زیادہ دکھا کر جانور کو فروخت کرنا بھی حرام ہے۔(27)ان مذکورہ بیوع کے علاوہ احادیث نبویہ میں کچھ اور معاملات خرید و فروخت کا ذکر بھی آتا ہے۔مثلاً شریعت نے نفع کے لیے کوئی خاص مقدار متعین نہیں کی ہے لیکن میدان معیشت کے واقف کار لوگ ایک سامان کی جو قیمت لگاتے ہوں، ان سے بڑھ کر قیمت لگانا اور کثیر نفع لینا مزاج شریعت کے خلاف ہے۔(28)یا مثلاً کسی شخص نے ایک سامان خرید کیا اور دوسرے سے یہ کہہ کر فروخت کیا کہ میں اپنی قیمت خرید پر ہی تم پر بیچ رہا ہوں لیکن قیمت خرید کے بتانے میں دروغ گوئی سے کام لیا اور زیادہ بتادی یا کہا کہ قیمت خرید پر اتنا نفع لیتا ہوں حالاں کہ اصلاً اس نے زیادہ پیسے لئے تھے تو ان دونوں صورتوں کو فقہاء کی اصطلاح میں "تولیه" اور "مرابحه" Release at cost price and sale at a profit کہا جاتا ہے۔ (29) خریدار کو اس معاملہ کو ختم کر دینے یا اس سے زیادہ رقم کے واپس لینے کا حق حاصل ہوگا۔(30)اسی طرح مساجد خالصۃ اللہ کے ذکر، دین کی دعوت وتذکیر اور عبادت کی جگہیں ہیں، یہاں خرید و فروخت میں اندیشہ ہے کہ دوسروں کی نماز اور عبادت میں خلل نہ پیدا ہو جائے اس لیے مسجدوں میں خرید و فروخت کو روکا گیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ " کسی کو مسجد میں فروخت کرتے یا خرید کرتے ہوئے دیکھو تو کہدو (لاا ربح الله تجارتک) اللہ تمہاری تجارت کو نفع سے محروم کردے۔"(31)

بیع کی ان تمام اقسام مذکورہ کو احادیث میں حرام، ناجائز اور باطل قرار دیا گیا ہے اور ان پر اس لیے روک لگادی کہ ان میں بائع اور مشتری کے ساتھ دھوکہ ہوتا ہے، مواسات اور ہمدردی کا فقدان ہوتا ہے، ظلم اور تعدی کے سبب باہمی رضامندی اور انصاف کی رعایت نہیں رکھی جاتی جس سے نفرت وتکدر اور جذبہ رقابت پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔(32) جو جھگڑے اور نزاع کا باعث بن سکتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ ان میں ایک فریق بیع وشراء کی حق تلفی اور مالی نقصان کا ضرور احتمال ہوتا ہے۔چنانچہ مفاسد مذکورہ کے موجب احادیث میں جن عقود ومعاملات کی ممانعت آئی ہے اس سے شریعت نے صرف حکم اخروی یعنی آخرت کے ثواب وعذاب کو متعلق کیا ہے لیکن بعض اوقات اس سے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

احکام دنیا بھی متعلق ہو جاتے ہیں وہ اس طرح کہ معاملہ بیع وشرا میں کسی ایک فریق کے طرز عمل سے دوسرے کی حق تلفی ہوتی ہو اور اس کو مالی خسارہ برداشت کرنا پڑ رہا ہو تو وہ نقصان سے بچنے کے لیے اس معاملہ کو ختم کرواسکتا ہے۔ اور اس معاملہ کے انفساح (Cancellation) کی بات اگر اس کے قابو سے باہر ہو تو وہ عدالت سے رجوع کر کے حکم امتناعی (stay order) کے ذریعے اس تصرف پر روک لگواسکتا ہے۔شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: اسلام میں معاملات تجارت کا مقصد ضروریات کی تکمیل اور حاجت براری ہے اور یہ خوش اسلوبی کے ساتھ تب ممکن ہے کہ جانبین معاملہ باہم مواسات و ہمدردی کے جذبات سے سرشار ہوں، معاملہ میں کسی قسم کا دھوکہ، خیانت اور ضرر کا دخل نہ ہو، حقیقی رضا مندی موجود ہو اور کسی لحاظ سے ظلم اور استحصال کا شائبہ نہ پایا جاتا ہو۔ اور جن معاملات میں یہ زرین اصول پائمال ہو رہے ہوں وہ باطل ہیں اور اس لائق ہیں کہ قوت نافذہ کی طرف سے ان پر پابندی عائد کہ جائے تاکہ تمدن اور تعاون میں خرابی واقع نہ ہو جائے جو کہ ایک ضرر ہے اور اسلام کا یہ اصول ہے کہ نہ نقصان اٹھانا ہے، نہ نقصان پہنچانا ہے۔(33)

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

-1 قلعہ جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهآء ، ص : 85 ؛ و سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 317۔

-2 البقرہ : 256۔

-3 عبد الفتاح ، ص : 24 ؛ و السرخسی ، المبسوط ، ص: 38/24؛ واحمد بن و حلان ، اسنی المطالب ، ص : 292/3۔

-4 دیکھیے ! المجله ، نفس الماده ، والماده 949 ، نفس الصفحه ؛ و سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص: 317-318۔

-5 محمد بن محمد البخاری الکاکی ، معراج الدرایه بهامش الهدایة ، ص : 336/3 ؛ والحصکفی، الدر المختار ، ص : 91/4۔

-6 ابن عابدین (1198-------1252ھ) محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی ؛ شام کے بڑے فقیہ اور اپنے دور میں احناف کے امام تھے۔آپ کا مایہ ناز فتاوی" ردالمحتار علی الدر المختار " کئی مجلدات میں چھپ چکا ہے اور "حاشیہ ابن عابدین" کے نام سے مشہور ہے۔آپ کا بیٹا جو "قره عیون الاخیار تکملة ردالمحتار " کا مصنف ہے بھی ابن عابدین کے نام سے شہرت رکھتا ہے۔

تصانیف : ابن عابدین (باپ) کی تصانیف میں "العقود الذریه فی تنقیح الفتاوی الحامدیه " ؛" نسمات الاسحار علی شرح المنار "اور "مجموعه رسائل "شامل ہیں۔دیکھیے! الزرکلی، الاعلام، ص : 151/1؛ وابن عابدین، محمد علاء الدین ، مقدمة تکمله ردالمحتار، ص : 6-11۔

-7 ملاحظہ ہو! رد المحتار، ص :142/6؛و الزرکلی ، الاعلام، م .ن۔

-8 ابو حنیفہ(80-----150ھ) ابوحنیفہ نعمان بن ثابت امام اعظم ایک تابعی، بہت بڑے بلند پایہ محقق، مجتہد اور ایک مستقل فقہی مذہب کے امام تھے۔کوفہ میں پیدا ہوئے اور وہاں آپ کی پرورش ہوئی،آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔کاروبار تجارت کے ساتھ طلبِ علم میں مشغول رہتے لیکن بعد میں تجارت چھوڑ کر درس وتدریس اور افتاء وارشاد میں مصروف ہو گئے۔

تصنیفات : آپؒ کی تصانیف میں "مسند امام اعظم" ؛ "رسالة الفقه الاکبر "؛ "رسالة العالم والمتعلم "اور"کتاب الاثار "جس کی روایت امام محمد نے آپ سے کی ہے نمایاں ہیں۔دیکھیے! الزرکلی ، الاعلام، ص: 4/9؛ وابن کثیر، البدایة والنهایة، ص:107/10؛ وخطیب بغدادی ، تاریخِ بغداد ، 323/13-433ملخصاً۔

-9 لجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، م 964 ، ص :187؛ والاتاسی، ص :523/3؛ والمرغینانی ، الهدایة،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ص : 338/3۔ اس ضمن میں مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! باب ششم کے مندرجات۔ نیز دیکھیے! تنزیل الرحمن، قانونی لغت، ص:37، ومیر محمد، پی، ایل، ڈی، سپریم کورٹ، 1965، ص : 470؛

And see! Noshervan advocate, THE LAW OF TART, P: 57-58- and see! Fardunji, CODE OF CIVIL PROCIDURE, P:384-388.

-10 ابن نجیم، الأشباه والنظائر، ص :110؛ ولجنة مولفة من العلماء والفقهاء، المجلة، م 26، ص : 19؛ والكرلاني، الكفاية، ص : 193/8۔

-11 ابن تیمیه (661-------728ھ) احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم، ابوالعباس، تقی الدین، شیخ الاسلام ابن تیمیہ الحنبلی بغداد کے شہر "حران" میں پیدا ہوئے اور دمشق شام میں پرورش پائی۔ آپؒ دین میں اصلاح کے زبردست خواہاں تھے اس لیے اپنے فتووں کی وجہ سے دوبار مصر میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حتیٰ کہ اسیری کی حالت میں قلعہ دمشق میں آپؒ کی موت واقع ہوئی۔ آپ فصیح اللسان تھے اور تفسیر وعقائد اور اصول میں آپؒ کو کمال مہارت حاصل رہا۔ "السیاسة الشرعیه" ؛ "مجموع فتاوی "اور دیگر کثیر تعداد کتب اور رسائل آپؒ کی تصانیف ہیں۔ ملاحظہ ہو ! محمد ابوزهره، شیخ الاسلام ابن تیمیه، ص: 763-766؛ والزركلی، الاعلام، ص : 144/1؛ وابن كثير، البداية و النهاية، ص:135/14۔

☆ قیمت کی جمع قیم ہے؛ یہ اس دام کو کہتے ہیں جو سامان تجارت یا کسی مالِ متقوم(Things with comercial value) کے عوض میں مقرر کیا جاتا ہو.... Value, price۔قلعه جی و قنیبی، معجم لغةالفقهاء، ص: 374؛ و سعدی ابو حبیب، القاموس الفقهی، ص:311۔ اور قیمت المثل وہ ہوتی ہے جو معاملہ بیع(Contract of sale) میں مبیع(Sold) کا ٹھیک ٹھیک بدل(Exact equivalent) واقع ہو۔ دیکھئے! قلعه جی و قنیبی، معجم لغةالفقهاء، ص: 401 - 404۔

-12 ملاحظہ ہو! الحسبه فی الاسلام، ص : 88 ؛ ومجموع فتاوی، ص : 75/28۔

-13 ایضاً، ص :77/28۔ حافظ ابن تیمیہ کی آرا کی روشنی میں اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ "حنفیہ" کی طرح "حنابلہ" بھی مضرت رساں تصرفات پر حجر کی پابندی عائد کرنے کے حق میں ہیں۔

-14 الخطیب التبریزی، مشکوٰة، کتاب البیوع، باب الاحتکار، حدیث نمبر2772، ص :251۔

-15 الترمذی، جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب ماجآء فی الاحتکار، حدیث نمبر1276، ص:152/1؛ ومسلم، صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب تحریم الاحتکار فی الاقوات، احادیث نمبر1423-1422، ص :569/2۔

-16 المرغینانی، ص: 456/4؛ والبابرتی، العنایه بهامش تکملة الفتح، ص :193-194/8۔

-17 مسلم الأمام، صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب ابطال بیع الملامسه والمنابذة، احادیث نمبر3801،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

3805، 3806،ص :478-479/2؛ والبخاری، الجامع الصحیح ، کتاب البیوع ، باب بیع الملامسه و باب بیع المنابذه،احادیث نمبر2001، 2003، ص: 958/1-959۔

18- سعدی ابوحبیب ، القاموس الفقهی ، ص: 92؛ ومسلم، صحیح مسلم ، کتاب البیوع ، باب بطلان بیع الحصاة والبیع الذی فیه غرر ، حدیث نمبر 3808، ص:480/2؛ والترمذی ، جامع الترمذی ، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة بیع الغرر، حدیث نمبر ، 1236، ص:147/1۔

19- نفس المراجع.

20- ایضاً، ص: 95، والترمذی، باب مآجا فی النهی عن المحاقله و المزابنة ، حدیث نمبر1230، ص :147/1۔

21- قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهآء، ص :114؛ وسعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی، ص:236۔

22- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد،کتاب البیوع، باب فی بیع السنین ، حدیث نمبر1581،ص:681/2؛و مسلم،صحیح مسلم ، کتاب البیوع، باب النهی عن المحاقلةوالمزابنة...... و عن بیع المعاومة وهوبیع السنین، احادیث نمبر3908-3914، ص:503/2-505۔

23- مالك الامام ، الموطا، کتاب البیوع ، باب بیع الحیوانِ باللحم ،احادیث نمبر132-135؛ومسلم ، صحیح مسلم، کتاب البیوع ، باب تحریم بیع حبل الحبلة،احادیث نمبر3809 ,3810، ص :481/2۔

24- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب البیوع ، باب فی المذابنة ،حدیث نمبر1567، ص:676/2؛ ومسلم ، صحیح مسلم ، کتاب البیوع ، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض ،احادیث نمبر3843 , 3844، ص:489/2؛ وباب تحریم بیع صبرة التمر المجهولة القدربتمر ،حدیث نمبر3851، ص :490/2۔

25- سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی،ص:270؛ و قلعه جی وقنیبیی، معجم لغة الفقهآء،ص:114۔

26- الترمذی ، جامع الترمذی ، ابواب البیوع، باب ماجآء فی کراهیة بیع الثمرة قبل ان یبدو صلاحها، احادیث نمبر1233 ,1234،ص :147/1؛ ومسلم، صحیح مسلم ، کتاب البیوع ، باب النهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها بغیر شرط القطع ،احادیث نمبر3862-3874،ص:494/2-496۔

27- البخاری، الجامع الصحیح ، کتاب البیوع، باب لایبیع علی بیع اخیه و لا یسوم علی سوم اخیه ،احادیث نمبر1997, 1996/1؛ومسلم ، صحیح مسلم، کتاب البیوع ، باب تحریم بیع الرجل علیٰ بیع اخیه و سومه علی سومه و تحریم النجش و تحریم التصریه،احادیث نمبر3811, 3812, 3813، 3815 , 3816،ص : 481-483/2؛والترمذی ، کتاب البیوع ، باب ماجآء فی کراهیة الغش فی البیوع،حدیث نمبر1225،ص:157/1۔

28- گو کہ شریعت نے نفع کمانے کے لیے کوئی خاص مقدار متعین نہیں کی ہے لیکن اتنی کثیر مقدار میں نفع لینا جو "غبن فاحش" کے درجہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

میں آجائے اور جس سے معاشی اور اقتصادی ناہمواریاں پیدا ہوں، چاہیے کہ اس کی ایک حد مقرر ہوتا کہ استحصالی قوتوں کے ہاتھوں اجتماعی سطح پر معاشی بدحالی سے بچا سکے۔ دیکھئے! سیف اللہ رحمانی، حلال وحرام، ص : 350۔

29- ملاحظہ فرمائیے! سعدی ابو حبیب ،القاموس الفقهی ،ص : 389؛ و قلعه جی و قنیبی ، معجم لغة الفقهاء، ص: 114؛ والمرغینانی ، الهداية ،ص : 3/56-55۔

30- المرغینانی، الهدایه، م.ن ۔

31- الترمذی ، جامع الترمذی ، کتاب البیوع ، باب النهی عن البیع فی المسجد ،حدیث نمبر 1332، ص : 1/158۔

32- سیف الرحمانی، حلال وحرام، ص: 324, 344, 347, 348, 350؛ وحسین محمد، شاہ ولی اللہ کا نظریہ معیشت، ص: 166-167۔

33- شاہ ولی الله ، حجة الله البالغة ، ص : 2/188-196ملخصاً۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب دوم: حجر کی مشروعیت ومقصدیت

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل اول

قرآن میں حجر کی حیثیت

اشیا کا حقیقی مالک اللہ ہے

زمین وآسمان کی تمام اشیا کا حقیقی مالک اور وارث اللہ تعالیٰ ہی ہے اور زمین وآسمان میں موجود دولت کے خزانوں پر حقیقی اور اصلی ملکیت اسی کو حاصل ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے { لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُ الاُمُوْر } جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور سارے معاملات اس کی طرف لوٹائے جائیں گے۔" نیز فرمان باری تعالیٰ ہے{وَ لِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض} آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں۔"(2)

اشیائے صرف ہوں یا زمین اور دوسرے وسائل پیداوار سب انسانوں کے فائدے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ ان چیزوں کا خالق اور حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن دنیا کا نظام چلانے کے لیے اس نے یہ اشیا اپنے بندوں کو دی ہیں جس کے نتیجہ میں وہ دنیوی احکام و معاملات کے اعتبار سے ان چیزوں کے مالک قرار پائے اور ان کو مملوکہ اشیاء پر تمام مالکانہ حقوق حاصل ہو گئے۔

ملکیت کی غرض وغایت

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو مال ودولت اور ذرائع پیداوار کا مالک بنانے کی غایت وغرض یہ ہے کہ وہ اصل مالک اللہ تعالیٰ کو سمجھے اور مال کو قبضہ میں رکھنے کی وجہ سے خود کو امین (Trustee) تصور کرے تاکہ مالی امور چلانے کے سلسلے میں مالک حقیقی کی مرضی اور منشا کا حصول ہر وقت اس کے پیش نظر رہے حکم خداوندی ہے{وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ...}اور جس (مال) میں اس نے تم کو (اپنا) نائب بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو۔"(3)

مال ودولت قوام حیات ہے

اسلام کی نظر میں مال ودولت ایک قوت، انسانی معاش میں قیام کا ذریعہ اور افراد واجتماع کے اکثر وبیشتر مسائل کا حل ہے، معیار زندگی کے دوام وبقا کے لیے ہر شخص سرمایہ کے چکر میں سرگردان ہے۔ اسلامی معاشیات نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ (4) کیوں کہ اس میں انسان کے ایک فطری جذبہ کی تسکین (Consolation) کا سامان ہے اور اس میں معاشرتی پیش رفت اور اقتصادی ترقی ملحوظ ہے نیز یہ تمدن اور سیاسی بقا کی ضمانت بھی ہے۔(5)

دینوی مال ودولت کے متعلق اسلام کا تصور جسے وہ ہر مسلمان کے اندر یقینی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ مال ومتاع ایک اچھی چیز ہے، نیک مقاصد اور دین ودنیا کی کامیابی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ قرآن نے جائز اور قانونی راہوں سے دولت حاصل کرنے کو "فضل" سے تعبیر کیا ہے اور اس طور پر جو مال ودولت حاصل ہوتی ہے اسے "خیر" کہا ہے۔ حکم خداوندی ہے{وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ } پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو۔"(6) { قُلْ مَااَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْن} کہہ دو جو مال خرچ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کرنا چاہو وہ درجہ بدرجہ اہل استحقاق یعنی ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کو دو۔ {وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ ....} اور تم جو مال خرچ کرو گے اس کا فائدہ تمہیں کو ہے۔"(7) ایک حدیث نبوی کے الفاظ ہیں (نعم المال الصالح للرجل الصالح) صالح آدمی کے لیے صالح مال اچھی چیز ہے۔"(8) نیز آپ ﷺ نے فرمایا (لاباس بالغنیٰ لمن اتقی اللہ عزو جل) جو شخص اللہ عزوجل سے ڈرتا ہو اس کی مال داری میں کوئی حرج نہیں ہے۔"(9)

ارشادات ربانی اور فرمودات نبویؐ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مال و دولت کی ملکیت کو استحسان کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور اس میں اس کو کوئی خرابی نظر نہیں آتی ہے۔ امام رازی (10) فرماتے ہیں: انسان جب تک خوش حال اور فارغ البال نہ ہو تو وہ دینوی اور آخروی مصالح حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ اور فارغ البالی اور خوشحالی مال ہی کے ذریعہ حاصل کرنا ممکن ہوتا ہے کیونکہ مال کی مدد سے آدمی فوائد حاصل کرتا اور مضرتوں سے بچتا ہے یہی قوام زندگی اور سبب معیشت ہے۔(11)

اسلام خواہشات کی تکمیل میں بے جا مالی تصرفات کرنے کا روادار نہیں ہے

اسلام اس بات کا ہرگز روادار نہیں ہے کہ کوئی اپنی کمائی کو اپنی طبیعت اور خواہشات کے مطابق جہاں اور جیسے چاہے خرچ کر ڈالے اس کی نظر میں انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اور دولت وثروت امانت اور عطیہ کے طور پر اس کو استعمال کے لیے دی گئی ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کے مطابق اس کو تصرف میں لا کر اپنی ذات اور پورے معاشرہ کے لیے اس کے استعمال کو مفید بنا دے اور اس کو ضائع کر کے انفرادی اور اجتماعی سطح پر خرابی اور بگاڑ پیدا نہ کرے کیوں کہ قرآن حکیم نے ضیاع اموال کو فساد سے تعبیر کیا ہے۔(12)

نظام سرمایہ داری میں انفرادی ملکیت کے حصول کے حق اور اس کو اپنے تصرف میں لانے کے اختیار کے معاملہ میں افراد معاشرہ کو بالکل بے قید اور بے لگام چھوڑ دیا گیا ہے۔ اشتراکیت (Communism) نے انفرادی ملکیت کو فساد کی جڑ سے تعبیر کرتے ہوئے اس کو بالکل باطل کر دیا اور فرد کی شخصی آزادی کی راہ میں حائل بنا۔ ان دونوں نظاموں کے مقابلہ میں قرآن کے معاشی نظام ..... نے زندگی کے انفرادی اور اجتماعی تقاضوں کے پیش نظر انفرادی ملکیت کے حق پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی ہے تاکہ ہر شخص خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر سرگرم عمل رہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کو ایسی حدود و قیود کا پابند بنا دیا جن کے ذریعہ سے اجتماعی مفاد کا حصول اور تحفظ بھی بدرجہ اتم حاصل رہے۔(13)

شرف انسانیت کے باوجود آدمی کے مال میں اس کی مسرفانہ بے تدبیری روکی جائے گی

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو دیگر تمام مخلوقات کے مقابلے میں بہت اچھی شکل وصورت میں پیدا کیا۔(14) پھر اسے زیادہ عزت اور شان وشوکت عطاء کی، اسے بے شمار جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں سے نوازا (15) پھر انسانوں میں بھی عقل وخرد اور فہم وشعور کے لحاظ سے باہم فرق وتفاوت قائم رکھا، بعض کو تو ان میں اعلیٰ درجہ کی ذہنی اور بدنی استعداد اور صلاحیت کا مالک بنا دیا اور کچھ اور لوگوں کو ایسا بنا دیا کہ ان کی عقلیں خراب، رائے فاسد، تدبیریں بری اور غفلت ولاپرواہی کا شکار ہیں۔(16)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ان کی کرامتِ آدمیت اور شرفِ انسانیت اپنی جگہ مسلم ہے مگر اپنی بے عقلی، نادانی، سفاہت اور معاملہ نافہمی کے باعث وہ اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں مال واملاک میں آزادانہ تصرفات کرنے کی اجازت دی جائے۔ ایسے لوگوں کو آزاد چھوڑ دینا کہ وہ مالی امور چلانے میں من مانیاں کرتے پھریں کاروبارحیات کے ارتقاونمو (Growth) کے رک جانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اگر ان کے حقِ استعمال ملکیت کو سلب نہ کیا جائے یا اس پرحد نہ لگایا جائے تو اجتماعی فساد برپا ہوگا۔ ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن حکیم ہدایت کرتا ہے کہ ان کی املاک ان کے اختیار وتصرف میں اس وقت تک نہ دی جائیں جب تک اس امر کا اطمینان نہ ہوجائے کہ وہ ان میں ٹھیک طرح سے تصرف کرسکیں گے {وَلَاتُـؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَاما..} اور بے عقلوں کو ان کا مال جسے خدا نے تم لوگوں کے لیے سبب معیشت بنایا ہے مت دو۔" (17)

اس آیت کریمہ میں یہ نکتہ بیان ہورہا ہے کہ اموال اگر چہ افراد کی ملکیت میں رہتے ہیں لیکن بالکلیہ ان کے نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے ساتھ پورے معاشرے کے مفادات وابستہ ہیں یہ اگر نادانوں کے اختیار وتصرف میں رہیں تو جا و بے جا خرچ کرکے وہ انہیں ضائع کردیں گے۔ اور مفلس بن کرا قارب اور پورے معاشرے پر بوجھ بنے رہیں گے جس کا لازمی نتیجہ ہوگا کہ اول تو ان کے رشتہ داران پر خرچ کریں گے اور اگر وہ استطاعت نہ رکھتے ہوں تو حکومت یا سماج کے مخیّر لوگوں کو یہ بوجھ برداشت کرنا ہوگا۔ اس لئے بجائے اَمْـوَالَهُـمْ (ان کے مال) کہنے کے قرآن حکیم نے اَمْوَالَكُمْ (تمہارے مال) کے الفاظ استعمال کیے۔ (18)

قرآن حکیم کی اس ایت میں یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ مال ودولت جو زندگی کی بقاء اور مضبوطی کا سہارا، استحکام معیشت کی بنیاد اور تجارت کا ذریعہ ہے، کم عقل بچوں، بےوقوفوں اور ناتجربہ کار لوگوں کے سپردمت کرو خواہ مال ان کا اپنا کیوں نہ ہو۔ بلکہ اپنی حفاظت میں رکھ کر بقدرضرورت ان کے کھلانے، پہنانے پر خرچ کرتے رہو، مال واملاک اگر ایسے لوگوں کے تصرف میں رہے اور وہ اس میں من مرضی عمل دخل جاری رکھیں تو بہت جلد اس کے ضائع ہوجانے کا خطرہ ہے۔ (19)

ابن کثیر (20) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نادانوں کو ان کے اموال جو اس نے لوگوں کی زندگی کا سہارا اور ذریعہ بنایا پر تصرفات کا قابو دینے سے روکا جو بےوقوفوں اور احمقوں پر مالی امور کے سلسلے میں پابندی عائد کرنے کی حجت اور دلیل ہے۔ (21)

"**تفسیرالمنیر** "میں ہے" **فدلة الايه على وجوب الحجر على السفهآءِ المبذرين و منعهم من اموالهم، وعدم جواز دفع اموالهم اليهم** ۔ پس آیت ان نادانوں جو فضول خرچ ہوتے ہیں پر حجر کرنے کے واجب ہونے، ان کو اپنے مالوں (میں تصرف کرنے) سے روکنے اور ان کے مال ان کو سپرد کرنے کے جائز نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔" (22)

غرض! قرآن نے حق ملکیت کے استعمال اور بقا کی شرط تصرف کی صلاحیت کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ جو لوگ مال واملاک میں تصرفات کرنے کے ضمن میں نادانی اور نالائقی کا مظاہرہ کریں۔ قرآن ان کے سرپرستوں کو حق تصرف ان سے واپس لینے اور ان پر حجر لاگو کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ جب کوئی مالک حماقت اور ناسمجھی کے باعث ملکیت میں مفید تصرف کرنے اور مالکانہ حقوق کو بجا طور پر استعمال میں لانے کی ذمہ داری ٹھیک طرح سے نہیں نبھا سکتا ہو تو ملکیت کے طبعی نتائج یعنی تصرف کے جملہ حقوق بھی موقوف ہوجاتے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ہیں۔(23)

ہوشیاری ثابت ہو جانے تک اموال سپرد نہ کیے جائیں

شریعت کے تمام احکام کی تشکیل میں فرد واحد اور معاشرہ کی فلاح و بہبود مدنظر رکھا گیا ہے، چنانچہ اس کے تمام قاعدے اور بنیادی اصول انسان کے باہمی تعاون کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ صاحب مقدور پر لازم گردانا گیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو کمزور کی مدد کرے، بڑوں کو تاکید ہے کہ وہ چھوٹوں کو جن کی سرپرستی ان پر عائد ہوتی ہے سہارا دیں اور ان کے ساتھ خلوص کا مظاہرہ کریں، یہاں تک کہ (ان کے حق میں) کوئی ایسی کوشش جس سے انہیں دینی یا دنیوی فائدہ حاصل ہو سکے اٹھا نہ رکھیں (24) اس بنا پر اللہ تعالیٰ کم سن بچوں اور بے عقلوں کے مالی امور کی خبر گیری کرنے والوں کو حکم دیتا ہے کہ ایسے لوگوں کو ان کے مال سپرد کرنے سے پہلے اس وقت تک ان کو جانچتے رہو جب تک یہ لوگ اس حد تک نہ پہنچیں جو سن بلوغ کی ابتداء ہو {وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ} اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو حتیٰ کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔ پھر اگر ان میں اہلیت معلوم کر لو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔"(25)

مفسرین کے اقوال و آراء کے مطابق اس آیت کا مفہوم یہی نکلتا ہے کہ کم سن بچوں کو بلوغت کی ابتدائی عمر تک مالی امور چلانے کے اعتبار سے آزمائش میں رکھا جائے، بالغ ہو جانے پر اگر ان میں عقل کی پختگی آ جائے اور یہ اطمینان حاصل ہو جائے کہ وہ مال بے ضرورت اور بے مصرف خرچ کر کے ضائع نہیں کریں گے تو ان کے مال ان کو سونپے جائیں ورنہ عقل کی پختگی (Maturity) معلوم کرنے تک بدستور انہیں آزمائش میں مصروف رکھا جائے اور مال ان کی تحویل میں نہ دیا جائے۔"تفسیر المنار "میں ہے "فَاِنْ انستم منهم بعد البلوغ رشدا فادفعوا اليهم اموالهم والا فاستمروا على الابتلاء الى ان تانسوا منهم الرشد۔ بالغ ہونے پر ان میں عقل کی پختگی دیکھو تو پھر ان کا مال ان کے حوالے کر دو ورنہ ان میں عقل کی پختگی معلوم کرنے تک بدستور انہیں آزمائش میں مصروف رکھو۔"(26)

ابتلا کا مطلب یہ ہے کہ قاصر (Incapacitated Person) کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو جانچا جائے اور یہ آگاہی حاصل کی جائے کہ آیا وہ مالی امور چلانے کے سلسلے میں اتنا فہم و عقل اور قدرت و طاقت رکھتا ہے کہ مصالح اور مفاسد کی پہچان کر سکے (27) آزمائش کے بعد اگر معلوم ہو جائے کہ وہ مالی معاملات نمٹانے میں خوش اطوار ہے تو تصرف کے لیے مال اس کو سونپا جائے۔ امام رازی فرماتے ہیں

ان المراد من الابتلا اختبار عقله واستبراءِ حاله، فی انّه هل له فهم و عقل و قدرة فی معرفة المصالح والمفاسد فان انستم منهم رشداً فی حفظ المال و ضبط المصالح فادفعوا اليهم اموالهم والا فلا۔

ابتلا سے مراد اس (قاصر) کی عقل جانچنا اور اس بارے میں اس کا حال معلوم کرنا ہے کہ آیا وہ اچھے برے کی پہچان کرنے کی سمجھ اور قدرت رکھتا ہے پھر اگر تم نے دیکھا کہ وہ مال و مصالح کی حفاظت خوش اسلوبی کے ساتھ کرتے ہیں تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو ورنہ نہیں۔"(28)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

خلاصہ یہ ہوا کہ جب تک معاملات میں نابالغوں (Minors) اور ناسمجھوں (Incompetent persons) کی ہوشیاری (Capacity) ثابت نہ ہو جائے اس وقت اموال ان کے سپرد نہ کیے جائیں۔

بداطوار بالغ

مسطورہ بالا تفصیلات سے تو اتنی بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ مالی معاملات چلانے میں سلیقہ مند اور خوش اطوار نہیں ہیں خواہ وہ بالغ ہوں ان کے مال ان کی تحویل میں نہ دیئے جائیں لیکن قرآن نے ہوشیاری اور خوش اطواری آنے کے لیے عمر کی کوئی حد مقرر نہیں کی ہے (29) چنانچہ فقہاءِ اسلام کی اکثریت کا موقف اس بارے میں یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ بے وقوفی اور عدم ہوشیاری کی حالت میں بالغ ہو جائے تو جب تک اس میں ہوشیاری اور سمجھ داری کے آثار معلوم نہ ہوں اس کو اپنے مال میں تصرف نہ کرنے دیا جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بدعقل، بے وقوف اور ضعیف البدن شخص پر ولی کو نگرانی کرنے کا حق عطا کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے {فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِ} اور اگر قرض لینے والا بے عقل یا ضعیف ہو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو جو اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے۔"(30)

علمائے کرام اس آیت کی تفسیر اور تشریح میں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نادانی اور ضعیف العمری کے سبب کم عقل ہونے والے شخص پر ولی کو نگرانی کرنے کا حق دلانے کے لیے یہ ارشاد فرمایا ہے اور نادان پر کسی کو ولایت کا حق اس پر حجر لاگو کیے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ "سفیہ" (Stupid) کے مالی مفادات اور مصالح کا تحفظ تب ممکن ہے کہ اس کو عقل اور حکمت کے تقاضوں کے خلاف مال صرف کرنے سے منع کیا جائے۔(31)

مستند تفسیری اقوال کے مطابق آیت کریمہ میں سفیہ سے مراد وہ ہے جس کی عقل خراب ہو خواہ مجنون ہو یا بھولا بیوقوف اور ضعیف سے مراد نابالغ یا بوڑھا ہے لہٰذا ولی کی نگرانی کے بغیر ان لوگوں کے مالی تصرفات کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔ زمحشری"(32) لکھتے ہیں "سفیہ" محجور علیه لتبذیره و جهله بالتصرف فلیملل و لیه الذی یلی امره ان کان سفیها او صبیاً۔ "نادان" (دولت) بے جا اڑانے اور مالی تصرف کرنے سے بے خبر ہونے کی بنا پر تصرف کرنے سے روکا ہوا ہے چنانچہ اس کے (مالی) معاملہ کی خبر گیری کرنے والا (اس کا ولی) مضمون لکھوائے بشرطیکہ وہ نادان یا بچہ ہو۔"(33) "اعلاءُ السنن" میں ہے

وذکر عن الشافعی انه قال: فأثبت الله الولا یه علی السفیه، الضعیف والذی لا یستطیع ان یمل وامر ولیه بالإ ملاءِ علیه۔	(امام) شافعی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نادان، ضعیف اور اس شخص پر ولایت (کرنا) ثابت کر دیا جو مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو اور اسکے ولی کو حکم دیا کہ وہ لکھوائے۔"(34)

نیز "المغنی المحتاج" میں ہے" فا خبر الله ان هؤلا ءِ ینوب عنهم اولیاؤهم فدل علی ثبوت الحجر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

علیھم۔اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ ان لوگوں کے اولیا اور مختار کار (مالی امور نمٹانے میں) ان کے نائب(Representative) ہوں گے۔چنانچہ یہ ان پر حجر ثابت ہونے کی دلیل ہے''۔(35)

مختصر یہ ہے کہ زمین وآسمان کے اندر موجود خزانوں کا اصلی اور حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے دنیوی زندگی کی بقا اور کاروبار حیات کی نمود اور استواری کے لیے اس احساس کے ساتھ انسانوں کو ان اشیاء کا مالک بنایا ہے کہ وہ خود کو امین سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق مال ودولت کو استعمال میں لائیں نہ بذات خود بے جا نفسانی خواہشات میں خرچ کر کے اس کو ضائع کریں اور نہ احمق لوگوں کی تحویل میں دیں کہ وہ مسرفانہ بے تدبیری سے تصرف میں لا کر اس کو برباد کر دیں۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- آل عمران : 129,109۔

2- المنافقون : 7-

3- الحدید : 7-

4- محمد یوسف الدین، اسلام کے معاشی نظریئے، ص : 153 - 152۔

5- القرضاوی، مشکلۃ الفقرو کیف عالجھا الاسلام ، اسلام اور معاشی تحفظ، ترجمہ (اردو) عبدالحمید صدیقی، ص : 53 ؛ والرازی ، التفسیر الکبیر، ص: 186/9 ,115/7۔

6- البقرۃ : 198۔

آل عمران : 180 ۔

النسآء : 54 , 76-

الاسراء : 12-

النور : 32-

الجمعۃ : 10-

7- البقرۃ : 215 , 272-

8- الخطیب التبریزی ، مشکوٰۃ، کتاب الامارۃ ، باب رزق الولاۃ و ھدایا ھم، حدیث نمبر 3581، ص : 326۔

9- ایضاً ، کتاب الرقاق ، باب استحباب المال والعمر للطاعۃ، حدیث نمبر 5058، ص :451-

10- الرازی (544 ----- 606ھ) شیخ الاسلام محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن، الرازی، فخر الدین، ابوعبداللہ، ابن الخطیب کے نام سے مشہور ہیں، ابوبکر صدیق کی نسل میں سے ہیں "ري" میں آپ کی ولادت ہوئی اور اسی نسبت سے رازی کہلائے۔ آبائی وطن "طبرستان" تھا علماء شافعیہ میں آپ بڑے فقیہ، مناظر، ادیب، اصولی اور کئی علوم کے ماہر گردانے جاتے تھے۔" المحصول فی اصول الفقہ" ؛ " وشرح عیون الحکمۃ"؛ "و کتاب البیان والبرھان" آپ کی تصانیف ہیں۔ دیکھئے! الزرکلی، الاعلام، ص: 203/7؛ والسبکی، طبقات الشافعیۃ، ص:33/5؛ وابن خلکان ، وفیات الاعیان، ص : 265/2؛ وابن العماد ، شذرات الذھب ، 21/5-

11- التفسیر الکبیر، ص: 115/7 , 189/9-

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

12- ارشاد ہوتا ہے{ وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ لِيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ }اور جب وہ واپس لوٹ جاتا ہے تو ملک خدا میں اس لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے کہ فساد برپا کر ڈالے اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔'' البقرۃ: 205۔

13- محمد محترم فہیم احمد عثمانی، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو؛ ص: 13-14؛ محمد مظہر الدین صدیقی، اسلام کا معاشی نظریہ؛ ص: 120؛ وعلال الفاسی، اسلام کی معاشی تعلیمات، اردو ترجمہ محمود احمد غازی ، ص : 65؛ ومودودی، اسلام کا نظام حیات، ص : 37-38؛ ورشید احمد جالندھری، مسلمانوں کے سیاسی افکار، ص : 55-50؛ ملخصاً۔

14- قرآن حکیم میں ہے { لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ }ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے''۔ التین : 4۔

15- اور سورۃ الاسراء میں ارشاد ہوتا ہے{ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ....}اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی''۔ دیکھئے! آیت نمبر : 70-

16- ملاحظہ ہو! السرخسی ، المبسوط، ص : 157/24؛ و زیلعی ، تبیین الحقائق، ص : 190-191/5۔

17- النسآء : 5۔

18- دیکھئے! رشید رضا، المنار ، ص : 380/4 ؛ وابن کثیر ، تفسیر القرآن العظیم، ص : 343/3 ؛ وابن جزی، کتاب التسہیل لعلوم التنزیل، ص : 130/1؛ ومودودی، تفہیم القرآن، ص : 49/2-

19- ملاحظہ ہو! عبداللہ بن عباس ، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس ، ص : 65 ؛ محمد شفیع، معارف القرآن، ص: 301/2-

20- ابن کثیر (759-----803ھ) محمد بن اسماعیل بن عمر بن کثیر، ابوعبداللہ، البصروی، الدمشقی، الشافعی؛ محدث، حافظ الاحادیث اور مؤرخ ہو گزرے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے! ابن العماد الحنبلی ، شذرات الذهب ، ص : 35/7 ؛ و کحالہ عمر رضا ، معجم المولفین ، ص : 59/9؛ و ابن حجر ، الدرر الکامنة ، ص : 231/6 -

21- ملاحظہ ہو ! تفسیر القرآن العظیم ، ص : 462/4؛ وقاضی ثناءاللہ، تفسیر المظہری، ص : 12-15/2-

22- محمد وھبة الزحیلی ، ص : 353/4۔

23- دیکھئے! الجزیری، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ص : 697-698/2 ۔

24- سید قطب شہید، اسلام میں عدل اجتماعی، ترجمہ، محمد نجات اللہ صدیقی، ص:285-

25- النساء : 6-

26- رشید رضا ، ص : 387/4 ؛ والطبا طبائی، المیزان فی تفسیر القرآن ، ص : 82/2؛ والشوکانی ، فتح القدیر ، ص : 452/1؛ والبیضاوی ، انوار التنزیل، ص : 181-

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

27- مال میں تصرف کے حوالے سے آزمائش کرنے کے بارے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! باب ہفتم، فصل سوم۔

28- التفسیر الکبیر ، ص : 128/4۔

29- اس ضمن میں مزید تفصیل کے لیے دیکھئے! باب سوم، فصل اول، عنوان ''سن رشد'' کے مندرجات۔

30- البقرة : 282-

31- ملاحظہ ہو! سلیم رستم الباز ، شرح المجله، ص : 538-

32- زمخشری (467---528ھ) ابوالقاسم محمود بن عمر خوارزمی زمخشری جاراللہ خوارزم کے ایک گاؤں زمخشر میں پیدا ہوئے۔ طلب علم کے لیے بغداد اور خراسان کے کئی سفر کیے۔ آپ نابغہ عصر، یکتائے روزگار عالم اور امام فن تھے۔ آپ تفسیر وحدیث نحو ولغت اور ادب میں عدیم المثال تھے۔ آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں :-

1۔ "الکشاف عن حقائق التنزیل''

2۔ "المحاجة فی المسائل النحوية''

3۔ ''المفرد والمرکب فی العربية''

4۔ ''رؤس المسائل فی الفقه'' دیکھئے! ابن خلکان ، وفيات الاعيان ، ص : 509/2؛ وابن العماد الحنبلی ، شذرات الذهب، ص :121/4؛ والسيوطی، طبقات المفسرين ، ص : 41-

33- الکشاف، ص : 325-326/1 ؛وتھانوی، خلاصہ بیان القرآن، ص : 47-

34- ظفر احمد عثمانی، ص : 131/16 , 316۔

35- الشربينيی الخطيب، ص : 165/2۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل دوم

سنت کے رو سے حجر کا مقام

رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور اثار صحابہؓ کا بغور مطالعہ کرنے سے بھی یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ سامان زیست اور کاروبارحیات (کی روانی) کا اہم اور ناگزیر ذریعہ ہونے کے سبب مال و دولت کو بڑی اہمیت حاصل ہے اوراس کی حفاظت اور نگہداشت کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے لہٰذا ایسے لوگوں کو مالی امور طے کرنے کی اہلیت کے حامل نہیں تصور کیا گیا جو احمق، نادان، غافل، لاپرواہ اور بھولے سیدھے ہوں اور مالی معاملات چلانے کی سمجھ بوجھ نہ رکھتے ہوں۔

سفاہت (Stupidity) موجب حجر ہے

امام بخاری (1) نے ترجمۃالباب میں اضاعتِ مال کو فساد سے تعبیر کیا ہے اور قرآن کے حوالے سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا؛ قوم شعیب پر ان کے پیغمبر نے مال میں خلافِ صلاح (آزادانہ) تصرفات کرنے کی پابندی عائد کی جب کہ انہوں نے آپؑ سے کہا "تمہاری نماز ہمیں اپنے اموال میں مرضی سے عمل دخل کرنے سے منع کرتی ہے۔اس کے بعد آپؒ نے نادانی اور سفاہت کے سبب حجر کرنے پر سورۃ النساء آیت : 5 {وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ..} کے حوالے سے استدلال کیا ہے۔"(2)

ترجمۃ الباب کے مضمون کا حاصل یہ ہے کہ دولت جو سبب معیشت اور سامان حیات ہے اس کو خلاف مصلحت صرف کرنا اس کا ضیاع ہے جس سے کاروبار زندگی میں خلل اور نقصان پیدا ہوتا ہے اس لیے جو لوگ اموال میں منفعت بخش تصرفات کرسکنے کے اہل نہ ہوں ان کو مالکانہ حقوق استعمال کرنے سے باز رکھا جائے، چنانچہ ان ابتدائی الفاظ کے تناظر میں نیچے چند واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو از روئے سنت ممانعت تصرف اور مشروعیت حجر کی بات کو بخوبی واضح کردیتے ہیں۔

1- بے وقوف کے معاملات خرید و فروخت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص خرید و فرخت کرتا تھا اس کی عقل کمزور تھی اس کے گھر والے آپؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے نبیؐ فلاں کو روکیے یہ بیچتا اور خریدتا ہے حالانکہ اس کی عقل کمزور ہے آپؐ نے اس شخص کو بلا کر خرید و فروخت کرنے سے منع کردیا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں خرید و فروخت کرنے سے نہیں رک سکتا تو آپؐ نے فرمایا کہ جب خریدا یا بیچا کرو تو کہہ دیا کرو کوئی دھوکا نہیں (عن انس بن مالك ان رجلا كان فى عقدته ضعف وكان يبايع و اهله اتوا النبى ﷺ فقالو ا يارسول الله احجر عليه فدعاه رسول الله ﷺ فنها ه فقال يا رسول الله ﷺ انى لا اصبر عن البيع فقال اذا بايعت فقل ها وها و لا خلابة) (3)

مذکورہ بالا روایت نقل کرنے کے بعد ترمذی (4) فرماتے ہیں" والعمل على هذا الحديث عند بعض اهل العلم وقالوا الحجر على الرجل الحر فى البيع والشراء اذاكان ضعيف العقل ولم ير بعضهم ان يحجر علىٰ البالغ۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بعض اہل علم کا عمل اسی حدیث پر ہے ان کا کہنا ہے کہ آزاد شخص جب ضعیف العقل ہو تو اس پر خرید وفروخت نہ کرنے کی پابندی لاگو ہوگی''۔(5)

اس حدیث کا مراد متعین کرنے میں علماء مختلف رائے رکھتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ یہ اسی شخص کو حضور ﷺ کی طرف سے ایسا کرنے کی خصوصی اجازت تھی اور ہر اس شخص کو جو مالی امور خوش سلیقگی کے ساتھ چلانے کا ہنر نہیں رکھتا ہو یہ اجازت حاصل نہیں ہوگی ''قال النووی واختلف العلماء فی هذا فجعله بعضهم خاصاً فی حقه وانه لا خیار بغبن لغیره ۔ نووی فرماتے ہیں اس حدیث کے بارے میں علماء نے اختلاف (کا اظہار) کیا ہے بعض نے اس شخص کے حق میں اس کو خاص قرار دیا اور یہ کہا علاوہ اس خاص شخص کے اور کوئی اگر معاملات خرید وفروخت میں دھوکا کھا جاتا ہو تو اسے بیع کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوگا''۔(6) امام قرطبی (7) اس بارے میں فرماتے ہیں: بارگاہ نبوت سے اس شخص کو خرید وفروخت کرنے کی اجازت ملنا اسی کا خاصا تھا لیکن جو شخص دھوکا کھا جاتا ہو اور خصوصاً جب اس کے فہم وعقل اور وجدان میں خرابی ہو مناسب ہے کہ اس کو حجر کیا جائے (8) نیز ''الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ''میں حدیث مذکور کی تشریح کے سلسلے میں ہے '' للامام ان یحجر علی من یری ذالك احتیاطاً له من رعیته۔ حاکم کی ذمہ داری ہے کہ اپنی رعیت میں جس کسی کا مفاد اور مال کا تحفظ اس پر حجر لاگو کرنے میں دیکھے تو اس پر حجر کا اطلاق کردے''۔(9)

غرض! اکثر اہل علم اسی طرف گئے ہیں کہ مسرف بے وقوف کے مالی تصرفات اور معاملات بیع وشراء پر حجر عائد کرنا جائز ہے۔ ذیل میں سامنے آنی والی مرویات بھی اس بات کی توثیق کرتی ہیں۔

بھولا سیدھا اور لاپروا

عبداللہ بن جعفر (10) نے ایک دلدلی زمین ساٹھ ہزار درہم میں خریدی، حضرت علیؓ نے تہیہ کیا کہ حضرت عثمانؓ (11) سے کہہ کر عبداللہ بن جعفرؓ پر حجر لاگو کردے حضرت عبداللہؓ کو جب اس کی خبر ہوئی تو حضرت زبیرؓ (12) کے پاس آئے اور اس بات کا تذکرہ کیا کہ حضرت علیؓ چاہتے ہیں کہ حضرت عثمان سے کہہ کر مجھ پر حجر عائد کردے۔ حضرت زبیر چونکہ تجارتی معاملات کے ماہر تھے عبداللہ سے کہنے لگے مجھے کاروبار میں اپنا شریک کرلو آپ نے ایسا ہی کیا چنانچہ جب حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور آپؓ سے حضرت عبداللہ کو حجر کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا (کیف احجر علی رَجل شریکه الزبیر) میں ایسے شخص کو مالی تصرف سے کیوں کر روک لوں جس کا شریک کاروبار زبیر ہو۔"(13) اور ابو عبید (14) نے اپنی سند سے "کتاب الاموال "میں ابن سیرین (15) سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ سے کہا (الا تاخذید ابن اخیك وتحجر علیه ؛اشتری سبخة بستین الف درهم ما تسرنی انهالی بنعلیی) تو اپنے بھائی کے بیٹے کا ہاتھ نہیں پکڑتا اور اسے حجر نہیں کرتا؛ اس نے ایک بنجر زمین ساٹھ ہزار درہم میں خریدی جو مجھے پسند نہیں کہ وہ میرے جوتے کے عوض میری ہو۔"(16)

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بھولے بھالے اور سیدھے سادھے لوگ جو موقع ومحل اور ضروریات کے مطابق دولت استعمال کرنے سے غافل اور لاپروا ہوتے ہیں اور اسے فضول خرچی میں اڑا کر ضائع کرتے ہیں ان کو مالی امور چلانے سے روکنا جائز ہے۔ جیسا کہ حضرات

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عثمان اور علی عبداللہ بن جعفر کو حجر کرنے پر متفق تھے لیکن حضرت زبیر کا آپؓ کے شریک کاروبار ہونے کہ وجہ سے ایسا نہ کیا گیا بغوی (17) اس سلسلے میں فرماتے ہیں "و کان ذلك اتفاقهم علی الحجر حتیٰ احتال الزبير في دفعه ۔ اور یہ ان لوگوں کا (بھولے بھالے شخص پر)مالی تصرف کی ممانعت نافذ کرنے پر اتفاق تھا حتی کہ زبیر نے اس کے ازالے کے لیے تدبیر سے کام لیا۔"(18) نیز اس بارے میں "جصاص" "احکام القرآن" میں رقم طراز ہیں "فهذه يدل علی انهم جميعاقد رأوا الحجر جائزا و مشاركة الزبير ليد فع الحجر عنه و كان ذلك بمحضر الصحابه من غير خلاف ظهر منهم ۔ یہ (واقعہ) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان سب کی رائے میں حجر کرنا جائز تھا اور زبیرؓ نے حجر ہٹانے کے لیے شرکت کی اور یہ واقعہ صحابہؓ کی موجودگی میں ہوا ان میں سے کسی نے (کوئی) اختلاف ظاہر نہیں کیا۔"(19) اور "نیل الاوطار" میں ہے "استدل بهذه الواقعة من اجاز الحجر علی من كان سيئی التصرف۔ بدمعاملہ پر حجر کرنے کے جو لوگ قائل ہیں انہوں نے اس (واقعہ) کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔"(20)

حضرت عائشہ کا واقعہ

اس سلسلے میں حضرت عائشہ کا یہ واقعہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ آپؓ اپنے مال میں صدقہ خیرات کیا کرتی تھیں یہاں تک کہ اس مقصد کے لیے ایک روز آپؓ نے اپنا مکان فروخت کرنے اور اس کی قیمت صدقہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو جب معلوم ہوا تو آپؓ نے کہا: عائشہ ایسا کرنے کا ارادہ ترک کردے ورنہ میں اس کے مالکانہ تصرفات پر روک لگادوں گا۔ "جصاص" اس بارے میں لکھتے ہیں: آزاد بالغ مرد وعورت پر حجر کرنے کے قائل لوگ اس واقعہ سے بھی حجت پکڑتے ہیں جس کی روایت زهری (21) نے عروہ(22) اور اس نے عائشہ سے کی ہے روایت کے الفاظ یہ ہیں: (انه بلغها ان ابن الزبير بلغه انها باعت بعض ربعها فقال لتنتهين و الاحجرت عليها فبلغها ذلك فقالت لله علی لا اكلمه) آپؓ کو خبر ملی کہ عبداللہ بن زبیرؓ کو اطلاع پہنچی کہ آپؓ نے اپنا کوئی مکان فروخت کیا ہے اور انہوں (عبداللہ بن زبیر) نے کہا کہ عائشہ کو (خود بخود) رکنا چاہیے ورنہ میں اس کے مالی تصرفات کو حجر کردوں گا۔ آپؓ کو بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں ہمیشہ کے لیے اس (عبداللہ) کے ساتھ بات نہیں کروں گی۔"(23) صحابہؓ کے نزدیک مال کو بدتدبیری کے ساتھ تصرف میں لانے کا عمل حجر کئے جانے کا موجب ہے۔ ابو بکر الجصاص اس بارے میں لکھتے ہیں: غیر مفید مالکانہ تصرفات پر پابندی عائد کئے جانے کے قائل لوگ کہتے ہیں

" فهذا يدل علی ان ابن الزبير و عائشة وريا حجرا، الا انها انكرت عليه ان تكون هی من اهل الحجر، فلو لا ذلك لتبينت ان الحجر لا يجوز ولردت عليه قوله۔	یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ عبداللہ بن زبیر اور عائشہؓ کی رائے میں حجر کرنا درست تھا البتہ آپؓ نے زبیر کی بات کو اس لیے نہ مانا کہ آپ بذات خود ان لوگوں میں سے نہ تھیں جن کے مالکانہ تصرف پر پابندی عائد ہوتی ہو، اگر

حقیقت یہ نہ ہوتی کہ (فضول خرچ لوگوں کے مالی تصرفات حجر کئے جانے کے قابل ہیں) تو آپؓ کھول کر بیان فرماتی کہ حجر لاگو کرنا جائز نہیں اور عبداللہؓ کی بات کو رد کردیتی۔ "(24)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بڑھاپہ (Old Age)

جس شخص کی عقل بڑھاپے کے باعث جاتی رہی ہو بڑی عمر کی وجہ سے حافظہ کمزور ہو گیا ہو اور عقل زائل ہو جانے کی بنا پر مالی امور چلانے میں نقصان اٹھاتا ہو تو اس کو حجر کیا جائے گا۔ عبدالملك بن المغيره (25) فرماتے ہیں کہ ایک استفتاء جس میں ایسے بوڑھے جس کی عقل میں فتور آیا ہو کے بارے میں عبداللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا گیا تو آپؓ نے جواب میں لکھا (اذا اذهب او انكسر عقله حجر عليه) جب اس کی عقل جاتی رہے یا کم ہو جائے تو اس کو حجر کیا جائے۔"(26)

مسرفانہ بے تدبیری سے معصیت کے کاموں میں دولت خرچ کرنا

''مصنف ابن ابی شیبه '' کی روایت میں ہے کہ قاضی شریح (27) کی عدالت میں ایک شخص اپنے بھتیجے کو جس کی داڑھی کے بال نکل آئے تھے ساتھ لاکر حاضر ہوا اور کہنے لگا: یہ میرا بھتیجا بکثرت شراب نوشی کرتا ہے۔ قاضی صاحب نے جواب میں فرمایا (امسك عليه ماله وانفق عليه بالمعروف) اس کا مال اپنی تحویل (Custody) میں لے لو اور دستور کے مطابق اس کی ضروریات پر خرچ کرو۔"(28)

مذکورہ صدر تصریحات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ جو لوگ نادانی اور بھولے پن کے سبب اپنے مالی معاملات منفعت بخش طور پر چلانے کا ہنر نہیں جانتے ہوں اور خرید و خروخت کے کاروبار میں دھوکا کھا جاتے ہوں یا مقدور سے بڑھ کر کار خیر میں خرچ کرتے ہوں اور احمقانہ حرکات اور مسرفانہ بے تدبیری سے فضول مشغلوں اور معصیت کے کاموں میں دولت اڑاتے پھرتے ہوں صحابہ اور تابعین کے ہاں بھی ایسے بدمعاملہ لوگوں پر حجر نافذ کرنا معمول کی بات تھی محمد بن علی الشوکانی (29) ''نیل الاوطار ''میں فرماتے ہیں ''لكن الظاهر ان الحجر على من كان في تصرفه سفه كان امرا معروفا عند الصحابة و التابعين و مالوفا بينهم۔ لیکن ظاہر بات یہی ہے کہ ایسے شخص پر حجر لاگو کرنا صحابہ اور تابعین کے نزدیک مروج اور مستعمل تھا جس کا تصرف احمقانہ ہوتا۔"(30)

قرقی (Confiscation)

عہد نبوی میں حجر کا ایک واقعہ پیش آیا تھا کہ حضرت معاذ بن جبل کی ساری جائیداد قرض کے بوجھ تلے دب کر رہ گئی تو ان کے قرض خواہوں (Creditors) نے رسول اللہ ﷺ سے استدعا (Appeal) کی کہ ان کی جائیداد سے ہمارا قرض ادا کر دیا جائے چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں کی درخواست منظور کرتے ہوئے حضرت معاذؓ کو حجر کیا اور آپؓ کے مال و جائیداد کو سب قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا۔ عبدالله بن كعب بن مالك (31) سے روایت ہے آپؓ فرماتے ہیں (كان معاذ بن جبل شابا سخيا و كان لا يمسك شيا فلم يزل يدان حتى اغرق ماله كله في الدين فاتى النبي ﷺ فكلمه ليكلم غرماءٗ فلو تركوا لاحد لتركوا لمعاذ لاجل رسول الله ﷺ فباع رسول الله ﷺ لهم ماله حتى قام معاذ بغير شي) معاذ بن جبلؓ سخی نوجوان تھے مال میں سے کچھ ان کے ہاتھ میں نہیں ٹھہرتا تھا، آپؓ کی سخاوت اور فیاضی جاری رہی تا آں کہ آپؓ کے سارے مال پر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قرض نے احاطہ کرلیا، چنانچہ آپؓ اس غرض سے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے کہ آپ ﷺ معاذ کے قرض خواہوں سے بات کریں اور وہ پورا یا کچھ حصہ قرض اسے معاف کردیں، آپ ﷺ نے معاذؓ کے قرض خواہوں سے اس بارے میں بات کی مگر وہ نہ مانے، اگر قرض خواہ کسی کی خاطر مقروض سے قرض لوٹانے کا مطالبہ کرنے کو ترک کرتے تو حضور ﷺ کی وجہ سے معاذ سے قرض لوٹانے کو نہ کہتے۔ پس آنحضرت ﷺ نے قرض خواہوں کے قرض کی ادائیگی کے لیے معاذ کی املاک کو فروخت کردیا حتیٰ کہ آپؓ کے پاس کچھ نہ بچا۔"(32)

حدیث کے الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ جس شخص کی جائیداد یا مال واسباب پر قرض خواہوں کے قرضوں (Debts) نے احاطہ کیا ہو تو قرض خواہوں کے حقوق و مفادات کو تحفظ دلانے کے لیے حکومت و عدالت کی جانب سے اس کے مالکانہ حقوق کے استعمال پر حجر نافذ کیا جائے گا۔

آزاد عاقل بالغ آدمی کو حجر کرکے اس کی حق ملکیت کو چھین لینا یا اسے محدود کردینا اس کی عزت کو عیب لگا دینا ہے اور اس کے شرف (Dignity) کو ایک غیر محسوس نقصان لاحق کردینا ہے لیکن قرض خواہوں کے مالی حقوق و مفادات کے تحفظ اور نگہداشت کے لیے حدیث نبوی کے رو سے ایسا کرنے کی اجازت حاصل ہے۔ ''عمرو بن شرید" (33) رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا (لَیُّ الواجد یحل عوضه) قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول قرض ادا کرنے والے قرض دار کی عزت رسوا کرنے کو جائز قرار دیتا ہے۔"(34) جس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ حاکم مقروض (Debtor) کو قید کرکے مال واسباب میں تاوقتیکہ وہ قرض لوٹا نہ دے اس کے تصرفات کو حجر کردے (35)

صحابہ کا دستور عمل

صحابہؓ کا نہ صرف اس امر پر اجماع ہے کہ قرض خواہوں کے حق میں مقروض مفلس کے مالی تصرفات پر حجر کا اطلاق کیا جائے بلکہ اس بات پر بھی متفق ہیں کہ مال اس کے قبضے سے نکالا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کے ساتھ ایسا ہی کیا ''الجامع لاحکام القرآن'' میں ہے "ینزع ما بیده لا جماع الصحابه و فعل عمر ذلک برجل۔ اجماع صحابہ کی بنا پر مال اس کے قبضے سے نکالا جائے گا اور حضرت عمرؓ نے ایک شخص کے ساتھ ایسا ہی کیا۔"(36)

مرض الموت

جو شخص بیمار ہو اور اسے اس مرض سے موت کا خدشہ ہو تو اس کو مال واملاک میں ایک تہائی سے زیادہ میں تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ حضور اقدس ﷺ شارع (Law giver) ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ریاست کے سربراہ بھی تھے۔ آپ ﷺ نے اس بات کی اجازت نہیں دی ہے کہ خواہ مخواہ اپنی آمدنی کو کوئی بے ترتیبی سے اڑائے اور اس کی اولاد اور گھر والے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہوں سعد بن ابی وقاص کو لاحق بیماری نے انہیں زندگی سے مایوس کردیا آنحضرت ﷺ بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے تو سعدؓ نے عرض کی میرے مال کی وارث میری ایک بیٹی ہے مناسب نہ ہوگا کہ میں اپنے مال کا دو تہائی حصہ صدقہ کردوں آپ ﷺ نے اس بات کی اجازت نہیں دی اس بات کی روایت کرتے ہوئے (خود) حضرت سعدؓ فرماتے ہیں (مرضت عام الفتح مرضا اشفیت علی

اگرآپ کواپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

الموت فاتانی رسول الله ﷺ یعود نی فقلت یارسول ان لی مالا کثیرا و لیس یرثنی الا ابنتی فأوصی بمالی کلہ قال لا قلت فثلثی مالی قال لا قلت فالشطر قال لا قلت فالثلث قال الثلث و الثلث کثیر انك ان تذرورثتك اغنیآء خیرمن أن تدعهم عالة یتکففون الناس) میں فتح مکہ کے سال (مکہ میں) ایسا بیمار ہوا کہ مرض کے سبب قریب المرگ ہوا آں حضرت ﷺ مجھ کو پوچھنے آئے میں نے کہا: یارسول اللہ میں بسیار مال و دولت کا مالک ہوں اور میری ایک بیٹی اس بہت ساری دولت کی اکیلی وارث ہے میں اپنی ساری دولت کی (راہ خدا میں) وصیت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، میں نے کہا: آدھے مال کی آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، میں نے کہا: تہائی مال کی آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تہائی بہت ہے، اگر تو اپنے وارثوں کو کھاتا پیتا چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کو محتاج چھوڑ جائے کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔'' (37)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات وحواشی

1- البخاری (194----256ھ) محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرۃ بن بردِزبہ، ابوعبداللہ بخاری، اسلام کے بہت بڑے عالم، زاہد، رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے بہت بڑے حافظ، غیر معمولی قوتِ حافظہ کے مالک، بخارا میں پیدا ہوئے۔ آپ ابھی بچے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا، چنانچہ یتیمی کی حالت میں بخارا ہی میں آپ نے پرورش پائی۔ طلب علم کے لیے آپ نے خراسان، شام، مصر اور حجاز کے سفر کیے۔ ایک ہزار اسّی اساتذہ سے احادیث لکھیں۔ اور چھ لاکھ احادیث جمع کر کے ان میں سے ''الجامع الصحیح'' جو کتب احادیث میں سب سے زیادہ معتمد کتاب ہے مرتب کی۔ امام بخاری کے تلامذہ اور مستفدین کا حلقہ بھی نہایت وسیع تھا۔

تصانیف: امام صاحب نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑیں جن کی مجمل فہرست یہ ہے۔

"الادب المفرد"، "التاریخ الکبیر"، "التاریخ الاوسط"، "التاریخ الصغیر"، "الجامع الکبیر"، "کتاب المسبوط"، "کتاب العلل"، "کتاب الفوائد"، "کتاب الوحدان"، "کتاب الکنی"، "کتاب المناقب"، "کتاب الضعفآء". دیکھئے! الزرکلی، الاعلام، ص: 258/5-257؛ والذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص: 122/2؛ وابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، ص: 47/9؛ وخطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ص: 2/4-36؛ وتقی الدین ندوی، محدثین عظام اوران کے علمی کارنامے، ص: 136-147 ملخصاً۔

2- ملاحظہ ہو! البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المساقات، باب ماینھٰی عن اضاعۃ المال ....والحجر فی ذالك؛ وکتاب الخصومات، باب من ردَّ امر السفیہ والضعیف العقل ... حدیث نمبر 2242، ص: 1075/1.

3- الترمذی، جامع الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجآء فیمن یخدع فی البیع، حدیث نمبر 1256، ص: 150/1۔

4- الترمذی (309----279ھ) ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی ابن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمیٰ ترمذی علمائے اعلام اور حفاظ حدیث سیدانام میں سے ایک ہیں روایت حدیث کے سلسلے میں آپ کی پختگی پر سب کا اتفاق ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ کی فقاہت بھی مسلم ہے آپ کی کتاب ''الجامع الصحیح'' آپ کے عظم قدر، اتساعِ حفظ، کثرت اطلاع اور غایت تبحر علمی پر دلالت کرتی ہے۔

تصانیف: امام ترمذی نے بکثرت تصانیف کی ہیں، آپ کو فقہ اور تفسیر پر بھی کافی دستگاہ حاصل تھی جو ان کی سنن سے ظاہر ہے۔ ان کی مختلف کتابوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے "العلل"، "المفرد"، "التاریخ"، "الشمائل"، "الاسماء والکنی"۔ ملاحظہ ہو! السمعانی، کتاب الانساب، ص: 106؛ وابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ص: 388/9؛ و صدیق حسن خان، اتحاف النبلاء، ص: 387؛ والذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص: 207/2؛ وعبدالحق دہلوی، اشعۃ اللمعات، ص: 19/1؛ وتقی الدین ندوی، محدثین عظام اوران کے علمی کارنامے، ص: 212-217 ملخصاً۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

-5 دیکھئے! الترمذی، جامع الترمذی، م. ن ۔

☆ الخیار: خیار کے لفظی معنی ہیں پسندیدگی؛ دو معاملات میں سے بہتر کو طلب کرنا....Option۔ باعتبار سبب خیار کی متعدد قسمیں ہیں۔ جن کا اجمالی تذکرہ حسب ذیل ہے۔

☆ خیار عیب..... Option of defect

☆ خیار بلوغ....Option of puberty

☆ خیار عتق....Option of freedom

☆ خیار رویت......Option of Sight

☆ خیار شرط...Option (stipulated for) in sale

☆ خیار مجلس. Right of unilateral repudiation of contract during session of sale

دیکھئے! قلعہ جی وقنیبیی، معجم لغة الفقهآء، ص: 203-201؛ وسعدی ابو حبیب، القاموس الفقهی، ص: 126-125؛ وتنزیل الرحمان، قانونی لغت، ص: 272-271۔

-6 ملاحظہ ہو! العینیی، عمدةالقاری، ص: 225/12؛ والدمتنی المالکی، قوت المغتدی بهامش جامع الترمذی، ص: 150/1۔

-7 القرطبیی (المفسر) (?-----671ھ) آپ کا نام محمد بن احمد بن أبی بکر بن فرح ہے، اندلس میں قرطبہ کے رہنے والے، انصاری اور کبار مفسرین میں سے ہیں، تقویٰ، صلاح اور تعبد و بندگی کرنے میں مشہور تھے، مشرق کی طرف کوچ کیا، مصر میں اقامت پذیر ہوئے اور وہیں پر وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں "الجامع لاحکام القرآن"؛ "والتذکرہ بأمور الاخرہ" اور "الأسنی فی شرح الأسماء الحسنیٰ" شامل ہیں۔ دیکھئے! الزرکلی، الاعلام، ص: 218/6۔

-8 الجامع لاحکام القرآن، ص: 386/3۔

-9 علی بن بلبان الفارسی، ص: 252۔

-10 عبداللہ بن جعفر (1----80ھ) عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب الہاشمی القرشی ۔ اسماء بنت عمیس کے بطن سے حبشہ میں پیدا ہوئے اور مسلمانانِ مہاجرین کے ہاں حبشہ کی سرزمین پر پیدا ہونے والے پہلے بچے آپؓ ہی ہیں۔ شرف صحبت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ بڑے سخی، ظریف الطبع اور پاکباز تھے مشہور تھا کہ اسلام میں آپ سے زیادہ سخی کوئی نہیں ہے۔ بہت سے لوگ آپؓ سے روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے! ابن الاثیر، الاصابة، ص: 289/2؛ وابن عبدالبر، الاستیعاب، 880/3؛ وابن حجر العسقلانی، تهذیب التهذیب، ص: 180/5؛ وا لخطیب التبریزی، اکمال فی أسمآءِ الرجال، ص: 529۔

-11 عثمان بن عفان (?----35ھ) یہ عثمان بن عفان الاموی قریشی ہیں اسلام کے اول دور میں مشرف با اسلام ہوئے۔ انہوں نے حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت فرمائی۔ ان کے عقد میں حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں رقیہ اور کلثوم یکے بعد دیگرے آئیں تھیں۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

24ہجری میں ان کو مسلمانوں کا تیسرا خلیفہءِ راشد بنایا گیا۔ ان کا دور خلافت بارہ سال سے کچھ کم تک رہا۔ ان سے کثیر لوگوں نے روایت کیا۔دیکھئے! الخطیب التبریزی، اکمال فی اسماءِ الرجال، ص : 524-525 ؛ وابن حجر العسقلانی، التقریب مختصر التهذیب، ص :261۔

12- زبیر بن العوام (?----36ھ) زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد، ابوعبداللہ، القرشی الأسدی رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ کے بیٹے اور آپؐ کے حواری بھی تھے۔ بارگاہ رسالت سے جن دس خوش نصیبوں کو جنت کی خوش خبری ملی تھی ان میں آپؓ کا نام بھی شامل ہے۔ عمرؓ کے بعد مقرر ہونے والی مجلس شوریٰ کے چھ ارکان میں سے ایک آپؓ تھے۔ دوبار آپؓ نے ہجرت کی اور سب سے اول تلوار اللہ کی راہ میں سونتی۔ بدر سمیت تمام غزوات میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ شریک رہے آپ کے دونوں بیٹوں عبداللہ اور عروہ نے آپ سے روایت کی ہے۔ روز جمل واپسی پر شہید کیے گئے اور بصرہ میں دفن ہوئے۔ ملاحظہ ہو! ابن الاثیر، الاصابة، ص: 545/1؛ وابن حجر العسقلانی، تهذیب التهذیب، ص: 318/3؛ والخطیب التبریزی، اکمال فی اسماءِ الرجال، ص: 500 ؛ والتقریب مختصر التهذیب، ص: 127۔

13- الخازن، لباب التأویل، ص: 402/1۔ تفسیر خازن سے منقول یہ روایت دراصل ''مسند شافعی'' کی ہے مگر یہ کتاب دستیاب نہ ہوسکی۔ اس لیے ثانوی ماخذ کی طرف رجوع کرنا پڑ رہا ہے۔

14- ابوعبید (157-----224ھ) قاسم بن سلام، ابوعبید، لغت، فقہ اور حدیث کے امام ہیں، ہرات میں پلے بڑھے، وہاں تعلیم حاصل کی۔ ''طرسوس'' کے منصب قضا پر فائز رہے۔ آپ نے مصر اور شام کے کئی سفر کیے۔

تصانیف: "کتاب الاموال" ؛ "والغریب المصنف" ؛ "والناسح والمنسوخ" آپ کی تصانیف ہیں۔ دیکھئے! الذهبی، تذکرة الحفاظ، ص: 5/2؛ وابن حجر العسقلانی، تهذیب التهذیب، ص: 315/3؛ والتقریب مختصر التهذیب، ص: 303؛ وابن ابی یعلی، طبقات الحنابلة، ص: 259/1۔

15- ابن سیرین (33------110ھ) محمد بن سیرین البصری مولیٰ انس بن مالک، حضرت عثمان کی خلافت کے دو سال باقی تھے کہ یہ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ فقیہ، امام، وسیع العلم، مستند، بہت بڑے معبر خواب اور نہایت پرہیز گار تھے، مورق العجلی کا قول ہے کہ ''پرہیز گاری میں ابن سیرین سے زیادہ پرہیز گار اور فقہ میں ان سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا'' انہوں نے حسن بصری سے ایک سو دن بعد وفات پائی۔ ''تعبیر الرویا'' ان کی مشہور کتاب ہے۔ ابن حجر العسقلانی، تهذیب التهذیب، ص: 14/9؛ والتقریب مختصر التهذیب، ص: 322؛ والخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، ص: 331/5 ؛ و محمد الخضری، تاریخ التشریع الاسلامی، ص: 194۔

16- ملاحظہ ہو! الرازی، التفسیر الکبیر، ص: 544/4 ؛ وقاضی ثناءاللہ پانی پتی، تفسیر المظہری، ص : 15/2۔ ''کتاب الاموال'' کے حوالے سے مروی اس روایت کا پتہ تلاش بسیار کے بعد بھی نہ چل سکا لہٰذا ثانوی حوالوں سے استفادہ کیا گیا۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

17- البغوی (436----510ھ) حسین بن مسعد بن محمد، الفراء، البغوی، الشافعی، فقیہ، محدث اور مفسر قرآن ہیں خراساں کی بغشور نامی بستی جو ہرات اور مرو کے درمیان واقع ہے کی طرف منسوب ہیں۔ " التھذیب فی فقه الشافعیة" ؛ " شرح السنة" اور " معالم السنن " آپ کی کتابیں ہیں۔ دیکھیے! الزرکلی، الاعلام، ص: 274/4 ؛ وابن الاثیر، اسد الغابة، ص: 105/6؛ والسیوطی، طبقات المفسرین، ص: 13؛ وابن خلکان ، وفیات الاعیان ، ص: 145/1 ؛ وابن السبکی، طبقات الکبری ، ص: 214/4۔

18- دیکھیے! معالم التنزیل ، ص : 402/1۔

19- ملاحظہ ہو! ص: 216/4۔

20- الشوکانی ، ص : 115/1-116۔

21- زھری (58----124) محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب زہری قریش کے قبیلہ بنو زہرہ سے ہیں۔ تابعی ہیں، کبار حفاظ اور فقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ مدنی ہیں، اور شام میں سکونت اختیار کی۔ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے احادیث نبویہ کی تدوین کی اور اس کے ساتھ "فقہ صحابہ" کو بھی مدون کیا۔ الذھبی ، تذکرہ الحفاظ ، ص : 102/1 ؛ وابن حجر العسقلانی ، تھذیب التھذیب ، ص : 445/9؛ وابن خلکان ، وفیات الاعیان ، ص : 451/1 ؛ والزرکلی ، الاعلام، ص: 317/7۔

22- عروہ بن الزبیر (23-----94ھ) عروۃ بن الزبیر بن العوام بن خویلد کبار تابعین میں سے ہیں۔ وہ سیرت کے عالم، بڑے فقیہ اور قابل اعتماد حافظ الحدیث تھے۔ ان سے ان کے فرزند ہشام اور ان کے دوسرے لڑکوں نے روایت حدیث کی اور زہری وابوالزناد وغیرہ علمائے مدینہ نے بھی ان سے روایتیں کیں۔ امام زہری کہتے ہیں کہ "میں نے ان کو ایک ایسا دریا پایا جو کبھی خشک نہیں ہوتا" انہوں نے 94ھ میں وفات پائی۔ بیرِ عروہ ان کے نام سے مشہور ہے۔ دیکھیے! ابن حجر العسقلانی، تھذیب التھذیب ، ص : 180/7؛ والزرکلی ، الاعلام، ص: 17/5۔

23- البخاری، الجامع الصحیح ، کتاب الانبیاء ، باب مناقب قریش ، حدیث نمبر 719، ص : 387/2؛ والجصاص ، احکام القرآن ، ص: 217/2۔

24- احمد بن حنبل الامام ، المسند ، کتاب الحجر ، باب الحجر علی البالغین بالسفه، حدیث نمبر 11337،ص:102/6۔

25- عبدالمالك بن المغیرہ طائفی : رواتِ حدیث کے درجہ رابعہ میں ان کا شمار ہوتا ہے اور محدثین کے ہاں ان کی روایت قبول کی جاتی ہے۔ تاریخ پیدائش کے بارے میں کچھ معلوم نہیں، تاہم علامہ ابن حجر العسقلانی کی کتاب "تھذیب التھذیب "ص:377/6 کے مطابق انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں وفات پائی۔ نیز دیکھیے! ابن حجر العسقلانی ، التقریب مختصر التھذیب، ص : 247۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

26- ملاحظہ ہو! ابن ابی شیبہ، المصنف ، کتاب البیوع و الاقضیة، باب من کرہ الجحر علی الحرومن رخص فیه ، حدیث نمبر 1112 ، ص : 291-292/6۔

27- قاضی شریح (?------78ھ) شریح بن الحارث بن قیس الکوفی النخعی الکندی القاضی، ابوامیہ، ثقہ راوئ حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک شنید کے مطابق صحابی رسول ﷺ بھی کہلاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ان کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے اور ان کے بعد خلفاء نے ان کو قاضی بنایا اور حجاج بن یوسف کے زمانے تک قاضی رہے اپنی موت سے ایک سال پہلے انہوں نے اس عہدے سے استعفٰی دے دیا ان کے علاوہ کوئی ایسا قاضی نہیں ہے جو ساٹھ سال تک منصب قضا پر فائز رہ چکا ہو۔ انہوں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی۔ ملاحظہ ہو! ابن حجرا لعسقلانی ، التقریب مختصر التهذیب ، ص: 168؛ ومحمد الخضری، تاریخ التشریع الاسلامی، ص: 191؛ و ابن خلکان ، و فیات الا عیان ، ص: 224/1۔

28- دیکھئے! ابن ابی شیبه، المصنف ، کتاب البیوع و الاقضیة، باب من کرہ الجحر علی الحرومن رخص فیه ، حدیث نمبر 1111؛ ص : 291/6۔

29- الشوکانی (1250 - 1173ھ) نام محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ شوکانی ہے۔ آپ ہجرہ شوکان کے مقام پر پیدا ہوئے اور صنعاء کے شہر میں پروان چڑھے۔ بچپن والد کے زیر اثر نہایت پاکیزگی اور پاک دامنی کے ساتھ گزارا۔ آغاز طفولیت ہی سے طلب علم میں لگ گئے اور اکابر علماء سے کسب فیض کیا۔ تحصیل علم کے سلسلے میں اپنی مساعی جمیلہ جاری رکھیں۔ یہاں تک کہ ایک قابل اعتماد فاضل قرار پائے۔ آپ اپنے عہد کے یکتائے روزگار فاضل اور علم وعمل کا ایک بحر بیکراں تھے آپ بیک وقت مفسر ومحدث اور مجتہد تھے۔ شوکانی نے نہایت گراں قدر تصانیف ورثہ میں چھوڑیں۔ ان میں "تفسیر فتح القدیر"؛ " نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار" اور " ارشادا لثقات الی اتفاق الشرائع علی التوحید والمعاد والنبوات" شامل ہیں۔ دیکھئے! نیل الاوطار، ص: 3/1؛ والزرکلی ، الاعلام ، ص : 224/2-225۔

30- نیل الاوطار، ص: 115/1-116۔

☆ قرقی : کسی شخص کی جائیداد مال و اسباب کو قانونی تحویل میں لینے کو قرقی کہتے ہیں۔ The Legal process of Grabbing another's property.. تنزیل الرحمٰن قانونی لغت، ص :69۔ Black's Law Dictionary, P: 126.

31- عبداللہ بن کعب بن مالك (?------98ھ) عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری مدنی اور قابل اعتماد راوی ہیں کہتے ہیں کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے دیدار کا شرف حاصل کیا۔ 98 ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ ملاحظہ ہو! ابن حجر العسقلانی ، التقریب مختصر التهذیب ، ص: 212۔

32- البیہقی، السنن الکبریٰ ، کتاب التفلیس، باب الحجر علی المفلس وبیع ماله فی دیونه ، حدیث نمبر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

11261، ص:80/6.

33- عمرو بن شرید : ابو الولید عمرو بن شرید ثقفی، تابعی ہیں، اہل طائف کے معدودے چند لوگوں میں ہیں۔ عبداللہ بن عباس اپنے والد اور ابورافع مولیٰ رسول ﷺ سے احادیث کی روایت کی، صالح بن دینار اور ابراہیم بن میسرہ سے روایت کرتے ہیں۔ تاریخ پیدائش کا علم نہیں، البتہ تاریخ وفات کے بارے میں علمائے اسماء الرجال اتنی وضاحت پیش کرتے ہیں کہ آپ نے ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں وفات پائی۔ دیکھئے! الخطیب التبریزی، اکمال فی اسماء الرجال ، ص : 25؛ وابن حجر العسقلانی ، التقریب مختصر التھذیب، ص: 285؛ وتھذیب التھذیب ، ص: 48/8۔

34- ابو داؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب القضاء ، باب فی الدین ھل یحبس بہ ، حدیث نمبر 232 ، ص: 109/3۔

35- وحید الزمان ، فوائد سنن نسائی ، ص : 312/3 , 315۔

36- القرطبی ، ص : 29/5 ؛ والسرخسی ، المبسوط ، ص : 174۔

37- الترمذی ، جامع الترمذی ، کتاب الوصایا ، باب ما جآءَ فی الوصیة بالثلث ، حدیث نمبر 2193 ، ص : 33/2 ؛ و ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الوصایا ، باب ما جآء فیمالا یجوز للموصی فی مالہ ، حدیث نمبر 1091، ص : 455-456/2 ؛ ومسلم ، صحیح مسلم ، کتاب الوصیة ، باب الوصیة بالثلث ، حدیث نمبر 4209 ، ص : 595/2۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

فصل سوم

حَجر: فقہائے اسلام کی آراء میں

واضح ہو کہ صغرسنی (Minority) یا جنون (Madness) کے باعث معاملہ کا نااہل قرار دیا جانا ائمہ اسلام کے نزدیک ایک متفقہ فیصلہ ہے (1) البتہ عاقل بالغ شخص کو معاملات میں ہیرا پھیری، بددیانتی (Unfair dealing)، حماقت اور فضول خرچی وغیرہ کا مظاہرہ کرنے کی بنا پر مجور التصرف قرار دیئے جانے کے بارے میں آرا مختلف ہیں۔

جمہور فقہاء

جمہور علماء اور ائمہ اسلام کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ بے وقوفی اور عدم ہوشیاری کے عالم میں بالغ ہو جانے والا شخص فاتر العقل (Unsound mind) یا نابالغ بچوں کی مانند ہے کیوں کہ بھولے بھالے اور سیدھے سادھے آدمی کو اگر مالی امور چلانے سے روکا نہ جائے تو اس کے تصرفات وہی نتائج برآمد کریں گے۔ جو کم سن اور پاگل کے تصرفات کے ہوتے ہیں فخر الدین زیلعی فرماتے ہیں: خفیف العقل اور بھولا سادھا آدمی چونکہ مال سوچ سمجھ کر صرف نہیں کرتا اس لیے اس کو مالی امور چلانے سے روکا جائے گا جیسے چھوٹے بچے کو مال میں تصرفات کرنے سے منع کیا جاتا ہے، اور نادان اور لاپرواشخص میں فضول خرچی واقعی موجود ہوتی ہے اسی لیے اس کو مالی معاملات چلانے سے منع کر دیا جائے گا۔(2) نیز برھان الدین المرغینانی "ھدایه" میں لکھتے ہیں "قال ابو یوسف و محمد و ھو قول الشافعی یحجر علی السفیه و یمنع من التصرف فی ماله لانه مبذر ماله یصرفه لا علی الوجه الذی یقتضیه العقل فیحجر علیه نظراً اعتباراً بالصبی بل اولیٰ لان الثابت فی حق الصبی احتمال التبذیر ، و فی حقه حقیقة ۔ابو یوسف، محمد اور شافعی فرماتے ہیں: نادان پر حجر لاگو ہوگا اور اس کو مال میں تصرف کرنے سے روکا جائے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مال بے جا اور فضول اڑاتا ہے، تقاضائے عقل کے مطابق اسے خرچ نہیں کرتا ہے، چنانچہ بچے پر قیاس کرتے ہوئے اس کی دیکھ بھال کے لیے اس کو حجر کیا جائے گا۔ بلکہ اس پر حجر عائد کرنا زیادہ مناسب ہے کیوں کہ بچے کے فضول خرچ ہونے کا احتمال ہے اور (نادان) کے بارے میں یہ بات واقعی موجود ہے۔"(3) پھر آگے فرماتے ہیں "لایدفع الیه ماله ابدا حتی یونس رشده و لا یجوز تصرفه فیه لان علة المنع السفه فیبقی مابقی العلة ۔اس کا مال اس وقت تک اس کی تحویل میں نہیں دیا جائے گا جب تک اس کا خوش سلیقہ (Sound Judgment) ہونا ظاہر نہ ہو اور مال میں اس کا تصرف کرنا درست نہیں ہوتا ہے کیوں کہ ممانعت تصرف کی وجہ نادانی ہے، لہٰذا جب تک سبب ممانعت موجود ہے ممانعت بھی برقرار رہے گی۔"(4)

"بدایة المجتهد" میں ہے کہ جب یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ جائے کہ بچہ بالغ ہونے کے بعد بے وقوف ہے اور نادانی کی وجہ سے مال واملاک میں مبذرانہ اور مسرفانہ تصرفات کرتا ہے تو فقہائے اسلام کی اکثریت اس بارے میں یہی رائے رکھتی ہے کہ اس کو مالی امور چلانے سے منع کر دیا جائے۔ چنانچہ ابن رشد فرماتے ہیں "واختلفوا فی الحجر علی العقلاءِ الکبار اذا ظهر منهم تبذیر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

لاموالهم فذهب مالک والشافعی واهل المدینه و کثیر من اهل العراق الی جواز ابتداء الحجر علیهم بحکم الحاکم و ذالك اذا ثبت عنده سفههم...و هورائ ابن عباس و ابن الزبیر۔ جب عاقل بالغ لوگوں کی مالی بدتربیری اور فضول خرچی معلوم ہوجائے تو ان کو حجر کرنے کے بارے میں فقہاء (کے مذاہب) مختلف ہیں؛ مالک، شافعی، اہل مدینہ اور اہل عراق کی اکثریت اس پر عدالتی فیصلہ کے ذریعہ ابتداہی سے حجر لاگو کرنے کے جواز کی طرف گئی ہے اور ایسا تب ہوگا جب حاکم وعدالت کے نزدیک ان کا حماقت زدہ ہونا ثابت ہوجائے...یہ ابن عباس اور ابن زبیر کی رائے بھی ہے۔"(5)

نیز "امام قرطبی" اس تسلسل میں فرماتے ہیں "فأ ماالصغیر و المجنون فلا خلاف فی الحجر علیهما ، واما کبیر فلأنه لا یحسن النظر لنفسه فی ماله ، ولا یومن منه اتلاف ماله فی غیر و جه فاشبه الصبی ۔کم سن اور مجنون کو حجر کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔تاہم بالغ (نادان) اپنے مال میں اپنے لیے بہتر دیکھ بھال نہیں کرتا اور اس پر یہ بھروسہ بھی نہیں ہوتا ہے کہ وہ بے وجہ اپنا مال ضائع نہیں کرے گا۔چنانچہ اس کی مثال بچے کی سی ہوئی"۔(6) فقہ حنبلی کی مشہور کتاب "المغنی" میں ہے "اکثر علماء الامصار من اهل العراق والحجاز وا لشام و مصر یرون الحجر علی کل مضیع لماله صغیر ا کان او کبیرا ۔عراق، حجاز، شام اور مصر کے رہنے والے علماء کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ ہر شخص کو جو مال ضائع کرنے والا ہو چھوٹا ہو یا بڑا مالی تصرف سے منع کیا جائے گا۔"(7)

شیعہ فقہاء بھی جمہور سنی علماء کی طرح اس بات کے قائل ہیں کہ جو لوگ حماقت زدگی (Stupidity)، کم سنی، کمزوری، دیوانگی اور بڑھاپے کے باعث بہتر مالی تصرف کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں ان کو حجر کیا جائے گا چنانچہ "البحر الذخار" میں ہے "السفه والتبذیر والضعف والجنون والهرم و فقد الاستطاعة کلها اسباب الحجر ۔سفاہت، فضول خرچی، کمزوری، دیوانگی، بڑھاپہ اور طاقت واستطاعت نہ ہونا سب کے سب حجر کئے جانے کے اسباب ہیں۔"(8)

غرض! عاقل بالغ مگر معاملہ نافہم پر حجر کرنے کی حکمت واہمیت بیان کرتے ہوئے "کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة" میں بتایا گیا ہے کہ مالی معاملات کو خوش اسلوبی کے ساتھ طے نہ کرسکنے والا شخص پاگل اور بچے کی طرح اپنے مال کو ختم کرنے سے نہیں چوکے گا۔پس اگر کسی شخص کو نااہل تصرف قرار دینا اس کی بہبود کے پیش نظر ہوتا ہے تو ایک نافہم معاملہ آدمی کی خیر طلبی کے لیے بھی اسے نااہل قرار دیا جاسکتا ہے جس میں نہ صرف اس کی بہتری ہے بلکہ عامۃ الناس کی بھلائی (Public Interest) بھی اسی میں ہے کیوں کہ لازمی طور پر ایسا شخص دوسروں کے مالی امور انجام دیکر ان کا مال بھی ضائع کرے گا۔(9)

امام ابوحنیفہ کا موقف

فقہائے مذاہب کی اکثریت کے برعکس امام ابوحنیفہ کی رائے میں عاقل، بالغ، آزاد مگر بے وقوف اور بھولے آدمی کو اپنی املاک میں تصرف کرنے سے نہیں روکا جاسکتا خواہ وہ اسے دریا میں بہادے یا آگ میں جلا ڈالے "المرغینانی" اس بارے میں کہتے ہیں "قال ابو حنیفة لایحجر علی الحر العاقل البالغ السفیه وتصرفه فی ماله جائز و ان کان مبذر ا مفسد ایتلف ماله فیما

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

لاغرض لـه فيه ولا مصلحة۔ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں آزاد، عاقل، بالغ بے وقوف شخص کو حجر نہیں کیا جائے گا اور مال میں اس کا تصرف کرنا جائز ہوگا اگر چہ وہ فضول خرچ اور مفسد ہو، اپنا مال بے مقصد اور بے مصلحت کاموں میں صرف کر کے اس کو تلف کر دیتا ہو۔"(10)

اس بات کی عقلی توجیہ کرتے ہوئے امام موصوف فرماتے ہیں"انـه مـخاطب عاقل فلا يحجر عليه.......وهذا لان في سلب ولايته اهدار ادميته والحاقه بالبهائم وهوا شد ضررا من التبذير فلا يتحمل الاعلى لدفع الا دنى ۔احمق آدمی (احکام شرعیہ کا) مخاطب اور عاقل ہے پس اس کے مالکانہ تصرفات پر پابندی لاگو نہیں ہوتی اور یہ اسی لیے کہ حجر عائد کرنے میں اس کا اختیار سلب کرنا، اس کے شرف انسانیت کو بیکار ٹھہرانا اور اسے چوپائیوں میں شامل کرنا ہے جو مال کو فضول خرچ کرنے کے نقصان سے بڑھ کر ہے، تو کم تر نقصان سے بچاؤ کے لیے برتر نقصان کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔"(11)

اپنی رائے کو تقویت بخشنے کے لیے امام صاحب اوپر ذکر ہونے والی حدیث کو حجت کے طور پر پیش کرتے ہیں جس میں بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے خرید و فروخت کرنے والے ایسے شخص کا ذکر ہوا جو دھوکا کھاتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا(من بـايـعـت فقل لا خلابة) جس کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرو تو اس سے کہو دھوکا نہ دینا۔"اس حدیث میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ اس شخص کے گھر والوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا"یـارسـول الـلـه احـجـر عليـه ۔اے اللہ کے رسول اس کو مالی تصرف سے منع فرمائیے۔"(12) مگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔"حـاشية صحيح البخاری "میں ہے"واجتـح ابـو حـنيـفه بحديث اذا بايعت فقل لا خلابة فـانه كان يغبن في البيوع ومع ذلک لم يمنعه من التصرف ولا حجر عليه ۔ابوحنیفہ نے حدیث"اذا بايعت فقل لاخـلابـه " کو ثبوت کے طور پر لایا ہے کیونکہ وہ شخص خرید و فروخت کے معاملات میں دھوکا ☆ کھا جایا کرتا تھا اور اس کے باوجود آپ ﷺ نے (مالکانہ) تصرف سے منع نہیں فرمایا اور اس پر حجر عائد نہیں کیا۔"(13) نیز آپؒ اپنے موقف کی تائید میں فرماتے ہیں: بالغ بے وقوف کو اتنی عقل حاصل ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کو سمجھ سکے یعنی اگر بچے کی طرح نا سمجھ ہوتا تو ایمان و شرائع سے مخاطب نہ ہوتا، لہٰذا اس پر حجر نہ کیا جائے۔(14)

اسی طرح آپؒ اس بارے میں یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ چھوٹے بچوں کی آزمائش کے تذکرہ کے سلسلہ میں عدم ہوشیاری سے مراد وہ ہے جو بچپن کے اثر سے ہو، اور بالغ ہونے کے 10 سال بعد تک بچپن کا اثر ختم ہو جاتا ہے، اس لئے پندرہ سال عمر بلوغ اور دس سال میں رشد و ہوشیاری (Awareness) یعنی کل پچیس سال کی عمر ہو جانے پر وہ ہوشیاری ضرور حاصل ہوگی جس کے حصول میں کم عمری حائل تھی اور قرآن نے لفظ "رُشـــدا" نکرہ لا کر اس کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے کہ مکمل ہوشیاری اور دانشمندی شرط نہیں ہے، کسی قدر ہوشیاری بھی اس کے لیے کافی ہے، کہ ان کے اموال ان کو دیے جائیں۔(15)

مال تحویل میں دینے کی عمر

پچیس سال کی عمر تک انتظار کر کے اگر مکمل ہوشیاری اور خوش سلیقگی نہ بھی آئے تب بھی ان کے اموال ان کو دے دیے جائیں۔ چنانچہ امام صاحب فرماتے ہیں"لـم يدفع اليه ماله حتى يبلغ خمس وعشرين سنة ۔جب تک پچیس سال کی عمر کو پہنچ نہ جائے اس کا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مال اس کو سپرد نہ کیا جائے۔"(16)" الاکراہ واثرہ فی الاحکام الشرعیۃ " کی عبارت کے قدرے واضح الفاظ اس ضمن میں یہ ہیں۔ "**لاتسلم الشخص امواله علی سبیل الاحتیاط لا حجر علیه لانه لایری الحجر علی سفیه وهذا المنع عنده ینتهی بأحد الامرین i.الرشد ii. البلوغ خمسا و عشرین سنة۔** ازروئے احتیاط نہ کہ حجر کے طور پر (حماقت زدہ) شخص کے اموال اس کے سپرد نہ کیے جائیں کیوں کہ آپؒ نادان شخص پر حجر کرنے کے قائل نہیں ہیں۔اور یہ ممانعت دو باتوں میں سے ایک کی موجودگی سے ختم ہو جاتی ہے۔ i. رشد ii. پچیس سال عمر ہو جانا۔(17) رہی مکمل ہوشیاری اور دانشمندی تو یہ بعض لوگوں میں عمر بھر نہیں آتی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ سیدھے بھولے رہتے ہیں،اس کی وجہ سے ان کو اپنے اموال سے محروم نہ کر دیا جائے۔"تفسیر المنار "میں ہے"**وعند ابی حنیفه یعطی ماله اذابلغ خمسا وعشرین سنة وان لم یرشد** ۔ابوحنیفہ کے ہاں مال اس کو دیا جائے گا جب وہ پچیس سال کی عمر کو پہنچے گا اگر چہ وہ مکمل طور پر ہوشیار اور دانش مند نہ ہو۔"(18)

اسی طرح امام ابوحنیفہؒ مقروض (Debtor) کے بارے میں بھی اختلافی رائے رکھتے ہیں چنانچہ آپؒ نے فرمایا:قرض کے معاملہ میں مجور التصرف نہیں ٹھہراؤں گا اور جب کسی پر بہت سے قرضوں کا بوجھ ہو جائے اور اس کے قرض خواہ اس کو قید اور حجر کرنے کا مطالبہ کریں تو میں اس پر حجر نہیں کروں گا کیوں کہ حجر کرنے سے اسکی اہلیت کو مٹا دینا لازم آئے گا تو خاص ضرر مٹانے کے واسطے ایسا نہیں کیا جائے گا لیکن ایک حاکمِ عدالت (قاضی) اس مقروض کو اس وقت تک قید رکھے گا جب تک وہ خود اپنی جائیداد فروخت کر کے قرض خواہ کا حق ادا نہ کرے اور مقروض کا ظلم دور نہ ہو جائے۔(19)

امام ابوحنیفہؒ اگر چہ اصولاً کسی عاقل بالغ آدمی پر مالی تصرف کے بارے میں پابندی لگانے کے قائل نہیں ہیں لیکن اسی کے ساتھ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر حجر کرنے کا مقصد عام لوگوں کو نقصان سے بچانا ہو تو پھر حجر کیا جائے گا۔چنانچہ فتاوی قاضی خان (20) میں ہے

> "**قال ابو حنیفه لا یحجر القاضی علی الحر العاقل البالغ الا علی من یتعدی ضرره الی العامة وهم ثلاثة المتطب الجاهل الذی یسقی الناس ما یضره و یهلکه والثانی المفتی الماجن الذی یعلم الناس الحیل ویفتی عن جهل والثالث مکاری المفلس .... وهو الذی یکاری الدابة ویاخذ الکراء فاذا جاء اوان السفر لادابة له فانقطع المکتری عن الرفقه۔**
>
> ابوحنیفہ فرماتے ہیں قاضی (حاکم) آزاد عاقل بالغ کو حجر نہیں کرے گا۔البتہ ان لوگوں پر روک لگائے گا جن کے مالی تصرفات سے عامۃ الناس کو نقصان پہنچتا ہو اور یہ تین قسم کے لوگ ہیں ایک وہ اناڑی ڈاکٹر طبیب جو لوگوں کو ایسی دوا پلاتا ہو جو ان کو نقصان پہنچاتا اور ان کو ہلاک کرتا ہو دوسرا وہ مفتی جو لوگوں کو باطل حیلے سکھاتا ہو اور غلط فتوی دیتا ہو تیسرا وہ مفلس شخص جو لوگوں سے کرایہ وصول کر کے انہیں سواری کا جانور مہیا کرنے کا وعدہ کرتا ہو اور جب سفر کرنے کی گھڑی آن پہنچے تو اس کے پاس کوئی جانور نہیں ہوتا اور کرایہ دینے والا قافلہ سے بچھڑ جاتا ہے۔"(21)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

مسطورہ بالا اقتباس کی روشنی میں ظاہر یہی ہو رہا ہے کہ نتیجہ کے اعتبار سے جمہور ائمہ اور امام ابو حنیفہ کی رائے میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ آپؒ اگر چہ عاقل بالغ اور آزاد شخص پر روک لگانے کو اس کی حریت، کرامت وشرافتِ آدمیت کے خلاف سمجھتے ہیں لیکن جب اس کے مالی تصرف سے ضرر عام لاحق ہو رہا ہو تو آپ بھی دیگر ائمہ کی طرح اس بات کے قائل نظر آتے ہیں کہ مضرت رساں تصرفات کو نافذ العمل ہونے سے روکا جائے۔ کیوں کہ مضرت رساں اقوال اور افعال اکثر و بیشتر ناسمجھ اور عاقبت نا اندیش لوگوں سے سرزد ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کوئی ضابطہ کلیہ نہیں ہے کہ یہی تین قسم کے لوگوں کے ان مخصوص مضرت رسان افعال پر پابندی اثر انداز ہوگی بلکہ ہر وہ شخص جس کے مالکانہ حقوق کے استعمال اور مالی تصرفات سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہو اس پر حجر لاگو ہوگا۔ اس سلسلے کی مزید تفصیلات باب پنجم اور باب ششم میں سامنے آرہی ہیں۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے ! باب سوم کے مباحث "صغر" اور "جنون"۔

2- تبیین الحقائق ، ص : 193/5۔

3- ص : 338/3۔

4- المرجع السابق ، ص : 192/5؛ والعینیی ، رمز الحقائق ص : 92/4۔

5- ابن رشد ، ص : 242/2 - 241۔

6- الجامع لاحکام القرآن ،ص : 29/5۔

7- ابن قدامه ، ص : 554/4؛ والمقدسی ، الشرح الکبیر علی متن المقنع ، ص : 553/4۔

8- احمد بن یحیٰ المرتضیٰ، ص : 89 ؛ والحر العاقلی ، وسائلِ الشیعه الی تحصیل مسائل الشریعة ، ص : 589/6۔

9- الجزیری ، ص : 701/2 - 699۔

10- دیکھئے! الهدایة ، ص: 338/3 ؛ والطوری ، تکملة البحر ، ص : 145/8۔

11- المرغینانی ، الهدایه ، م.ن ؛ والزیلعی، تبین الحقائق، شرح کنز الدقائق، ص: 193/4؛ و عبدالحی الکهنوی، عمدة الرعایه حاشیه شرح الوقایه، ص:344/3 ۔

12- دیکھئے! الترمذی ، جامع الترمذی ، کتاب البیوع، باب ماجآ فیمن یخدع فی البیع ،حدیث نمبر1256، ص : 150/1۔

☆ الغبن : غَبَنَ سے لفظ ''الغبن'' کے معنی ہیں؛ کمی اور نقصان...Embezzlement۔خرید وفروخت کے معاملات میں سامنے آنے والے غبن کی دو قسمیں ہیں:۔

i. الغبن الیسیر: کم نقصان؛وہ جو اشیاء کی منصفانہ تحدید بدل کرنے والے ماہرین کی تقویم (Valuation) کے تحت نہ آتا ہو یعنی وہ اسے کوئی نمایاں نقصان ہی نہ سمجھیں۔..........Over Reaching deception

ii. الغبن الفاحش: وہ نقصان غبن فاحش کہلاتا ہے جو اشیاء کی منصفانہ نرخ بندی کرنے والوں کے اندازہ میں آتا ہو ...."Grave deception" ہے۔ملاحظہ فرمائیے! قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 328۔

13- احمد علی سہارن پوری، بخاری المحشیٰ،ص : 324/1، والطوری ، تکمله البحر ،ص : 145/8۔

14- دیکھیے! رشید رضا، المنار ، ص : 387/4؛ وابن رشد، بدایة المجتهد، ص : 242/2 ؛ محمد یوسف الدین، اسلام کے معاشی نظریے ، ص : 580 - 578۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

15- مفتی محمد شفیع ، معارف القرآن ، ص : 305/2۔

16- ابو البرکات ، کنز الدقائق ، ص : 45/4 - 44؛ والعینیی ، رمز الحقائق ، ص : 92/4۔

17- عبدالفتاح حسینی ،ص : 15۔

18- رشید رضا ، ص : 387 ؛ نیز ملاحظہ فرمایئے! مفتی محمد شفیع،معارف القرآن ، ص : 305/2۔

19- محمد یوسف الدین ، اسلام کے معاشی نظریے ، ص : 578۔

20- قاضی خان (?---------- 592ھ) فخر الدین حسن بن منصور بن محمود الاوزجندی الفرغانی المعروف بقاضی خان بہت بڑے امام تھے مشہور متداول فتاوے، واقعات اور امالی کو تالیف کیا اور زیادات، جامع الصغیر اور خصاف کے ادب القضاۃ وغیرہ کی شرح لکھی۔ وہ طبقہ مجتہدین فی المسائل میں شمار کیے جاتے ہیں۔تصحیح قدوری میں قاسم بن قطلو بغا کا قول ہے کہ "قاضی خان کی تصحیح دوسروں کی تصحیح پر مقدم ہے کیوں کہ وہ فقیہ النفس ہیں۔"ملاحظہ کیجیے! عبدالحی الکھنوئی ، الفوائد البھیة ، ص : 28 - 27؛ ومحمد الخضری ، تاریخ التشریع الاسلامی ، ص : 370۔

21- دیکھئے! الخانیة ، ص : 502/4 ، و عبیدالله بن مسعود ، شرح الوقایه ، ص : 345/2 ؛ ولجنة مولفة من العلماءِ و الفقهآء ، المجلة ، م 964 ، ص : 287۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل چہارم

اہمیت و مقصدیتِ حجر

شریعت اسلامیہ نے جہاں بالغ اشخاص (یعنی بڑوں) کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے کہ وہ نابالغوں (یعنی چھوٹوں) کی مدد کریں ۔وہاں خردمندلوگوں کواس امر کی تلقین (Instruction) بھی کی ہے کہ وہ دیکھیں کہ بڑوں میں سے کن لوگوں کوان کے ذاتی اوراجتماعی مفاد (Common interests) میں محروم التصرف قراردیا جائے اور یا اس بارے میں ان کے مالی تصرفات کس حد تک درست ٹھہرائے جاسکیں، کیوں کہ جوشخص قدرتی طور پرضعیف العقل (Weak-minded) اورمفقودالبصیرت (Devoid of Sagacity) ہو ہر چند کہ وہ جسم اورعمر میں بڑا ہوایک بچہ کی مانند ہوتا ہے، لہٰذا اسے اپنی املاک میں من مانی کرنے کے لیے نہیں چھوڑدینا چاہیے کہ بدطینت (ILL-natured) لوگ اس پرغالب آجائیں اوراس کی کم فہمی اورخفت عقل کے سبب مال واملاک میں تصرف کرنے سے محروم کرکے اس کو قلاش بنادیں۔(1)

قرآن وسنت کی ہدایت سے بخوبی ظاہرہوتا ہے کہ ہر مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قواعد وضوابط (Rules and regulations) کے دائرے میں رہ کراپنی ملکیت میں جو چاہے تصرف کرے اوراس میں اپنی مرضی کے خلاف کسی دوسرے تیسرے کی مداخلت قبول نہ کرے۔اس سلسلے میں ایک اصولی ہدایت آں حضرت ﷺ کے اس ارشاد میں موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا(کل ذی مـال احق بمـالـه) ہرمال والا اپنے مال کا دوسروں سے زیادہ مستحق ہے۔"راوی حدیث کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مال میں جو چاہے تصرف کرے۔(2) نیزاس ضمن میں "السنن الکبریٰ" ہی کی ایک روایت کے الفاظ کچھ اس طرح بھی ہیں(کـل احـد احق بـمـالـه مـن والـده و ولـده والنـاس اجمعين) یعنی ہر شخص اپنے مال کا اپنے باپ، بیٹے اوردوسرے تمام انسانوں سے زیادہ مستحق ہے۔"(3)

اسی طرح قرآن کریم نے میراث کی تقسیم پر بہت زیادہ زوردیا اوراس سلسلے میں مندرجہ ذیل آیت کریمہ خاص اصولی ہدایت کی حامل ہے{لِلـرِّجَـالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ اَوْكَثُرَ نَصِيبًامَّفْرُوضاً} مردوں کے لیے حصہ ہے اس مال میں جووالدین اوراقارب چھوڑ کرجائیں اورعورتوں کے لیے حصہ ہے اس مال میں جووالدین اوراقارب چھوڑکرجائیں خواہ وہ مال تھوڑا ہو یا بہت یہ حصہ مقررکردہ ہے۔(4)

اسلام نے اقوام عرب وعجم کے دستور کے خلاف صنف ضعیف؛ یتیم بچوں،عورتوں اوراپاہج ورثا کوترکہ میں ان کے حقوق دلائے پھران کے حقوق کی حفاظت کامکمل انتظام کیاان کے حصے مقررکیےاورجوان کی ملکیت ٹھہرائے ان میں کسی کواپنی رائے اورقیاس سے کمی بیشی یاتغیروتبدل کرنے کا کوئی حق نہیں۔(5)

تعمیلِ حجر میں فرداوراجتماع دونوں کا مفاد ہے

ایک آدمی جتنی دولت چاہے پیدا کرے، اپنی محنت اور مشقت سے جتنی دولت چاہے کمائے، اس کووراثت ووصیت کے ذریعہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

جس قدر دولت بھی مل جائے اس پر اسلامی شریعت اس کی ملکیت تسلیم کرتی ہے لیکن اس کی حاصل کی ہوئی دولت کا تعلق اس کی ذات کے ساتھ ہونے کے ساتھ ساتھ پورے معاشرے کے ساتھ بھی رہتا ہے۔(6) اس کو اس بات کا مکمل حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ملکیت میں حسب منشاء تصرف کرے۔(7) قانون شریعت اس کے مالکانہ حقوق کے استعمال کی راہ میں اس وقت تک کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کرتا ہے جب تک خود اس کی اور دوسرے بندگان خدا کی حق تلفی اور نقصان ثابت نہ ہو جائے۔(8) اگر اس کی قصور اہلیت (Incapability) یا کسی اور وجہ سے اس کا مالی تصرف ذاتی اور اجتماعی سطح پر نقصان اور ضرر کا باعث ہو تو فرد اور معاشرہ کی صلاح وفلاح میں توازن برقرار رکھنے کے لیے ترجیحی طور پر خرابی کو دور کیا جائے گا۔

''فخرالدین زیلعی'' اور'' شمس الائمہ السرخسی'' فرماتے ہیں: جو لوگ کسی عارض کے سبب اہلیت تصرف نہ رکھتے ہوں ان کے مالی امور کی حفاظت اور نگہداشت کے لیے ان پر حجر لاگو کرنا نہ صرف ان کے بلکہ معاشرے کے حق میں شفقت اور مہربانی اور مسلمانوں کے حقوق کی دیکھ بھال ہے۔ چنانچہ ''تبیین الحقائق'' میں ہے ''کل ذالک رحمة و لطفا ۔ یہ سب کچھ مہربانی اور شفقت کا برتاؤ ہے۔''(9) اور'' المبسوط ''کے الفاظ ہیں''وفی ھذا نظراً للمسلمین فیحجر لاجل النظر للمسلمین۔ ایسا کرنے میں مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت کرنا ہوتا ہے، لہٰذا مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور دیکھ بھال کرنے کے لیے حجر عائد کیا جائے گا۔''(10)

اہلیت تصرف نہ رکھنے والوں کے مال واملاک کی بے حد حفاظت کرنا

چونکہ اوپر بیان کی جانے والی تفصیلات میں بتایا گیا کہ مال ودولت روزی کا ذریعہ اور قوام زندگی ہے اس کے ضیاع سے انسانی زندگی کو خطرات لاحق ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے تصرف کی استطاعت نہ رکھنے والے کمزور لوگوں کے قابو میں ان کے اموال جو اس نے دنیوی اور اخروی مصالح کے حصول کے اسباب بتائے ہیں دینے سے منع فرمایا ہے''امام رازی'' کہتے ہیں

"نھی اللہ عن تمکینہ من التصرف فی الاموال التی جعلھا اللہ للناس قیاما والمقصود من ذلک الاحتیاط فی حفظ اموال الضعفاءِ ولکونھا سبباً لمصالح المعاش والمعاد ۔

اللہ (تعالیٰ) نے اموال جن کو اللہ نے لوگوں کی زندگی کا سہارا بنایا میں نااہل تصرف کو تصرف کرنے کا اختیار دینے سے منع فرمایا ہے اور اس کا مقصد کمزوروں کے مالوں کی حفاظت کرنے میں احتیاط برتنا ہوتا ہے اور اس لیے بھی (حجر کیا جاتا ہے) کہ یہ (دنیوی) گزراں اور اخروی فوائد کا سبب ہے۔''(11)

فاتر العقل اور کمزور لوگوں کے اموال کو دھوکا فریب اور ملاوٹ سے ہتھیا لینے سے بچانے کے لیے حجر کرنا

بعض لوگوں کی عقل ناقص اور رائے کمزور ہوتی ہے جیسے صبی، مجنون، لاپرواہ، اور نادان وغیرہ، ان کے مال واملاک ان ہاتھوں سے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

محفوظ رکھنے کے لیے جو دھوکا اور ملاوٹ سے لوگوں کے مال چھین لیتے ہیں نیز خود ان کی بدتدبیری سے ضائع ہونے سے بچانے کے لیے ان کے مالی تصرفات کو نافذ العمل ہونے سے روکا جاتا ہے۔(12) چنانچہ ان بنیادوں پر قانون حجر کی گنجائش رکھی گئی ہے ''کاسانی'' (13) لکھتے ہیں "**لان التصرفات شرعت لمصالح العباد والمصلحة تتعلق بالاطلاق مرة وبالحجر اخرى ولهذا اذا بلغ الصبى سفيها يمنع عنه ماله الى خمس وعشرين سنة بلا خلاف ولهذا حجر على الصبى والمجنون ويكون الحجر مصلحة فى حقهما**۔ بندوں کے مصالح اور مفادات کے لیے مالی امور میں تصرفات کرنے کی شریعت کے رو سے اجازت ملی ہے اور مصلحت ☆ اسی میں ہے کہ گاہے تصرفات کی اجازت ملے اور کبھی ان پر پابندی عائد کی جائے اس مقصد کے لیے تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب بچہ بالغ ہو جائے اور وہ سمجھدار نہ ہو تو 25 سال کی عمر تک مال اس کے سپرد نہ کیا جائے چنانچہ دیوانے اور کم سن کو حجر کرنا ان کی خیر خواہی اور بہتری کے لیے ہوگا اور یہی مقصد سفیہ کو حجر کرنے کا (بھی) ہے۔''(14)

جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے کہ جو لوگ خوش سلیقگی کے ساتھ مالی معاملات چلانے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں، مال واملاک جن پر امور حیات کی بقا اور استواری کا دارومدار ہے ان کے سپرد نہ کرو مقصد یہی ہے کہ نادان مرد و عورت جو بہتر طور پر مالی امور چلا نہیں سکتے ہیں فضول خرچی اور بے جا اڑانے میں کہیں ان کو ضائع نہ کر دیں اس لیے نا اہل معاملہ لوگوں کے اولیاء کو حکم ہوا کہ بالغ ہونے سے پہلے انہیں کسی حد تک مالی امور طے کرنے کی اجازت دیں۔ پھر اگر آزمائش اور جانچ سے معلوم ہو کہ یہ لوگ خوش اطوار ہیں تو مال ان کے سپرد کر دو ورنہ مالوں کی حفاظت اور ان کی مصلحت کی رعایت میں مال ان کے سپرد نہ کرو تا آنکہ ان کا خوش سلیقہ ہونا ثابت ہو جائے۔ سورۃ النساء ایت نمبر 6 کی توضیح مطالب کے سلسلے میں عنوان **الحجر على السفهاء والصغار ونحوهم و عدم تسليم المال اليهم الا بالرشد** کے تحت ''التفسیر المنیر'' میں ہے "**المبذر من الرجال والنساء والصبيان الذى لا يحسن التصرف اختبروهم قبل البلوغ فى تصرفهم فى اموالهم حتى صاروا اهلاً**۔ مردوں، عورتوں اور بچوں میں سے فضول خرچ لوگ جو (مالی) تصرف کرنا اچھی طرح نہیں جانتے ہوں بالغ ہونے سے پہلے مالوں میں تصرف کے بارے میں ان کی آزمائش کرو حتیٰ کہ یہ تصرف کرنے کے اہل ہو جائیں۔"(15)

نا اہل معاملہ لوگوں کے مالی مفادات کا تحفظ اور مصالح کی رعایت تب ممکن ہے اور خوش اسلوبی سے مالی معاملات طے کرنے سے قاصر لوگوں کی خیر خواہی تب یقینی ہے کہ مال و دولت کو عقل وحکمت کے تقاضوں کے خلاف خرچ ہونے سے روکا جائے جو نیکی میں تعاون کے مترادف ہے۔ ایسے لوگوں کے مالی تصرفات کو "حجر" کرنے اور جہت مصلحت کے متعین ہونے تک مال و دولت ان کے سپرد نہ کرنے میں ایک تو خود ان کے مصالح کی رعایت ہے تا کہ ان کا مال ضائع ہو کر یہ فقر و فاقہ اور افلاس کا شکار نہ ہو جائیں اور ان کے ساتھ معاملات کر کے دوسرے لوگ نقصان نہ اٹھائیں۔(16)

اگر کوئی ایسا کم عقل ہو کہ اس کے افعال معمولی فہم کے مطابق نہ ہوں جس کی وجہ سے وہ اپنی جائیداد اور دولت کو فضول خرچی اور نا اہلی کی وجہ سے ضائع کرتا ہو تو تمام علمائے اسلام اور فقہائے مذاہب نص قرآنی کی روشنی میں اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ جب تک اس کی عقل و شعور میں پختگی نہ آجائے تب تک ولی اور سرپرست اس کو نگرانی میں رکھے۔(17) اسی طرح اگر کسی دولت مند کا انتقال ہو جائے تو

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس کے بچوں کے نگران اور باپ کی جانب سے مقرر کردہ وصی مختار یا وصی قاضی کا فرض ہے کہ وہ ان نادانوں کی تربیت کرنے اور ان کے مالوں کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے ان کو اپنی سرپرستی میں لے لے اور ان کے مال و جائیداد میں بوقت ضرورت ایسے تصرفات بجالاتے

رہیں جو ان کے بہترین مفاد میں ہوں۔(18) آج کل محکمہ تحفظ نابالغان (Court of ward) ان فرائض کو سرانجام دیتا ہے۔ (19)

ہبہ تفضیلی (Preferential gift)

انسان کی اپنی ملکیت میں مداخلت اس حد تک درست ہوگی جس سے خود انسان کی اپنی اور اپنے اقارب کی زندگی یا معاشی حالات کو خطرہ لاحق نہ ہو اس سے متجاوز ہو کر نا قابل قبول ہوگی لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی زندگی و صحت کی حالت میں اپنی کسی اولاد کو اپنے کل مال یا مال کا اتنا حصہ ہبہ کر دیتا ہے جو عام نظر میں ظلم قرار پاتا ہے اور اس ہبہ کے تھوڑے عرصہ بعد داعی اجل کو لبیک کہہ دیتا ہے جب کہ موہوبہ چیز اصلی حالت پر باقی رہتی اور موجود ہوتی ہے تو ایسی یا اس کی مثل دیگر صورتوں میں ہبہ قابل ابطال (voidable) ہوگا اور حاکم وقت کو اس ہبہ کو باطل کر کے متروکہ میں شامل کر دینے کا اختیار ہوگا اس تسلسل میں ''ڈاکٹر تنزیل الرحمان'' رقم طراز ہیں

> "ایسے لوگ جو اپنی اولاد اور متعلقین کو سوء التصرف کے باعث فتنوں میں مبتلا کر دیں اور خاندانی حالت کو ابتر بنا دیں اور بعض کو محروم کر کے ان کی طبعی اجتماع کی عمارت کو گرا دیں یا بغیر کسی معقول سبب کے بعض کو بعض پر فضیلت دیں ، ضروری ہے کہ عدالت ایسے نامعقول مالی تصرفات کو نافذ العمل ہونے سے روکنے کے لیے حکم جاری کر دے۔''(20)

وصیت (Will)

اسلامی شریعت میں کسی شے کو یا اس کے منافع کو بہ طریق حسن سلوک یہ کہہ دینا یا لکھ دینا کہ میری موت کے بعد فلاں کے لیے ہے ،وصیت کہلاتا ہے(21)، مگر اب چونکہ اس کے مال میں ورثہ کا حق بھی شامل ہو گیا ہے اس لیے ان کے حقوق کی حفاظت کے لیے شریعت نے ایک تہائی مال سے زیادہ میں وصیت کے نافذ ہونے کو روکا ہے۔''شاہ ولی اللہ''(22) اس بارے میں فرماتے ہیں "فلا بد من ضرب حد یتجاوز ہ الناس، و ھو الثلث ، لانه لابد من ترجیح الورثة۔ (وصیت کی) ایک حد مقرر کر دینا ضروری تھا جس سے لوگ تجاوز کرتے ہیں کیوں کہ ورثہ کے حق کو ترجیح (Preference) دینا لازمی عمل ہے۔"(23)

مقروض مفلس (Bankrupt)

جس کسی نے لوگوں سے قرض لیے ہوں اور اب اس کی املاک اس کے متحمل نہ ہوں کہ ان سے قرض خواہوں (Creditors)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کے قرض ادا کیے جائیں تو یہ شخص مقروض مفلس ہے۔(24) تمام ائمۂ اسلام اس امر پر متفق ہیں کہ ایسے شخص کے انتہائی ضروری مالی تصرفات کے علاوہ اس کے ہر قسم کے مالی تصرف کو "حجر" کیا جائے گا۔ تاکہ لوگوں کے واجبات (Dues) جو اس پر ہیں اور جو قرض اس نے لے رکھا ہے اس کا نقصان نہ ہو۔ کیوں کہ مفلس شاید اپنا مال ضـرورہ ملجئـہ (Urgent Necessity) کے طور پر کسی بڑے آدمی کے ہاتھ فروخت کردے جس کے قبضے سے نکالنا ممکن ہی نہ ہو تو قرض خواہوں کا حق مٹ جائے گا۔ "کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعة" میں ہے "یحجر علیہ کی لا یتصرف فی مالہ الذی تحت یدہ حفظاً علی حقوق الدائنین واموالھم من الضیاع ۔قرض خواہوں کے حقوق کی حفاظت اوران کے مالوں کو ضیاع سے بچانے کے لیے اس کے قبضہ میں موجود مال میں تصرف کرنے سے اس کو منع کیا جائے گا۔''(25)

مفادعامہ اور معاشرہ کے اجتماعی حقوق کا تحفظ

اسلام فرد کی آزادی پر اس وقت قدغن لگاتا ہے، جب مفادعامہ کو اس سے دھچکا لگے اور معاشرہ (Society) کے اجتماعی حقوق (Collective rights) کو صدمہ پہنچے۔

اسلام سرمایہ داری کی قوت کو معاشی نظام سے خارج نہیں کرتا بلکہ فطرت انسانی پر ایک عمیق نظر ڈالتے ہوئے اسے برقرار رکھتا ہے اور اپنے پیروکاروں کے لیے ایک ایسا معاشی نظام تجویز کرتا ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے یہ قوت کبھی بھی اپنی مناسب حدود سے تجاوز نہیں کرسکتی۔ جیسا کہ بغیر کسی ابہام کے یہ بات بتائی گئی کہ آدمی اپنی محنت سے جو کچھ حاصل کرتا ہے اسلام اس پر اسے مالکانہ حقوق دیتا ہے لیکن ہر کسی قید اور حد (Bound & limit) سے آزاد بھی نہیں ، وہ ان پر ایسی پابندیاں عائد کرتا ہے جو انہیں حد فطرت سے متجاوز اور ظلم اور ناانصافی کا موجب بننے نہ دیں۔(26) اس تناظر میں بطور مثال چند موضوعات پر ذیل میں گفتگو کی جاتی ہے۔

غذائی کنٹرول (Estimation)

اشیاء اور ذرائع پیداوار (Means of production) کا مالک "قانون حجر" کے رو سے کسی ایسے تصرف کا مجاز نہیں جو خود اس کی ذات کے لیے مفید اور نفع بخش تو ہو لیکن معاشرہ کے لیے مضر صحت اور نقصان دہ ہو ، خود سرمایہ دار ممالک (Capitalist countries) بھی یہی کہتے ہیں کہ انسان اپنے معاملات میں اس حد تک آزاد کہا جاسکتا ہے جہاں تک اس کی آزادی دوسرے افراد کو متاثر نہ کردے۔(27) چنانچہ جب کسی ملک میں اقتصادی حالات (Economic conditions) ایسے خراب ہو جائیں کہ اگر حکومت ''قانون ممانعت تصرف'' کے ذریعہ نظم قائم نہ کرے تو بہت سے لوگ اپنی ضروریات زندگی سے محروم ہو جائیں گے۔ تو ملکی اقتصادی اور معاشی حالات کو خرابی سے بچانے کے لیے حکومت غذائی اشیا کے مالکوں کو من مانی تصرفات کرنے سے منع کرے گی اور انتہائی ضرورت کی ان چیزوں کو اپنے نظم اور کنٹرول میں لے کر غلہ کی مناسب قیمت مقرر کرے گی۔ "حافظ ابن تیمیہ" فرماتے ہیں: کہ ارباب اختیار بازار کے نرخوں پر کڑی نظر رکھیں کہ نہ خواہ مخواہ گاہک کو چیزیں کم قیمت میں ملیں اور نہ ایسا ہو کہ بہر صورت فروخت کرنے والا مہنگے داموں فروخت کرتا رہے۔ آپؒ مزید فرماتے ہیں: کہ اسلام انسان کو اشیاء کی ملکیت اور اس میں تصرف کا حق دیتا ہے اور نرخ بندی (Appraisal) کرنا مالکانہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com:ڈاکٹر مشتاق خان

حقوق کے عام استعمال سے منع کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ امام اور حاکم کا کام یہ بھی ہے کہ وہ رعیت کی فلاح و بہبود کا لحاظ بھی رکھے "ان الناس مسلطون علی اموالھم والتسعیر حجر علیھم ، والامام مامور برعایة مصلحة المسلمین۔ یقیناً لوگوں کو اپنے مالوں پر ملکیت حاصل ہے اور نرخ بندی ان پر حجر لاگو کرنا ہے، لیکن اس کے ساتھ امام کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کی مصلحت کا خیال رکھے۔"(28)

امام ابن تیمیہ کے اس فتوی کی روشنی میں یہ بات بالکل نمایاں ہو جاتی ہے کہ تسعیر (Price Control) حقِ ملکیت کے آزادانہ استعمال پر قدغن لگانا ہے لیکن جب اقتصادی حالات اس کے متقاضی ہوں تو حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عامۃ الناس کی مصلحت اور مفاد عامہ کے حصول کے لیے مالکانہ حقوق کے مضرت رساں استعمال کو حجر کر دے۔

اجارہ داری (Monopoly)

ابھی اوپر بتایا گیا کہ اسلام فرد کو جائز ذرائع سے حاصل ہونے والی دولت کے استعمال میں بالکل آزاد نہیں چھوڑتا بلکہ اس پر متعدد طریقوں سے پابندی عائد کرتا ہے لہٰذا دولت کے استعمال اور خرچ کے جتنے طریقوں سے اس کے اخلاق اور اجتماع کے جائز مفادات کو نقصان پہنچتا ہو یا پہنچنے کا اندیشہ ہو وہ ان پر قانون حجر لاگو کرتا ہے۔ اس لیے اگر صنعت و تجارت اور زرعی املاک میں کچھ معاشی، معاشرتی یا سیاسی حیثیت سے ذریعہ ظلم بن جائیں تو ایسی ملکیتوں اور کاروباری معاملات کی اصلاح قانون حجر کے نفاذ سے کی جا سکتی ہے۔(29) بعض سماج دشمن عناصر اور ناجائز منافع خور لوگ سرمایہ کے بل پر مارکیٹ کو کنٹرول کر کے بعض چیزوں پر اپنی اجارہ داری قائم کر کے اپنے پاس ذخیرہ کر لیتے ہیں اور ضرورت کی اشیا کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ زیادہ نفع کمانے اور نقصان سے خود کو بچانے کے لیے پیدا کرتے ہیں جب انہیں یقین ہو جائے کہ ان کے ذخیرہ کیے ہوئے مال کا طلب آنے والے دنوں میں کم ہو جائے گا اور مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو یک دم کبھی بہت سا مال خرید کر بازار میں (اشیائے صرف کی) مصنوعی قلت پیدا کرتے ہیں اور لوگ مجبور ہوتے ہیں کہ ذخیرہ اندوزوں کی مقرر کردہ قیمت پر چیزیں خریدیں اور کبھی جب انہیں یقین ہو جائے کہ آئندہ چند دنوں میں ان کے اسٹاک کی قدر و قیمت صفر کے برابر ہو جائے گی تو ایک دفعہ بہت سامان ریلیز کر کے مارکیٹ کا بھاؤ گرا دیتے ہیں۔ سرمایہ کے اس کھیل سے استیصال بے جا کی راہیں کھلتی ہیں اور عامہ خلائق کو ضروریات کی فراہمی اور دستیابی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ، بازار میں آزاد مسابقت کی راہ مسدود ہو جاتی ہے اور تمام اشیاء و خدمات فطری عوامل کے تحت اپنی قیمتیں متعین نہیں کر پاتیں اس لیے اسلام اس کا روادار نہیں کہ انسانوں کو منافع کمانے کے لیے آزاد چھوڑا جائے جس کے بل بوتے پر وہ دوسروں کی آزادی سلب کر کے خود اجارہ دار بن جائیں۔ سرمایہ دارانہ نظام معیشت کی کچھ نہ کچھ مداخلت کے برعکس اسلام ریاست کو یہ کھلی اجازت دیتا ہے کہ جہاں دولت کے تصرف اور املاک کے استعمالات سے معاشرے کے نقصان اور لوگوں کے استیصال کا پہلو نکلتا ہے وہیں اس پر حد لگائی جائے گی۔(30) جسٹس تنزیل الرحمٰن اس سلسلے میں لکھتے ہیں "چند مشترک مفاد رکھنے والے افراد کا بازار کا بھاؤ بڑھانے پر مجتمع ہونا تا کہ اپنی مصنوعات من مانے دام پر فروخت کر سکیں اجارہ داری کہلاتا ہے یہ نہ صرف انگریزی قانون کے تحت خلاف مصلحت ہے بلکہ ملکی قانون معاہدہ کی دفعہ ''23'' اور شریعت اسلامیہ کے قاعدہ "لاضرر ولاضرار" کے رو سے بھی مفاد عامہ کے خلاف ہے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حکومت پاکستان کے نافذ کردہ اجارہ داری کنٹرول آرڈیننس (Ordinance) کے ذریعہ تجارتی اجارہ داریوں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو معاشی اصلاح کی طرف ایک قدم ہے۔'' (31)

''نیل الا وطار '' اور ''سبل السلام'' میں ہے کہ کسی تاجر نے اگر بازار پر تسلط (Domination) جمانے اور مرضی کے مطابق اشیاء صرف کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ لانے کے لیے اوروں کو کاروبار کرنے سے روکا تو اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی اگر چہ بازار میں اشیاء کی قیمتیں ارزاں ہوں'' انہ ان منع غیرہ من الشراء حصل بہ ضیق حرم وان کانت الاسعار رخیصۃ۔ اگر اس نے اپنے علاوہ اور کو خرید وفروخت کرنے سے روکا اور اس سے مشکل صورت حال سامنے آئی تو حرام اور ناجائز ہوگا اگر چہ (چیزوں کے) نرخ ارزان ہوں۔'' (32)

لہٰذا جو افراد اور ادارے قوم کی مجموعی محدود دولت کی گردش روکنے کا باعث بن رہے ہوں اور غیر معمولی اقتصادی اور سیاسی قوت بننا چاہتے ہوں تاکہ اس کے بل بوتے پر مزید اقتصادی مفاد حاصل کریں تو حکام کا فرض بنتا ہے کہ ان خلاف مصلحت مالی سرگرمیوں اور سماج دشمن کوششوں پر'' قانون ممانعت تصرف'' کے تحت چیک اور بیلنس (Check and Balance) کا نظام قائم کریں۔

تحدید (Fixing the Limits)

اس مسلم قانونی اور فقہی اصول کہ ''پبلک کے معاملات میں قوت نافذہ کے تصرفات مصلحت پر مبنی ہونے چاہئیں۔'' (33) کے تحت حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عوام کے تمام معاشی امور کی نگرانی کرے اور جو مالی سرگرمیاں کسی معاشی بے اعتدالی کا سبب بن رہی ہوں ان پر یا تو سرے سے پابندی لاگو کردے اور یا پھر مناسب حد تک ان کی اجازت دے دے جس کی مختلف صورتوں میں سے چند کو ذیل میں زیر بحث لایا جارہا ہے

1 - راشننگ (RATIONING)

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مدینہ میں قحط پڑا تو مصر سے غلہ منگوایا گیا یہ ایک استحبابی امر (Praise worthy Judgment) تھا کہ لوگ ایک دوسرے کی ضروریات کا لحاظ رکھیں، مگر آپؓ نے ایک مقدار مقرر کردی کہ اس سے کوئی شخص زائد غلہ خریدنے پر دولت صرف نہیں کرسکتا ہے یہ راشننگ کے سلسلے میں مال صرف کرنے کی تحدید تھی۔ اس مثال سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ لوگ اگر اخلاقی اور استحبابی طور پر ایک دوسرے کی ضروریات پوری کرنے کے لیے تیار نہ ہوں تو حکومت اجباری طریقوں سے'' قانون ممانعت تصرف'' اور ''اصول تحدید'' کے تحت اصلاح احوال کے لیے تدابیر اختیار کرسکتی ہے۔ (34)

2 - آبادی کی تحدید

بڑے بڑے شہروں میں عام حالت میں آبادی اور تعمیرات کو روکنا جائز نہیں ہے لیکن اگر کسی بستی کی آبادی بڑھنے سے یہ خطرات پیدا ہوتے ہوں کہ صفائی اور صحت، پینے کے پانی اور نقصِ امن کا مسئلہ پیدا ہوگا تو حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ شہروں کی طرف دیہاتوں سے نقل مکانی کرنے اور وہاں گھر بسانے اور مکان بنانے پر پابندی لگادے اور آبادی کی ایک حد مقرر کردے مثلاً شہروں اور قصبوں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کے لیے طے کرلیا جائے کہ آبادی کی تعداد بالترتیب پانچ لاکھ اور پچاس ہزار سے بڑھنے نہ پائے۔ (35)

3 - پیشوں کا انضباط

جب کسی شہر میں لوگوں کی تعداد بہت بڑھ جائے اور محدود شہری وسائل پر آبادی کا بھاری بوجھ پڑنے لگے تو پیشوں کی آزادی کے اصول کے باوجود حکومت کو انضباط (Precision) کرنا پڑے گا اور خاص حد تک بعض پیشوں کو اختیار کرنے کی اجازت ہوگی۔ ''شاہ ولی اللہ'' پیشوں کی تحدید کی حکمت و مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ لوگوں کی زیادہ تعداد ایک خاص پیشہ اپنا لیں اور کم تھوڑے لوگ مویشیوں کے چرانے اور زراعت کے پیشہ میں مشغول ہو جائیں تو ان کی معاشی حالت خراب ہو جائے گی۔ (36)

ملکیت زمین کی تحدید

یعنی مفاد عامہ میں زمین کی ایک خاص مقدار سے زائد کو ملکیت میں لانے پر پابندی عائد کرنا مثلاً جس کے پاس 100 ایکڑ یا اس سے زائد زمین موجود ہے اور معاشرے کے دیگر افراد کو زمین، زراعت، کاشت اور رہائش کے لیے درکار ہے تو حکومت کو یہ پابندی لاگو کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہ اعلان کردے کہ جس کے پاس پانچ سو ایکٹر زمین ہے ضرورت کے پیش نظر اب وہ مزید زمین خرید نہیں سکتا یا مقررہ رقبے کا مکان موجود ہے وہ رہائشی اور سکونتی ضروریات کے پیش نظر کوئی نیا مکان نہیں بنا سکتا۔ (37) ''جدید معاشی نظریات'' میں ہے کہ: معاشرے میں معاشی تفاوت اس قدر بڑھ جائے کہ غریب کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہو جائے اسلامی ریاست وقتی طور پر تحدید حجر کے اصول پر عمل پیرا ہو کر لوگوں کو اس بات پر مجبور کر سکتی ہے کہ وہ مقررہ حد سے زیادہ ملکیت نہ بنائیں مثلاً کوئی شخص رہائشی ضرورت کے لیے دو کنال سے زائد اراضی، صنعتی ضرورت کے لیے دس کنال اور زراعت کے لیے چالیس کنال سے زائد زمین ملکیت میں نہ لائے اس قانون کے نفاذ اور عمل درآمد کا ثمرہ یہ ہوگا کہ بڑی جاگیریں اور صنعتی اجارہ داریاں ختم ہو کر عام لوگوں کا فائدہ ہوگا۔'' (38)

سد ذرائع

اصول فقہ میں سد ذرائع کے نام سے ایک مستقل باب ہے جس کا مطلب ہے کہ اگر ایک کام یا ملکیت میں مالک کا عمل دخل فی نفسہ جائز ہو لیکن اس کی کثرت کسی معصیت یا مفسدے کا سبب بن رہی ہو تو حکومت کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کام اور معاملے کو یا تو کسی حد تک محدود کردے اور یا پھر جب تک کہ خرابی موجود ہے اس پر اصلاً پابندی قائم رکھے مثلاً خرید و فروخت اور کاروبار تجارت ازروئے اسلام ایک جائز اور پسندیدہ عمل ہے لیکن فتنہ کے زمانہ میں اسلحہ فروشی کا کاروبار جس سے یہ خدشہ ہو کہ فتنہ پرور لوگوں کے ہاتھوں میں اسلحہ آجائے گا کرنا ممنوع قرار دیا جا سکتا ہے۔ (39)

اسی طرح فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ جب کسی جگہ ہیضہ کی وباء پھوٹ پڑ رہی ہو تو حکومت یہ پابندی لگا سکتی ہے کہ خربوزہ کی خرید فروخت اور اس کا کھانا ممنوع ہے تاکہ اس کی خوراک اس مرض کے مزید پھیلنے کا ذریعہ نہ بن جائے۔ (40)

مملوکہ برتنوں کا استعمال ایک جائز اور مباح فعل ہے مگر جن برتنوں کے استعمال سے کسی حرام مشروب اور طعام کی یاد تازہ ہوتی ہو تو اسلامی ریاست سد باب کے طور پر ایسے برتنوں کے استعمال کو روکے گی مثلاً ابتدائے اسلام میں شراب پینے پر پابندی نہیں تھی تو جن برتنوں

اگرآپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com: ڈاکٹر مشتاق خان

میں شراب پی جاتی تھی ان کا استعمال بھی جائز تھا جب شراب پینا حرام ٹھہرا تو ان برتنوں کا استعمال بھی روک دیا گیا جن میں شراب پی جاتی تھی تا کہ شراب کی یاد تازہ نہ ہو۔ (41)

المختصر ! مالی معاملات کو نفع بخش طریقے پر چلانے سے قاصر افراد اور ان لوگوں کے مالی تصرفات پر کڑی نظر رکھنا لازمی امر ہے جو مال و دولت کی بربادی اور عدم استحکام کا باعث بنتے ہوں چنانچہ دولت کو ضیاع سے بچانے اور معیشت میں توازن اور استحکام پیدا کرنے کے لیے اگر ضروری ہوا تو افراد اور اداروں کے مالی امور اور معاشی سرگرمیوں کو اسلامی ریاست کے قانون حجر کے احکام اور اصول تحدید کے ضوابط و قواعد کے تحت لایا جائے گا۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

-1 الجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 699/2؛ نیز دیکھئے ! الجرجاوی ، حکمت التشریع، ص : 257۔

-2 البیهقی ، کتاب الشرکة ، باب الاشتراک فی الاموال و الهدایا، حدیث نمبر3 - 2 ، ص : 178/6۔

-3 نفس المرجع۔

-4 النسآء : 7 ۔

-5 محمد شفیع ، معارف القرآن ، ص : 308/2 ؛ وتفسیر عثمانی ، ص : 100۔

-6 مجیب اللہ ندوی،اسلامی فقہ ، ص : 679/2۔

-7 زیلعی، تبیین الحقائق ، ص : 196/4 ؛ و قدری باشا ، مرشد الحیرآن ، م 59 ، ص : 44 ؛ و محمد زید و محمد سلامه الجلفی، شرح مرشد الحیران ، ص : 46۔

-8 المرجع السابق۔

-9 زیلعی، تبیین الحقائق ، ص : 191/5۔

-10 المبسوط ، ص : 163/24۔

-11 التفسیر الکبیر ، ص : 115/8؛ وعلی احمد ، قوائد الفقهیه ، ص : 254۔

-12 الجرجاوی ، حکمت التشریع ، ص : 557/2۔

-13 الکاسانی (?--------587ھ) آپ ابوبکر بن مسعود بن احمد،علاء الدین ہیں۔ ترکستان کی ایک بستی کاسان یا کاشان جو دریائے سیحون کے پیچھے واقع ہے کی طرف منسوب ہونے کی بناء پر کاسانی کہلائے،اہل حلب اور ائمہ حنفیہ میں سے تھے "ملک العلماء" کے نام سے شہرت رکھتے تھے۔ علاء الدین سمرقندی سے اخذ واستفادہ کیا اور آپ ہی کی کتاب "تحفة الفقهاء" کی شرح لکھنے کی سعادت بھی حاصل کی۔نورالدین کے بعض امور کی نگرانی بھی کرتے رہے۔حلب میں وفات پائی۔

تصانیف: آپکی تصانیف میں" البدائع "جو"تحفةالفقهاء" کی شرح ہے اور"السلطان المبین فی اصول الدین" شامل ہیں۔ دیکھئے ! عبدالحی الکھنوی ؛ الفوائد البهیة ، ص : 25-24 ؛ والزرکلی ، الاعلام ، ص : 46/2۔

☆ المصلحة : صلاح مصدر سے مصلحة جس کی جمع مصالح ہے فساد کی ضد کو کہتے ہیں اور شریعت کے رو سے مصلحت عبارت ہے ان امور سے جن کے معتبر ہونے (Consideration) اور یا باطل ہونے (Cancellation) پر شارع(Lawgiver) یعنی اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے کوئی دلیل موجود نہ ہو.........Public interest۔دیکھئے! قلعه جی و قنیبی، معجم لغة الفقهاء ، ص: 432۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

14- بدائع الصنائع ، ص : 169/7۔

15- الزحیلی، ص : 248/4و249؛ والمراغی، التفسیر المراغی، ص : 181/7۔

16- دیکھئے! السرخی، المبسوط، ص : 174/24؛ والصاغرجی، الفقه الحنفی و اَدلته ، ص : 52-53/3؛ واحمدبن یحیٰی بن المرتضیٰ، البحرالزخار ، ص : 89۔

17- ایضاً۔

18- سلیم رستم الباز ، شرح المجلة ، ص : 538 ؛ وابن نجیم، ا لبحرالرائق ، ص : 148/8؛محمد یوسف الدین، اسلام کے معاشی نظریے،ص : 577۔

19- محمد یوسف الدین، اسلام کے معاشی نظریے، م.ن۔Ward : نگرانی، دیکھ بھال اورحفاظت کرنے کو کہتے ہیں۔ تنزیل الرحمان، قانونی لغت، ص : 516۔"Court of ward" سے مرادوہ ادارہ ہے جوخصوصاً نابالغوں اورعموماً ہر نااہل معاملہ آدمی کے امور کی حفاظت اورنگرانی کرتا ہو۔"Black's Law Dictionary"میں ہے

"A Person, especially a child or incompetent, placed by the court under the care and supervision of a guardian"

" کورٹ آف وارڈ"وہ محکمہ کہلاتا ہے جہاں عدالت کسی شخص خصوصاً بچے اورنااہل کوایک سرپرست اورنگران کی حفاظت اورسرپرستی میں دیتی ہو۔See! Henry campbell Black, P: 1583

20- مجموعہ قوانین اسلامی،ص : 992-955/3۔

21- قلعه جی وقنیبیی، معجم لغة الفقهاء ، ص : 504 ؛ والجرجانی، التعریفات، ص : 176۔

22- الدهلوی (1110- 1176ھ) احمد بن عبدالرحیم،ابوعبدالعزیز الملقب شاہ ولی اللہ دہلی میں پیدا ہوئے،آپ متنوع علمی خوبیوں سے سرفراز تھے۔بیک وقت آپ فقیہ،اصولی،محدث اورمفسر تھے۔مذاہب اربعہ کوقریب ترلانے کے لیے آپ نے فقہ وحدیث میں تطبیق کی خدمات بجالائیں۔آپ کی مختلف النوع خدمات میں بڑا کارنامہ مسلمانوں کی سیاسی،معاشی اوراخلاقی حالت کی اصلاح کرنا تھا۔ صاحب فہرس الفہارس کہتے ہیں: آپ،آپ کی اولاد اوران کے شاگردوں کے طفیل ہندوستان میں حدیث وسنت کا احیا ہوا۔آپ کی تصانیف کی تعداد سو سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔جن میں سے''حجتہ اللہ البالغہ''؛''البدور البازغہ''؛''الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف''اور''فتح الخبیر فی علم التفسیر''وغیرہ کونمایاں مقام حاصل ہے۔دیکھئے! الزرکلی، الاعلام، ص : 149/1؛ وابوالحسن علی ندوی، شاہ ولی اللہ بحیثیت مصنف ،ص :337 ۔

23- حجة الله البالغة، ص : 203/2۔ مرض الموت میں مبتلا شخص کا اپنے مال واملاک کے ایک تہائی حصہ سے زائد میں تصرف کرنے سے مجبور ہونے کا تفصیلی بیان باب چہارم میں عنوان''مرض الموت'' کے ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

24- دیکھئے! تنزیل الرحمن ، قانونی لغت ، ص : 296 ؛ و قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 447۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

25- الجزیری، ص : 382/2 ؛ نیز ملاحظہ ہو! الاتاسی، شرح المجلۃ، ص : 553/3 ؛ محمد یوسف الدین، اسلام کے معاشی نظریے، ص : 578۔

26- مودودی، اسلامی نظم معیشت کے اصول ومقاصد،ص:9 ؛ نیز دیکھئے! عبدالرحمان، اسلام کا معاشرتی نظام، ص : 80 ۔

27- محمد طاسین، اسلام کی عادلانہ اقتصادی تعلیمات،ص: 87 ؛ محمد باقر الصدر، اسلامی اقتصادیات اور جدید اقتصادی مکاتب، ص:77۔

28- ابن قیم، الطرق الحکمیة، ص : 224۔

29- امین احسن اصلاحی، اسلام میں زائدازضرورت دولت کا مصرف ، ص : 4 - 3 ۔

30- دیکھئے! محمد محترم فہیم احمد عثمانی، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو،ص:20؛ نیز ملاحظہ ہو! محمد رضی زنگی پوری، اسلام کا معاشی نظام؛ خورشید احمد، محمد مظہر الدین ونعیم صدیقی وغیرہ، اقتصادی پروگرام کمیٹی کی رپورٹ، ص : 175۔ نیز ملاحظہ ہو! "Monopoly" کے مفہوم اور ممانعت کی مزید وضاحت کے سلسلے میں "BLAK'S LAW DICTIONARY, P : 1007."

31- قانونی لغت، ص : 358 , 109۔

32- دیکھئے! الشوکانی، ص : 118/1 - 117؛ والصنعانی، ص : 130 , 139 ۔

33- ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص : 157۔

34- خورشید احمد، محمد مظہر الدین ونعیم صدیقی وغیرہ، اقتصادی پروگرام کمیٹی کی رپورٹ،ص : 68 - 67۔

35- نفس المرجع۔

36- حجة الله البالغة، ص : 105/1۔

37- محمد تقی عثمانی، شریعت بینچ سپریم کورٹ آف پاکستان کے عدالتی فیصلے، ص : 38/2۔

38- اوصاف احمد، ص : 232۔

39- المرغینانی، الهدایہ، ص : 456/4۔ جیسا کہ آج کل قومی نشریاتی اداروں اور اخبارات کی اطلاعات کے مطابق حکومت صوبہ سرحد نے صوبہ کے بعض اضلاع میں برڈ فلو(Bird flue) کو پھیلنے سے روکنے کے لیے پولٹری (Poultry) کے کاروبار پر پابندی لاگو کی ہے۔

40- محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت وتجارت ، ص : 41 ۔

41- خورشید احمد، محمد مظہر الدین ونعیم صدیقی وغیرہ، اقتصادی پروگرام کمیٹی کی رپورٹ، ص : 175۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب سوم: حجر کے اسباب متفق علیہا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل اول

صغر، صغیر کے احوال وتصرفات؛ بلوغت ورشد

کسی شخص کا اس قابل ہونا کہ اس پر کسی کے حقوق عائد ہو جائیں اور خود اس کے حقوق دوسروں پر عائد ہو جائیں، اس شخص کی اہلیت (Capacity) ہے۔ کسی فرد کے حقوق کا دوسروں کے ذمہ عائد ہونا اہلیت وجوب (Capacity for inherence of rights & obligations) ہے اور کسی پر دوسروں کے حقوق عائد ہونا اہلیت ادا (Capacity for exercise of rights and discharge of obligations) ہے۔ اہلیت وجوب محض انسان ہونے کے تعلق سے وجود میں آجاتی ہے جبکہ اہلیت ادا کے وجود میں آنے کے لیے تمیز وشعور کی ضرورت ہے۔(1) اگر عقل وشعور کامل ہو تو کامل اہلیتِ ادا وجود میں آتی ہے اور اگر عقل ناقص ہو تو اہلیت ادا ناقص وجود میں آتی ہے۔ عمومی شرعی ذمہ داریوں سے متعلق کامل اہلیت ادا انسان کو بلوغ سے حاصل ہو جاتی ہے جب کہ مالی معاملات سے متعلق اہلیت ادا کے کامل ہونے کے لیے بلوغ کے ساتھ مالی امور چلانے میں خوش اطوار ہونا بھی ضروری ہے۔

بالغ ہونے سے پہلے انسان میں اہلیت ادا کامل نہیں ہوتی اور یا بعض اوقات کمال اہلیت پیدا ہو جانے کے بعد بعض عوارض ظہور پذیر ہو جاتے ہیں جن سے یا تو اس کی اہلیت بالکل ختم ہو جاتی ہے یا کم ہو جاتی ہے۔ جیسے جنوں اور عتہ (ذہنی فتور)۔ (2)

ممانعت تصرف کے اسباب تو بہت سارے ہیں جن میں سے بعض کا موجب حجر ہونے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے لیکن صغر، جنون اور عتہ کے باعث حجر کرنے میں تمام فقہی مذاہب اور وضعی قوانین متفق نظر آتے ہیں۔(3) چونکہ ہر انسان صغرسنی اور طفولیت کا زمانہ جو ولادت سے لے کر بلوغت تک ہوتا ہے گزارتا ہے اور بلوغت کے بعد طاری ہونے والے احوال کے نتیجہ میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ کوئی شخص دیوانہ ہے یا ذہنی فتور میں مبتلا ہے، لہٰذا مناسب ہوگا کہ سب سے پہلے ''صغر'' کا لغوی واصطلاحی مفہوم واضح کیا جائے، صغیر اور صبی کا فرق بتایا جائے، صغیر کے احوال معلوم کیے جائیں اور اختلاف فقہاء کی روشنی میں حجر اور برخاستگی حجر کے حوالے سے صغیر کے احکامات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے۔

صغر

صِغر'': چھوٹا پن کو کہتے ہیں، جب کسی چیز کا حجم، وزن اور عمر کم ہو تو (عرب) کہتے ہیں ''صغر الشی'' اس اعتبار سے کم عمری کو ''صغر السن'' اور کم عمر کو ''صغیر'' (چھوٹا) کہتے ہیں؛ جس کی جمع ''صغار'' اور ''صغراء'' ہے۔ (4)

فقہاء کے عرف میں ''صغیر'' (Minor) وہ ہے جو بلوغت کی عمر کو نہ پہنچا ہو۔ ''قاموس الفقھی'' میں کہا گیا ہے ''فی عرف الفقھاء: ھو من لم یبلغ۔ قانون شریعت کے ماہرین (Jurists) کی اصطلاح میں (صغیر) وہ ہوتا ہے جو بالغ نہ ہوا ہو۔'' (5)

صغیر اور صبی (Minor and Infant)

صغیر کے لفظی اور فقہی تعریفات کی وضاحت تو ہو چکی البتہ ولادت سے لے کر دودھ چھڑائے جانے تک کی عمر میں انسان شریعت

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کی نظر میں "صبی "ہوتا ہے "لغة الفقهاء" میں ہے " الصبی: الانسان من الولادة الی ان یفطم (عندالفقهاء)۔ فقہاء کے نزدیک انسان پیدائش سے لے کر دودھ چھوٹنے تک ''صبی'' کہلاتا ہے۔(6)

دودھ پیتا بچہ (Infant) ہو یا بلوغ سے پہلے کا کم سن چھوٹے پن کے باعث دونوں کی بدنی اور ذہنی صلاحتیں کمزور ہوتی ہیں اس لیے شرعی اور قانونی حوالے سے دونوں الفاظ مترادف المعنی تصور کیے جاتے ہیں اور احکام ومسائل میں باہم ایک کا دوسرے پر اطلاق ہوتا ہے چنانچہ ''الموسوعة الفقهیه ''میں ہے '' یبدأ الصغر من حین الولادة الی مرحلة البلوغ ......کم سنی کی ابتداء ولادت کے وقت سے ہوتی ہے اور مرحلہ بلوغ تک رہتی ہے۔''(7)المجلہ، م 943 میں ''صبی'' پر صغیر کا اطلاق کیا گیا ہے اور دونوں کے مالی معاملات کی شرعی حیثیت (Legal Position) ایک بتائی گئی ہے۔(8) " BLACK'S LAW DICTIONARY " میں صغیر کی قانونی تعریف جن الفاظ میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہیں "An Infant or person who is under the age of legal competence. کوئی بچہ یا وہ شخص جس نے قانونی اہلیت کی عمر پوری نہیں کی ہو صغیر کہلاتا ہے۔''(9)

جب معلوم ہوا کہ زمانہ شیر خوارگی (Infancy) اور عہد کم سنی کے دوران بچے کو اصطلاح فقہ وقانون میں ''صغیر'' کہتے ہیں تو چاہیے کہ نادانی و بے شعوری اور تمیز وشعور کے اعتبار سے ''صغیر'' کے احوال کا تذکرہ کیا جائے جس کی مدد سے اس کے مالی تصرفات کی شرعی اور قانونی حیثیت کا تعین ہو سکے۔

صغیر کے احوال

مالی امور سے متعلق کم سن کے اقوال وتصرفات پر حجر کے اثرات کے بارے میں فقہی مذاہب مختلف ہیں ،بعض فقہاء نے مالی امور سے متعلق ''صبی'' کے اقوال وتصرفات کی حیثیت کی تعیین وتقرر کے لیے اس کی دو حالتیں بتائی ہیں چنانچہ''الموسوعة الفقهیه'' کی عبارت کے الفاظ اس ضمن میں ہیں" ان بعض الفقهاء فرق بین الممیز وغیرا لممیزفی حکم تصرفاته هل تقع صحیحة ام تقع فاسده ☆۔ بعض فقہاء نے صبی کے تصرفات کی قانونی حیثیت متعین کرنے کے سلسلے میں ممیز اور غیر ممیز کو جدا جدا کیا کہ آیا (ان کے تصرفات) صحیح ہوتے ہیں یا بے نتیجہ۔''(10)

حنفیہ اور مالکیہ

حنفی اور مالکی فقہاء فرماتے ہیں" الصغیر امامیز، وغیرالممیز۔ (مالی تصرفات کے لحاظ سے)صغیر کی دو حالتیں ہیں یا ممیّز ہوگا اور یا غیر ممیّز۔''(11)

i. صغیر غیر ممیز (Indiscriminating Minor)

وہ نابالغ شخص جو خرید وفروخت کو نہیں سمجھتا ہو اور یہ نہیں جانتا ہو کہ فروخت کرنے پر حق ملکیت زائل ہو جاتا ہے، اور خریدنے پر حاصل ہو جاتا ہے نیز اس سلسلہ میں صاف ظاہر دھوکے (Deceit) میں بھی فرق نہ کر سکتا ہو''المجلہ'' م 943 میں ہے''الصغیر غیرالممیز هو الذی لا یفهم البیع والشراء ای لا یعلم کون البیع سالباً للملک والشراء جالبا له ولا یمیز الغبن

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

الفاحش الظاهر۔ صغیر غیر ممیّز وہ ہے جو فروخت کرنے اور خرید نے کو نہیں سمجھتا ہو، یعنی یہ نہ جانتا ہو کہ فروخت کرنا ملکیت کو ختم کر دیتا ہے اور خرید کرنے پر حق ملکیت حاصل ہو جاتا ہے اور (لین دین کے معاملہ میں) واضح دھوکے میں فرق بھی نہ کر سکتا ہو۔'' (12)

بے شعوری کی عمر

حنفی اور مالکی مکاتب فکر (Schools of thought) کے علماء کے نزدیک جس بچے کی عمر پوری سات سال ہوگی ہو وہ غیر ممیّز ہوتا ہے۔ (13)

ii. صغیر ممیز

فقہ میں صبی ممیّز سے مراد وہ نابالغ شخص ہوتا ہے جو اپنے کہے ہوئے کو سمجھتا بھی ہو، سچ کو بھی جانتا ہو۔ فقہاء کی اکثریت نے اس وصف (Faculty) کے حصول کی کوئی عمر مقرر نہیں کی ہے۔ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ جب اسے مخاطب کیا جائے تو وہ بات کو سمجھے اور اس کا درست جواب بھی دے، اس طرح درست سمجھ بوجھ سے اس کی اہلیت ثابت ہو جاتی ہے۔ (14) حنفیہ کہتے ہیں جو بچہ بیچنے اور خرید نے کے معاملات کو سمجھتا ہو اور اسے یہ بھی معلوم ہو کہ بیچ دینے کے بعد (چیز پر) حق ملکیت ختم ہو جاتا ہے اور خرید نے پر حاصل ہو جاتا ہے، نیز کاروبار خرید و فروخت کے سلسلے میں کھلے ہوئے دھوکے (Ordinary fraud) میں فرق کر سکتا ہو تو وہ ''صغیر ممیز'' ہے۔ (15)

تمیز و شعور کی عمر

جس بچے کی عمر کا ساتواں سال مکمل ہو گیا ہو وہ ''ممیّز'' کہلائے گا کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے (مروا اولادکم بالصلاۃ و هم ابناء سبع سنین) تمہاری اولاد جب سات برس کی ہو جائے تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا کرو۔'' (16)

صغیر غیر ممیّز کے مالی تصرفات کی شرعی اور قانونی حیثیت

تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جو بچے ابھی بالغ نہیں ہوئے انہیں اس وقت تک لازمی طور پر مال و املاک میں تصرف نہ کرنے دیا جائے جب تک وہ حق ملکیت کے استعمال کی کامل اہلیت نہ رکھتے ہوں ''قد اجمع الفقهاء واتفقوا علی ان الصغر من اسباب الحجر وا ن الصغیر الذی لم یبلغ الحلم محجور علیه بحکم الشرع حتی یبلغ الی رشده لقوله تعالی {وَ ابْتَلُوْ ا الْیَتٰمٰی حَتّٰی اِذَا بَلَغُوْ ا النِّکَاحَ } تمام فقہاء کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ کم سنی حجر کیے جانے کے اسباب میں سے ہے اور جو بچہ ابھی بلوغت کو نہ پہنچا ہو اس پر تاوقتیکہ وہ خوش اطوار نہ ہو جائے شرعی فیصلے کے رو سے مالی تصرف نہ کرنے کی پابندی ہوگی کیوں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: عمر نکاح (یعنی بلوغت) کو پہنچنے تک بے باپ بچوں کی مالی امور میں آزمائش کرو۔'' (17) "Black's Law Dictionary" میں بلوغت سے پہلے کی حالت میں صغیر (Minor) کے ممنوع التصرف ہونے کے بارے میں ہے: بلوغت سے قبل ایک نابالغ جائیداد کے مقدمہ میں عمل دخل نہیں کر سکتا ہے اسے بلوغت تک ملتوی کیا جانا چاہیے اکثر ریاستیں (نابالغ کے) کچھ تصرفات اس کا بڑی عمر کو پہنچنے تک روکتی ہیں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

"A minor before maturity connot act in a case of property, it should be deffered until maturity ..... most states prohibit certain acts until reaching a greater age."(18)

اس اقتباس سے یہ نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے کہ وضعی قوانین کے رو سے بھی چھوٹے بچے اس وقت تک مالی امور چلانے کے اہل نہیں ہوتے ہیں جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائیں چنانچہ صبی غیر ممیّز جو عدیم العقل اور فاقد البصیرت ہونے کی بناء پر اہلیت تصرف نہیں رکھتا ہے اور اس کے مال واملاک کی حفاظت اور مصالح کی رعایت کی خاطر اس کو مالی معاملات طے کرنے کی اجازت حاصل نہیں ہوگی، "مجلہ" اور "تکملة البحر" میں ہے "**لا تصح تصرفات الصغیر غیر الممیز القولیة سواء کانت نفعا محضا فی حقه کقبول الهبه او کانت مابین النفع والضرر کالبیع والشراءِ وان اجازها ولیه** ۔بے شعور بچے کے قولی تصرفات خواہ اس کے حق میں خالصتاً مفید ہوں درست نہیں ہوتے ہیں، جیسے ہبہ قبول کرنا یا وہ (تصرفات) نفع اور نقصان کے درمیان دائر ہوں جیسے بیچنا اور خریدنا اگر چہ اس کے ولی نے اجازت دی ہو۔"(19)

صبی غیر ممیّز کے مالی تصرفات کا نافذ العمل نہ ہونے کے بارے میں حطاب(20) **مواهب الجلیل فی شرح مختصر خلیل** "میں لکھتے ہیں "**انه یشترط فی انعقاد البیع ان ☆یکون العاقد عامداً ممیزاً فلا ینعقد بیع غیر الممیز** ...... بیع ☆ کے منعقد ہونے کی (بنیادی) شرط یہ ہے کہ عقد بیع کرنے والے کا قصد وارادہ ہو، خرید وفروخت کو جانتا، ہو پس بے شعور (کم سن) کا معاملہ بیع کرنا منعقد نہیں ہوتا ہے۔"(21)

"**الوسیط فی شرح القانون المدنی**" کی عبارت کا حاصل اس بارے میں ہے کہ صبی غیر ممیّز کے قصد وارادہ کا معتبر نہ ہونے کے باعث مالی امور میں اس کے تصرفات جائز نہیں ہیں نہ تو مال کے عوض صلح کرسکتا اور نہ خرید وفروخت کا کاروبار۔(22)

غرض! سات (7) سال سے کم عمر کا بچہ (Infant) ایسی عقل وتمیز کا مالک نہیں ہوتا جس کی مدد سے وہ مالی فوائد کی پہچان اور مفید تصرفات کا قصد وارادہ کرسکے جس کے نتیجے میں یہ بات معلوم ہوسکے کہ وہ مالی امور چلانے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اس لیے اس کے تمام مالی تصرفات پر قانون وشریعتُ کے رو سے حجر کی پابندی غائد ہوگی اور جو معاملات خالصتاً اس کے مفاد میں ہوں گے وہ اس کا ولی اور مختار کار بجا لائے گا۔

صبی ممیّز کے تصرفات

سات سال کے بعد اور بلوغت سے پہلے بچے میں شعور اور تمیز کا آغاز ہونے لگتا ہے، اس کے ساتھ اس میں مالی معاملات چلانے کی ناقص سہی مگر قدرے اہلیت پیدا ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی وہ اس سلسلے میں بالغ نظر نہیں ہوتا اور نہ اس کو لوگوں کی پہچان اور ظروف واحوال سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے مالی امور میں سوء تصرفات اور غلطی کرنے کے امکان کے پیش نظر اپنے مالی معاملات اس شخص کی نگرانی میں چلائے گا جس کو اس پر نگرانی کرنے کا حق حاصل ہوگا۔(23) اس لحاظ سے اس کے تصرفات کی تین حالتیں ہوں گی۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

i. خالص مفید تصرفات ii. خالص غیر مفید تصرفات iii. فائدہ اور نقصان کا احتمال رکھنے والے تصرفات

i. خالص مفید تصرفات

جو مالی تصرفات صغیر ممیز کے لیے خالصتاً نفع بخش ہوں اگر چہ صغیر انہیں ولی اور نگران کی اجازت کے بغیر بجالائے جائز تصور کیے جائیں گے "المجله" میں ہے "یعتبر تصرف الصغیر الممیز اذا کان فی حقه نفعا محضاً وان لم یأذن به الولی ولم یجزه کقبول الهدیة والهبة۔ صغیر ممیّز کا تصرف جب اس کے حق میں مفید محض ہوگا تو اس کا اعتبار کیا جائے گا اگر چہ ولی نے اس کی اجازت نہ دی ہو اور نہ اس کو جائز ٹھہرایا ہو جیسے تحفہ اور بخشش قبول کرنا۔"(24)

ii. خالص غیر مفید تصرفات

صغیر ممیّز کے تصرفات جو خود اس کے لیے ضرر محض ہوں اصلاً منعقد نہیں ہوں گے گو کہ اس کے نگران (Guardian) نے ان کی اجازت دی رکھی ہو۔ "الاحکام الشرعیة فی الاحوال الشخصیه" میں ہے "تصرفات الصبی الممیز والمعتوه القولیة غیر جائزة اصلاً اذا کانت مضرة لهما ضرراً محضاً وان اجازها الولی اوالوصی ۔ صبی ممیّز اور فاتر العقل کے قولی تصرفات جب ان کے لیے محض نقصان دہ ہوں تو بالکل جائز نہیں ہوں گے اگر چہ ولی یا وصی نے ان کی اجازت دی ہو۔"(25) "شرح المجله" اور "الموسوعة الفقهیه" سمیت کئی دیگر معتبر فقہی کتب کی عبارات کا حاصل اس بارے میں کچھ یوں ہے۔

"تصرفاته ضاره ضرراً محضا کتبرعه بشی من ماله اواقراضه فهٰذہ لا تصح منه بحال من الاحوال۔ و هکذا لا یصح طلاق الصبی و اعارته ماله واقراره ☆ حتیٰ لواجازها الولی اوالوصی ، لان اجازة الولی لا تلحق الباطل ☆۔	صغیر کے خالص مضر تصرفات مثلاً کچھ مال کسی کو ازراہ تبرع ☆ یا قرض ☆ کے طور پر دے دینا تو یہ کسی طرح درست نہ ہوگا اسی طرح اس کا بیوی کو طلاق دینا اور مال عاریتاً کسی کو عطا کر دینا، کسی کے حق میں مالی اقرار کرنا صحیح نہیں ہوتا یہاں تک کہ اگر ولی یا وصی اس کی اجازت دے دے کیوں کہ (تنفیذِ حجر کے تحت اس کے ایسے

مالی تصرفات باطل ہیں) اور ولی کی اجازت باطل ☆ کو درست نہیں قرار دے سکتی ہے۔"(26)

ہر مسلمان عاقل بالغ شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینے کی اہلیت رکھتا ہے لیکن نابالغ اہل نہیں ہوتا ہے کیوں کہ وہ اپنے افعال کے فائدے اور نقصان کو بخوبی سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے، طلاق کی صورت میں بطور قہر مال لازم کرنا ہوتا ہے اور نابالغ غیر مفید تصرفات کرنے سے مجبور ہے لہٰذا تمام فقہی مسالک کے رو سے صغیر کا زوجہ کو طلاق دینا نافذ العمل نہیں ہوگا۔(27)

iii. نفع ونقصان دونوں کا احتمال رکھنے والے تصرفات

صغیر کے وہ تصرفات جو نفع ونقصان دونوں کا احتمال رکھتے ہوں جیسے خرید وفروخت تو ولی کی اجازت پر موقوف ہوں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

گے، ان میں سے جو خالصتاً مفید ہوں گے ان پر حجر کا اثر نہیں ہوگا جو غیر مفید ہوں گے ولی ان کو کالعدم قرار دے گا۔

''اما العقود و التصرفات الدائره بین النفع و الضرر ، ای تحتمل الامرین کالبیع و الشراء فهٰذه تصح منه لکنها لا تنفذ الا بأجازة الولی او الوصی فان اجازها نفذت و ان لم یجزها بطلت، مثلاً اذا با ع الصغیر الممیز مالا بلا اذن و ان کان قد باعه بازید من ثمنه یکون نفاذ ذالک البیع موقوفاً علیٰ اجازة ولیه۔

البتہ (صغیر کے) جو عقود ☆ و تصرفات نفع و نقصان دونوں کا احتمال رکھتے ہوں جیسے بیچنا اور خریدنا ☆ تو صحیح ہیں لیکن ولی یا وصی کی اجازت کے بغیر نافذ العمل نہیں ہوتے ہیں اگر اس نے اجازت دی تو نافذ ہو جائیں گے ورنہ نہیں مثال کے طور پر جب صغیر ممیز نے اجازت کے بغیر کوئی مال بیچا اگر چہ اس نے قیمت خرید سے زیادہ میں فروخت کیا ہو تو اس بیع کا نافذ العمل ہونا ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا۔''(28)

صغیر ممیز کے جو تصرفات نفع و نقصان دونوں کا احتمال رکھتے ہوں ان کی شرعی حیثیت کے بارے میں حنبلی فقہاء کا بھی وہی موقف ہے جو جمہور حنفیہ اور مالکیہ نے اختیار کیا ہے۔ ابن قدامہ ''المغنی'' میں فرماتے ہیں ''یصح تصرف الممیز باذن الولی ، وینفک عنه الحجر فیما اذن له من تجارة و غیر هاو یصح اقراره فیما اذن له فیه۔ (صبی) ممیز کا (مالی) تصرف ولی کی اجازت سے صحیح ہوتا ہے اور اس کو تجارت وغیرہ کرنے کی اجازت ملنے پر پابندی اس پر سے ہٹ جاتی ہے اور جن مالی تصرفات کی اس کو اجازت ملی ہو اس میں کسی کے لیے اس کا اقرار کرنا درست ہوتا ہے۔''(29)

مختصراً یہ کہ باشعور اور ممیز (Rational) بچہ ایک لحاظ سے عاقل بالغ انسان کی طرح ہے اور دوسرے اعتبار سے وہ ایک بے عقل اور بے شعور کم سن کے مشابہ ہے جو تکلیفات شرعیہ کا مکلف نہیں ہوتا، چنانچہ اس کے جو مالی تصرفات اس کے حق میں نفع بخش ہوں گے ان پر بالغ اور عاقل شخص کے تصرفات کی طرح حجر کا اثر نہیں ہوگا لیکن جو تصرفات محض غیر مفید ہوں گے ان کا وہی حکم ہوگا جو صبی غیر ممیز کے تصرفات کا ہوتا ہے، البتہ نفع و نقصان دونوں کے متحمل تصرفات کے جائز و ناجائز ہونے کا انحصار صغیر ممیز کے ولی کی اجازت پر ہوتا ہے۔

صغیر ممیز و غیر ممیز کے تصرفات فقہ شافعی کے رو سے

''صغیر ممیز'' اور ''غیر ممیز'' سے سرزد ہونے والے مالی تصرفات کے بارے میں فقہ شافعی کے علماء فرماتے ہیں: کہ نابالغ بچہ خواہ ممیز ہو یا غیر ممیز بالغ ہونے تک اس پر پابندی برقرار رہتی ہے اور حجر کے زیر اثر اس کا مالی تصرف درست نہیں ہوتا ہے'' ذهب الشافعیه الیٰ ان الصبی : محجور علیه الی البلوغ سواء أکان ذکر ا ام انثیٰ ، وسواء أکان ممیز ا ام غیر ممیز ۔ اس بارے میں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

فقہاء شافعیہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ عاقل بالغ ہونے تک صبی خواہ بچہ ہو یا بچی ممیّز ہو یا غیر ممیّز ممنوع التصرف ہوگا۔''(30)

شیعیہ

شیعہ فقہی مکتب کے علماء بھی شافعیہ کی طرح مالی تصرفات سے متعلق صغیر کے ممیّز اور غیر ممیّز ہونے کا فرق بیان کیے بغیر اس بات کے قائل نظر آتے ہیں کہ صغیر کے بالغ ہونے سے پہلے اس کے تصرفات حجر کے زیر اثر ہوں گے، چنانچہ اس بارے میں شیعی فقہ کی کتابوں میں ہے: کہ جو بچہ ابھی بلوغت کی عمر کو نہ پہنچا ہو وہ اپنے مال واملاک میں تصرف کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا، وہ خرید وفروخت اور مالی لین دین نہیں کرسکتا، نہ قرض دے سکتا اور نہ لے سکتا ہے، اور نہ اپنی ملکیت کی کوئی چیز کسی کو اجرت، عاریت اور امانت کے طور پر عطا کرنے کا اہل ہوتا ہے اور زیادہ مستند اور معتمد قول یہ ہے کہ صغیر کا نکاح کرنا اور بیوی کو طلاق دینا بھی نافذ العمل نہیں ہوتا ہے۔(31) ''شرائع الاسلام ''میں ہے: عقد ہبہ کے درست اور صحیح ہونے کے لیے واہب (Donor) کے بالغ، کامل العقل اور جائز التصرف ہونا شرط ہے۔ (32) اس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ بسبب حجر صغیر اور اس شخص کے مالی تصرفات صحیح نہیں ہوتے ہیں جس کی عقل میں نقص ہو۔

صغیر کے افعال

چوں کہ خارج میں قولی تصرفات کا کوئی وجود نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف شرعاً معتبر ہوتے ہیں اس لیے ان کے عدم کا اعتبار کرنا مناسب ہے بخلاف فعلی تصرفات کے کہ ان کا خارج میں ایک طرح کا وجود ہوتا ہے جیسے قتل اور اتلاف مال وغیرہ افعال کہ وقوع پذیر ہونے کے بعد ان کو معدوم قرار دینا مناسب نہیں ہے۔(33) یہاں تک کہ اگر بچہ سویا ہوا ہو اور اس نے اس حالت میں کروٹ بدلی اور کسی متقوم (Valuable) چیز پر اس طرح گرا کہ وہ ٹوٹ گئی تو اس صغیر (لڑکے) کے مال سے اس کی قیمت ادا کی جائے گی ''ابن عابدین ''اس ضمن میں رقم طراز ہیں ''اماتصرفات الفعلیه فاذا اتلف الصبی، سواء عقل ام لا ، شیاءً متقوماً ☆ من مال او نفس ضمنه اذ لا حجر فی التصرف الفعلی۔ جہاں تک فعلی تصرفات کا تعلق ہے تو جب صبی ممیّز یا غیر ممیّز کسی قیمتی چیز کو تلف کرے یا کوئی جانی نقصان کرے تو ضامن ہوگا، کیوں کہ فعلی تصرف پر حجر اثر انداز نہیں ہوتا۔''(34) اور ''الاحکام شرعیه فی الاحوال الشخصیة علی مذهب الامام ابی حنیفه ''میں ہے ''والصبی مواخذ بافعاله فاذا جنی جنایة ☆ مالیة او نفسیة ادی ضما نها ☆من ماله بلاتاخیر الی البلوغ ۔ صبی اپنے افعال کے نتیجہ میں مواخذ ہوگا پھر جب وہ کوئی مالی اور جانی نقصان کرے گا تو بلوغ تک انتظار کیے بغیر بلا تاخیر اس کے مال سے بدل دیا جائے گا۔''(35)

حنفیہ اور مالکیہ کی طرح شافعیہ اور حنبلیہ بھی اس بات پر متفق ہیں کہ ''صغیر'' اگر کسی کا کوئی جانی اور مالی نقصان کرے تو مالی بدلہ ادا کرنے کی ذمہ داری اس پر عائد ہوگی ''ابن قدامه ''فرماتے ہیں ''واتفق المذهبان علی تضمین اتلاف الصغیر من مال او نفس ، کالحنفیة والمالکیة ۔ شافعی اور حنبلی دونوں مذاہب حنفیہ اور مالکیہ کی طرح صغیر کے کسی کا مالی اور جانی نقصان کرنے کی صورت میں ذمہ دار ہونے پر متفق ہیں۔(36)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بلوغت (Maturity)

چھوٹی عمر میں ہونا حیات انسانی کے احوال میں سے ایک حالت ہے جو پیدائش کی عمر سے لے کر اس کے سن بلوغت تک رہتی ہے صغرسنی (Minority) میں قوائے بشریہ مکمل نہیں ہوتی ہیں۔ اکثر انسانوں کی یہ کیفیت ضروری ہے تاہم بالغ السن (Adult) ہونے کے بعد سے پہلے کی عمر بھی مختلف ہوتی ہے، کچھ کم سن ایسے ہوتے ہیں جن میں سن شعور (Age of discrimination) کو پہنچنے کے بعد معاملہ فہمی کا شعور پیدا ہو جاتا ہے اور کچھ بلوغت کی عمر کو پہنچے کے بعد بھی فہم و شعور سے عاری ہوتے ہیں اس اعتبار سے ''قانون شریعت'' نے مال سپرد کیے جانے کے دو معیار مقرر کیے ہیں ایک صغیر کا بالغ السن ہوجانا اور دوم معاملہ فہم اور خوش اطوار (Sound Judgment) ہوجانا۔ لہٰذا بجا ہوگا کہ سب سے پہلے بلوغ کی لفظی اور شرعی تعریفات بیان کی جائیں، اس کے بعد فقہی مذاہب اور ملکی قانون کے رو سے جسمانی بلوغ (Puberty)، بالغ ہونے کے لیے عمر کی حد ''رشد'' اور سن رشد کے بارے میں تفصیلات پیش کی جائیں جو بالغ مگر احمق، دیوانے، غافل و بے پرواہ، مفلس اور مضرت رساں لوگوں پر حجر عائد کرنے کے نتیجے میں ان کے تصرفات پر پڑنے والے اثرات جاننے میں ممد و معاون ثابت ہوں۔

بلوغت؛لغوی واصطلاحی مفہوم

بلوغت لغت میں پہنچنے اور اصطلاح میں بچپن کی مدت ختم ہونے کی حد کو کہتے ہیں ''معجم لغة الفقهاء'' میں ہے ''البلوغ ، لغة الوصول ، و فی اصطلاح الفقهاء، بمعنى انتهاء الصغر ۔ بلوغ کے لفظی معنی ہیں پہنچنا اور فقہاء کی زبان میں کم سنی کی عمر ختم ہوجانے کو ''بلوغ'' کہتے ہیں۔'' (37) لڑکا اور لڑکی دونوں کا بالغ ہوجانے کی کچھ طبعی اور جسمانی علامات ہیں۔ جن کے ظہور پذیر ہونے پر ان کا بالغ ہونا پہچانا جاتا ہے اگر جسمانی علامات میں سے کوئی نشانی ظاہر نہ ہوسکے تو پھر عمر کے حساب سے بچہ اور بچی کے بالغ ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا چنانچہ فقہائے کرام فرماتے ہیں'' **ويعرف البلوغ بالعلامات الطبيعية، فی حالة وجودها ومن لم تظهر فيه اثار البلوغ فجعلوا المده علامة فی حق من لم تظهر له العلامة**۔ بلوغت کی پہچان جسمانی اور طبعی علامات پر ہوتی ہے اور جس (کسی) میں بالغ ہونے کے آثار ظاہر نہ ہوئے تو فقہاء نے مدت کو اس کے حق میں علامت بلوغ قرار دیا ہے۔'' (38)

فقہ حنفی میں بلوغ

i. جسمانی بلوغ : فقہ حنفی میں لڑکے کے بالغ ہونے کی پہچان یہ ہے کہ اسے احتلام ہوجائے یا وہ (اپنی بیوی کو) حاملہ کردے یا پھر اسے انزال ہوجائے، لڑکی کے بالغ ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسے حیض آجائے یا اسے احتلام ہوجائے یا پھر وہ حاملہ (Pregnant) ہوجائے ''**قالوا: يعرف البلوغ فی الذكر : بالاحتلام و انزال المنی و احبال المرأة وفی الانثیٰ بالحيض و الحبل** ☆ **و احتلام مع الانزال** ۔فقہاء احناف فرماتے ہیں: مرد کے بالغ ہونے کی پہچان اسے احتلام ہوجانے، مادہ منویہ (Semen) نکل جانے اور عورت کو حاملہ کردینے سے ہوتی ہے اور عورت میں بلوغ کی علامات ہیں : حیض آجانا، حمل ٹھہرنا اور احتلام ہوجانا جس کے ساتھ منی باہر نکل آئے۔'' (39)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ii. **بلوغت بلحاظ عمر:** اگر لڑکے اور لڑکی میں جسمانی بلوغ کی مذکورہ علامات میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو پھر عمر کے اعتبار سے بالغ ہونے کا حساب ہوگا، البتہ بالغ ہونے کے لیے کم از کم عمر کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں لڑکے کے لیے 18 سال اور لڑکی کے لیے 17 سال کی مدت ہے۔ امام ابو یوسف، محمد اور امام شافعی کے ہاں لڑکے اور لڑکی دونوں کے لیے پندرہ سال بلوغ کی عمر ہے چنانچہ "کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة" میں ہے "**والمشهور عن ابی حنیفة باستکمال ثمان عشرة فی الغلام وسبع عشرة فی الجاریة وقالوا : یعرف بلوغ الذکر و الانثی بتمام خمس عشرة سنة۔** امام ابوحنیفہؒ کا مشہور قول یہی ہے کہ لڑکے کی عمر اٹھارہ اور لڑکی کا سترہ سال ہو جانے پر دونوں بالغ ہونگے، جب کہ دیگر (احناف) فرماتے ہیں: کہ لڑکا اور لڑکی کی عمر پوری پندرہ برس ہو جانے پر ان کے بالغ ہونے کا علم ہوگا۔"(40)

بلوغت کے بارے میں مالکی نقطہ نظر

i. جسمانی بلوغ (Puberty) : "مالکیہ" کہتے کہ جسمانی طور پر بالغ ہونے کی پانچ علامتیں ہیں۔ ان میں سے تین مرد و عورت دونوں میں مشترک ہیں، جب کہ دو علامتیں عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

ا۔ **مشترک علامات :** (i) عالم خواب اور حالت بیداری میں مادہ منویہ کا نکلنا۔ (ii) زیر ناف سخت بالوں کا اگ آنا (iii) بغل کی بساند (iv) ناک میں بال اگ آنا (v) اور آواز کا بھاری ہونا۔ ایسی علامات ہیں جو بلوغت کے حوالے سے مرد اور عورت دونوں میں مشترک ہیں۔

ب۔ **مخصوص علامات :** لڑکیوں کے بالغ ہونے کی علامتوں میں لڑکے کی نسبت دو باتیں اور بھی ہیں۔ ایک حیض کا آجانا اور دوسری حمل کا ٹھہر جانا "**تزید الانثی علی الذکر بشیئین احدهما الحیض ثانیهما الحمل۔** مرد کے مقابلہ میں بالغ ہونے کے لحاظ سے عورت میں دو علامات مزید ہیں ایک حیض اور دوسری حمل۔"(41)

ii. **عمر کے لحاظ سے بلوغ :** اگر مسطورہ بالا علامات بلوغ میں سے کوئی علامت بھی لڑکا اور لڑکی میں ظاہر نہ ہو تو "مالکیہ" فرماتے ہیں کہ ان دونوں کا بالغ ہونا عمر پر ہوگا یعنی کہ جب پورے اٹھارہ سال کے ہو جائیں اور کہا جاتا ہے کہ اٹھارویں سال میں داخل ہوتے ہی بالغ تصور کیے جائیں گے "**ویری المالکیة ان ذالك یقدر بثمانی عشرة سنة تامة . یستوی فی ذالك الذکر و الانثی وقیل یکفی الدخول فیها۔** مالکیہ کی رائے میں اٹھارہ سال عمر پوری ہو جانے پر بلوغ کا حساب لگایا جائے گا، اس میں لڑکا لڑکی دونوں برابر ہیں اور کہا جاتا ہے کہ بلوغت کے لیے عمر کے اٹھارویں سال میں داخل ہونا کافی ہے۔"(42)

علامات بلوغ؛ شافعی نقطہ نظر

جسمانی علامات : بلوغ کے جسمانی علامات کے ضمن میں "شافعیہ" کہتے ہیں کہ بچہ کئی طرح سے بالغ ہوسکتا ہے۔ اول: انزال سے، اس میں لڑکا اور لڑکی دونوں کا ایک حکم ہے۔ دوم: لڑکی کے لیے حیض کا وہی حکم ہے جو انزال کا ہے یعنی یہ عورت کے حق میں بلوغت

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ہی ہے۔سوم: زیرناف بالوں کا اگنا کفار کے حق میں اس سے بلوغت کا حکم لگایا جائے گا اور ایک روایت کے مطابق مسلمانوں پر بھی یہ لاگو ہوگا۔ چہارم: بغلوں کے بالوں، داڑھی اور مونچھوں کا اگنا۔

مندرجہ بالا علامات کے علاوہ عورت کے لیے حیض اور حمل بھی بالغ ہونے کی دلیل ہوگی۔(43) لہٰذا ''شافعیۃ'' کے ہاں جسمانی بلوغ کی کل پانچ صورتیں ہیں۔ان میں سے تین صورتیں مرد اور عورت کے لیے مشترکہ ہیں جو انزال، عمر اور زیرناف بالوں کا اگنا ہے، اور دو صورتیں صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور وہ ہیں حیض اور حاملہ ہونا۔

عمر سے بالغ ہونے کے بارے میں ''شافعیۃ'' وہی رائے رکھتے ہیں جو اوپر امام ابوحنیفہؒ کے مقابلہ میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی بتائی گئی ہے کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کے لیے عمر سے بالغ ہونے کی مدت پندرہ سال ہے۔(44)

بلوغ کی جسمانی علامات؛ حنبلی نقطہ نظر

جسمانی بلوغ کی مشترک صورتیں: لڑکا اور لڑکی دونوں کے بالغ ہونے کی تین مشترک صورتیں ہیں، ان میں سے کوئی ایک کے پائے جانے سے حنابلہ کے نزدیک وہ بالغ کہلائیں گے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے مشترک صورتوں میں سے بالغ ہونے کی ایک صورت اعضائے جنسی سے منی کا خارج ہونا ہے مثلاً جماع ☆ سے یا احتلام سے چاہے جاگتے ہوئے یا سوتے ہوئے۔ اس میں فقہاء کے مابین کوئی اختلاف نہیں، دوسری مرد کے آلہ تناسل (Penis) یا عورت کی شرم گاہ (Private part) کے ارد گرد سخت بالوں کا اگ آنا اس میں نرم اور کمزور بال شامل نہیں ہیں، چنانچہ فقہ حنبلی کی معتبر کتب میں ہے''قالوا: یحصل بلوغ الصغیر ذکراً کان او انثیٰ بثلاثۃ اشیاءٍ احدھا: انزال المنی یقظۃ اومناماً سوا کان بأحتلام او جماع اوغیر ذالک الثانی : نبات شعر العانۃ الخشن الذی یحتاج فی ازالتہ الی الموسی. أما الشعر الرقاق، الزغب ، فانہ لیس بعلامۃ ، الثالث بلوغ سنھما خمس عشرہ۔حنابلہ کہتے ہیں کہ لڑکا ہو یا لڑکی ان کا بالغ ہونا تین چیزوں کے ظاہر ہونے سے معلوم ہوتا ہے ایک جاگتے ہوئے یا خواب میں مادہ تولید کا خارج ہو جانا، دوئم زیرناف سخت بالوں کا اگ آنا جنہیں استرے سے صاف کرنا ضروری ہوتا ہے، اس میں کمزور بال شامل نہیں ہیں وہ علامت بلوغ نہیں ہے، سوم پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جانا۔''(45)

بلوغت بلحاظ عمر

جہاں تک عمر سے بالغ ہونے کا تعلق ہے تو ابھی ذکر ہو چکا کہ حنابلہ کے ہاں لڑکے اور لڑکی دونوں کے لیے یہ مدت پندرہ سال ہے، جیسا کہ ابو یوسف، محمد اور شافعی (46) کا قول ہے۔ (47)

فقہ شیعی میں بلوغت

i. جسمانی علامات : فقہ شیعی کے رو سے بلوغت ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا تعلق عرف و عادت سے ہے اور شریعت نے بھی دیگر معاملات کی طرح اس کی بنیاد عرف و عادت پر رکھی۔ عرف میں بلوغت اسے کہتے ہیں: کہ لڑکے کو احتلام آجائے اور بچپن کی عمر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سے نکل کر شباب اور مردانگی کے دور میں داخل ہوجائے۔اسی طرح لڑکی کا حکم بھی ہے کہ وہ بڑی ہوجائے اور دیگر عورتوں کی طرح یہ بھی بچپن کی حدیں پھلانگ کر عورتوں کے زمرے میں شامل ہوجائے۔فرقہ شیعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زیر ناف سخت بالوں کا اگ آنا مشترک اور مسلمان مرد اور عورت دونوں کے حق میں علامت بلوغ ہے"شرائع الاسلام"میں ہے: بچے کے بالغ ہونے کا علم یا تو اس کے زیر ناف سخت بالوں کے اگنے سے ہوگا چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر، یا پھر وہ تب بالغ ہوگا جب اس کے آلہ تناسل سے وہ منی خارج ہو جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے ان دونوں صورتوں میں لڑکا اور لڑکی کے لیے ایک ہی حکم ہے۔ (48) نیز"النھایة فی مجرد الفقه و الفتاوی"میں ہے۔"
وحد بلوغ الصبی اما ان یحتلم او یشعر اویکمل عقله فمتی حصل فیه شی ء" من هذه الاوصاف فقد دخل فی حد الکمال ۔بچے کے بالغ ہونے کی حد یا تو اس کو احتلام ہوجانا یا زیر ناف (سخت) بال اُگ آنا اور یا اس کی عقل کا کامل ہوجانا ہے پھر جب اس میں ان اوصاف میں سے کوئی صفت موجود ہوئی تو وہ حد کمال میں داخل ہوگیا۔"(49)

غرض! فرقہ شیعہ کا اجماع ہے کہ عرف و عادت میں وہ لڑکا اور لڑکی بالغ کہلائیں گے کہ سوتے اور جاگتے میں لڑکے کے آلہ تناسل اور لڑکی کی شرم گاہ سے مادہ تولید کا اخراج ہوجائے۔

ii. **عمر کے اعتبار سے بلوغت** : فقہ شیعی میں عمر کے لحاظ سے بالغ ہونے کی حد لڑکوں کے لیے پندرہ سال اور لڑکیوں کے لیے نو سال ہے چنانچہ"تحریر الوسیله"میں ہے۔"**السن هو فی الذکر اکمال خمس عشرةسنة ، و فی الانثیٰ تسع سنین**۔عمر کے اعتبار سے بلوغ کے لیے مرد کی عمر پوری پندرہ سال اور عورت کی عمر نو سال ہو۔"(50)

ملکی قانون کے رو سے بلوغ کے لیے عمر

وضعی قوانین میں جسمانی بلوغ کی علامات کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے، تاہم عمر کے لحاظ سے بلوغت کے لیے ایک خاص حد مقرر کی گئی ہے، پاکستان کے عام قانون کے تحت تقویم عیسوی کے مطابق اٹھارہ سال کی عمر سن بلوغ (Age of maturity) ہے۔ لہٰذا جس شخص کی عمر کا اٹھاروان سال ختم ہوگیا ہو وہ قانوناً بالغ ہوگا، تاہم عدالت نے اٹھارہ سال سے کم عمر کے کسی شخص کا کوئی سر پرست مقرر کیا ہو یا وہ محکمہ تحفظ نابالغان (Court of wards) کے زیر نگرانی ہو اگر چہ اس کی عمر اٹھارہ سال ہو تو اکیس سال کی عمر تک وہ نابالغ (Minor) کہلائے گا۔اس تناظر میں"GUARDIAN AND WARDS ACT"کے اقتباس کے الفاظ ذیل میں کچھ اس طرح سے ہیں

"Minority ceases on the attainment of the age of 18 years if before the termination of minority a guardian of a person has been appointed then the minority of the such person prolonged for another three years and ceases on attainment of the age of 21 instead of 18.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اٹھارہ سال عمر ہو جانے پر (کسی کا) نابالغ ہونا ختم ہو جاتا ہے۔ کم سنی کا زمانہ اختتام پذیر ہونے سے قبل اگر کسی شخص کا سرپرست مقرر ہو چکا ہو تب ایسے شخص کی طفولیت کا زمانہ مزید تین سال کی مدت تک جاتا ہے اور بجائے 18 سال کے 21 سال اس کی عمر ہو جانے پر ختم ہو جاتا ہے۔" (51)

"Contract Act" کی شرعی حیثیت پر "وفاقی شرعی عدالت" میں بحث کے دوران بھی اس موضوع پر حسب ذیل کلمات کہے گئے ہیں۔

"The contract Act does not fix any age but it refers to the law fixing the age which in this country is the majority act. it fixes the age of muturity at 18 years except in the case of a perosn for whom there is a guardian appointed by court in which case the age is fixed at 21 years. there is nothing repugnant in it with the Qur'an and the sunnah.

قانون معاہدہ (بلوغ) کی کوئی عمر متعین نہیں کرتا لیکن یہ اس قانون کا حوالہ دیتا ہے جو اس ملک میں "MAJORITY ACT" کے نام سے ہے یہ (قانون) عام طور پر سن بلوغ اٹھارہ سال مقرر کرتا ہے سوائے اس صورت کے کہ کسی شخص کا کوئی نگران عدالت کی طرف مقرر کیا گیا ہو، اس صورت میں بلوغت کی عمر 21 سال متعین کی جاتی ہے۔ اس میں کوئی چیز قرآن وسنت سے متصادم نہیں ہے۔" (52)

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش

اسلامی نظریاتی کونسل نے باتفاق یہ سفارش منظور کی ہے: کہ یہ امر انتہائی ضروری ہے کہ لڑکا اور لڑکی شرعاً بالغ ہو جائیں تو قانون کے تحت مقرر کردہ عمر کو پہنچنے سے ان کو بلدیاتی کونسل سے اجازت حاصل کر کے نکاح کی اجازت ہونی چاہیے، لہٰذا اٹھارہ سال سے پہلے پندرہ سال کی عمر میں شادی کو (Child Marriage) قرار دے کر Act. 1929 کے تحت اس پر پابندی عائد کرنا "اسلامی نظریاتی کونسل" کے روسے جمہور فقہاء امت کے فیصلے کی مخالفت ہے، چنانچہ کونسل سفارش کرتی ہے کہ پندرہ سال کی عمر میں مرد وعورت کو از روئے شریعت نکاح کی اجازت دی جائے۔ (53)

"اسلامی نظریاتی کونسل" کی سفارش سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ یہ کہنا کہ پندرہ سال کی عمر میں لڑکا اور لڑکی بالغ نہیں ہوتے درست نہیں ہے۔ لیکن یہ قانون بنا لینا بھی صحیح نہیں ہوگا کہ پندرہ سال کا لڑکا اور لڑکی بہر صورت بالغ ہوں گے، کیوں کہ بعض اوقات اس عمر کو پہنچنے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

کے باوجود لڑکا اور لڑکی دونوں میں جسمانی بلوغ (Puberty) کی کوئی علامت وشہادت موجود نہیں ہوتی اس لیے فقہائے امت نے لڑکا اور لڑکی دونوں کے بالغ ہونے کے لیے مختلف عمروں کا تعین کیا ہے، چنانچہ "وفاقی شرعی عدالت" میں "Contract Act" پر جرح کے سلسلے میں فاضل جج صاحبان نے اس ضمن میں فرمایا ہے

> "In veiw of the age fixed by Imam Abu Hanifa, and that fixed for Bulugh by other Jurists , there appears to be no repuganance in the fixation of age of Bulugh and Rushd, with the Quran and the Sunnah. These metters are governed by juristic opinions and there are opinins which are infavour of fixation of age, which can be adopted.
>
> امام ابوحنیفہ اور دیگر فقہاء کی جانب سے سن بلوغ مقرر کرنے کے نظریہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلوغ اور رشد کے لیے عمر کا تعین کرنا قرآن اور سنت کے خلاف نہیں ہے یہ معاملات فقہاء کی آراء کی مدد سے حل ہوتے ہیں کچھ آراء (اور نظریات) عمر (کی حد) مقرر کرنے کے حق میں ہیں، جو اختیار کی جاسکتی ہیں۔" (54)

غرض! امام ابویوسف، امام محمد، امام شافعی، اہل مدینہ کی ایک جماعت، امام احمد (55) فرقہ شیعہ اور ایک رائے کے مطابق امام ابوحنیفہ لڑکا اور لڑکی دونوں کے لیے بلوغت کی حد پندرہ سال کی عمر مقرر کرتے ہیں، جب کہ امام مالک لڑکے کے لیے یہ حد عمر کے اٹھارویں سال میں داخل ہونا اور امام ابوحنیفہؒ راجح قول کے مطابق لڑکے کے لیے مکمل اٹھارہ اور لڑکی کے لیے سترہ سال متعین فرماتے ہیں۔

اوپر ہونے والی بحث کا حاصل یہ نکلا کہ فقہائے مذاہب اربعہ اور فرقہ شیعہ کے نزدیک لڑکا اور لڑکی کے بلوغ کی علامات پانچ چیزیں ہیں۔ تین جو مرد اور عورت دونوں میں مشترک ہیں وہ ہیں: (i) مادہ منویہ کا خارج ہونا (ii) موئے زیر ناف وبغل کا اگ آنا (iii) عمر، اور دو چیزیں جو عورت کی خصوصیات ہیں وہ ہیں: (i) حیض کا آجانا (ii) اور حمل کا ٹھہر جانا۔

علامات بلوغ جسمانی کے دلائل

i. احتلام اور انزال : احتلام اس خواب کو کہتے ہیں جس میں سویا ہوا شخص جماع اور ہم بستری کرتا ہے جس سے اکثر اوقات اس کی منی خارج ہو جاتی ہے جسے انزال (Wet dreams) کہتے ہیں۔ انزال خواہ کسی سبب سے ہو اصل اعتبار اسی کا ہے کیوں کہ احتلام انزال کے بغیر کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔ (56) سوتے یا جاگتے میں منی کے خارج ہونے کا جسمانی بلوغت کی علامت ہونے پر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فقہائے امت قرآن کریم کے اس ارشاد کی روشنی میں متفق ہیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے{وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ} اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینی چاہیے جس طرح ان سے اگلے (یعنی بڑے آدمی) اجازت حاصل کرتے رہے ہیں۔"(57)

نیز احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: تین لوگوں کو شرعی احکام کا مکلّف قرار دیا جاتا ہے، ان میں ایک وہ لڑکے ہیں جن کو احتلام شروع ہو جائے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: احتلام ہو جانے کے بعد بچپن ختم ہو جاتا ہے۔(58)

ii. حیض اور حمل

پہلے بتایا گیا ہے کہ لڑکیوں کے بالغ ہونے کی علامتوں میں لڑکوں کی نسبت دو باتیں اور بھی ہیں ایک حیض کا آجانا اور دوسری حمل کا ٹھہر جانا۔ جہاں تک حیض سے بالغ ہونے کا تعلق ہے تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں حضرت عائشہؓ (59) روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(لا يقبل الله صلاة حائض الا بخمار)اللہ تعالیٰ اس عورت کی نماز چادر اوڑھے بغیر قبول نہیں کرتا جس کو حیض آتا ہو۔"(60) اور جہاں تک "حمل" کی بات ہے تو یہ بھی بلوغت کی علامت ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ بچہ صرف باپ اور ماں کے پانیوں کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے{فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ} انسان کو چاہیے کہ وہ غور کرے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ایک اچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے سے نکلتا ہے۔"(61)

مادہ منویہ جس سے حمل ٹھہرتا ہے اس کا خروج بلوغت کے بعد ممکن ہوتا ہے اس لیے "ابن قدامہ" فرماتے ہیں: جب لڑکی حاملہ ہو جائے گی اس کے بالغ ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔(62)

iii. موئے زیر ناف، داڑھی اور بغل کی بساند

مرد کے آلہ تناسل یا عورت کی شرم گاہ کے اردگرد جو سخت بال اُگتے ہیں امام ابو حنیفہ کہتے ہیں: ان کا کوئی اعتبار نہیں کیوں کہ ان بالوں کا اگنا بدن کے دیگر حصوں کے بالوں کے اگنے کی طرح ہے "فقه السنه" میں ہے "قال ابو حنيفه لا يثبت بالانبات حكم و ليس هو بلوغ ولا دلالة عليه۔ زیر ناف بالوں کے اگنے پر حکم ثابت نہیں ہوتا نہ یہ بذات خود بلوغ ہے اور نہ علامت بلوغ۔"(63) جب کہ مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور فرقہ شیعہ کے ہاں مرد کے آلہ تناسل اور عورت کے شرم گاہ کے اردگرد سخت بالوں کا اگ آنا بھی جسمانی بلوغت کی ایک علامت ہے یہ حضرات اپنے موقف کی تائید میں فرماتے ہیں: کہ جب نبی کریم ﷺ نے "سعد بن معاذ" (64) کو بنی قریظہ کے معاملے میں حکم بنایا تو حضرت سعدؓ نے یہ فیصلہ دیا کہ ان کے ایسے افراد جو لڑائی کے قابل ہیں قتل کر دیے جائیں اور باقی لوگوں کو قیدی بنا لیا جائے، نیز اس نے یہ حکم دیا کہ ان کے تہمند کھول کر دیکھا جائے کہ جن کے بال اگ چکے ہیں انہیں لڑائی کے قابل افراد میں شامل کرا دیا جائے اور جن کے بال نہیں اگ آئے ہیں وہ بچوں اور عورتوں میں شامل کر لیں۔(65) چنانچہ اسی ضمن میں حضرت عطیہ قرظی (66) سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں (عرضنا على رسول الله ﷺ يوم قريظة فكان من انبت قتل و من لم ينبت

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

خلی سبیلہ فکنت ممن لم ینبت فخلی سبیلی) ہم کو قریظہ والے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کی گیا تو جس کے زیر ناف بال اگے تھے اسے قتل کر دیا گیا اور جس کے زیر ناف بال ابھی نہیں اگے تھے اسے چھوڑ دیا گیا میں ان میں سے تھا جن کے بال نہیں اگے تھے، لہٰذا مجھے چھوڑ دیا گیا۔''(67)

اس تناظر میں'' ابن قدامہ '' ''المغنی''میں فرماتے ہیں: جب یہ بال اُگ آتے ہیں تو اکثر صورتوں میں بچہ بالغ ہوتا ہے اوراس میں لڑکا اور لڑکی دونوں کے لیے ایک حکم ہے لہٰذا یہ بھی احتلام کی طرح بلوغت کی علامت ہوگا۔(68)

iv. جہاں تک داڑھی ، بغلوں ، مونچھوں اور پنڈلی کے بال ہیں تو ان کے اگنے سے بالغ ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ کیوں کہ پندرہ سال سے کم میں بھی یہ شاذ ونادر اگ آتے ہیں اسی طرح گلے کے ہڈی کے نکل آنے ،نتھنوں کے پھولنے، ناک میں بال اگ آنے ، پستانوں کے ابھرنے اور آواز کے بھاری ہونے کا جمہور فقہائے مذاہب اور شیعیہ کے نزدیک بلوغت کے لیے کوئی اعتبار نہیں ہے۔(69)

مالکیہ : البتہ مالکیہ بغلوں اور ناک میں بال اگ آنے ،نتھنوں کے پھولنے اور آواز کے بھاری ہوجانے کو مرد اور عورت دونوں کے لیے جسمانی بلوغ کی علامات ٹھہراتے ہیں اس بات پر وہ حضرت سمرۃ بن جندب (70) سے مروی ایک حدیث کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(اقتلوا شیوخ المشرکین و استحیوا شرخھم والشرخ الغلمان الذین لم ینبتو ا) مشرکین کے بڑے بوڑھوں کو مار ڈالو اور ان کے نابالغ بچوں کو زندہ رہنے دو۔ بچے وہ ہیں جن کے زیر ناف بال نہ آئے ہوں۔''(71)

سن بلوغ پندرہ سال متعین کرنے کے دلائل

یہ بات واضح ہو چکی کہ جمہور فقہائے کرام سوائے مالکیہ اور امام ابوحنیفہ کے بلوغ کے لیے عمر کی حد پندرہ سال مقرر کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر(72) کی حدیث اس بارے میں نص کا درجہ رکھتی ہے آپ ؓ فرماتے ہیں(**عرضت علی رسول اللہ ﷺ فی جیش وانا ابن اربع عشرہ فلم یقبلنی فعرضت علیہ من قابل فی جیش (یعنی فی غزوۃ الخندق) قال نافع فحدثت بھذاا لحدیث عمر بن عبدالعزیز فقال ھذا حد ما بین الصغیر و الکبیر ثم کتب ان یفرض من بلغ الخمس عشرۃ**)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: مجھے ایک جنگ (یعنی احد کے دن) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا جب کہ میری عمر چودہ سال تھی آپ ﷺ نے مجھے اجازت نہیں دی اور مجھے بالغ نہیں سمجھا پھر جنگ خندق کے دن مجھے دوبارہ پیش کیا گیا جبکہ میری عمر پندرہ سال تھی ،حضرت نافع (73) فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز (74) کو سنائی تو انہوں نے فرمایا: یہ چھوٹے (یعنی نابالغ)اور بڑے (بالغ) کے درمیان حد ہے پھر انہوں نے (اپنے گورنروں کو) لکھ بھیجا کہ جزیہ صرف انہی پر لاگو کرو جو پندرہ سال کے ہوچکے ہوں۔''(75) نیز حضرت انس ؓ(76) سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بچہ پندرہ سال کا ہو جاتا ہے تو اس کا ہر اچھا برا فعل لکھ لیا جاتا ہے اور اس پر حدود نافذ کیے جائیں گے۔(77)''**الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید**''میں ہے ''**وھوالرای الراجح المفتی بہ فی المذھب الحنفی**۔ مذہب حنفی میں فتویٰ اسی کے مطابق دیا جاتا ہے۔''(78)اور''**الاکراہ**

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

و اثرہ فی الاحکام الشرعیہ ''میں ہے کہ یہی رائے جمہور فقہاء کی بھی ہے۔ (79) اور ابن عابدین فرماتے ہیں: فتویٰ صاحبین اور بقیہ ائمہ کے قول پر ہے کیوں کہ ہمارے زمانے کے لوگ کم عمریں پانے لگے۔ اور جہاں تک ابو حنیفہ کے نزدیک عمر کے ساتھ بلوغت کا تعلق ہے تو انہوں نے ایک جگہ لڑکی کے لیے سترہ سال اور لڑکے کے لیے انیس سال کی مدت مقرر کی ہے اور دوسری جگہ اٹھارہ سال۔ فقہاء نے ان دونوں آراء میں تطبیق کی راہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ اس سے انہوں نے لڑکے کی عمر مکمل اٹھارہ سال ہو کر انیسویں سال میں داخل ہونا مراد لیا ہے۔ (80) آپ اپنے موقف کو تقویت قرآن حکیم کی ایک آیت سے پہنچاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے {وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَيْنٰهُ حُكْماً وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ الْمُحْسِنِيْن} اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو دانائی اور علم بخشا اور نیکو کاروں کو ہم اس طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔'' (81) اس آیت کی تفسیر میں ''ابن جریر الطبری '' (82) لکھتے ہیں: کہ جوانی میں قوت اور شدت مکمل ہو جانے کو ''اشد'' کہتے ہیں۔ ابن عباس (83) سے منقول ہے کہ عمر اشد اٹھارہ سے تیس سال تک ہے۔ البتہ رُشد کی ابتدائی عمر اٹھارہ سال قرار دینے پر سب کا اتفاق ہے۔ (84) اسی تسلسل میں ''الفقہ الحنفی و ادلتہ'' میں ہے: لہٰذا ضروری ہے کہ مدت بلوغ کو بھی اس آیت کی بنیاد پر مقرر کیا جائے لیکن لڑکی عام طور پر لڑکے کے مقابلہ میں جلد نشوونما (Growth) پاتی ہے اس لیے لڑکی کے بالغ ہونے کے لیے ایک سال کی کمی سے یہ مدت سترہ سال ہوگی۔ (85)

رُشد (Maturity of Intellect)

لڑکا اور لڑکی کی بلوغت کے لیے عمر کی حد پندرہ سال مقرر کرنے پر جس طرح جمہور فقہاء متفق ہیں اسی طرح تمام فقہی مذاہب کے فقہاء کا اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ جب تک آزمائش اور تجربہ سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ صغیر بالغ ہونے کے بعد مالی امور میں تصرف کرنے کے حوالے سے صالح کار ہے تب تک اس کا مال اس کے سپرد نہ کیا جائے۔ (86) اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ''رشد'' کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم پیش کیا جائے اور سن رشد کی تحدید اور عدم تحدید کے بارے میں شرعی اور مروجہ قوانین کے نقطہ ہائے نظر بیان کیے جائیں۔

رشد کی لغوی و اصطلاحی تعریفات

الرُّشدُ اور الرَّشدُ رَشَدَ کا اصل اور ماخذ ہے جس کے لفظی معنی ہیں: ہدایت اور استقامت (87) کتاب عزیز قرآن مجید کا فرمان ہے {لَقَدْ اٰتَيْنَا اِبْرَاهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عَالِمِيْن} اور ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے ہدایت دی تھی اور ہم اس کے حال سے واقف تھے۔'' (88) تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ''رشد'' شریعت کے رو سے اس نفسیاتی ملکہ (Talent) کو کہتے ہیں جو مال کی حفاظت اور اصلاح کا مقتضی ہو اور اس کی خرابی اور ضیاع کو روکتا ہو اگرچہ متصرف دینی لحاظ سے فاسق (بدکار) ہو کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: پھر جب تم ان نابالغوں کے اندر سمجھ محسوس کرو تو ان کے مال ان کو دے دو۔ (89)

سن رُشد (Age of Maturity)

رشد کی تحدید و تعیین کا مطلب یہ ہے کہ عمر کی ایک ایسی حد مقرر کی جائے جس تک پہنچ کر وہ پابندی نابالغ پر سے اٹھ جائے جو شریعت نے اس پر عائد کی ہے، اور عمر کی اس مقدار کو حاصل ہونے سے پہلے اس کے اہل تصرف ہونے کے دعویٰ کو قبول نہ کیا جائے اگرچہ فعلاً

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اور حکماً وہ بالغ کیوں نہ ہو، لیکن ایسا شخص اگر ''رشـــد'' کے لیے مقرر کردہ حد عمر کو پہنچ جائے اور اس کی عقل درست ہو تو از روئے قانون اس کو تصرف کرنے کی کامل اہلیت حاصل ہو جائے گی۔(90)

اسلامی شریعت (جس کے اصول ومبادی میں جامعیت ہے اور ظروف واحوال کے مطابق احکام کے اخذ وستنباط کے قابل ہیں) نے ''رشد'' کے لیے کوئی خاص عمر مقرر نہیں کی ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہر شخص کی فطرت وطبیعت اور جسمانی ساخت کے مطابق ''رشد'' اور اہلیت تصرف حاصل کرنے کی عمر مختلف ہوتی ہے اسی طرح جگہ، ماحول، علم وتربیت، اخلاق عامہ اور عام اجتماعی اور اقتصادی حالات کے تحت یہ مدت مختلف ہو سکتی ہے۔ اس بنا پر نصوص شرعیہ اور ان سے حاصل ہونے والے احکام کی دلائل سے یہ بات عیاں ہے کہ سن بلوغ سے پہلے رشد کا کوئی اعتبار نہیں چنانچہ قصور (Immaturity) کی حالت سے حالت رشد تک منتقل ہونے کے لیے بالغ ہونا ضروری ہوتا ہے، رشد کبھی بالغ ہونے کے ساتھ ہی متحقق ہو جاتا ہے اور کبھی بالغ ہونے کے بعد۔(91)

وضعی قوانین میں سن رشد

بعض ممالک میں رائج قوانین کے تحت مالی امور چلانے کا اہل ہونے کے لیے عمر کی مختلف حدود مقرر کی گئی ہیں۔

i. مصر : مصری قانون میں مالی معاملات میں تصرف کرنے کے اعتبار سے سمجھدار ہونے کے لیے عمر کی حد اکیس سال متعین کی گئی ہے۔''شرح القانون المدنی المصری القدیم'' میں ہے **اختار القانون المصری سابقاً ثمانی عشرة سنة ۔ ثم رفعت الیٰ احدی و عشرین ۔** مصری قانون نے (حصول رشد کے لیے) پہلے اٹھارہ سال کی عمر کا انتخاب کیا پھر یہ اکیس سال تک بڑھادی گئی۔''(92)

ii. شام : قانون مدنی سوری مجریہ 1949م اور ''قانون احوال الشخصیه'' 1953م میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ ہر عاقل بالغ شخص جو اٹھارہ سال کی عمر کا ہو جائے گا اور عدالت اس کو مال واملاک میں تصرفات کرنے کی اجازت دے دے گی تو وہ راشد کہلائے گا اور تصرف کرنے کی کامل صلاحیت کا حامل ہوگا۔(93) اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عمر میں آدمی عام سرکاری ذمہ داریاں سنبھالنے کا اہل ہو جاتا ہے چنانچہ یہ کوئی معقول بات نہیں ہے کہ کسی شخص کو کوئی عام ملکی ذمہ داری اس حالت میں سپرد کی جائے کہ وہ بدستور مال واملاک میں تصرف کرنے سے قاصر اور محروم ہو۔(94)

iii. دولت عثمانیہ : 1887م میں عثمانی خلیفہ کی جانب سے جاری کردہ حکم کے مطابق بلوغت کے عمر کی حد پندرہ سال اور ''رشـــد'' کے لیے بیس سال مقرر ہوئی اور یہ ہدایت کی کہ اگر کسی قاضی (Judge) نے اس عمر سے پہلے کسی شخص کے مالی معاملات کی سماعت کی تو وہ نا قابل عمل ہوگی۔(95)

iv. ترکی : ترکی کے تجارتی قوانین میں کاروبار تجارت کرنے کے لیے اہل ہونے کی عمر بیس سال مقرر کی گئی تھی الاّ یہ کہ محکمہ تجارت نے اٹھارہ سال کی عمر کے بعد تجارت کرنے کی اجازت دی ہو۔ ''قانون معاہدہ'' سے متعلق ''وفاقی شرعی عدالت'' کے فیصلے میں ہے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"Similarly the Turkish law prohibited the delivery of the property of a minor to him before he attained the age of 20 years. In the Trukish laws relating to business and tard the age of competence for business was fixed as 21 years except in cases which the department of trade permitted the dealings after the attainment of the age of 18 years.

اسی طرح ترکی کے قانون میں کم سن بچے کی عمر بیس سال ہونے سے پہلے اس کی جائیداد اس کو سپرد کرنا ممنوع ہے۔کاروبار وتجارت سے متعلق ترکی کے قوانین میں تجارت کرنے کے لیے اہل ہونے کی عمر بیس سال مقرر کی گئی تھی سوائے ان صورتوں کے جن میں محکمہ تجارت نے اٹھارہ سال کی عمر کے بعد لین دین کرنے کی اجازت دی ہو۔"(96)

v. مغربی ممالک : یورپین قوانین میں (حصول رشد کے لیے) مختلف عمریں متعین کی گئی ہیں محولہ بالا فیصلہ میں ہے

"In the laws of Europe different ages are fixed ranging from 21 years to 25 years and in Englang, France, Germany and Italy it is fixed at 21 years.

مغربی قوانین میں مختلف عمریں مقرر کی گئی ہیں جو اکیس سال سے پچیس سال تک ہیں اور برطانیہ، فرانس، جرمنی اور اٹلی میں عمر کی حد اکیس سال مقرر کی گئی ہے۔"(97)

vi. ملکی قانون : پاکستان کے رائج الوقت قانون میں حصول رشد کے لیے عمر کی کوئی خاص حد متعین نہیں کی گئی ہے، البتہ جیسے کہ اوپر بتایا گیا "Majority Act" کے تحت جس کم سن کا کوئی نگران عدالت کی طرف سے مقرر نہ ہو اس کی بلوغت کے لیے عمر کی حد اٹھارہ سال ہوگی جب کہ عدالت کی جانب سے نگران مقرر ہونے کی صورت میں عمر بلوغت کی حد اکیس سال مقرر کی جاتی ہے۔(98)

وضعی قوانین میں اگر چہ رشد کے لیے عمر کی کوئی خاص حد مقرر کی جاتی ہے جس کے رو سے عموماً لڑکا اور لڑکی دونوں پر سے طبعی اور قانونی پابندی اٹھ جاتی ہے اور وہ اہلیت کاملہ سے مستفید ہوتے ہیں لیکن "قانون شریعت" کی نظر میں یہ کوئی معقول بات نہیں ہے کیوں کہ انسانی زندگی ظروف واحوال کی قیود وپابندیوں سے آزاد نہیں ہوتی، اخلاق اور طور اطوار اگر سادہ ہوں، خاندان کے روابط اور تعلقات مستحکم اور استوار ہوں تو بچوں اور بچیوں کی پرورش اور نگرانی کا معاملہ مضبوط ہوتا ہے، لہٰذا بالغ ہونے کے بعد ان میں سمجھداری جلدی آجاتی ہے، لیکن تہذیبوں کے تصادم، لوگوں کی کثرت، ان کی گوناں گوں مصروفیات، قسم قسم کی خواہشات اور تعیّشات کی بنا پر خاندانی روابط کمزور ہوتے ہیں جس کے باعث بچے بلوغت کے بعد بھی تاخیر سے ہوشیاری اور معاملہ فہمی حاصل کر لیتے ہیں(99)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

غرض! جس مقام اور ماحول میں بچے بلوغت کے ساتھ پختہ ذہن اور معاملہ فہم ہوں تو بالغ ہونے کے ساتھ ان کو راشد (سمجھ دار) تصور کیا جائے گا ورنہ جس عمر میں ان کو مالی معاملات نمٹانے کا فہم وشعور حاصل ہوگا وہ ان کا سن رشد کہلائے گا۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- علی الخفیف،احکام المعاملات الشرعیة ،ص: 97-96؛ و قلعہ جی وقنیبیی، ص: 96 ؛ وحسین حامدحسان ، المدخل، ص: 325, 326۔

2- ایضاً ؛ نیز ملاحظہ ہو! الزرقا ، المدخل الفقهی العام ، ص: 761/2 - 760 ؛ وعبدالفتاح الحسینی ، الاکراه و اثره فی الاحکام الشرعیة، ص : 17۔

3- دیکھئے! الزحیلی، الفقه الاسلامی و ادلته ، ص : 416/5۔

4- ملاحظہ ہو! سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص:212؛ و قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقها ء ،ص : 274۔

5- قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقها ء ، ص : 201۔

6- ایضاً ، ص : 270۔

7- وزاره الاوقاف والشئون الاسلامیة الکویت ، ص : 87/17 ؛ والجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 350/2۔

8- لجنة مؤلفة من العلماء والفقهاء ، المجلة، ص : 183۔

9- Henry Cambell Black, P: 997.

10- وزاره الاوقاف والشئون الاسلامیه الکویت ، ص : 89/17۔

☆ فساد: اسم فاعل ہے لغت میں فاسد خراب کو کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں مالی معاملات کے اعتبار سے "فاسد" وہ ہوتا ہے جو دراصل جائز ہو مگر کسی خارجی وصف کی وجہ سے ناجائز قرار دیا گیا ہو......Incorrect۔ قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 345 ؛ و سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 285 ؛ والجرجانی ، التعریفات ، ص : 117۔

11- دیکھئے! زیلعی ، تبیین الحقائق ، ص : 199/5؛ والکاسانی ، البدائع والصنائع ، ص : 171/7 ، والدردیر ، الشرح الصغیر، ص : 384/3 ؛ وابن جزی ، القوانین الفقهیه ، ص : 320۔

12- لجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، المجله ، ص : 184 ؛ وغلام مصطفی السندی ، مقدمه و تعلیق مختصر القدوری، ص : 107۔

13- لجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، المجله، م.ن ؛ وعبدالفتاح الحسینی، الاکراه و اثره فی الاحکام شرعیة، ص : 11 ؛وتنزیل الرحمٰن ، قانونی لغت ، ص : 291۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

-14 صبحی محمصانی ، النظریة العامة للاجابة والقبول فی الفقه الاسلامی ، بحوالہ
"The Federal Sharia court Jurisdiction , present, justice Aftab Hussain, Ali Hussain Qazal Bash and Malik Ghulam Ali, Federal Sharia Court, P : 37 .

-15 اَلْمَجَلّةُ ، م 943 ، ص : 184۔

-16 ابو داؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الصلاۃ ، باب متیٰ یُؤمر الغلام بالصلوٰۃ، حدیث نمبر 491 ، 4192 ، ص: 227/1۔

-17 وزراہ الاوقاف والشئون الاسلامیه الکویت ، الموسوعة الفقهیه ، ص : 78/17 ؛ والمرغینانی ، الهدایه ، ص : 3/ 336 ؛ والسرخسی ، المبسوط، ص : 157/24 ؛ والشربینی الخطیب ، المغنی المحتاج، ص: 165/2 ؛ والقرطبی ، الجامع لاحکام القرآن، ص: 28/5 ؛ واحمد بن یحییٰ بن المرتضیٰ ، البحر الزخار، ص : 88 ؛ و الحرالعاقلی ، وسائل الشیعة الی تحصیل مسائل الشریعة، ص : 142/2۔

-18 .Henry Campbell Black, P: 997۔وضعی قوانین میں اور شافعیہ وشیعیہ کے ہاں ممیّز وغیر ممیّز کی تفریق کے بغیر بلوغت سے قبل کم سنی اور قصور اہلیت کا زمانہ ہے جس میں بچے کا ہر مالی تصرف قانونِ حجر کے زیر اثر ہوگا۔

-19 لجنة مؤلفة من العلماء والفقهاء ، مجلة الاحکام العدلیة ، م 976 ,966 ، ص : 187 ؛ وعلی حیدر ، شرح المجلة ، ص : 604/9 ؛ والطوری ، ص : 142/8 ؛ والسرخسی ، المبسوط ، ص : 157/24 ؛ وعمر هاشم و محمد هاشم ، الاحکام الشرعیه فی الاحوال الشخصیة ، ص : 83۔

-20 الحطاب (902 ------ 954ھ) آپ کا اصل نام محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن الرعینی ہے اور حطاب کے نام سے شہرت رکھتے ہیں، فقہاءِ مالکیہ میں صوفی منش فقیہ ہیں۔ آپ کا اصلی وطن مغرب ہے، مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، وہاں پر شہرت حاصل کی اور طرابلس میں وفات پائی۔

تصانیف: آپ کی مشہور مصنفات میں "مواهب الجلیل فی شرح مختصر خلیل "فقہ مالکیہ میں کئی مجلدات میں شائع ہوئی ہے علاوہ ازیں" شرح نظم نظائر رسالة القیروانی "اور" رساله فی استخراج اوقات الصلاة بالاعمال الفلکیة بلا آلة" بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ دیکھیے! الزرکلی، الاعلام ، ص : 286/7۔

☆ البیع : باع کا ماخذ بیع" ہے ؛ جس کے لفظی معنی ہیں قیمت کے عوض چیز دینا، جمع اس کی بیوع ہے۔ شریعت کے رو سے بیع "کہتے ہیں" مبادلة مال بمال علیٰ سبیل التملیک عن تراضٍ، ورکناہ الایجاب و القبول ۔ مالک بنانے کی غرض سے برضا ورغبت مال کا تبادلہ مال سے کرنا اور ایجاب (Offer) اور قبول (Acceptance) اس کے دو رکن ہیں ......
Exchange, sale، بیع کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ملاحظہ ہو! قلعه جی و قنیبی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 113 ؛ وسعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 44 ؛ ولجنة مولفة من العلماء و الفقهاء ، المجلة ، م 105،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ص: 29 ؛ والجرجانی ، التعریفات ، ص : 37۔

21- ص : 244/2 ؛ وابن رشد ، بدایة الجمتهد، ص : 257/2۔

22- السنهوری، عبدالرزاق ، ص : 153/2و 535 ؛ والصاغر جی ، الفقه الحنفی وادلته ، ص : 52/3۔

23- الزرقا ، المدخل الفقهی العام، ص : 763/2 - 762 ؛ و عبدالفتاح الحسینی ، الاکراه و اثره فی الاحکام الشرعیه ، ص : 13۔

24- لجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، مجلة الاحکام العدلیه ، م 967 ، ص : 187؛ و وزارة الاوقاف والشئون الاسلامیة الکویت ، الموسوعة الفقهیه ، ص : 89/17 ؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی و ادلته ، ص : 418/5۔

25- عمر هاشم و محمد هاشم ، ص : 73 ؛ ولجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، مجلة الاحکام العدلیه ، م 967، ص : 187۔

☆ التبرع : خیرات کرنا؛ بغیر مقابل کے کوئی قیمتی چیز کسی کو عطا کر دینا ...... Donation ، قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 120؛ و سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 36۔

☆ الاقراض: قرض دینا .... To grant a loan۔ قلعه جی وقنیبیی معجم لغة الفقهاء،ص: 83؛ وسعدی ابو حبیب ص : 300۔

☆ الاقرار : اَقَرَّ کا مصدر ہے جس کا لفظی مفہوم ہے قائم رہنا اور قابو پانا (Constancy & Capability) اور فقہی زبان میں اقرار نام ہے: کسی شخص کا اپنے ذمہ کسی اور کے حق کے اعتراف کر لینے کا.........Recognition of rights۔قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ،م.ن ؛ و سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص: 299؛ ولجنة مولفة من العلماء و الفقهاء ، المجلة، م 1572، ص : 307؛ والجرجانی ، التعریفات ، ص: 27۔

26- سلیم رستم الباز ، ص : 541 ؛ ووزاره الاوقاف والشئون الاسلامیة الکویت ، ص : 89/17 ؛ والزحیلی، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 418/5 ؛ ومولانا نظام الدین وجماعته من علماء الهند ، الهندیة ،ص : 170/4۔

☆ الباطل : لغت میں باطل بے کار کو کہتے ہیں جو بوقت تلاش وجستجو ثابت نہ ہو سکے......Vain اور اصطلاحاً باطل وہ ہوتا ہے جو سرے سے جائز ہی نہ ہو۔ دیگر فقہاء کے برعکس ''حنفیہ'' فاسد اور باطل کے شرعی مفہوم میں فرق ظاہر کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ باطل وہ ہے جو اصلاً اور وصفاً دونوں طرح سے مشروع نہ ہو جب کہ فاسد وہ ہوتا ہے جو دراصل جائز ہو لیکن بلحاظ وصف غیر مشروع ہو...... Invalid , Void،دیکھیے! قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 103 ؛ و سعدی ابوحبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 38 - 39۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

27- ملاحظہ ہو! تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلامی، ص : 93/2۔

28- عبدالفتاح الحسینی ، الاکراہ واثرہ فی الاحکام الشرعیہ ، ص : 13؛ و عمر ھاشم و محمد ھاشم ، الاحکام الشرعیہ فی الاحوال الشخصیہ ، ص : 73 ؛ و لجنة مولفة من العلماء و الفقهاء ، المجلة ، م 967 ، ص : 187؛ ووزارة الاوقاف والشئون الاسلامیة الکویت ، الموسوعة الفقهیة ، ص : 89/17۔

☆ اَلْعَقْدُ : عقد کا ماخذ ہے جمع اس کی عقود ہے ؛ لغت میں عقد عهد (Covenant) کو کہتے ہیں۔شریعت کے رو سے ''عقد'' کے معنی ہیں: طرفین کے درمیان اس بات پر اتفاق ہونا کہ متفق علیہ امر پر ہر ایک لازماً عمل پیرا ہوگا ، ایجاب وقبول اس میں ضروری ہے.....Contract ۔قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 317 ؛ و سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی، ص : 255 ؛ ولجنة مولفة من العلماء و الفقهاء ، المجلة، م 103، ص : 29۔

29- ص : 52/4۔

30- الشربینیی الخطیب ، المغنی المحتاج ، ص : 166/2۔

31- الخمینی ، تحریر الوسیلة ، ص : 13/2؛ والحر العاقلی ، وسائل الشیعه الی تحصیل مسائل الشرعیة ، 591 - 593/3۔

32- ابو جعفر الحلی ، ص : 253۔

33- المرغینانی ، الهدایة ، ص : 336/2 ؛ وابن الهمام ، فتح القدیر ، ص : 311/7۔

☆ المتقوم : قوم سے اسم مفعول ہے،جس چیز کی کوئی مالی قیمت ہو اس کو مُتَقَوَّم کہتے ہیں... Valuable. دیکھئے! قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 403 ؛ و سعدی ابوحبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 311۔

34- رد المحتار ، ص : 92/5 - 90۔

☆ الجنایة : جنی کا ماخذ جنایت ہے جس کے لفظی معنی ہیں: گناہ اور جرم،اور جمع جنایات ہے اور فقہی اصطلاح میں اس کا مفہوم ہے: ہر حرام اور ممنوع فعل جو جان اور مال کو نقصان پہنچائے ... Felony۔ملاحظہ ہو! الجرجانی ، التعریفات ، ص : 57؛ وسعدی ابوحبیب، القاموس الفقهی ، ص : 70؛ و قعله جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 167۔

☆ الضمان: ضمن کا مصدر ضمان ہے؛لغت میں ضمان کفالت (Guaranty) کو کہتے ہیں۔اور شریعت کے رو سے اس کا مطلب ہے: ضائع ہونے والی چیز کی اگر کوئی مثل (Exact equivalent) موجود ہو تو بعینہ وہی لوٹا دینا ورنہ اس کی قیمت واپس کرنا .....Satisfaction, guaranty۔دیکھئے! قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 285؛ وسعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 224 - 225؛ ولجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، المجلة ، م 416، ص : 80۔

35- عمر ھاشم و محمد ھاشم ، ص : 73۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

36- المغنی ، ص : 521/4۔

37- قلعه جی و قنیبیی ، ص : 110 ؛ و وزارة الاوقاف والشئون الاسلامية الكويت ، الموسوعة الفقهية ، ص : 87/17۔

38- عبدالفتاح الحسینی ، الاکراه واثره فی الاحکام الشرعية ، ص : 13 ؛ والجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 350/2؛ ووزاره الاوقاف والشئون الاسلامية الكويت ، الموسوعة الفقهية ، ص : 87/17 ؛ و الزرقا ، المدخل الفقهي العام ، ص : 778/2۔

☆ الحیض : حاض یحیض کا مصدر ہے؛ لفظ حیض کا مفہوم ہے: بہاؤ۔ اصطلاح شریعت میں ''حیض'' اس خون کو کہتے ہیں جو جوان عورت کے رحم (Womb) سے ہر ماہ کچھ دنوں کے لیے بغیر کسی بیماری اور حمل کے جاری رہتا ہو اور وہ (عورت) ابھی ناامیدی کی عمر کو نہیں پہنچی ہو ...Menstruation. قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 189 ؛ والجرجانی ، التعریفات ، ص : 67 ؛ و سعدی ابوحبیب، القاموس الفقهی ، ص : 107۔

☆ الحمل : حاملہ عورت کے پیٹ میں جو بچہ و بچی ہو اس کو حمل کہتے ہیں ... Fetus۔ ملاحظہ ہو! قلعه جی و قنیبیی، معجم لغة الفقهاء ، ص : 186 - 187؛ وسعدی ابوحبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 103۔

39- الجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 248/2؛ والکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 171/7؛ وزیلعی، تبیین الحقائق ، ص: 203/5 ؛ وابن الهمام ، فتح القدیر، ص: 323/3؛ ولجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، المجلة ، م 985، ص : 190؛ و عمر هاشم ومحمد هاشم ، الاحکام الشرعية فی الاحوال الشخصية ، م 495، ص : 74؛ والصاغر جی ، الفقه الحنفی وادلته ، ص : 52/3۔

40- الجزیری ، ص : 348-352/2 ؛ والشربینی الخطیب ،المغنی المحتاج ، ص: 166/2؛ والزحیلی، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 422/5؛ وابن عابدین ، ردالمحتار ، ص : 107-108/5 ؛ وقاضی ثناء الله ، تفسیر المظهری ، ص : 13/7۔

41- الصاوی ، بلغة السالك (حاشية الصاوی) علی الشرح الصغیر، ص: 404/3 ؛ والجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 352/2۔

42- عبدالفتاح الحسینی ، الاکراه و اثره فی الاحکام الشریعة ، ص : 12-11؛ والدردیر ، الشرح الکبیر ، ص : 293/3؛ والسید السابق ، فقه السنة ، ص : 312۔

43- ملاحظہ ہو! السیوطی ، الاشباه والنظائر ، ص : 242-223 ملخصاً ؛ والشیرازی ، المهذب ، ص : 330-334/1۔

44- دیکھیے! الجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ،ص :348-352/2؛والزحیلی ، الفقه الاسلامی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

وادلته، ص : 422/5؛والشربيني الخطيب ، المغنى المحتاج ، ص : 166/2؛وقاضى ثناء الله ، تفسير المظهرى ، ص : 13/7۔

☆ الجماع: جامع کا مصدر ہے ؛کسی چیز کے سمٹ آنے اور جمع ہونے کو از روئے لغت جماع کہتے ہیں اور فقہی زبان میں جماع کے معنی ہیں: ہم بستری کرنا۔ دیکھئے! قلعه جي و قنيبيى ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 166۔

45- ابن قدامه ، المغنى ، ص : 359/7 ؛ وابن قدامه المقدسى ، الشرح الكبير على متن المقنع ، م.ن۔

46- الشافعي (150 ------ 204ھ) آپ محمد بن ادریس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید القریشی الہاشمی المطلبی ہیں، ارض مقدس میں بمقام غزوہ 150ھ میں پیدا ہوئے آپ کا شجرہ نسب مناف پر رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپ کے اجداد میں ایک صحابی شافع نامی تھے۔ ان کی نسبت سے شافعی کہلائے۔ مذاہب الاربعۃ کے ائمہ میں ایک آپ کا نام بھی شامل ہے، فقہ شافعی آپ کی طرف منسوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ذکاوت وذہانت سے نوازا تھا۔ آپؒ نے علم فقہ، قرأت، اصول، حدیث، لغت اور شعر پر کتابیں تالیف کیں۔ امام شافعیؒ کی بہت سی تصنیفات کا ذکر کیا گیا ہے، ملا علی قاری نے ان کی تعداد 113 بتائی ہے جن میں ''الرسالہ'' ؛ ''کتاب الام'' اور ''سنن الشافعی'' زیادہ مشہور ہیں۔ ملاحظہ ہو! الذهبى ، تذكرة الحفاظ ، ص : 329/1؛ والخطيب البغدادى ، تاريخ بغداد ، ص : 103/2-56 ؛ وتقی الدین ندوی، محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے ، ص : 112 - 118 ملخصاً۔

ابو یوسف (115 ---- 182ھ) آپ کا نام یعقوب اور باپ کا نام ابراہیم تھا، امام ابو حنیفہؒ کے درس فقہ میں شریک ہوئے اور اپنے ساتھیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ خلیفہ مہدی کے دور سے لے کر ہارون الرشید کے عہد تک قاضی رہے، آپ پہلے شخص تھے جن کو ''قاضی القضاۃ'' کے خطاب سے نوازا گیا۔ آپؒ ہی نے سب سے پہلے علماء کو خاص لباس پہننے کو کہا۔
تصانیف: حنفیہ میں آپ پہلے شخص ہیں جن کی تصنیفات دستیاب ہیں آپ کی ''کتاب الخراج'' کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ ''ادب القاضی'' بھی آپ کی تصنیف ہے۔ دیکھئے! الخطيب البغدادى ، تاريخ بغداد ، ص : 232/14؛وابن كثير ، البداية ، والنهاية ، ص : 180/10۔

محمد (131 ---- 189ھ) آپ محمد بن حسن بن فرقد ہیں، بنو شیبان کے ساتھ وَلاء (Devotion) رکھتے تھے، آپ کے آبا واجداد دمشق کی بستی ''حرستا'' کے اصلی باشندے تھے آپؒ کے والد وہاں سے عراق آئے اور آپ کی ولادت واسط میں ہوئی، کوفہ میں نشوونما پائی، اصحاب ابی حنیفہ میں ابو یوسف کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام ابو یوسف اور وقت کے دیگر ائمہ سے استفادہ کیا۔ بیس برس کی عمر میں مسند درس سنبھالی، اور فقہ اور اصول میں امام ثابت ہوئے۔ حنفیہ میں آپ کو مجتہد منتسب کا درجہ حاصل ہوا۔ آپ ہی کے ذریعہ سے امام ابو حنیفہ کے علم کو ترویج اور اشاعت ملی۔ ہارون الرشید نے آپؒ کو قاضی مقرر کیا۔ ہمیشہ آپ کو ساتھ رکھتا تھا 189ھ میں ہارون الرشید کے ساتھ دوران سفر ''رے'' کے مقام پر وفات پائی۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تصانیف: امام محمد نے کئی کتابیں تصنیف کیں ان میں سے مندرجہ ذیل مشہور ہیں "الجامع الکبیر " ؛ "الجامع الصغیر " ؛ "والمبسوط" ؛ "والسیر الکبیر " ؛ " و السیر الصغیر " ؛ " و الزیادات" حنفیہ کے ہاں یہ کتب "ظاھر الروایۃ" کے نام سے مشہور ہیں علاوہ ازیں "کتاب الآثار" اور "الأصل " بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ دیکھئے! عبدالحی الکھنوی، الفوائد البھیۃ ، ص : 59 ؛ والزرکلی ،الاعلام، ص : 309/6 ؛ وابن کثیر ، البدایۃ و النھایۃ ، ص : 202/10۔

47- دیکھئے! ابن قدامہ ، المغنی ، والمقدسی ، الشرح الکبیر علی متن المقنع ، ص : 359/7۔

48- ابو جعفر الحلی، ص: 255-250 ؛ والخمینی ، التحریر الوسیلہ ،ص : 13/2؛ نیز ملاحظہ ہو! الشیرازی ، الفقہ ، ص : 19-15ملخصاً ؛ محمود احمد غازی وعبدالرحیم اشرف، احکام بلوغت، ص : 166۔

49- الطوسی ، ص : 611؛نیز دیکھئے! نفس المراجع۔

50- الطوسی،النھایۃ فی مجرد الفقۃ والفتاویٰ ص : 612 ؛ وابو جعفر الحلی ، شرائع الاسلام، ص: 255-250۔

51- See! ALL INDIA LAW REPORT, Hydirabad, P : 539 بحوالہ، تنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص: 348۔

52- See! The federal Sharia Court Jurisdiction, present, justice: Aftab Hussain, Justice: Ali Hussain Qazalbash, and Malik Ghulam Ali, Federal Sharia Court, Islamabad , P: 37 and see! THE MAJORITY ACT (IX of 1957) 1978, all Pakistan legal decisions, Raja Akbar Khan, Lahore, P: 158.

53- See! Federal Laws examined by the Islamic Idiology Council and recomendations made, report prepared by Dr. Waseer, Federal Sharia Court, Islamabad, P: 16۔ نیز دیکھئے! اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ، 1978-1979، ص : 82۔

54- Loc cit۔

55- احمد (164 ---- 241ھ) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی، ابوعبداللہ مشہور و معروف روایت کے مطابق ربیع الاول 164ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ آپؒ عربی النسل اور ماں باپ دونوں کی طرف سے شیبانی تھے، آپ کی نشو ونما بغداد ہی میں ہوئی، ہر قسم کے معارف اور فنون کے بحرِ زخار تھے، آپؒ مذہب حنبلی کے امام اور ائمہ اربعہ میں سے ہیں۔ مامون اور معتصم عباسی کے ایام حکومت میں مسئلہ خلق قرآن کے سلسلے میں آپ کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ کے ایمان اور اعتقاد کی عمارت متزلزل نہ ہوئی، آپ نے قرآن کے مخلوق ہونے سے انکار کر دیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں اہل سنت کے مذہب کو جلا بخشی ۔ جب متوکل نے عنان حکومت سنبھالی تو انہوں نے امام موصوف کی عزت افزائی کی اس کے بعد سلطنت عباسیہ میں ایک مدت تک امور حکومت آپ ہی کے مشوروں سے چلتے رہے۔ جملہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

روایت اس امر پر متفق ہیں کی 12 ربیع الاول 241ھ کو آپ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی۔

تصانیف: ''امام احمد بن حنبل کی کئی تصنیفات میں سے زیادہ مشہور ''المسند'' ہے جس میں 30 ہزار احادیث ہیں اس کے علاوہ ''المسائل''؛ ''الاشربة'' اور ''فضائل الصحابہ'' بھی آپ کی تصنیفات ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، ص : 415/4؛ والزرکلی، الاعلام، ص: 192/1؛ و ابو یعلی، طبقات الحنابلہ، ص : --- 20 4/1؛ وابن کثیر، البدایة والنهایة، ص : 325/10 - 343؛ و ابو زهره، امام احمد بن حنبل مترجم عمر فاروق، ص : 43-78؛ والذهبی، تذکره الحفاظ، ص : 431/2 - 432؛ وابن خلکان، و فیات الاعیان، ص : 63/1-65۔

56- دیکھئے! قلعه جی و قنیبیی، معجم لغة الفقهاء، ص : 46؛ و سعدی ابو حبیب، القاموس الفقهی، ص : 100 - 101۔

57- النور: 59؛ نیز ملاحظہ ہو! سعدی ابو حبیب، القاموس الفقهی، ص : 101۔

58- ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب، ماجاء متی ینقطع الیتم، حدیث نمبر 1100، ص : 460-461/2۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں (حفظت عن رسول الله ﷺ لا یتم بعد احتلام) نہیں یتیمی بعد احتلام کے۔

59- عائشہ (9ق ھ ----- 58ھ) عائشہ صدیقہؓ ابو بکر صدیقؓ کی صاحبزادی اور ام المومنین ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ہجرت سے تین برس پہلے رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر 6 برس تھی اور مدینہ منورہ میں جب کہ ان کی عمر 9 سال ہوئی خلوت فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر 18 سال تھی۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد تمام ازواج مطہرات سے محبوب تر تھیں۔ بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔ 17 رمضان 57ھ یا 58ھ میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ دیکھئے! الخطیب التبریزی، اکمال فی اسماء الرجال، ص : 555؛ و ابن حجر العسقلانی، الاصابة، 359/3-361؛ والذهبی، تذکرة الحفاظ، ص : 27/1-28؛ وابن خلکان، و فیات الاعیان، ص : 16/3-19؛ والذهبی، سیر اعلام النبلآءِ، ص : 135/2؛ وابن حجر العسقلانی، بلوغ المرام، ص : 48۔

60- الترمذی، جامع الترمذی، کتاب الصلوٰة، باب لاتقبل صلاة الحائض الا بخمار، حدیث نمبر 360، ص : 49/1-50۔

61- الطارق : 6۔

62- المغنی، ص : 461/4۔

63- السید السابق، ص : 412؛ و ابن عابدین، رد المحتار، ص : 107/5-108 ملخصاً۔

64- سعد بن معاذ (?--------5ھ) سعد بن معاذ انصاری اشہلی اوسی مدینہ منورہ میں عقبہ اولی اور ثانیہ کے درمیان اسلام لائے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو ''سید الانصار'' کا خطاب عطا فرمایا۔ یہ اپنی قوم میں بزرگ اور سردار تسلیم کیے جاتے تھے۔ جلیل

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

القدر، اکابر اور اخیار صحابہ میں سے ہیں۔ آنحضور ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے اور مقابلہ پر بہادرانہ ڈٹے رہے۔ جنگ خندق میں ان کی شہ رگ پر تیر لگا اور خون بند نہیں ہوا یہاں تک کہ ایک مہینہ کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ صحابہ کی ایک جماعت ان سے روایت کرتی ہے۔ ملاحظہ ہو! الخطیب التبریزی ، اکمال فی اسماء الرجال ، ص : 405-403۔

65- محمود احمد غازی و عبدالرحیم اشرف، احکام بلوغت، ص : 112۔

66- **عطیه القرظی**: عطیه القرظی بنو قریظه کے قیدیوں میں سے ہیں۔ حافظ بن عبدالبر فرماتے ہیں: مجھے ان کے باپ کے نام سے واقفیت حاصل نہیں انہوں نے رسول اللہ کو دیکھا اور آپ ﷺ کے ارشادات بھی سنے؛ کم سن صحابہ میں سے ہیں۔ مجاهد اور عبدالمالک ان سے روایت کرتے ہیں۔ تاریخ و تراجم کی کسی کتاب سے ان کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ دیکھئے! الخطیب التبریزی ، اکمال فی اسماء الرجال، ص : 538؛ و ابن حجر العسقلانی ، تهذیب التهذیب ، ص : 203/7 ؛ و ابن الاثیر ، اسد الغابه ، ص : 413/3۔

67- الترمذی ، جامع الترمذی ، کتاب السیر ، باب ماجاء فی النزول علی الحکم ، حدیث نمبر 1637، ص : 192/1۔ حدیث نقل کرنے کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں: بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ احتلام اور عمر کا پتہ نہ چلے تو زیر ناف بالوں کا اگنا بالغ ہونے کی علامت ہے۔ امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ اور مسند امام احمد ابن حنبل میں اس مضمون کی حدیث قدرے مختلف الفاظ میں اس طرح مروی ہے (عرضنا علی النبی یوم قریظة فشکو افی أمن الذریة انام من المقاتلة فأ مر النبی هل نبت فنظروا فلم یجدو الی انبت فخلی عنی و الحقنی بالسبی) دیکھئے! حدیث نمبر 19440، 383/4۔ حضرت عثمانؓ نے بھی ایک لڑکے کے بارے میں جس نے چوری کی تھی فرمایا: دیکھو! اگر اس کے زیر ناف بال اگ آئے ہیں تو اس کے ہاتھ کاٹ دو۔ القرطبی ، الجامع لاحکام القرآن، ص : 35/5 ؛ نیز مروی ہے کہ انصار میں سے ایک لڑکے نے اپنے اشعار میں کسی عورت سے محبت کا اظہار کیا تو اسے حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا، انہوں نے اسے دیکھا کہ اس کے زیر ناف بال ابھی نہیں اگے اس پر حضرت عمرؓ نے کہا: اگر تیرے بال اگ چکے ہوتے تو میں تجھ پر حد نافذ کرتا۔ ملاحظہ ہو! ابن قدامه ، المغنی، ص : 459/4۔

68- نفس المرجع۔

69- دیکھئے! ابن عابدین ، ردالمحتار علی الدر المختار ، ص : 108/5 - 107؛ والشربینی الخطیب ، المغنی المحتاج ، ص : 166/2؛ والشیرازی ، المهذب ، ص : 330/1؛ و الشیرازی ، الفقه ، ص : 9-15؛ محمود احمد غازی و عبدالرحیم اشرف بلوچ، احکام بلوغت، ص : 102, 116۔

70- **سمرة بن جندب** (?-------59ھ) سمرة بن جندب بن هلال الفزاری انصار کے حلیف، صحابی اور احادیث رسول ﷺ کے حافظ تھے۔ مدینہ میں پرورش پائی، بصرہ میں اقامت گزین ہوئے۔ زیاد جب کوفہ جاتے تو اپنے پیچھے عنان حکومت آپ کے سپرد کرتے۔ نبی کریمؐ سے بہت روایت کرتے تھے۔ آپؓ کے دونوں بیٹے سلیمان، سعد اور عبد بن بریدہ وغیرہم نے آپ سے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

احادیث روایت کیں۔ دیکھئے! ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ص : 354-355/2؛ والاصابة، ص : 78/2؛ وابن حجر العسقلانی، تهذيب التهذيب، ص : 236/3؛ والزركلی، الاعلام، ص : 203/3 ؛ والخطیب التبریزی، اکمال فی اسماء الرجال، ص : 506-507۔

71- الترمذی، جامع الترمذی، کتاب السیر، باب ماجآء فی النزول علی الحکم، حدیث نمبر 1636، ص : 192/1۔

72- ابن عمر (10ق ھ-------73ھ) آپ کا نام عبداللہ ہے، امیر المومنین عمر بن الخطاب کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے والد کے ساتھ بچپن میں مسلمان ہو گئے تھے۔ بدر واحد میں بوجہ کم سنی کے شریک نہیں کیے گئے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں شریک ہوئے خندق ہے اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے جنگ یرموک اور فتح مصر میں بھی شریک تھے، سات سال تک فتویٰ دیتے رہے۔ اتباع سنت اور زہد و تقویٰ میں ضرب المثل تھے۔ تمام فتنوں سے علیحدہ رہے۔ حضرت علی المرتضی نے جب ان کو اپنے ہم راہ لڑنے کے لیے بلایا تو انہوں نے کہا: اے ابوالحسن! اگر آپ مجھے اژدھے کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیں تو میں بے تامل ڈال لوں گا مگر مجھ سے یہ نہیں ہوگا کہ کسی مسلمان پر تلوار اٹھاؤں۔ حضرت عثمان کے بعد اہل شام نے بہت چاہا کہ یہ خلافت قبول کرلیں مگر کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ آخری عمر میں بینائی جاتی رہی۔ آپ صحابہ میں آخری شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں وفات پائی۔ احادیث کی بکثرت روایت کرنے والے صحابہ میں آپ بھی شامل ہیں۔ الخطیب التبریزی، اکمال فی اسماء الرجال، ص : 532؛ والزركلی، الاعلام، ص : 246/4۔

73- نافع (؟------ 117ھ) نافع سرجس کے بیٹے، عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ ہیں اور اکابر تابعین میں سے ہیں، چھوٹی عمر میں کسی جنگ میں عبداللہ بن عمر کے ہاتھ لگے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین کی بہت بڑی سمجھ عطا کی تھی۔ عمر بن عبدالعزیز نے انہیں حدیث سکھانے کے لیے اہل مصر کے پاس بھیجا تھا۔ ابن عمر اور ابو سعید سے حدیث کی سماعت کی۔ ان سے بہت سے لوگوں نے جن میں زہری اور مالک بن انس شامل ہیں روایت کی۔ نیز آپ ان ثقہ راویوں میں سے ہیں جن سے روایت حاصل اور جمع کی جاتی ہے۔ دیکھئے! الخطیب التبریزی، اکمال فی اسماء الرجال، ص : 582 ؛ والزركلی، الاعلام، ص : 319/8؛ وابن خلكان، وفيات الاعيان، ص : 150/2و 367/5؛ و ابن حجر العسقلانی، تهذيب التهذيب، ص : 412/10؛ و ابن كثير، البداية والنهاية، ص : 319/9۔

74- عمر بن عبدالعزیز (61 ---- 101ھ) آپ کا نام عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم قرشی اموی ہے۔ بنو امیہ کے صالح اور نیکوکار خلیفہ ہیں۔ آپ کی عدل گستری، انصاف پسندی اور حزم و احتیاط کی بنا پر اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ آپ پانچویں خلیفہ راشد تھے۔ اکابر تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ میں آپ کی ولادت اور پرورش ہوئی۔ دیکھیے! ابن كثير، البداية والنهاية، ص : 192/2؛ والزركلی، الاعلام، ص: 209/5۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

75- الترمذی ، جامع الترمذی ، کتاب الاحکام ، باب ماجآء فی حد بلوغ الرجل والمرأۃ ، حدیث نمبر 1373، ص : 162/1؛ ومسلم ، صحیح مسلم ، کتاب الامارہ، باب بیان سن البلوغ ، حدیث نمبر 4873، ص : 174/3۔

76- انس بن مالك (؟------91ھ) انس بن مالک بن نضر قبیلہ خزرج میں سے ہیں ان کی کنیت ابوحمزہ ہے۔ انہوں نے دس برس تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی۔آپ کی والدہ ام سلیم بارگاہ نبوت میں تقرب رکھتی تھیں۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان کی عمر دس سال تھی۔ حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں بصرہ میں قیام کیا تاکہ وہاں لوگوں کو دین سکھائیں۔ صحابہ میں سے بصرہ میں سب سے آخر میں ان کا انتقال ہوا اس وقت ان کی عمر 103 برس تھی۔ ملاحظہ ہو! الخطیب التبریزی ، اکمال فی اسماء الرجال ، ص : 465؛ والذهبی ، تذکرۃ الحفاظ ، ص : 43-44/1۔

77- محمود احمد غازی وعبدلرحیم اشرف بلوچ، احکام بلوغت، ص : 113۔

78- الزرقا ، ص : 77/2۔

79- عبدالفتاح الحسینی ، ص : 14۔

80- ابن عابدین ، ردالمحتار ، ص : 105/3؛ وابو البرکات ، کنز الدقائق، ص : 47/4؛و قاضی ثناء اللہ ، تفسیر المظهری ، ص : 13/2۔

81- یوسف : 22۔

82- ابن جریر الطبری (233---310ھ) محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب، ابوجعفر طبرستان میں پیدا ہوئے حصول علم کے لیے مختلف بلاد کی سیاحت کی آپ کتاب اللہ کے حافظ، اصول صحابہ وتابعین کے ماہر، ایام الناس اوران کی تاریخ کے عالم تھے۔ انہوں نے فقہ شافعی اور حنفی کا مطالعہ کیا اور وسعت علمی کی وجہ سے اجتہاد کے اس درجہ پر پہنچ گئے کہ ایک خاص فقہی مذہب اختیار کرلیا۔ ''اختلاف الفقهاء'' ؛ ''کتاب البسیط فی الفقه'' اور''جامع البیان فی تفسیر القرآن'' آپ کی تصانیف ہیں۔ملاحظہ ہو! الذهبی ، تذکرۃ الحفاظ ، ص : 251/2؛ و میزان الاعتدال ، ص : 497/3؛ وابن کثیر ، البدایة والنهایة ، ص : 145/1؛ والزرکلی ، الاعلام ، ص : 294/6؛والخطیب البغدادی ، تاریخ بغداد ، ص : 166/2 ؛ ومحمد الخضری، تاریخ التشریع الاسلامی ، ص : 306۔

83- ابن عباس (3ق ھ-----68ھ) عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب قریشی، ہاشمی، رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور قرآن کے ترجمان ہیں۔ لقب حبر الأمه ہے، ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے، چھوٹی عمر میں اسلام لائے، فتح مکہ کے بعد نبی کریم ﷺ کی صحبت میں اکثر اوقات گزارے، آپ کی احادیث سنیں اور صحابہ میں سے بہت سارے لوگوں نے آپ سے روایت کیں۔ آپ کی عمر تیرہ سال تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ۔دومرتبہ آپؓ نے حضرت جبرائیل کو رسول ﷺ کے پاس دیکھا تھا۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

آنحضور ﷺ نے آپؓ کو دعا دی تھی کہ یا اللہ ان کو کتاب وحکمت کا علم عنایت کر۔ حضرت فاروق اعظم باوجود حذاقت ومہارت کے اکثر مسائل میں آپ سے مشورہ لیتے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ آپ کی مجالس علمیہ میں علوم وفنون پر بحث ہوتی تھی۔ ستر برس کی عمر میں طائف میں وفات پائی۔ آپؓ کو دفن کرنے کے بعد محمد بن حنفیہ نے فرمایا: واللہ؛ آج اس امت کا عالم مرگیا۔ دیکھئے!! ابن کثیر، البداية والنهاية، ص : 295/8؛ و ابن خلكان، وفيات الاعيان، ص :3/62-64؛ والخطيب التبريزى، اكمال فى اسماء الرجال، ص : 532۔

84- تفسير الطبرى، ص : 105/2۔

85- الصاغرجى، ص : 68/2۔

86- ملاحظہ ہو! على حيدر، شرح المجله، ص : 629؛ ولجنة مولفة من العلماء و الفقهاء، المجلة، م 981، ص: 190؛ والكاسانى، بدائع الصنائع، ص : 170/7؛ وزيلعى، تبيين الحقائق، ص : 203/5؛ والعينى، رمز الحقائق، ص : 92/4؛ والسرخسى، المبسوط، ص : 171/4؛ ومالك الامام، المدونة الكبرى، ص : 71/13-70؛ وابن كثير، تفسير ابن كثير، ص : 463/2و 401/1؛ وابن قدامه، المغنى، ص : 567/4؛ ووزاره الاوقاف والشئون الاسلامية الكويت، الموسوعة الفقهية، ص : 87/17؛ والحر العاقلى، وسائل الشعيه الى تحصيل مسائل الشرعيه، ص : 142/2؛ والطباطبائى، رياض المسائل، ص : 592/1۔ قاصر اور نااہل معاملہ کی صلاحیت کار جانچنے اور خوش اطواری جاننے کی غرض سے آزمائش کرنے کے بارے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! باب ہفتم، فصل سوم۔

87- الراغب الاصفهانى، المفردات، ص :196؛ وسعدى ابو حبيب، القاموس الفقهى، ص :148؛ وسجاد میرٹھی، قاموس القرآن، ص : 242۔

88- الانبيآء : 51؛ والجن : 2-1۔

89- ملاحظہ ہو! سعدى ابو حبيب، القاموس الفقهى، ص : 148؛ وعبدالفتاح الحسينى، الاكراه واثره فى الاحكام الشرعية، ص : 14؛ والجصاص، الاحكام القرآن، ص : 358/2؛ و ابن جزى الكلبى، كتاب التسهيل لعلوم التنزيل، ص : 130/1؛ والقرطبى، الجامع لاحكام القرآن، ص : 63/2؛ والزحيلى، التفسير المنير، ص : 248/2؛ وابن جزى، القوانين الفقهية، ص : 211؛ وابن قدامه، المغنى، ص : 516-517/4؛ والجزيرى، كتاب الفقه على المذاهب الاربعة، ص : 350/2؛ وابن رشد، بداية المجتهد، ص : 212/2؛ والشربينى الخطيب، المغنى المحتاج، ص : 168/2، 170؛ والشيرازى، المهذب، ص : 331/1؛ وابن عابدين، رد المحتار، ص : 95/5؛ ولجنة مولفة من العلماء والفقهاء، المجلة، م 946، 964، 967، ص : 185، 187؛ ومحمدبن الحسن الحر العاقلى، وسائل الشيعة الى تحصيل مسائل

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

الشرعية ، ص: 591/6۔

90- الزرقا ، المدخل الفقهي العام ، ص : 790/2 - 787۔

91- نفس المرجع۔

92- المرجع السابق۔

93- ایضاً ، ص : 794-795/2۔

94- ایضاً۔

95- See! the Federal Sharia Court Jurisdiction, present , Justice: Aftab Hussain, Ali Hussain Qazalbash and Malik Ghulam Ali, Federal Sharia Court, Islamabad, P: 36.

96- Abid, P: 37

97- Abid

98- THE MAJORITY ACT 1978, AND GUARDIAN AND WARDS ACT 1890, Raja Akbar Khan, all Pakistan legal decision, Lahore, P: 158.

نیز ملاحظہ ہو! تنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص: 42 ,348۔

99- الزرقا ، المدخل الفقهي العام، ص : 790/2۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل دوم

جنون اور مدہوشی

لغوی مفہوم : جنَّ یُجَن کا ماخذ جنونَ ہے ؛ جس کے لفظی معنی ہیں : زوال العقل۔ عقل کا ختم ہونا۔"(1)

اصطلاحی مفہوم : فقہ اور قانون کے رو سے "جنون" ایسے عارضہ (Contingency) کو کہتے ہیں جو کسی کو لاحق ہونے کے بعد اس کی قوت تمیز کو مختل (Disorder) کر کے اس کو اپنے افعال کے انجام، نتائج اور اثرات کو سمجھنے کی قوت و صلاحیت سے محروم کر دے۔(2)

حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ

حنفی، مالکی اور حنبلی فقہاء کے نزدیک اچھے اور برے افعال کے نتائج و اثرات کو سمجھنے کی قوتوں کا اس طرح سے بگڑ جانے کا نام "جنون" (Madness) ہے کہ جس کے بعد متاثر شخص کی قوت تمیز و ادراک (Discernment) اپنا کوئی مثبت اثر پیدا نہ کرے، خواہ یہ پیدائشی طور پر ہو یا کسی آفت کی بنا پر لاحق ہوا ہو۔ "القاموس الفقھی" میں ہے

"الجنون : ھو اختلال القوۃ الممیزۃ بین الامور الحسنۃ، والقبیحۃ، المدرکۃ للعواقب، بأن لا تظھر اثارھا، و تعطل افعالھا، اما لنقصانٍ جبل علیہ دماغہ فی اصل الخلقۃ امالخروج مزاج الدماغ عن الاعتدال بسبب خلط، او آفۃ تسلب العقل۔

اچھے اور برے کاموں میں تمیز قائم کرنے والی قوت جو نتائج حاصل کرتی ہو کا اس طور پر بگڑ جانا کہ اس کے اثرات ظاہر نہ ہوں، اور افعال بے کار ہوں جنون کہلاتا ہے، خواہ اس (پاگل) کی عقل پیدائشی طور پر خراب ہو یا کسی آمیزش کے سبب افتادِ طبع کا حدِ اعتدال سے نکل جانے کے باعث یا کسی آفت کی وجہ سے جو اس کی عقل لے جائے (ایسا ہوا ہو)۔"(3)

دیوانگی کا سبب خواہ کچھ ہو حنفیہ کے ہاں اس کی دو قسمیں ہیں (1) جنون مطبق (2) جنون غیر مطبق۔

جنون مطبق : دیوانگی اور بے عقلی کی کیفیت اگر مسلسل طاری ہے تو جنون مطبق ہے اور جس کی عقل چھن گئی ہو کہ کچھ سمجھ بوجھ نہ رکھتا ہو اور نہ اس کے ہوش و حواس کسی حال میں بجا ہوتے ہوں تو وہ مجنون مطبق ہے "کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ" میں ہے "قالو! : الجنون المطبق الذی یستوعب جمیع اوقات السنۃ والمجنون المطبق : ھو الذی سلب عقلہ، فلا یعقل شیئا اصلا ولا یفیق بحال۔ فقہاء حنفیہ فرماتے ہیں: جنون مطبق (مسلسل) وہ ہے جو سال بھر جاری رہتا ہو........اور مجنون مطبق وہ ہوتا ہے جس کی عقل جاتی رہی ہو کہ کچھ سمجھ نہ سکے اور کسی حال میں اسے افاقہ نہ ہوتا ہو۔"(4)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

جنون غیر مطبق : اگر سال بھر نہیں بلکہ کچھ وقت کے لیے عقل جاتی رہے اور بعض اوقات میں بحال رہے تو یہ جنون غیر مطبق کی حالت ہے اور ایسا شخص مجنون غیر مطبق کہلاتا ہے۔'' مجلة الاحکام العدلية'' میں ہے''الجنون غیر مطبق : هوما کان دون المبطق ۔جنون غیر مطبق (غیر مسلسل) وہ ہے جو جنون مسلسل سے کم ہو۔''(5) یعنی کبھی جنون سے افاقہ ہوتا ہو اور کبھی دیوانگی کی کیفیت طاری رہتی ہو۔

شافعیہ

فقہائے شافعیہ جنون کا شرعی مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں''وصف یزیل الشعور من القلب مع بقاء الحرکة فی الاعضاء۔ جنون ایسا وصف (Trait) ہے جو دل و دماغ سے شعور اور تمیز کو ختم کرتا ہے باوجود یہ کہ اعضائے بدن میں حرکت باقی رہتی ہے۔''(6)

اس تعریف سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مرض جنون میں مبتلا شخص کے اعضائے بدن عقل مند کی طرح کام کر رہے ہوتے ہیں اور بے ہوش کی طرح بے حرکت پڑے نہیں رہتے۔

ملکی اور بین الاقوامی قانون

ملکی اور بین الاقوامی قانون کے رو سے جنون کہتے ہیں خلل دماغ کو جو کسی شخص کو اچھے اور برے میں تمیز کرنے کی صلاحیت سے محروم کردے۔ (7) "BLACK'S LAW DICTIONARY" میں ہے۔

> "Insanity. The term is a social and legal term rather than a medical one, and indicates a condiction which renders the affected person unfit to enjoy liberty of actoin because of the unreliability of his behaviour with concomitant danger to himself and others.
>
> ''جنون'' طبی اصطلاح کے برعکس زیادہ تر ایک سماجی اور قانونی اصطلاح ہے اور اس حالت پر دلالت کرتی ہے جو متاثرہ شخص کو اس کے ناقابل اعتماد رویے کے باعث آزادی عمل کا اہل نہیں رہنے دیتا ہے جس میں خود اس کی ذات اور دوسروں کے لیے خطرہ لاحق ہوتا ہے۔''(8)

تمام فقہی مذاہب کے علماء اور ماہرین قانون اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ دیوانگی اہلیت تصرف کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ جنون اصلی ہو یا طاری ہونے والا قوی ہو یا کمزور متاثر شخص کو اہلیت ادا سے محروم کر دیتا ہے اور اس کے مالی تصرفات کے اثر و نفوذ کی راہ میں حائل بن جاتا ہے''وقد اتفق الفقهاء علی ان الجنون من عوارض الاهلية فهو یزیل اهلية الادا ء ......ولا خلاف بینهم

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فی الحجر علی المجنون سواء أکان الجنون اصلیاً ام طارئاً وسواء أکان قویاً ام ضعیفاً۔اوردرحقیقت فقہاء نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ پاگل پن عوارض اہلیت میں سے ہے جو اہلیت ادا کو ختم کر دیتا ہے اور مجنون پر حجر کرنے میں بھی ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے جنون خواہ اصلی ہو یا طاری (Emergency circumstance) ہو قوی ہو یا کمزور۔''(9)

مجنون اور بے عقل کے مالی تصرفات کی شرعی اور قانونی حیثیت کے بارے میں مختلف مسالک کے نقط ہائے نظر کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حنفیہ

i. مجنون مطبق : فقہائے احناف فرماتے ہیں کہ جو شخص مسلسل جنون کے مرض میں مبتلا ہو اور کسی طور افاقہ نہیں پاتا ہو تو ایسا پاگل اپنے معاملات میں تصرف کرنے کا اہل نہیں ہوتا ہے اس کی مثال ایک بے شعور بچے کی ہے جو اپنے معاملات کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا، چنانچہ اس کے تمام تصرفات (مالیہ) خواہ مفید ہوں یا غیر مفید باطل ہوں گے۔ ''شرح المجلہ ''میں ہے ''المجنون المطبق الذی لا یعقل اصلا ھو فی حکم الصغیر غیر الممیز فلا تصح تصرفاتہ سواء کانت نافعة کالاتھاب ام کانت ضارة کالھبة لآخرام کانت دائرة بین النفع والضرر کالبیع والشراء ۔ مجنون مطبق جو بالکل عقل نہیں رکھتا ہو (مالی تصرفات کے اعتبار سے) بے شعور بچے کے حکم میں ہے اس کے تصرفات درست نہیں ہوتے ہیں خواہ مفید ہوں جیسے ہبہ قبول کرنا یا ضرر رساں ہوں جیسے کسی کو (کوئی چیز) ہبہ کرنا یا نفع ونقصان پر مشتمل ہوں جیسے فروخت کرنا اور خریدنا۔''(10)

ii. مجنون غیر مطبق : ایسا دیوانہ جسے کبھی جنون سے افاقہ ہو جاتا ہو تو اس حال میں وہ بالغ اور عاقل شخص کی طرح متصور ہوگا ''شرح المجلہ ''ہی میں ہے''تصرفات المجنون غیر المطبق فی حال افاقتہ کتصرفات العاقل وتکون ھذہ التصرفات نافذة یعتد بھا مادام عقلہ سلیماً۔مجنون غیر مطبق کے تصرفات کا حکم اس کے افاقہ کی حالت میں عقل مند شخص کے تصرفات کا سا ہے اور یہ تصرفات نافذ العمل ہوں گے اور جب تک اس کی عقل درست ہوگی معتبر شمار کیے جائیں گے۔''(11)

چنانچہ اگر اس حال میں اس نے بیوی کو طلاق دے دی تو اس کا حکم عاقل بالغ شخص کی طلاق کا ہوگا اور ایسی طلاق واقع ہو جائے گی۔(12)

مالکیہ

مجنون خواہ بالکل مسلوب العقل ہو کہ سال کے اکثر اوقات میں اس پر جنون طاری رہتا ہو یا اس کی دیوانگی اور پاگل پن وقتی اور مرگی کے دورہ کی صورت میں ہو یا وسوسوں کے جنون میں مبتلا ہو مالکی فقہاء کے نزدیک اس کا کوئی مالی تصرف لازم اور درست نہیں ہوگا البتہ اگر اس نے ایک تہائی کے برابر یا اس سے زیادہ کسی کا مالی نقصان کیا ہو تو تاوان اس کے مال سے دیا جائے گا''وذھب المالکیہ الی ان المجنون لا یلزمہ الشی من التصرف الا اذا تلف شیئا ففی مالہ الدیة ان بلغت الثلث فأ کثر ۔مالکیہ یہ رائے رکھتے ہیں کہ مجنون پر مالی تصرف میں کوئی شے لازم نہیں البتہ جب وہ کوئی قیمتی چیز ضائع کرے گا اور وہ ایک تہائی یا اس سے زیادہ تک پہنچ جائے گی تو

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس کے مال میں سے تاوان ہوگا۔"(13)

شافعیہ

فقہ شافعی کے علماء فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کو جنون لاحق ہو جائے تو وہ محروم التصرف قرار دیا جائے گا لہٰذا اس کا کیا ہوا مالی معاملہ نافذ العمل نہ ہوگا اگر اس نے کسی کا نقصان کیا تو تلافی کرنے کا ذمہ دار بھی ہوگا "المغنی المحتاج" میں ہے "**و عند الشافعیه انه بالجنون تسلب الولایات الثابتة بالشرع ....ولا تعتبر عبادة المجنون و معاملاته لعدم قصده و اما افعاله فمنها ماهو معتبر کاحباله و اتلافه مال غیره و تقریر المهر بوطئه ..... ومنها ما هو غیر معتبر کالصدقه۔** اور شافعیہ کے ہاں شریعت میں (عاقل، بالغ انسان کے لیے) نگرانی کرنے کے جو حقوق حاصل ہیں بوجہ دیوانگی یہ سلب ہو جاتے ہیں.....قصد اور ارادہ نہ ہونے کے باعث مجنون کی عبادت اور (مالی) معاملات کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے۔ اور جہاں تک اس کے افعال کا تعلق ہے تو ان میں کچھ معتبر اور قابل لحاظ ہوتے ہیں جیسے حمل ٹھہرانا اور ہم بستری کرنے پر مہر اپنے ذمہ لازم ٹھہرانا اور ان میں سے (مجنون) کے کچھ تصرفات وہ ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے جیسے صدقہ (خیرات) کرنا۔"(14)

حنابلہ

فقہائے حنابلہ کہتے ہیں مالی امور چلانے کے حوالے سے مجنون کی شرعی اور قانونی حیثیت وہی ہے جو اوپر کم سن بچے کی بتائی جا چکی ہے، تاہم اگر کوئی بچہ بلوغ کے بعد بھی دیوانہ رہے گا تو عدالت اور حاکم کے ذریعہ سے اس کو محجور التصرف قرار دیا جائے گا "**کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة**" میں ہے "**ان الصبی اذابلغ مجنون اوسفیه لایحجر علیه الا بحکم الحاکم ولا ینظر فی ماله الا الحاکم.** کم سن بچہ جب دیوانگی اور نادانی کے عالم میں جوان ہوگا تو عدالت اس کو حجر کرنے کا فیصلہ صادر کرے گی اور حاکم ہی اس کے مال کی نگہداشت کرے گا۔"(15)

الغرض! حنابلہ کے نزدیک بھی مجنون اہلیت تصرف نہیں رکھتا البتہ جنون کی حالت میں بالغ ہونے والے دیوانے شخص پر حجر کی پابندی عائد کرنے کا حق صرف اور صرف حاکم اور عدالت کو حاصل ہوگا۔

شیعیہ

فقہ شیعی کے رو سے دیوانے کے مالی تصرفات کی قانونی حیثیت اور شرعی حکم وہی ہے جو کم سن بے شعور کے تصرفات کا ہے چنانچہ "**البحر الزخار**" اور "**وسائل الشیعه**" میں ہے "**الصغر و الجنون و الرق و المرض و الفلس و السفه کلها اسباب فی الحجر و الجنون کالصغر.** کم سنی، دیوانگی، غلامی، مرض، دیوالیہ ہونا اور حماقت زدگی سب حجر کیے جانے کے اسباب ہیں اور جنون کا حکم "صغر" جیسا ہے۔"(16) یعنی جس طرح کوئی بچہ مال و املاک میں تصرف کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا ہے اسی طرح ایک دیوانہ بھی اس بات کا اہل نہیں ہوتا ہے کہ وہ ولی کی نگرانی کے بغیر خود بخود مالی امور چلا سکے۔(17)

ملکی اور بین الاقوامی قانون

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قانون شریعت کی طرح ملکی اور بین الاقوامی قوانین بھی مالی معاملات اور معاہدات (Contracts) کے جواز کے لیے دیگر لوازم (Conditions) کے ساتھ ساتھ فریقین معاہدہ میں قانونی اہلیت (Legal Capacity) کا ہونا ضروری قرار دیتے ہیں یعنی یہ کہ معاملہ اور معاہدہ کرنے کے اہل ہوں مثلاً بالغ ہوں اور صحیح الدماغ ہوں چنانچہ قانون مجانین (Lunatic Act) کے تحت مجنون اور پاگل شخص مالی امور نمٹانے اور اس سلسلے میں کوئی عدالتی کاروائی کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا ہے اس کی طرف سے قانونی کاروائی اس کا کوئی دوست یا عزیز دائر کرسکتا ہے۔(18) اس ضمن میں "Black's Law Dictionary" کے الفاظ سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ کسی شخص کی شخصی آزادی کو روکنے کا قانونی جواز تب فراہم ہوتا ہے کہ وہ مجنون اور خبطی ہو اور اس کے افعال وتصرفات کے نتیجے میں خود اس کا اور دوسروں کا نقصان ہوتا ہو۔(19)

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ جس کی عقل مکمل زائل ہوچکی ہو وہ مجنون ہے ، اس میں اہلیت تصرف وادا (Capcity for inherence of rights and obligations) مفقود ہونے کے سبب اس کے تصرفات کسی طور درست نہیں ہوتے ہیں۔قانون وشریعت کے رو سے ولایت اور نگرانی (Guardianship) کرنے کی اہلیت اس سے سلب ہوجاتی ہے، دینوی اور اور دنیاوی معاملات سے متعلق اس کے تمام اقوال باطل ہوجاتے ہیں، نہ تو اس کی خیرات وصدقات اور ہبہ وعطیات کرنا درست ہوں گے اور نہ کسی کے حق میں مالی اقرار کرنا اور نہ بیوی کو طلاق دینا نافذ العمل ہوگا۔البتہ تصرف فعلی میں حجر کے غیر موثر ہونے کے باعث مالی تاوان کا ضامن ہوگا۔اگر حالت جنون مسلسل نہ ہو بلکہ وقتی اور دورہ کی شکل میں ہو تو افاقہ کی حالت میں اگر اس کی عقل ٹھیک ہو تو اس اثنا میں اس سے سرزد ہونے والے تمام تصرفات عاقل بالغ شخص کے تصرفات کی طرح صحیح ہوں گے اور اگر اس پر مکمل افاقہ کی حالت طاری نہ ہو بلکہ بعض معاملات میں تصرف کرنا جانتا ہو اور بعض میں نہیں تو اس حالت کے تصرفات کا وہی حکم ہوگا جو صبی ممیز کے تصرفات کا ہوتا ہے یعنی جن معاملات میں ضرر ونفع دونوں کا احتمال ہو ان کا نفاذ ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا اور اگر خالص نقصان دہ ہوں تو ولی کی اجازت سے بھی جائز نہیں ہوں گے۔

مدہوشی

نشہ میں چور ہونے کی وجہ سے کسی شخص کا اس کیفیت میں مبتلا ہونا مدہوشی (Drunkenness) کہلاتا ہے کہ اشیاء کے درمیان تمیز کرنے کی قوت اس سے جاتی رہے اور اپنے فعل کی ماہیت یا یہ جاننے کے قابل نہ کہ وہ جو کچھ کررہا ہے قانونی ہے یا غیر قانونی۔(20)

مدہوش (Drunk)

تمام فقہی مسالک کی راجح رائے یہی ہے کہ سکران (مدہوش) آدمی اگر نشہ کی حالت میں کسی جرم کا ارتکاب کرے تو اس کو سزا نہیں دی جائے اور اگر مال واملاک میں کوئی تصرف کرے تو وہ نافذ العمل نہیں ہوگا، اس کا حکم مجنون کی طرح ہوگا۔(21)

طلاق بحالت نشہ (Divorce, Under Intoxication)

احناف کے نزدیک طلاق بحالت نشہ موثر ہوگی لیکن مذاہب ثلاثہ (کے فقہاء یعنی) مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے ہاں واقع نہ ہوگی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

شیعہ امامیہ بھی اس کے قائل ہیں۔

عورت کو نکاح کے وقت اس سے استمتاع کے عوض جو مال دینا طے کیا جاتا ہے وہ بہر صورت طلاق کے وقت اسے دے دیا جاتا ہے، دانا لوگ بامر مجبوری طلاق دیا کرتے ہیں جبکہ پاگل اور مدہوش بے عقلی کی وجہ سے اپنی مصلحت کو نہیں جانتے ہوتے ہیں اس لیے جنون اور مدہوشی کے عالم میں دی جانے والی طلاق کو جمہور علماء کی رائے کے مطابق معتبر نہیں سمجھنا چاہیے۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن جمہور فقہاء کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے لکھتے ہیں''چونکہ مدہوش اپنی مصلحت اور بھلائی نہیں جانتا ہوتا ہے اس لیے راقم الحروف کے نزدیک بھی نشہ کی حالت میں دی جانے والی طلاق واقع نہ ہوگی، مگر لازم ہے کہ طلاق دینے والے کی عقل نشہ کی حالت میں معطل ہوگئی ہو۔''(22)

قانون معاہدہ کے رو سے مدہوش کا تصرف

کوئی صحیح الدماغ شخص جس نے اتنی شراب پی ہوئی ہو کہ وہ نہ کسی معاہدہ کی شرائط کو سمجھ سکتا ہو نہ اپنے مفادات پر اس کے اثر کے بارے میں عقلی فیصلہ کر سکتا ہے، تو جب تک کہ نشہ کی حالت قائم رہے وہ (کوئی مالی) معاہدہ نہیں کر سکتا ہے۔(23)

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- قلعه جی وقنیبیی، معجم لغة الفقهاء، ص : 167؛ و سعدی ابو حبیب، القاموس الفقهی، ص : 69۔

2- ایضاً؛ نیز دیکھئے! الجرجانی، التعریفات، ص : 58۔

3- سعدی ابو حبیب، ص : 69-70؛ وعبدالفتاح الحسینی، الاکراه واثره فی الاحکام الشرعیة، ص : 17؛ والصاوی، بلغة السالك، (حاشیة الصاوی) علی الشرح الصغیر، ص : 381/3۔

4- الجزیری، ص : 366/2؛ ولجنة مؤلفة من العلماء و الفقهاء، المجلة، م 944، ص : 185۔

5- ایضاً؛ نیز ملاحظہ ہو! ابن عابدین، رد المحتار، ص : 144/6۔

6- الشربینیی الخطیب، المغنی المحتاج، ص : 164-165/2۔

7- دیکھئے! پی۔ایل۔ڈی 1963ء کراچی، ص : 1034 بحوالہ تنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص : 332و296۔

8- Henry Campbell Black, P: 794۔

9- وزاره الاوقاف والشئون الاسلامیه الکویت، الموسوعة الفقهیة، ص : 92-93/17؛و ابن نجیم، البحر الرائق، ص : 89/3۔

10- دیکھئے! سلیم رستم الباز، ص : 548؛ ولجنة مولفة من العلماء و الفقهاء، المجلة، م 979، ص : 190؛ والمرغینانی، الهدایه، ص : 336/2؛ و وزاره الاوقاف والشئون الاسلامیة الکویت، الموسوعة الفقهیه، ص : 92/14؛ والزرقا، المدخل الفقهی العام، ص : 799/2؛ وعبدالفتاح الحسینی، الاکراه واثره فی الاحکام الشرعیة، ص : 17-16۔

11- دررالحکام، شرح مجلة الاحکام، ص : 628/9؛ وزیلعی، تبیین الحقائق، ص : 191/5؛ و ابن عابدین، ردالمحتار، ص : 144/6؛ والاتاسی، شرح المجلة، ص : 538/3؛ والکاسانی، بدائع الصنائع، ص : 99/3؛ وعبدالفتاح الحسینی، الاکراه واثره فی الاحکام الشرعیة، ص : 17۔

12- تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلامی، ص : 397/2۔

13- الجزیری، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ص : 326/2؛ والدردیر، الشرح الصغیر، ص : 381/3و 388۔

14- الشربینیی الخطیب، ص : 165/2 -166 ۔

15- الجزیری، ص : 267/2۔

16- احمدبن یحییٰ المرتضیٰ، ص : 88؛ والحرالعاقلی، ص : 592/3و593و589۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

17- ملاحظہ ہو! الخمینی، تحریر الوسیلہ، ص : 14/2-15؛ وابوجعفر الحلی، شرائع الاسلام، ص : 253-255۔

18- تنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص : 105و332 ؛ومقتدرہ قومی زبان،قانون معاہدہ(مترجم اردو)، ص: 27-28۔

19- Henery Campbell Black, P: 795.

20- ملاحظہ ہو! قلعہ جی و قنیبی، معجم لغۃ الفقہاء، ص : 247؛ وتنزیل الرحمٰن ،قانونی لغت، ص : 304۔

21- دیکھئے! عبدالقادر عودہ، التشریع الجنائی، ص : 408/1؛ وابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص : 216-217۔

22- ملاحظہ ہو! تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلام، ص : 406/4؛ وقانونی لغت، ص : 209و 214۔

23- دیکھئے! مقتدرہ قومی زبان، قانون معاہدہ (مترجم اردو)، ایکٹ نمبر9، ص : 28۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل سوم

عتہ، اقسامِ عتہ اور معتوہ کے مالی تصرفات

عَتِہ و عُتِہَ --- عَتَہَا لغت میں دیوانگی اور پاگل پن کے علاوہ کم عقلی اور ناسمجھی کو عَتَہ کہتے ہیں "معجم لغة الفقهاء" میں ہے "ضعف العقل من غیر جنون۔ جنون کے علاوہ عقلی کمزوری کو عتہ ....Insanity کہتے ہیں۔" (1)

ابن منظور لکھتے ہیں "العتـه و التَّعَتُّه" حیران و پریشان اور حواس باختہ ہونے کو کہتے ہیں۔(2) یعنی عقلی کمزوری اور اعصابی سستی کے سبب غیض و غضب، خوف و ہراس اور شرم و حیا کے عالم میں انسان کا آپے میں نہ رہنا حالت عتہ ہے۔(3) "عتـه" کے فقہی اور اصطلاحی مفہوم کے بارے میں مختلف مذاہب کے علماء کی آرا درج ذیل ہیں۔

حنفیہ : فقہائے احناف کے ہاں "عتـه" ایسی عقلی خرابی کا نام ہے جو عقل کو ختم نہیں کرتی ہے بلکہ اس سے کچھ عقلی قوتیں خلل پذیر ہو جاتی ہیں جس کے نتیجہ میں انسان کی عقل و فکر گڈ مڈ اور تدبیر فاسد ہو جاتی ہے، کچھ باتیں دانا لوگوں کی طرح کرتا ہے اور بعض کلام دیوانوں کا سا القاموس الفقهي اور معجم لغة الفقهاء میں ہے "عنـد الحنفية : آفة توجب خللاً في العقل تجعل الانسان مختـلـط الـعـقـل ، فبـعـض كـلامـه كـكـلام العقلاء، وبعضه ككلام المجانين الاانه لايضرب ولا يشتم۔ حنفیہ کے نزدیک (عتہ) ایسی مصیبت کا نام ہے جو عقلی ابتری کا موجب بنے اور (لاحق ہونے کے بعد) آدمی کی عقل کو گڑ بڑ کر دے پھر اس کی کچھ باتیں داناؤں جیسی ہوں اور کچھ دیوانوں جیسی لیکن نہ مار پیٹ کرتا ہو اور نہ گالیاں بکتا ہو۔"(4)

مالکیہ : عقلی اور اعصابی کمزوری خواہ پیدائش کے وقت سے ہو یا بعد میں کسی بیماری کی وجہ سے طاری ہو چکی ہو "عتـه" کہلاتی ہے جس کے بعد مبتلاء عتہ شخص کی باتیں (عقلی پریشانی کے باعث) گڈ مڈ اور تدبیر فاسد ہو جاتی ہے۔(5)

مسطورہ بالا بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک "عتہ" اس کم عقلی اور ناسمجھی کو کہتے ہیں جس کی وجہ جنون نہ ہو۔

حنبلیہ اور شیعیہ : حنبلی اور شیعی فقہ میں جنون اور عتہ کی اصطلاحی تعریف میں کوئی خاص فرق نہیں بتایا گیا ہے فقہائے حنابلہ "عتہ" کی شرعی تعریف کے بیان میں فرماتے ہیں "هـو زوال العقل بجنون مطبق "جنون مسلسل کے ذریعہ سے عقل زائل ہو جانے کا نام "عتہ" ہے(6) جب کہ "شیعیہ" کہتے ہیں: "عتہ" بے عقلی اور ناسمجھی کو کہتے ہیں جس کے بعد کوئی شخص یہ نہ سمجھ سکے کہ وہ کیا کرتا ہے۔(7)

معتوہ : "عتہ" کی مذکورہ صدر لغوی و اصطلاحی تعریفات کی روشنی میں حنفیہ کے مذہب میں "معتوہ" وہ شخص ہے جس کے فہم و شعور (Comprehension) میں خرابی ہو اور اس کا کلام مختلط (Disordered) اور تدبیر (Planning) فاسد (خراب) ہو "المجله" میں ہے "الـمـعـتـوه : هو الذی اختل شعوره بحيث يكون فهمه قليلا و كلامه مختلطا و تدبيره فـاسـد ۔ معتوہ وہ شخص ہوتا ہے جس کا احساس و شعور اس حیثیت سے بگڑ چکا ہو کہ اس کی سمجھ کم، باتیں گڈ مڈ اور تدبیر فاسد ہو۔"(8) شارح

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کنز الدقائق" العینیی"(9)اس سلسلے میں فرماتے ہیں"والمعتوہ ھو ناقص العقل و قیل ھو المدھوش من غیر جنون و اختلفوا فی تفسیر ہ اختلافا کثیرا و احسن ما قیل فیہ ھو من کان قلیل الفھم مختلط الکلام فاسد التدبیر الا انہ لا یضرب ولا یشتم کما یفعل المجنون ۔ اور معتوہ ناقص العقل کو کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ بغیر دیوانگی کے حواس باختہ شخص معتوہ کہلاتا ہے۔ فقہائے احناف نے اس کی وضاحت میں اختلاف کثیر کیا ہے اس ضمن میں جو بہترین بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ معتوہ وہ ہے جس کی سمجھ کم، باتیں گڈمڈ اور تدبیر فاسد ہو لیکن نہ مار پیٹ کرتا ہو اور نہ گالی بکتا ہو جیسا کہ دیوانہ کرتا ہے۔"(10)

اس تعریف کے بعد یہ بات بخوبی عیاں ہوجاتی ہے کہ"معتوہ" مجنون کی نسبت اوصاف و ہیات سکون کے لحاظ سے ممتاز ہے۔
فقہائے مالکیہ کے ہاں"معتوہ" کی فقہی تعریف میں اتنی تفصیل اور وضاحت بیان نہیں کی جاتی ہے جو"حنفیہ" نے پیش کی ہے تاہم اس لحاظ سے وہ بھی فقہائے احناف کے ہم نوا ہیں کہ وہ کہتے ہیں"المعتوہ: ھو ضعیف العقل ۔معتوہ وہ ہے جس کی عقل کمزور ہو چنانچہ عقل کی کمزوری وہ بنیادی خرابی ہے جس کی وجہ سے شعور و احساس (Perceiving) اور عقل و فہم کی پختگی (Maturity) میں کمی کوتاہی آجاتی ہے جس کے بعد دیگر خرابیاں یعنی گڑبڑ باتیں کرنا اور فساد تدبیر بھی خود بخود درونما ہوجاتی ہیں تو مآل کے اعتبار سے"حنفیہ" اور"مالکیہ" معتوہ کی فقہی تعریف پر متفق نظر آتے ہیں۔

مختصراً یہ کہ عقلی کمزوری کے باعث جس کی سمجھ کم، کلام خلط ملط اور تدبیر و ارادہ فاسد ہو وہ"معتوہ" کہلاتا ہے۔

شافعیہ، حنبلیہ اور شیعیہ

فقہ شافعی کی معتبر کتابوں میں"حجر" کی بحث میں صرف مجنون کے احکام کا تذکرہ موجود ہے جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ"عتہ" "جنون" سے الگ کوئی وصف نہیں (12) جیسا کہ حنابلہ اور شیعہ بھی یہی سمجھتے ہیں"حنبلیہ" کہتے ہیں: ھو الزائل العقل بجنون مطبق۔ مسلسل دیوانگی کے سبب جس کی عقل ختم ہوئی ہو وہ معتوہ کہلاتا ہے۔(13) اسی طرح شیعہ فقہاء کے ہاں معتوہ وہ ہے جس کی کوئی عقل ہی نہ ہو اور نہ بات کو سمجھ سکتا ہو"ھو الذی لا عقل لہ ولا یدری ما تکلم بہ۔ (معتوہ) وہ ہے جس کی کوئی عقل نہ ہو، اور نہ بات کو سمجھتا ہو۔"(14)

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ شافعیہ، حنبلیہ اور شیعیہ کے نزدیک"جنون" و"عتہ" اور مجنون و معتوہ میں کوئی قابل ذکر فرق نہیں ہے کہ دونوں کی الگ الگ تعریفات پیش کی جائیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان فقہاء کے مسالک کے رو سے دونوں کے احکام بھی ایک ہوں گے لہٰذا"ممانعت تصرف" کے حوالے سے جو شرعی حیثیت مجنون کے احکام کی ہوگی وہی پوزیشن (Position) شافعیہ، حنبلیہ اور شیعیہ کے ہاں"معتوہ" کے احکام کی بھی ہوگی۔

فقہ حنفی اور فقہ مالکی کے رو سے معتوہ کے تصرفات

i. عتہ شدید : عتہ کی حالت اگر اس قدر شدید ہو کہ معتوہ میں نفع و نقصان اور خوب و زشت کی پہچان کرنے کی کوئی اہلیت و صلاحیت موجود نہ ہو تو تمام فقہائے اسلام اس امر پر متفق ہیں کہ وہ (مالی تصرفات کے اعتبار سے) صبی غیر ممیز کے حکم میں ہے یعنی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مال واملاک میں اس کا کوئی تصرف صحیح نہیں ہوگا چنانچہ وہ فرماتے ہیں"فان کان العتہ شدیداً والمعتوہ غیر ممیز ، فھو کالمجنون والصغیر غیر الممیز تکون تصرفاتہ کلھا باطلہ ۔اگر''عتہ''(کی حالت)شدید ہواور معتوہ میں(اچھے برے کی) کوئی تمیز نہ ہوتو وہ دیوانے اور بے شعور کم سن کی طرح ہے اس کے تمام تصرفات باطل ہوں گے۔'' (15) اسی بنا پر تمام فقہی مسالک کی کتابوں نے عتہ کی اس قسم کو جنون میں شامل کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ شافعیہ،حنبلیہ اور شیعیہ نے''عتہ شدید'' کو جنون سے الگ کوئی اور حالت اور کیفیت نہیں سمجھا ہے۔ (16) جیسا کہ حنفیہ اور مالکیہ اس کو برائے نام عتہ شدید کہتے ہیں جو دراصل جنون مسلسل ہی کی ایک قسم ہے۔

عتہ خفیف: لیکن عتہ کی حالت اگر ہلکی ہواور معتوہ سمجھتا ہو کہ بیع سے ثمن (Price) حاصل ہو جاتا ہے اور مبیع اپنی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور شراء اس کے برعکس ہے تو اس کے وہ تصرفات جو مفید ہوں درست تصور کیے جائیں گے اور جو نقصان دہ ہوں وہ باطل اور جن میں نفع ونقصان دونوں کا احتمال ہو وہ حاکم اور عدالت کی اجازت کے بعد نافذ العمل ہوں گے''الفقہ الاسلامی و ادلتہ''میں ہے
''وان کان العتۃ خفیفاً، والمعتوہ ممیزاً فتصرفہ الضار عند الحنفیہ والمالکیۃ یکون باطلاً والنافع یکون صحیحاً ، والدائر بین النفع والضرر یکون موقوفا علی اجازۃ ولیہ ، فھو کالصبی الممیز ۔ اگر کم عقلی اور ناسمجھی ہلکی ہواور معتوہ شعور و احساس رکھتا ہو تو حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک اس کا مضر تصرف باطل ہوگا اور مفید صحیح ہوگا اور نفع ونقصان کے درمیان رہنے والا (تصرف) ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا، پس یہ (معتوہ) باشعور بچے کی طرح ہے۔''(17)

مختصراً یہ کہ تمام فقہائے اسلام''عتہ شدید'' کو جنون مسلسل کی طرح خیال کرتے ہیں ،شافعیہ،حنبلیہ اور شیعیہ تو''جنون'' اور ''عتہ'' کی تعریف اور احکام میں کوئی فرق ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ البتہ حنفیہ اور مالکیہ''عتہ خفیف'' کی حالت کو جنون سے مختلف سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس حال میں معتوہ کے احکام کی شرعی حیثیت وہی ہوگی جو صبی ممیز کے احکام کی ہے تاہم صغیر ممیّز کے برعکس معتوہ کا ولی اور کار پرداز حاکم اور عدالت کی طرف سے مقرر کیا جائے گا۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 304.

2- لسان العرب ، ص : 512/13.

3- نفس المرجع ۔

4- سعدی ابو حبیب،ص : 342 ؛ و زیلعی، تبیین الحقائق،ص :10/1؛ و قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 304 ؛ و الجرجانی ، التعریفات ، ص : 105 ؛ و عبدالفتاح الحسینی ، الا کراہ و اثرہ فی الاحکام الشریعة ، ص : 18۔

5- ملاحظہ ہو! الدردیر ، الشرح الکبیر ، ص : 292/2 ؛ والشرح الصغیر ، ص : 382/3-388۔

6- دیکھئے! سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 342 ؛ والبهوتی ، کشاف القناع ، ص : 430/3 ؛ ومابعد ها۔

7- ملاحظہ ہو! سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 242۔فقہ شافعی میں "عته" کا مفہوم قریباً قریباً وہی بتایا جاتا ہے جو حنبلیہ اور شیعیہ کے ہاں بیان کیا گیا ہے۔دیکھئے! الشربینی الخطیب ، المغنی المحتاج ، ص : 165/2 ؛ والشیرازی ، المهذب ، ص : 328/1۔

8- لجنة مؤلفة من العلماء والفقهاء ، م 945، ص : 185.

9- العینیی (762......855ھ) آپ محمود بن احمد موسیٰ ، ابوالثناء وابو محمد ، قاضی القضاۃ ، بدرالدین العینیی ہیں۔آپ کا اصلی وطن حلب تھا،اور عینتاب میں آپ کی پیدائش ہوئی، حنفی فقہ کے عالم،تاریخ دان اور بڑے محدث تھے،علم فقہ اپنے والد سے حاصل کیا،عربی اور ترکی دونوں زبانیں بڑی فصاحت کے ساتھ بولتے تھے۔آپ نے فقہ،تفسیر،حدیث،لغۃ اور تاریخ وغیرہ علوم میں کمال حاصل کیا۔قاہرہ تشریف لائے اور کئی بار محکمہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سربراہ مقرر ہوئے،کئی مطالعاتی اور تحقیقاتی کاموں اور دینی امور وفرائض کی نگرانی کرنا آپ کے سپرد کردیا گیا۔قاہرہ میں آپ افتا اور درس وتدریس سمیت کئی انتظامی اور علمی کاموں میں حددرجہ مشغول رہے تا آنکہ جیل خانہ جات کے امور کی نگرانی کرنا بھی آپ کو سونپا گیا اور پھر بعد میں دیارِ مصر میں "حنفیہ" کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔

تصانیف : " عمده القاری فی شرح البخاری " ؛ "والبنایة فی شرح الهدایة " ؛ " ورمز الحقائق شرح کنزالدقائق " آپ کی تصنیفات میں شامل ہیں۔تفصیل کے لیے دیکھئے ! عبدالحی الکهنوی،الفوائد البهیه، ص : 75-74 ؛ و الزرکلی ، الاعلام ، ص : 38/3۔

10- العینیی ، رمزالحقائق ، ص : 90/4 ؛ نیز ملاحظہ ہو! ابن عابدین ، ردالمحتار ، ص : 144/6۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

11- سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 242 ؛ و الدردیر ، الشرح الصغیر ، ص : 382/3 ؛ والشرح الکبیر ، ص : 292/3۔

12- دیکھئے! الشربینیی الخطیب ، المغنی المحتاج ، ص : 165/2 وما بعد ها ؛ والشیرازی ، المهذب ، ص : 330-328/2۔

13- سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 242 ؛ و البهوتی،کشاف القناع ، ص :430/3 وما بعد ها۔

14- الحرالعاقلی ، وسائل الشیعة الیٰ تحصیل مسائل ا لشریعة ، ص : 591/6 ؛ والخمینی، تحریر الوسیلة ، ص : 16/2 ؛ وسعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 242۔

15- تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! الکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 170/7؛ وزیلعی ، تبیین الحقائق ، ص : 191/5؛ والدردیر ، الشرح الکبیر ، ص : 292/3 ؛ و الشرح الصغیر ، ص : 388-382/3 ؛ و الشربینیی الخطیب ، المغنی المحتاج ، ص : 165/2 ؛ والشیرازی ، المهذب ، ص : 329-328/1 ؛ و البهوتی ، کشاف القناع، ص : 430/3 ؛ و الحرالعاقلی، وسائل الشیعه الیٰ تحصیل مسائل الشریعة ، ص : 91/6 ؛ و الخمینی ، تحریر الوسیله ، ص : 16/2.

16- ایضاً۔

17- الزحیلی ، ص : 438/5 ؛ وابن عابدین ، ردالمحتار ، ص : 144/6 ؛ وابن الهمام ، فتح القدیر ، ص : 311/7 ؛ والدردیر ، الشرح الصغیر ، ص : 388-382/3 ؛ و عمر هاشم و محمد هاشم ، الاحکام الشرعیة فی احوال الشخصیة ، م 388، ص : 73۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب چہارم: حجر کے اسبابِ مختلف فیہا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل اول : سفاہت اور سفیہ کے مالی تصرفات

فصل دوم : غفلت ولاپروائی اور مغفل کے تصرفات

فصل سوم : مرض الموت اور مریض مرض الموت کے تصرفات

فصل چہارم : رہن وحجر اور جائیدادِ مرہونہ میں راہن کے تصرفات

فصل پنجم : اِرتداد اور اموال میں مرتد کے تصرفات

فصل ششم : افلاس وتفلیس اور مفلس کے تصرفات

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل اول

سفاہت(Stupidity)اور سفیہ کے مالی تصرفات

''حجر'' کے متفق علیہا اسباب کے علاوہ بعض وہ موجبات ہیں جن کی بناء پر حجر کیے جانے کے بارے میں علماء اور فقہائے امت کا اختلاف ہے جیسے سفہ، عفلہ، مرض الموت، ارتداد اور افلاس وغیرہا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے سفہ و سفاہت کی لغوی تعریف اور مختلف فقہی مسالک کے حوالے سے اس کا اصطلاحی مفہوم اور احکام کی تفصیلات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

لغوی تعریف: سَفَه'' اور سَفَاهَة''لفظی اعتبار سے بے وقوفی، نادانی اور کم عقلی کو کہتے ہیں''السَّفَهُ: لغة: هو نقص فی العقل۔ از روئے لغت''سفه''عقلی نقص کو کہتے ہیں........To be unwise۔''(1)

اصطلاحی تعریف: ''سفه'' کی فقہی اور قانونی تعریفات جو مختلف مذاہب میں بیان کی گئی ہیں ذیل میں ان کی ترتیب کچھ اس طرح سے درج کی جاتی ہے۔

فقہ حنفی

فقہائے احناف کے ہاں''سفـــه''اس طبعی کمزوری کا نام ہے جو لاحق ہونے کے بعد انسان کو غمی اور خوشی میں ایسی کیفیت سے دوچار کر دے جس کے بعد وہ اپنے مال میں مقتضائے شرع و عقل کے خلاف تصرف کرنے لگے حنفیہ کی معتبر کتابوں اور فتاوی میں ہے''خـفـة تـعـرض للانسان من الفرح و الغضب فیبعثه علی العمل فی ماله بخلاف طور العقل و موجب الشرع۔ (عقل کا) ہلکا پن جو آدمی کو خوشی اور غصے سے پیش آئے تو اس کے مال میں اس کو حالت عقل اور موجب شرع کے خلاف عمل کرنے پر آمادہ کرے۔''(2)

یعنی فرح و سرور اور حزن و غضب کے مواقع پر عقلی کمزوری کے باعث لاحق ہونے والی سبکی اور ہلکا پن جو تقاضائے عقل و شرع کے خلاف مال خرچ کرنے پر آمادہ کر دے''سفه''ہے۔

فقہ مالکی

مالکیہ کہتے ہیں''سفه''نام ہے بے جا اڑانے اور بدتدبیری کے ساتھ مالی امور چلانے کا''السفه: هوعدم حسن التصرف البالـغ العاقل فی المال؛ التبذیر، ای صرف المال فی غیر مایراد له شرعا۔ عاقل بالغ شخص کا مال میں حسن تصرف نہ کرنا (3) بے جا اڑانا یعنی مقتضائے شرع کے علاوہ میں مال صرف کرنا''سفه'' کہلاتا ہے۔(4)

فقہ شافعی

فقہ شافعی میں''سفه'' کہتے ہیں مال بے جا اڑانے اور اس میں سوء تصرف کرنے کو چنانچہ''المغنی المحتاج ''اور''المهذب ''میں ہے''السفه: تبذیر المال و سوء التصرف۔ سفہ: مال فضول اڑانے اور اس میں بدتصرفی کرنے کا نام ہے۔''(5)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

فقہ حنبلی

حنابلہ کے نزدیک مال ضائع کرنا اور خلاف مقتضائے شرع میں خرچ کرنا ''سفہ'' ہے اس بارے میں ''ابن قدامہ'' فرماتے ہیں۔ السفہ: تبذیر المال وتضییعہ۔ مال فضول خرچ کرنا اور اسے ضائع کرنا سفہ ہے۔''(6)

شیعی فقہ

شیعہ علماء اس ضمن میں لکھتے ہیں ''السفہ مقابل الرشد وھو صرف المال فی الفسق او فیما لا مصلحۃ فیہ ، ولا غرض دینیاً، و دنیویاً۔ سفہ (حماقت) رشد (دانش مندی) کے مقابل ہے جو گناہ اور بغیر مصلحت اور ایسے کاموں میں دولت خرچ کرنے کو کہتے ہیں جن کا کوئی دینی اور دنیوی مقصد نہ ہو۔''(7)

غرض! فقہائے مذاہب (اسلامیہ) اس امر پر متفق ہیں کہ عقل وحکمت اور شریعت کے تقاضوں (Requirements) کے خلاف مال خرچ کرنا ''سفاھت'' ہے۔

السَّفِیْہ : سفیہ کی جمع سُفَھَاء ہے ؛ حماقت اور بے وقوفی میں مبتلا شخص کو اس کی عقلی پستی اور مالی بدتصرفی کے باعث ''سفیہ'' کہتے ہیں.........Incompetent, spendthrift۔''(8)

سفاہت کی مسطورہ بالا فقہی تعریفات کی روشنی میں یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ تمام فقہی مذاہب کے رو سے ''سفیہ'' وہ شخص کہلاتا ہے جو ضعف عقل کے سبب غمی اور خوشی کے لمحات میں جذبات سے مغلوب ہوکر اور خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے دولت ضرورت سے زیادہ اور بے جا خرچ کرتا ہو یا ایسے کاموں میں اسے صرف کرتا ہو جن میں کوئی دنیوی اور اخروی بہتری نہ ہو اور یا کسی مقصد کے تحت اسے تصرف میں لاتا ہو مگر عقل منداور دین دار لوگوں کے ہاں وہ مال کا با مقصد اور مبنی بر مصلحت تصرف نہ ہو چنانچہ اس ضمن میں فقہی مسالک کی معتبر کتب کی عبارات کا حاصل ذیل میں پیش کیا جاتا ہے

''قالوا: السفیہ ضعیف العقل الذی لا یحسن التصرف فی مالہ فیسرفہ فی غیر موضعہ ویبذر فی مصارفہ ویضیعہ ویتلفہ بالاسراف او ینفقہ لغرض لا یعتد بہ العقلأمن اھل الدیانۃ مثل دفع المال الی المغنی وشراء الحمام الطیارۃ بثمن غالٍ والغبن ☆ فی التجارات۔

فقہائے مذاہب فرماتے ہیں ''سفیہ'' ضعیف العقل شخص ہوتا ہے جو اپنے مال میں بہتر طور پر تصرف اور عمل دخل کرنا نہیں جانتا چنانچہ اس کو بے موقع ضرورت سے زیادہ خرچ کرتا ہو فضول خرچ کر کے اس کو ضائع کر دیتا ہو جو عقل مند دین دار لوگوں کے ہاں دولت کا با مقصد مصرف شمار نہیں ہوتا مثلاً گو یوں (اور کھیل تماشا دیکھانے والوں) کو مال دینا، کبوتر بازی کے لیے مہنگے داموں کبوتر خریدنا اور کاروبار تجارت میں نقصان اٹھانا۔''(9)

الحاصل! جمہور فقہاء اور علمائے اسلام کے نزدیک ''سفیہ'' سے مراد ایسا شخص ہوتا ہے جو ضعف عقل، کم علمی اور نا تجربہ کاری کی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

وجہ سے پوری صحت اور نیک روی کے ساتھ مالی امور چلانے کا اہل نہیں ہوتا اور مال کو بے مقصد کاموں اور فضولیات میں خرچ کر کے ضائع کر دیتا ہو۔

سفیہ کے مالی تصرفات

امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ مالی معاملات نمٹانے کے سلسلے میں جب ثابت ہو جائے کہ کوئی شخص احمق اور بیوقوف ہے تو اس کو بھی اسی طرح مالی امور چلانے کا نااہل قرار دیا جائے گا جس طرح بچے اور مجنون کو تصرفات مالیۃ بجالانے کی اہلیت کے حامل نہیں ہونے کی بنا پر نااہل تصرف ٹھہرایا جاتا ہے۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ امام موصوف کسی عاقل بالغ اور آزاد آدمی پر حجر لاگو کرنے کو اس کی آزادی کے منافی اور اس کے شرف آدمیت (Nobility of humanity) کے خلاف تصور کرتا ہے اور دیوالیہ پن (Bankruptcy)، حماقت اور غفلت ولاپروائی کو موجبات حجر ٹھہرانے کے قائل نہیں ہیں گو کہ احمق شخص فضول خرچ اور مال ضائع کرنے والا ہو اس لحاظ سے آپ کے نزدیک ''سفیہ'' کے عقود☆(Contracts) اور تصرفات کا حکم موثر اور نافذ العمل ہونے کے حوالے سے وہی ہوگا جو ایک رشید (Mature) کے عقود اور تصرفات کا ہوتا ہے۔(10) تاہم آپؒ فرماتے ہیں کہ بالغ ہونے کے بعد اگر اس کے طور اطوار ٹھیک نہ ہوں تو پچیس سال تک مال واملاک اس کے سپرد نہ کیے جائیں۔ بلوغت کے بعد اور اس عمر کو پہنچنے سے قبل اس نے اپنی ملکیت میں اگر کوئی تصرف کیا تو وہ درست اور نافذ العمل ہوگا۔ (11) لیکن امام ابوحنیفہ کے دوجلیل قدر شاگرد امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں: کہ ارشاد ربانی کے مطابق ایسے لوگ جو بداطواری کی وجہ سے مالی معاملات چلانے کی اہلیت نہیں رکھتے ہوں مال واملاک ان کے حوالے نہ کیے جائیں۔ فقہ حنفی کی تمام معتبر کتب اور مستند و متداول فتاویٰ میں امام صاحب کے قول کے مقابلہ میں صاحبین☆ کی رائے کو ترجیح دی گئی ہے چنانچہ **تکملۃ البحر الرائق** میں ہے ''**والتفریع☆ لایتاتی علی قول الامام ویتاتی علی قولهما** ۔(اس ضمن میں) اصل حکم سے جزی مسائل امام صاحب کے قول کے مطابق استنباط نہیں ہوتے ہیں اور امام ابو یوسف اور محمد کے قول کے موافق اخذ کیے جاتے ہیں۔(12) لہٰذا ''حنفیہ'' کے ہاں ''سفیہ'' کے عقود و تصرفات کی شرعی حیثیت کا جائزہ صاحبین کے فتویٰ کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔

اوپر مشروعیت و مقصدیت حجر کے باب میں ''سفاہت'' کے باعث ''حجر'' کرنے کے بارے میں صاحبین اور دیگر فقہائے اسلام کے اقوال کی تائید و تصویب میں عقلی اور نقلی دلائل کی مدد سے مفصل گفتگو ہوئی جس کا حاصل یہ تھا کہ چونکہ احمق شخص مال واملاک میں مصلحت پر مبنی تصرفات کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا اور جا و بے جا خرچ کر کے مال کو تلف کرتا ہے جو بہت بڑا نقصان ہے اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی بہتری ملحوظ رکھی جائے اور اس کی دولت وثروت کی حفاظت کی جائے بنابراین صاحبین اور دیگر ائمہ یہ موقف رکھتے ہیں کہ احمق شخص کے کچھ مالی تصرفات اور عقود کو ''حجر'' کیا جائے۔

حماقت ثابت ہو جانا

جب کسی شخص کی حماقت ثابت ہو جائے تو امام محمدؒ کے ہاں اسے مجور التصرف سمجھنے کے لیے یہی کافی ہے اس مقصد کے لیے کسی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عدالتی فیصلے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے اور پھر جب بے وقوفی کی حالت ختم ہو جائے گی تو تصرف نہ کرنے کی پابندی اس پر سے خود بخود زائل ہو جائے گی جب کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قاضی اور عدالت کی جانب سے ''حجر'' عائد ہونے کے بعد ''سفیہ'' مجور التصرف گردانا جائے گا اور اس کی حماقت ختم ہونے کا ثبوت ملنے کے بعد جب تک حاکم اس پر سے ''حجر'' برخاست نہیں کرے گا اس وقت تک اس پر مال میں تصرف نہ کرنے کی پابندی برقرار رہے گی۔(13)

بہر تقدیر یعنی امام محمدؒ کی نظر میں محض سفاست ثابت ہو جانے پر اور امام ابو یوسف کے مطابق حماقت زدہ قرار دیئے جانے کے عدالتی فیصلہ کے بعد سے حماقت زدہ تصرفات کے اعتبار سے وہی حکم رکھتا ہے جو باشعور بچے (Intelligent) کے تصرفات کا ہوتا ہے البتہ کچھ معاملات میں اس کا حکم صبی ممیز سے مختلف ہو جاتا ہے۔(14) جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

i. نکاح اور طلاق : بے وقوف شخص اگر کسی عورت کو نکاح میں لائے تو درست ہوگا، کیوں کہ یہ اس کی ضرورت اور اصلی حاجت ہے لیکن نکاح کے عوض جو مہر☆ مقرر کرے گا اس کی مقدار مہر مثل ☆ سے زیادہ نہیں ہوگی اسی طرح زوجیت سے خارج کرنے کے لیے اگر بیوی کو طلاق دے گا تو واقع ہو جائے گی۔ **مجلۃ الاحکام العدلیۃ** کی شروحات میں ہے ''**فان تزوج امرأۃ جاز نکاحہ وسمیٰ لھا مقدار مھر مثلھا، جاز وان زاد المثل بطل الزائد لانہ لاضرورۃ فیہ ولواذن لہ القیم فی ذلک، ولو طلقھا قبل الدخول وجب نصف المھر المسمیٰ.** (سفیہ) اگر کسی عورت کے ساتھ (عقد) نکاح کرے اور اس کے لیے مہر مثل ☆ کے برابر مہر مقرر کردے تو درست ہوگا لیکن مہر مثل سے زیادہ اگر متعین کرے تو زائد مقدار باطل ہوگی کیوں کہ اس کی ضرورت نہیں اگر چہ نگران نے اس کی اجازت دی ہو اور اس کے ساتھ ہم بستر ہونے سے پہلے اگر اس نے اس (عورت) کو طلاق دی تو (بھی) مہر مسمیٰ کا نصف دینا لازم ہوگا۔'' (15)

ii. نان ونفقہ : بیوی بچوں اور جن لوگوں کے کھانے پینے اور بود و باش کے اخراجات ''سفیہ'' کے ذمہ ہوں گے وہ اپنے مال سے ان کو پورا کرے گا چنانچہ ''**الاحکام الشرعیۃ فی الاحوال الشخصیہ**'' میں ہے ''**لایحجر علی السفیہ البالغ الحر فی الانفاق علی من تجب علیہ نفقتھم۔**☆ جن لوگوں پر خرچ کرنا سفیہ کے ذمہ لازم ہو ان کے اخراجات برداشت کرنے کے سلسلے میں سفیہ کے مالی تصرف کو ''حجر'' نہیں کیا جائے گا۔''(16)

iii. مالی عبادات : احمق شخص پر مالی عبادات مثلاً زکوٰۃ اور حج وغیرہا واجب ہوتے ہیں تاہم حاکم وعدالت اس کا مال کسی معتبر امانت دار شخص کی حفاظت اور نگرانی میں اس کے حوالے کردے تاکہ اپنے ہاتھ سے وہ اسے مستحقین میں تقسیم کردے یہی حکم حج اور دیگر مالی عبادات کا بھی ہے ''**کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ**'' میں ہے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

''وكذالك تجب عليه العبادات المالية كا لزكاة على القاضى ان يدفعها اليه ليفرقها ولكن يبعث معه اميناً كي لاينفقها في غير وجهها وتصح منه عباداته منها الحجُ المفروض عليه لكٰن لا يسلم القاضى النفقة اليه ، وانما يسلمها الى ثقة من الحاج ، وينفقها عليه فى طريق الحج كى لايتلفها فى غير الحج ۔

اور اسی طرح ''سفیہ'' پر مالی عبادات بھی واجب ہیں جیسے زکواۃ اور قاضی و عدالت کا فرض ہے کہ وہ اس کا مال (مستحقین میں) بانٹنے کے لیے اس کے حوالے کردے مگر ایک امانت دار شخص کو اس کے ساتھ بھیج دے تاکہ (ادائیگی زکوۃ کے علاوہ) کہیں اور اسے خرچ نہ کردے دیگر عبادات بجالانا بھی اس کی طرف سے درست ہوتا ہے جیسے فریضہ حج لیکن (حج پر اٹھنے والے) اخراجات حکومت اس کے سپرد نہیں کرے گی اور کسی معتمد شخص کی تحویل میں دے گی کہ وہ حج کی راہ میں اس پر خرچ کرتا رہے تاکہ وہ (احمق) حج کے ماسوا میں خرچ کرکے اس کو ضائع نہ کردے۔''(17)

iv. وصیت: ☆سفیہ اگر اپنے مال کے ایک تہائی حصہ کے بارے میں کوئی وصیت کرے تو اس شرط کے ساتھ جائز ہوگی کہ اس نے نیکی اور خیر کے کاموں میں مال خرچ کرنے کی وصیت کی ہو جیسے مسجد کی تعمیر، مصارف حج اور ناداروں کی مالی کفالت پر خرچ کرنے کی وصیت تاہم اگر اس نے وجوہ خیر کے علاوہ میں مال صرف کرنے کے لیے وصیت کی ہو تو وہ باطل ہوگی، چنانچہ علمائے احناف فرماتے ہیں''ووصيته فى وجوه الخير والبر تصح استحسانا☆ لما فيه الثواب كالوصية ببناء مسجد ، او للحج او للمساكين . فلوا وصى فى غير هٰذه السبل كانت وصيته باطلة ، كوصيته لاهل الفسق ۔ سفیہ کا بھلائی اور نیکی کی راہوں میں تہائی مال کی وصیت کرنا پسندیدہ ہونے کی بناء پر صحیح ہے کیوں کہ اس میں ثواب ہے جیسے مسجد کی تعمیر، حج کے مصارف اور محتاجوں کی مالی اعانت کے لیے وصیت کرنا۔ پھر اگر اس نے ان طریقوں کے علاوہ میں مال صرف کرنے کی وصیت کی تو وہ باطل ہوگی مثلاً گمراہ اور راہ حق سے منحرف لوگوں کے لیے وصیت۔''(18)

شافعیہ

فقہ شافعی کے علماء فرماتے ہیں: کہ بلوغت کے بعد بھی اگر کوئی شخص بے وقوف تھا اور مال واملاک کو ایسے کاموں میں خرچ کرتا رہا جس کا کوئی فائدہ نہ فی الحال حاصل ہوتا ہو اور نہ انجام کار کے وقت تو ایسی صورت میں اس پر''حجر''بغیر قاضی (عدالت) کے حکم کے جاری رہے گا۔ لیکن اگر بالغ ہونے کے بعد صلاحیت کا رکھتا ہو اور بعد میں اس میں حُمق (Stupidity) پیدا ہو جائے تو اس پر پابندی لاگو کرنے کا حق صرف قاضی (عدالت) کو حاصل ہے۔'(19)

فقہائے مذاہب کی اکثریت کے مقابلے میں''شافعیہ''حماقت زدہ کے مالی تصرفات کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ وہ (بے وقوف) اگر نیکی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرلے خواہ اتنی فراخ دلی کے ساتھ کیوں نہ ہو جو اس کی حیثیت سے بڑھ کر ہو تو اسے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

احمق گردانا نہیں جائے گا اور اس کے تصرف کو ''اسراف'' قرار دے کر حجر نہیں کیا جائے گا ابو اسحاق شیرازی فرماتے ہیں ''ان صرف المال ، وان کثر فی الصدقة وباقی وجوه الخیر ، التی لاتلیق بحاله لیس بتبذیر ؛ لان فی الصرف فی الخیر غرضاً هو الثواب ، فانه لا سرف فی الخیر ۔ صدقہ وخیرات اور نیکی کی دیگر راہوں میں کثیر مال جو اس (سفیہ) کا لائق حال نہ ہو صرف کرنا فضول خرچی نہیں ہے کیونکہ کار خیر میں خرچ کرنے کا کوئی مقصد ہوتا ہے اور وہ ہے (حصول) ثواب تو نیکی میں صرف کرنے میں کوئی اسراف نہیں ہے۔'' (20) البتہ گناہ اور معصیت کے کاموں میں مال لگانے اور بے طریقہ صرف کر کے ضائع کر دینے کو روکا جائے گا جیسے قمار بازی (Gambling) صحت وابرو کو نقصان پہنچانے والی نفسیاتی لذات (Enjoyments)، بدکاری اور شراب نوشی میں خرچ کرنا یا مکروہات (Reprehensibles) میں اڑانا مثلاً تمباکو نوشی (Smoking) میں یا بے طریقہ تصرف میں لا کر مال ضائع کر دینا جیسے ناواقفیت کی بنا پر ناواجب دام (Grave deception) کے ساتھ کوئی سودا طے کرنا۔ (21)

خرید وفروخت اور مالی ذمہ داری کا قرار

شافعیہ کے نزدیک ''سفیہ'' کے عقود بیع وشرا اور مالی ذمہ داریاں قبول کرنا اس پر حجر کی پابندی کے موجب صحیح نہیں ہوں گے چنانچہ حماقت زدہ اگر اس بات کا اقرار کرے کہ اس نے فلاں شخص سے کچھ قرض ''حجر'' عائد ہونے سے پہلے یا بعد میں لیا تھا یا کسی ایسے جرم کا اعتراف کرلے جو مالی تاوان کا باعث بنتا ہو تو تسلیم نہیں کیا جائے گا چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں ''فلا یصح شراؤه ولا بیعه ولا اقراره بدین، او جنایة توجب دفع عوض ۔ پس اس کا خریدنا، فروخت کرنا، اپنے ذمہ کسی کے قرض کا اقرار کرنا اور ایسے جرم کا اعتراف کرنا جو مالی معاوضہ ادا کرنا لازم کرتا ہو صحیح نہیں۔'' (22)

نکاح وطلاق اور نان ونفقہ

بے وقوف اگر کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے خواہ مہر مثل سے زیادہ کے ساتھ کیوں نہ ہو اس کے قیم اور نگران (Guardian) کی طرف سے اجازت ملنے پر درست ہو جائے گا۔ اسی طرح سفیہ کا بیوی کو طلاق دینا یا اس کے ساتھ مہر مثل کے عوض خلع کرنا شوافع کے ہاں درست ہے اسی طرح احمق کے مال میں سے اس کے بیوی بچوں اور اہل وعیال کے ضروری اخراجات بھی پورے کیے جائیں گے۔ (23)

مالی عبادات

مالی عبادات مثلاً زکوٰۃ اور حج کی بجا آوری میں بے وقوف شخص کا وہی حکم ہے جو ایک رشید (باصلاحیت) شخص کا ہوتا ہے لیکن وہ مال زکوٰۃ کو خود تقسیم نہیں کرے گا یہی حکم حج کا بھی ہے ''الفقه الاسلامی وادلته ''میں ہے۔'' وحکمه فی العبادة الواجبه مطلقاً کالرشید ، لکن لایفرق الزکوة بنفسه؛ لانه ولایة وتصرف مالی ، لکن لواذن له الولی ، وعین له المدفوع الیه ، صح صرفه کالصبیی الممیز بشرط ان یکون تصرفه بحضرة الولی اونائبه ، لانه قدیتلف المال اذاخلابه ، او یدعی صرفه کاذبا ۔ عبادت واجبہ (مالیہ) میں احمق کا حکم ''رشید'' شخص کا سا ہے لیکن زکوٰۃ کو وہ خود تقسیم نہیں کرے گا کیوں کہ یہ ایک ولایت اور تصرف مالی ہے (جو احمق کو حاصل نہیں) تاہم ولی اگر اجازت دے اور اسے عطا کی گئی چیز اس کے لیے متعین کر دے تو صبی ممیز کی طرح اس کا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

خرچ کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہوگا کہ اس کا یہ (مالی) تصرف ولی یا اس کے نائب کی موجودگی میں ہو، کیوں کہ مال جب وہ تنہائی میں صرف کرے گا تو اس کو تلف بھی کرسکتا ہے یا اس کے خرچ ہونے کا جھوٹا دعویٰ بھی کرسکتا ہے۔'' (24)

مذکورہ صدر تفصیلات سے دو باتیں ظاہر ہوگئیں ایک یہ کہ جمہور فقہاء کے برعکس شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ نیکی اور خیر کی راہوں اور بھلائی کے کاموں میں مالی حیثیت سے بڑھ کر فراخ دلی کے ساتھ خرچ کرنا اسراف اور حماقت نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ بے وقوف اگر کسی عورت کے ساتھ مہر مثل سے زیادہ کے عوض نکاح کرلے اور اس کا ولی اس کو اجازت دے تو درست ہوجائے گا۔

حنابلہ

شافعیہ اور حنفیہ (میں امام ابو یوسف) کی طرح فقہائے حنابلہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو حماقت زدگی کے سبب دولت کے مفید استعمال کا سلیقہ نہ آتا ہو تو حاکم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کے مالی تصرفات کو ''حجر'' کرے اس کے علاوہ وہ اس بات کے بھی قائل نظر آتے ہیں کہ حکومت ''حجر'' عائد کرنے کی کاروائی کی تشہیر و اشاعت کرے اور اس پر گواہ بھی ٹھہرائے ''ابن قدامہ'' کہتے ہیں ''**ولا یحجر علیہ الا الحاکم کما قال سائر الائمہ .....ویستحب اظہار الحجر علیہ وان یشہد علیہ الحاکم لیظہر اثرہ فیجتنب معاملتہ** ۔ اور اس پر حاکم (عدالت) ہی ''حجر'' لاگو کرے گا جیسا کہ بقیہ ائمہ کا قول ہے اور ''حجر'' عائد کرنے کا اظہار کرنا اور اس پر گواہ ٹھہرانا بہتر ہے تا کہ اثر حجر کی وجہ سے اس کے ساتھ لین دین کرنے سے بچا جائے۔'' (25)

سفیہ کے تصرفات

حنابلہ کہتے ہیں کہ احمق پر ''حجر'' لاگو کیے جانے کے بعد اس کے مالی تصرفات درست تصور نہیں ہوں گے البتہ جن عقود اور تصرفات میں ولی اس کی مصلحت اور بہتری دیکھے اور ان کی اجازت دے دے تو وہ نافذ العمل ہوجائیں گے چنانچہ ''**الاکراہ واثرہ فی الاحکام الشرعیہ**'' میں ہے ''**ان الحجر علیہ عندہم لہ تاثیر علی عقودہ وتصرفاتہ المالیۃ فلا تصح منہ الا اذا اذن لہ الولی** ۔ ان کے نزدیک بے وقوف پر ''حجر'' لاگو کرنا اس کے عقود اور مالی تصرفات کو متاثر کردیتا ہے چنانچہ اس کے وہی تصرفات درست ہوتے ہیں جن کی اجازت ولی اس کو دے۔'' (26)

نکاح : سفیہ کے جن تصرفات کی صحت ولی کی اجازت پر موقوف ہوتی ہے ان میں اس کا نکاح کرنا بھی شامل ہے لہٰذا ولی نے اگر اس کو کسی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دے دی اور اس نے ایسا کیا تو نافذ ہوجائے گا ''ابن قدامہ'' فرماتے ہیں ''**فان الولی اذا اذنہ بان یتزوج فباشر ذلک بنفسہ فانہ ینفذ** ۔ ولی جب اسے نکاح کرنے کی اجازت دے گا اور وہ ایسا کرے گا تو نافذ ہوجائے گا۔'' (27) تاہم یہاں پر اس بات کی وضاحت کرنا مفید ہوگا کی حاجت نکاح کے وقت سفیہ نے ولی سے اجازت طلب کی مگر اس نے اجازت نہ دی اور اس نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو درست ہوگا فقہاء لکھتے ہیں ''**ویصح منہ عقد النکاح بغیر اذن ولی ان کان فی حاجۃ الیہ وقد امتنع الولی عن الاذن** ۔ احمق کا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا صحیح ہوتا ہے بشرطیکہ اسے نکاح کرنے کی ضرورت تھی اور ولی اجازت دینے سے رکا رہا۔'' (28)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

غرض! نکاح کرنے کی صورت میں مہرادا کرنا لازم ہوتا ہے جو ایک مالی تصرف ہے اور احمق مالی تصرف کی کامل اہلیت نہیں رکھتا لیکن نکاح کرنا چونکہ ایک حاجت اور ضرورت ہے اس لیے تمام فقہاء سفیہ کا نکاح کرنے کے قائل ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ حنفیہ کہتے ہیں کہ ولی کی اجازت حاصل کیے بغیر سفیہ مہر مثل کے برابر پر نکاح کر سکتا ہے جب کہ شافعیہ کی رائے میں احمق کا ولی کی اجازت سے کسی عورت کے ساتھ مہر مثل سے بھی زیادہ پر نکاح کر لینا صحیح ہوگا اور حنابلہ فرماتے ہیں بیوقوف کا ولی اگر اسے نکاح کرنے کی اجازت دے اور وہ نکاح کرے تو درست ہوگا البتہ حاجت اور ضرورت کے وقت ولی کی اجازت حاصل کیے بغیر بھی احمق نکاح کر سکتا ہے۔

اہل وعیال کا نفقہ : بے وقوف کے ذمہ اس کی بیوی، خادم اور ان لوگوں کے خرچ اخراجات دینا لازم ہے جو اس کے زیر کفالت ہیں۔ ''شرح الکبیر'' میں ہے ''یلتزم السفیه بواجبات الشرعیة کنفقة زوجته و خادمه و من تلزمه۔ (29)

مالی عبادات : حنابلہ کے ہاں بھی باقی فقہاء کی طرح سفیہ کو اپنے ہاتھ سے مالی فرائض کی ادائیگی پر خرچ کرنے کا حق حاصل نہیں بلکہ ولی خود یا کسی معتمد اور امانت دار شخص کے ذریعہ سے بجا آوری کروائے ''المغنی'' اور ''الشرح الکبیر علی المغنی'' میں ہے ''وان احرم السفیه بحج صح احرامه به کسائر عباداته و تدفع النفقة من ماله الی ثقه ، ینفق علیه فی الطریق کما قال سائر الفقهاء۔ سفیہ نے حج کا احرام باندھا تو اس کا احرام صحیح ہوا جیسے اس کے باقی عبادات درست ہوتے ہیں لیکن خرچ اس کے مال میں سے کسی معتمد شخص کو دیا جائے گا جو راہ (حج) میں اس (کی ضروریات) پر خرچ کرے گا جیسا کہ باقی فقہاء کہتے ہیں۔'' (30)

وصیت : دیگر فقہاء کی طرح حنابلہ بھی یہ موقف رکھتے ہیں کہ احمق کا وصیت کرنا باصلاحیت شخص کی طرح ہوگا۔ ''ابن قدامہ'' فرماتے ہیں ''ویصح وصیته (کما قال سائر الفقهاء) لان ذلك محض مصلحة لا نه تقرب الی اللّٰه تعالیٰ۔ سفیہ کی وصیت صحیح ہے (جیسا کی باقی فقہاء کہتے ہیں) کیوں کہ یہ خالص مصلحت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔''(31)

اقرار : اگر حماقت زدہ شخص دوران ''حجر'' کسی کے مال کا اپنے ذمہ اقرار کرے تو وہ مانا جائے گا البتہ پابندی اٹھ جانے کے بعد اس پر ادائیگی لازم ہوگی ''کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه'' میں ہے۔ ''واذا اقر لغیره بمال فان اقراره یصح ، ولکن لایلزمه ماأقربه فی حال حجره ، بل یلزمه بعد فك الحجر عنه ۔ اور بے وقوف جب کسی کے مال کا اپنے ذمہ اقرار کرے گا تو اس وقت کا اقرار صحیح ہو جائے گا لیکن ''حجر'' کے دوران اگر اقرار کیا ہو تو وہ تسلیم نہیں کیا جائے گا بلکہ پابندی اٹھ جانے کے بعد اس پر ادائیگی لازم ہوگی۔(32)

تبرعات (Donations) : احمق شخص اپنے مال میں سے کوئی چیز نہ تو مفت میں کسی کو عطاء کر سکتا ہے اور نہ کسی کے حق میں وقف کر سکتا ہے۔ ابن قدامه المقدسی (33) فرماتے ہیں ''ولا تصح تبرعاته ، کالهبة ، والوقف ؛ لان التبرع ضرر محض ، ولیس السفیه من اهله حفظاً لماله ۔ اور (مال) مفت میں (کسی کو) دینا صحیح نہیں ہے جیسے ہبہ اور وقف کرنا کیوں کہ مفت دینا خالص نقصان ہے اور سفیہ کے مال کی حفاظت کی خاطر وہ اس کا اہل نہیں ہوتا ہے۔'' (34)

خرید وفروخت : خرید وفروخت اور مالی لین دین کے ایسے تمام معاملات بے وقوف کے ہاتھ سے درست نہیں ہوں گی جن

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

میں واقعتاً مالی نقصان ہو یا اس کا احتمال ہو، تاہم جن امور میں ''سفیہ'' کی بہتری ہو وہ اس کے ولی کی اجازت کے بغیر بھی نافذ ہو جائیں گے۔
(35) اسی طرح سفیہ کا کسی کے ساتھ شریک کاروبار ہونا، اپنے ذمہ سے کسی دوسرے کو قرض منتقل کر کے ذمہ دار بنا دینا کسی اور کی مالی ذمہ داری خود قبول کرنا اور یا غیر کے اخراجات برداشت کرنے کا کفیل بننا درست نہیں ہوگا۔ ''شرح الکبیر'' میں ہے "ولا تصح شركة ☆ السفيه ولا حوالة ☆ ولا حوالة عليه ولا كفالته☆ لغير ، لان المذكورتصرف مالي، فلم يصح منه كا لبيع و الشراء ۔ احمق کا کاروبار میں ساجھے داری کرنا، مالی ذمہ داری کسی اور کو منتقل کرنا، کسی کو مالی ذمہ داری سے عہدہ برا کرانے کے لیے ذمہ داری خود قبول کرنا، غیر کی مالی کفالت کرنے کا ذمہ دار بننا صحیح نہیں کیوں کہ یہ (تصرفات) اس سے اس طرح صحیح نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ معاملہ خرید وفروخت کرنا ہوتا ہے۔'' (36)

مالکیہ

مالکی علماء کہتے ہیں: اگر کوئی شخص حماقت زدگی کے باعث فضول اور نامناسب طور پر مال خرچ کرتا ہو مرد ہو یا عورت تو اس کے مالی تصرفات پر پابندی لاگو کی جائے گی۔ ''کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه'' میں ہے ''المالكيه قالوا: السفه هو التبذير وعدم حسن التصرف في المال ، فمتي اتصف الشخص بذالك سواء كان ذكرا أو انثیٰ فانه مستحقا للحجر عليه۔ مالکیہ فرماتے ہیں: سفاہت دراصل بے جا اڑانے اور مال میں بخوبی تصرف نہ ہونے کا نام ہے جو شخص خواہ مرد ہو یا عورت اس کیفیت میں مبتلا ہوگا تو وہ حجر کیے جانے کا مستحق ہوگا۔ (37) مزید برآں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بلوغت کے بعد سال کے اندر اندر کسی مرد و عورت کے طور اطوار سے حماقت ظاہر ہوئی تو باپ اس کے مالی امور کی نگرانی کرے لیکن بالغ ہونے کے ایک سال بعد اگر ایسا ہو تو اس کے امور و معاملات کی نگہداشت حاکم (عدالت) کی ذمہ داری ہوگی۔ (38)

احمق کے تصرفات

بے وقوف شخص بلوغت کے بعد بھی احمق رہا اور اس کا باپ اس کے مالی امور کی نگرانی کرنے کے لیے موجود تھا تو اس پر حجر حسب سابق برقرار رہے گی اور اس کے تصرفات سے متعلق اس کے ولی کی طرف رجوع کیا جائے گا، اگر مصلحت پر مبنی ہوئے تو لازم ہے کہ ولی ان کے نافذ العمل ہونے کی اجازت عطا کرے ورنہ رد کر دے۔ چنانچہ فقہاء فرماتے ہیں ''وان يكون السفه قد عرض له قبل البلوغ ثم استمر بعده وله اب او وصی ...يستمر الحجر عليه ۔ ويرى المالكيه وجوب الاجازة من الولی للسفيه فی عقود و تصرفاته عندالحجر عليه ان كانت المصلحة فی اجازتها كما تجب عليه ردها۔ حالت سفاہت اگر اس کو بالغ ہونے سے قبل پیش آئی ہو اور بلوغت کے بعد (بھی) جاری رہی اور اس کا باپ یا وصی موجود تھا...تو اس پر پابندی جاری رہے گی۔'' (39) اور مالکیہ کا خیال ہے کہ سفیہ کے وقتِ حجر کے تصرفات اگر مصلحت پر مبنی ہوں تو ولی کی طرف سے ان کو جائز رکھنا ضروری ہے جیسا کہ (غیر مفید ہونے کی صورت میں) ان کو رد کرنا لازمی ہے۔'' (40)

بلوغت کے بعد بے وقوفی لاحق ہونا : اگر کسی مرد و زن کو بالغ ہونے کے بعد حماقت لاحق ہوگئی اور اس نے حجر عائد ہونے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سے پہلے مال میں کوئی تصرف کیا تو نافذ العمل ہو جائے گا۔"ابن رشد "(41) اور دیگر فقہائے مالکیہ فرماتے ہیں"وحکم هذا: أن تصرفه قبل الحجر عليه بعد البلوغ يقع نافذاً على الراجح ، لان العلة في عدم نفاذ التصرف انما هي الحجر فمتى انتفى الحجر نفذ التصرف ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد اور حجر عائد ہونے سے پہلے اس کا تصرف راجح قول کے مطابق نافذ ہوگا کیوں کہ تصرف نافذ نہ ہونے کی علت تو حجر ہی ہے پھر جب حجر نہیں رہے گا تو تصرف نافذ ہوگا۔"(42)

المختصر! احمق مرد ہو یا عورت اور مال و دولت بیجا اڑاتا ہو تو جمہور فقہاء کی طرح مالکیہ کے نزدیک بھی اس کے تصرفات کے اثر و نفوذ پر حجر کی پابندی ہوگی البتہ بلوغت کے بعد اور سال کے اندر اندر اس کے طور اطوار سے احمق ہونا ظاہر ہوا تو اس کے امور کی نگرانی کرنے کا حق حسب سابق اس کے باپ کو حاصل ہوگا اور اگر سال کے بعد ایسا ہوا تو پھر اس پر حجر کرنے کا اختیار حاکم و عدالت کو حاصل ہوگا۔

شیعہ

فقہ شیعی کے علماء لکھتے ہیں کہ جو شخص مال و املاک میں بوجہ کم فہمی اور بداطواری کے بہتر طور پر تصرف کرنا نہ جانتا ہو اور موقع و بے موقع خرچ کر کے اس کو ضائع کرتا ہو، خرید و فروخت اور لین دین کے معاملات میں دھوکہ کھا جاتا ہو تو جب تک اس کی صلاحیت کار کا تحقق نہ ہو جائے اس کا ولی اور مختار کار تصرف کے لیے مال و املاک اس کی تحویل میں نہ دے، چنانچہ شیعہ مذہب کی کتابوں میں ہے "الذی لیس له حالة باعثة على حفظ ماله والاعتناء بحاله ، يصرفه في غير موقعه يتلفه بغير محله وليست معاملاته مبنية على المكايسة ...لايبالي بالانخداع فيها فيمسك عنه وليه ماله ويستمر الحجر عليه فلا يصح بيعه وشراءُه واجارته و هبته وايداعه وعارية و اقراضه و ضمانه وغيرها ۔ وہ شخص جس کی حالت و کیفیت ایسی نہ ہو کہ وہ اپنے مال کی حفاظت اور اس کی پروا کرے، بے موقع اسے خرچ کرتا ہو اور غیر مصرف و محل میں لگا کر تلف کرتا ہو اور اس کے معاملات دانش مندی پر مبنی نہ ہوں ان میں دھوکہ کھا جانے کو خاطر میں نہ لاتا ہو تو ولی اس کا مال اس کے تصرف سے روکے گا اس پر حجر کی پابندی جاری رہے گی پس اس کا معاملہ خرید و فروخت کرنا، اجرت پر دینا اور لینا، کسی کو کچھ ہبہ کرنا، امانت رکھنا اور رکھوانا، عارضی طور پر کوئی چیز کسی کو دینا، قرض دینا، مالی حقوق کو تحفظ دلانے کے لیے مالی ذمہ داری قبول کرنا صحیح نہیں ہوتا ہے۔"(43)

گو کہ سفیہ مالی ذمہ میں مجور التصرف ہے تاہم اگر اس کے کچھ تصرفات مفید اور نفع بخش ہوں اور ولی کو ان میں اس کی بھلائی اور مصلحت نظر آتی ہو تو اس کی اجازت کے بعد درست واقع ہوں گے۔(44)

غرض! حاصل بحث کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ "سفیہ" چونکہ بوجہ حماقت زندگی مال و دولت کے مفید استعمال کی اہلیت نہیں رکھتا اور بے مصرف خرچ کر کے اسے ہلاک کر دیتا ہے اس لیے فقہائے مذاہب کی اکثریت کا خیال ہے کہ ولی کی نظر میں بے وقوف کے تصرفات اگر خالصتاً اس کی بہتری میں ہوں تو وہ نافذ العمل ہوں گے جیسا کہ "صبی ممیز" کے تصرفات کا حکم ہے، تاہم عاقل بالغ اور آزاد انسان ہونے کے حوالے سے ضرورت اور حاجت اصلی کی تکمیل کے لیے کسی عورت کے ساتھ مہر مثل کے عوض نکاح کرنا اس کا حق ہے اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے حصول ثواب اس کا فرض ہے، چنانچہ اس مقصد کے لیے زکوٰۃ، حج اور دیگر مالی عبادات اس پر واجب ہوتے ہیں لیکن مصلحت پر مبنی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مالی کاروائی کرنے کا ہنر نہ جاننے کے باعث اس کے بجائے مال کسی معتبر، امانت دار اور دین دار شخص کی حفاظت اور تحویل میں دیا جائے گا تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے مستحقین میں تقسیم کرکے اسے ضائع ہونے سے بچائے۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- الجصاص ، احکام القرآن ، ص : 213/2 ؛ و سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 172؛ والزاوی الظاهر احمد ، ترتیب القاموس المحیط علی طریقة المصباح المنیر ، ص : 2/571-576؛ وراغب الأصفهانی ، المفردات ، ص : 234؛ وکیرانوی ، القاموس الجدید ، ص : 416 ؛ ومحمد بن عمر بن خالد ، صراح مع قراح ، ص : 411/3 ؛ وعبداللہ عباس ندوی ، قاموس الفاظ القرآن ، ص : 223؛ والحموی ، غمز عیون البصائر ، ص : 121/1 ؛ والزحیلی ، التفسیر المنیر ، ص : 248/4 ؛ والطباطبائی، المیزان فی تفسیر القرآن ، ص : 181/3۔

2- الکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 7/169-171؛ وابن عابدین ، رد المحتار ، ص : 147/6؛ والحصکفی ، الدرالمختار ، ص : 93/4؛ والبابرتی ، العنایه ، ص : 337/3 ؛ و زیلعی ، تبیین الحقائق ، ص : 5/191-195 ؛ وابن الهمام ، فتح القدیر ، ص : 310/7؛ والجرجانی ، التعریفات ، ص : 86؛ و سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 178؛ ولجنة مولفة من العلمآءِ والفقهآء ، المجله ، م 946 ، ص : 185؛ ونظام الدین وجماعته من علماء الهند، الهندیة ، ص : 1305/3؛ والزرقا ، المدخل الفقهی العام ، ص : 782/2۔

3- سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 173۔

4- الدردیر ، الشرح الصغیر ، ص : 393/3۔

5- الشربینی الخطیب ، ص : 2/168-170؛ والشیرازی ، ص : 232/1؛ والجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 368/2؛ و سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 174۔

6- المغنی ، ص : 567/4۔

7- الحر العاقلی ، وسائل الشیعة الی تحصیل مسائل الشریعة ؛ ص: 591/6؛و سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی، ص : 174؛ والخمینی ، تحریرالوسیلة ، ص : 16/2۔

8- قلعه جی و قنیبی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 245۔

☆ اَلْغَبْن: غبَن کا مصدر ہے جس کے معنی نقصان کے ہیں۔
بیع کے معاملہ میں نقصان دو طرح سے ہوتا ہے۔

i. الغبن الیسیر: کم نقصان جو قیمتیں مقرر کرنے والوں کی نرخ بندی کے تحت نہ آتا ہو۔

ii. الغبن الفاحش: جو قیمت لگانے والوں کے عادلانہ اندازہ (Valuation) میں آتا ہو..... Grave

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

deception۔ ملاحظہ ہو! قلعه جی و قنيبيی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 328 ؛ و سعدی ابو حبيب ، القاموس الفقهی ، ص : 271 ؛ ولجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، المجله ، م 165 ، ص : 34۔

9- تفصیل کے لیے دیکھئے! لجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، المجله، م 949 ، ص : 185؛ و سليم رستم الباز ، شرح المجلة، ص : 535؛ و نظام الدين وجماعته من علماء الهند ، الهندية ، ص : 1305/3؛ و الحموی ، غمز عيون البصائر، ص : 121-571/1؛ والقرطبی ، الجامع لاحكام القرآن، ص : 386/3 ؛ والدردير ، الشرح الصغير ،ص: 387/3 ؛ والرازی ، التفسير الكبير ، ص : 189/9؛ ورشيد رضا، المنار ، ص : 122/3 ؛ والالوسی ، روح المعانی ، ص : 57/3 ؛ والشربينی الخطيب ، المغنی المحتاج ، ص : 169-168/2 ؛ والبهوتی ، كشاف القناع ، ص : 443/3 ؛ وابن قدامه ، المغنی ، ص : 567/4؛ والجزيری ، كتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 367-371/2 ؛ وسعدی ابو حبيب ، القاموس الفقهی ، ص : 174؛ والطباطبائی ، الميزان فی تفسير القرآن ، ص : 181/4؛ والخمينی ، تحرير الوسيلة ، ص : 16/2۔

10- دیکھئے! المرغينانی ، الهداية ، ص : 338/3؛ ونظام الدين وجماعته من علماء الهند ، الهندية ، ص : 1305/3۔ باب دوم میں "امام ابوحنیفہ کا موقف" کے عنوان تلے مزید تفصیلات ملاحظہ فرمائیے۔

11- المرغينانی، الهدايه ، م.ن ؛ والطوری ، تكملة البحر ، ص : 146/8۔

☆ الصَّاحِبان: صحب سے تثنیہ اسم فاعل ہے جس کی جمع صَحْب ، اصْحاب صُحْبة اور صَحابة ہے؛ صاحب ہم صحبت (Companion) کو کہتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک صاحبان سے مراد امام ابوحنیفہ کے دونوں شاگرد ابو یوسف اور محمد بن الحسن ہیں۔ دیکھئے ! قلعه جی وقنيبيی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 269 ؛ وسعدی ابو حبيب ، القاموس الفقهی ، ص : 207۔

☆ التفريع : فرع ازروئے لغت ہر چیز کی چوٹی کو کہتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں اس چیز کا نام ہے جو اپنے علاوہ پر مبنی ہو اور اس پر قیاس کرنا صحیح ہو.... Subsidiary۔ لہٰذا اس لحاظ سے "تفريع" کہتے ہیں کسی اصل سے جزئی مسائل نکالنے کو۔ دیکھئے! قلعه جی و قنيبيی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 343 ؛ و سعدی ابو حبيب ، القاموس الفقهی ، ص : 283 ؛ وکیرانوی ، القاموس الجديد ، ص : 697۔

12- الطوری ، ص : 146/8۔

13- علی الخفيف ، احكام المعاملات الشرعية ، ص : 103 ؛ وعمر هاشم ومحمد هاشم ، احكام الشرعية فی الاحوال الشخصيه ، م 489 ، ص : 73۔

14- ایضاً ۔ باب سوم میں صبی ممیز کے مالی تصرفات کی شرعی اور قانونی حیثیت کی وضاحت پیش کی گئی ہے وہاں ملاحظہ ہو۔

☆ اَلْمَهْر: مهر کی جمع مُهور ہے؛ شادی کے وقت یا عقد نکاح کے بعد فی الفور یا بتاخیر ادائیگی کی شرط کے ساتھ جو مال عورت کے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

لیے متعین کیا جائے وہ ''مہر'' کہلاتا ہے۔مہر مثل: منکوحہ کی رشتہ دار عورتوں کے لیے نکاح کے عوض جو روپیہ یا جنس مہر کے طور پر مقرر کیا جاتا ہو وہ اس کے لیے مہر مثل...Dower ہے۔ملاحظہ ہو! قلعه جي و قنيبي ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 466؛وسعدى ابو حبيب ، القاموس الفقهي، ص : 3341-342۔

15- الاتاسى ، شرح المجلة ، ص : 518/3؛ وسليم رستم الباز ، شرح المجلة، ص : 538؛ والكاسانى ، بدائع الصنائع ، ص : 7/170-171؛ نیز دیکھئے! على الخفيف ، احكام المعاملات الشرعية، ص : 103؛ وعمرهاشم ومحمدهاشم ، احكام الشرعية فى الاحوال الشحصيه ، م 491، ص : 73؛ والسيد السابق ، فقه السنة ، ص :411 ؛ والسرخسى ، المبسوط، ص : 166/24۔

☆ اَلنَّفَقَة: نفقه کی جمع نفقات ہے؛ درہم و دینار یا روپیہ پیسہ وغیرہ جو خرچ ہو نفقہ کہلاتا ہے۔
شریعت کی نظر میں ''نفقہ'' سے مراد وہ مال ہے جو ضروریات زندگی کی ضمانت اور بقا کے طور پر لازم آتا ہو۔ دیکھئے! قلعه جي وقنيبي ،معجم لغة الفقهاء ، ص : 485؛ ولجنة مولفة من العلماء و الفقهاء ، مجلة الاحكام العدليه ، م 1054 ، ص : 203؛ وسعدى ابو حبيب القاموس الفقهى ، ص : 358۔

16- عمر هاشم ومحمد هاشم ، الاحكام الشرعية فى الاحوال الشخصية ، م 489، ص : 73؛ ولجنة مولفة من العلماء و الفقهاءِ ، مجلة الاحكام العدلية، م 992-991، ص : 191۔

17- الجزيرى ، ص : 368/2؛ ونظام الدين وجماعته من علماء الهند ، الهندية ، 1309/3-1312 ؛ والكاسانى ، بدائع الصنائع ، ص :- 171/5۔

☆ الوصية اور وصاية کے لفظی معنی ہیں: وصیت،حکم اور نصیحت جمع اس کی وصایا ہے۔
اصطلاح شریعت میں وصیت کہتے ہیں'' تمليك للغير مضاف لما بعد الموت ۔ غیر کو کسی چیز کا اس طرح مالک بنانا کہ تملیک (Possession) کی نسبت و اضافت موت کے بعد کی طرف کی گئی ہو..Testament, will۔ قلعه جي وقنيبي ، معجم لغة الفقهاء، ص : 504؛ وسعدى ابو حبيب ، القاموس الفقهى ، ص : 381-382؛والجرجانى ، التعريفات ، ص : 176۔

☆ الاستحسان : لغت میں استحسان کے معنی ہیں ترجیح دینا یا دو متبادل چیزوں میں سے کسی ایک کو اچھا سمجھنا ، پسندیدہ قرار دینا.......Approbation۔اگر قیاس سے ثابت شدہ حکم ایسا ہو جو کسی دوسری نص صریح (Clear wording) کے مخالف ہے یا وہ لوگوں کے عام معمول کے خلاف ہے اور اس پر عمل کو لازمی قرار دینا لوگوں کے لیے تکلیف،دشواری اور گرانی کا سبب بنے گا تو مجتہد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسے رد کر دے اور اس کی نسبت ایسا قابل عمل اور منصفانہ طریقہ اختیار کرے جو لوگوں کی سہولت کا باعث ہو اور منافی شرع بھی نہ ہو اسے فقہی اصطلاح میں استحسان سے تعبیر کیا گیا ہے........ Application of direction in a legal decision۔دیکھئے! الجرجانى ، التعريفات، ص : 17؛ قلعه جي وقنيبي ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 59؛

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

وسعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 89۔

18- الجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 368/2؛ والکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 171/5؛ ونظام الدین و جماعته من علماء الهند ، الهندیة ، 1309/3-1312؛ وعبدالفتاح الحسینی ، الاکراه واثره فی الاحکام الشرعیة ، ص : 21؛ والبابرتی، العنایة ،341/3؛ وعلی حیدر ، دُرَرُالحکام ، شرح مجلة الاحکام ، ص : 638/9؛ والزرقا ، المدخل الفقهی العام، ص : 789/2۔

19- الجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 370/2؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته، ص : 442/5۔

20- المهذب ، ص : 332/1۔

21- دیکھئے! الشربینیی الخطیب ، المغنی المحتاج، ص : 168/2، 170، 172؛ والجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 380/2۔

22- عبدالفتاح الحسینی ، الاکراه و اثره فی الاحکام الشرعیه ، ص : 20 ؛ والشربینیی الخطیب ، المغنی المحتاج، 173؛ والجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 371/2 ؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 443/5۔

23- تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! الجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 380/3؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 443/8؛ وعبدالفتاح الحسینی ، الاکراه واثره فی الاحکام الشرعیة ، ص : 20؛ والزرقا، المدخل الفقهی العام، ص : 789/2۔

24- الزحیلی ، ص : 443/5 ؛ والزرقا ، المدخل الفقهی العام ، ص : 789/2۔

25- المغنی ، ص : 569/4 ؛ والمقدسی ، الشرح الکبیر ، ص : 572؛ والبهوتی ، کشاف القناع ، ص : 440/3۔

26- عبدالفتاح الحسینی، ص : 20 ؛ نیز ملاحظہ ہو! المقدسی ، الشرح الکبیر ، ص : 572/4۔

27- المغنی ، ص : 572۔

28- عبدالفتاح الحسینی ، الاکراه واثره فی الاحکام الشرعیة ، ص : 21 ؛ وابن قدامه، المغنی ، ص : 572/4۔

29- ابن قدامه المقدسی ، ص : 573-574/4۔

30- ایضاً۔

31- المغنی ، ص : 572/4؛ والجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 371/2۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

-32 دیکھئے! الجزیری، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، م.ن ؛ وابن قدامه، المغنی، ص : 575/4؛ والبهوتی، کشاف القناع، ص : 443/3۔

-33 المقدسی (597----682ھ) آپ عبدالرحمان بن محمد بن احمد بن قدامه المقدسی الجماعیلی، الصالحی، الحنبلی ہیں آپ کا خطاب شمس الدین اور کنیت ابومحمد ہے۔ دمشق میں پیدا ہوئے۔ اپنے باپ سے سنا، چچا سے فقہ پڑھی، محی الدین نووی نے ان سے سماعت کی۔ بڑے فقیہ، محدث، اصولی اور خطیب تھے۔ کچھ عرصہ قاضی رہے اور آخری عمر میں معزول ہوئے۔ ربیع الاول کے آخر میں دمشق میں وفات پائی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! عمر رضا کحاله، معجم المولفین، ص : 169/5۔

-34 الشرح الکبیر، ص : 577/4۔

-35 ابن قدامه المقدسی، الشرح الکبیر، م.ن ؛ والجزیری، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ص : 371/2۔

☆ الشرکة : شراکت وہ تعلق ہے جو ایسے اشخاص کے مابین ہوتا ہے جنہوں نے اپنا مال یا محنت یا ہنر کو ملا کر کسی کاروبار کے انجام دینے اور اس کے منافع کو آپس میں تقسیم کرنے کا باہم اقرار کیا ہو جس کو وہ سب چلاتے ہوں یا ان میں سے کوئی شخص ان سب کے لیے چلاتا ہو۔ پھر شراکت کا اطلاق محض عقد (Contract) پر ہونے لگا اگر چہ اس میں واقعتاً شراکت موجود نہ ہو.....Partnership۔ ملاحظہ ہو! قانون شراکت 1932ء بحوالہ تنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص : 387 ؛ وقلعه جی وقنیبی، معجم لغة الفقهاء، ص : 261۔

فقہاء مذاہب کی اصطلاح میں شراکت کی کئی قسمیں ہیں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! سعدی ابو حبیب، القاموس الفقهی، ص : 195-196، وتنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص : 379۔

-36 ابن قدامه المقدسی، ص : 577/4۔

-37 الجزیری، ص : 368/2۔

-38 الدسوقی، حاشیه علی الشرح الکبیر، ص : 296/2۔

-39 الجزیری، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ص : 368/2۔

-40 عبدالفتاح الحسینی، الاکراه واثره فی الاحکام الشرعیة، ص : 21 ؛ وکتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ص : 369/2۔

-41 ابن رشد (الحفید) (520---595ھ) آپ محمد بن احمد بن محمد بن رشد ابوالولید، فقیہ، مالکی، فلسفی، طبیب اور قرطبہ اندلس کے رہنے والوں میں سے ہیں۔ آپ نے ارسطو کے کلام کی طرف توجہ دی، عربی میں اس کا ترجمہ کیا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اوراس پر بہت سے اضافے بھی کئے۔ الحاد اور لادینی (Atheism) کا الزام بھی آپ پر لگا۔ جس کے نتیجہ میں مراکش جلاوطن کیے گئے۔ آپ کی بعض کتابیں نظر آتش کی گئیں، مراکش ہی میں آپؒ نے وفات پائی اور وہی دفن ہوئے۔ ابن الأبار کہتے ہیں: طب اور فقہ میں آپ کے فتاوی کا سہارا لیا جاتا تھا۔ آپ کے دادا ابولید محمد بن رشد (جو جد کے لقب سے مشہور ہیں) کے اور آپ کے درمیان فرق کو سمجھنے کے لیے آپ حفید کے لقب سے ملقب ہوئے۔

تصانیف : ''فصل المقال فی مابین الحکمة والشریعة من الاتصال'' ؛ ''تهافت التهافت'' فلسفہ میں ''الكليات'' طب میں ''بداية المجتهد ونهاية المقتصد ''فقہ میں اور ''حركة الفلك ''کے نام سے ایک رسالۃ ''فلكيات'' میں آپ کی تصنیفات ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے! الزركلی ، الاعلام ، ص : 213/6 ؛ وابن العماد الحنبلی ، شذرات الذهب ، ص : 320/4۔

-42 بداية المجتهد ، ص : 242/2؛ والجزيری ، كتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 369/2؛ نیز دیکھئے! الدردير، الشرح الصغير ، ص : 387/3۔

☆ الايداع : حفاظت کے لیے کوئی چیز کسی کے پاس رکھنے کو ''ایداع'' کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں ایداع نام ہے ''وضع الرجل ماله عند آخر ليحفظه له من غير آجر ۔ آدمی کا اپنا مال حفاظت کی غرض سے بغیر کسی اجرت کے دوسرے کے پاس رکھنا ایداع...(Deposition) کہلاتا ہے۔ ملاحظہ ہو! قلعه جی و قنيبی ، معجم لغةالفقهاء ، ص : 98 ؛ والجرجانی ، التعريفات ، ص : 31۔

☆ الاقراض : قرض دینے کو اقراض کہتے ہیں، دیکھئے! قلعه جی و قنيبی ، معجم لغةالفقهاء ، ص : 83۔

-43 الحر العاقلی ، وسائل الشيعه الی تحصيل مسائل الشريعه ، ص : 591/5؛ والطباطبائی ، الميزان فی تفسير القرآن ، ص : 181/4؛ والخمينی ، تحرير الوسيلة ، ص : 16/2۔

-44 ايضاً۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل دوم

غفلت ولاپروائی اور مغفل کے تصرفات

غفلت کالغوی مفہوم ہے توجہ اور ہوشیاری کا ختم ہونا اور سمجھ بوجھ کا کم ہوجانا "تَخلُّف الذکاء وقِلَّةُ الفطانة" توجہ اور ذہنی چستی معدوم ہونا اور سمجھ بوجھ کم ہوجانا۔"(1)

فقہ حنفی اور فقہ مالکی (2) میں غفلت سے مراد وہ بے توجہی اور سادہ لوحی (Naivety) ہے کہ اس کی وجہ سے ایک صحت منداور سلیم القلب شخص کو تصرفات نافعہ کرنے کا سلیقہ نہ آتا ہو اور مالی کاروائی اور تجارت میں نقصان اٹھاتا ہو"کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعة" میں ہے۔"الغفلة : ھی کون الشخص لا یھتدی الی التصرفات الرابحة فی بیعه وشرائه فیغبن فیھا لسلامة قلب ۔غفلت سے مراد یہ نہیں کہ شخص مفسد ہو بلکہ سلیم القلب بھولا سیدھا آدمی ہو جو مفید تصرفات کرنے کی سوجھ بوجھ نہ رکھتا ہو اور تجارت میں نقصان اٹھاتا ہو۔"(3) وضعی قوانین کے اعتبار سے ذمہ داریوں کو نبھانے سے متعلق ترک فعل اور ارتکاب فعل کے سلسلے میں ایسی بے خیالی اور بے توجہی (Absence of care or attention) برتنا جس کا مظاہرہ معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی نہ کرے "غفلت" ہے چنانچہ "Black's Law Dictionary" میں ہے

"Negligence the omission to do something which a reasonable man, guided by those ordinary considerations which ordinarily regulated human affairs, would do, or the doing of something which a reasonable and prudent man would not do.	غفلت کہتے ہیں کسی ایسی چیز کے ارتکاب کو (لاپروائی سے) چھوڑنے کو جو ایک معقول آدمی کہ معمولی سوجھ بوجھ رکھتا ہو جس سے عموماً انسانی زندگی کے معاملات باقاعدہ بنتے ہوں کرے گا یا (Negligence) ایسے چیزوں کے کرنے کا نام ہے جو ایک معقول اور مصلحت اندیش آدمی نہیں کرے گا۔"(4)

غرض! شرعی اور وضعی قوانین کے پیش نظر انسانی زندگی کے امور و معاملات میں جن معمولی احساسات اور توجہات سے باقاعدگی آتی ہو اور انسان جن کی مدد سے مالی کاروائیوں میں حسن و خوبی لاتا ہو ان کا مفقود ہوجانا "غفلت" ہے لہٰذا مغفل اور ذوالغفلة (Simple minded) وہ شخص ہو جس کے پاس پیش آمدہ مسائل و مشکلات کے حل کے لیے عمدہ ذہنی استعداد نہ ہو اور بوجہ بھولے پن و سادگی کے ملکیت کو بہتر طور پر استعمال و تصرف میں نہ لاسکتا ہو۔(5)

مُغَفَّل کے مالی تصرفات

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

بھولا سیدھا آدمی جو مالی امور چلانے کا تجربہ (Experience) نہ رکھتا ہو، اس ضمن میں اسے نفع ونقصان کی پہچان حاصل نہ ہو اور روزمرہ کے مالی معاملات جو عموماً معمول کے مطابق نمٹانا پڑتے ہوں ان میں بھی بوجہ سادہ لوحی دھوکہ کھا جاتا ہو تو حنفیہ اور مالکیہ کی رائے میں "سفیہ" کی طرح اس کے مالی تصرفات کو بھی اس کے مفاد کی حفاظت کے لیے "حجر" کیا جائے گا، چنانچہ فقہاء فرماتے ہیں: "**فیخدع صاحبها بسهولة ویلحقه الغبن فی معاملاته فیحجر علیه کالسفیه صیانتاً لما له ونظراًله لان اهل منقذ طلبوا من النبیؐ الحجر علیه فأقرهم علی ذٰلک ولم ینکر علیهم فدل علی انه مشروع ....وهورای جمهور الفقهاء** ۔ غفلت میں مبتلا آدمی بسہولت دھوکہ کھا جاتا ہے اور اسے معاملات میں نقصان لاحق ہو جاتا ہے تو اس پر (بھی) احمق کی طرح "حجر" لاگو کیا جائے گا اس کے مال کی صیانت وحفاظت کے لیے کیوں کہ حبان بن منقذ (6) کے گھر والوں نے نبی کریم ﷺ سے اس پر "حجر" عائد کرنے کا مطالبہ کیا۔ پس آپ ﷺ نے انہیں برقرار رکھا اور ان کے مطالبہ کو رد نہیں کیا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ (مغفل پر) "حجر" کرنا مشروع ہے اور یہ جمہور (حنفی اور مالکی) فقہاء کی رائے ہے۔" (7)

اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ "مغفل" کے مفادات کے تحفظ کی خاطر اس کے مالی تصرفات پر حاکم کی اجازت سے حجر کی پابندی عائد کی جائے گی جس کے بعد اس کے تصرفات اسی طرح نافذ العمل نہیں ہوں گے جیسے اوپر بے وقوف کے تصرفات کی شرعی حیثیت کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

عتہ، سفہ اور غفلہ: باہمی فرق

پہلے بخوبی معلوم ہوا ہے کہ "عُتہ" ایک نفسیاتی اور ذہنی بیماری کا نام ہے جو اگر کسی کو لاحق ہو جائے تو اس کی باتیں خلل پذیر اور تدبیر فاسد ہو جائے بعض باتیں پاگلوں جیسی کرتا ہے اور کچھ باتیں ہوش مندوں جیسی، اس کے برعکس رنج وغم اور فرح وسرور کے مواقع پر اختیار وارادہ کے باوجود ہلکا پن کے باعث خواہشات فاسدہ سے مغلوب ہو کر بے راہ روی میں مال خراب کرنا "سفاہت" ہے جب کہ غفلت (جیسا کہ معلوم ہوا) سادہ لوحی اور معاملات کی باریکیوں سے بے خبر ہونے کو کہتے ہیں۔ بھولا سیدھا آدمی مال ضائع نہیں کرتا بلکہ اسے مفید اور غیر مفید معاملات کی پہچان نہیں ہوتی اس لیے لین دین میں باسانی دھوکہ کھا جاتا ہے۔ چنانچہ "الجرجانی" اس ضمن میں لکھتے ہیں "**العته عبارة عن آفة ناشئه عن الذات توجب خلل فی العقل فیصیر صاحبه مختلط العقل فیشبه بعض کلامه کلام العقلاء وبعضه کلام المجانین، بخلاف السَّفه ، فانه لایشبه المجنون لکن تعتریه خِفَّة ، اما فرحاً واماغضباً۔** "عتہ" عبارت ہے ایسی آفت سے جو ذات سے پیدا ہوتی ہو اور عقل میں خرابی کا باعث بنتی ہو جس (کسی) کو یہ مرض لاحق ہو جائے اس کی باتیں گڈمڈ ہو جاتی ہیں پھر اس کی کچھ باتیں عاقلوں جیسی اور بعض باتیں دیوانوں جیسی ہوتی ہیں۔ اس کے برخلاف "سفاہت" ہے کہ وہ (سیفہ) مجنون کے مشابہ نہیں ہوتا لیکن غم اور خوشی میں اسے ہلکا پن لاحق ہو جاتا ہو۔" (8) "**کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه**" میں اس فرق کو اس طور پر واضح کیا گیا ہے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

''والسفيه هو المفسدلماله بالقصد والاختيار لتغلب الشهوات الفاسده عليه واتباعه الغى والهوى اماذو الغفلة والمغفل ، فهو لايفسد ماله قصداً ولا ينقد لشهواته ، ولكنه يخدع بسهولة فيستطيع الناس أن يغبنوه فى ماله وليس هو المعتوه : لان المعتوه يخلط فى كلامه۔	حماقت زدگی والا وہ ہے جو فاسد خواہشات کے غلبہ اور بے راہ روی اور خواہشات کی پیروی میں ارادہ و اختیار سے اپنا مال خراب کرے۔تاہم غفلت والا اپنے مال کو جان بوجھ کر ضائع نہیں کرتا اور نہ خواہشات کا اتباع کرتا ہے مگر بسہولت دھوکہ کھا جاتا ہے اور لوگ مال میں اس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور وہ معتوہ نہیں ہوتا کیوں کہ معتوہ باتوں میں خلط ملط ہوتا ہے۔''(9)

الحاصل! غفلت ، سفہ اور عتہ مفہوم کے اعتبار سے باہم جدا جدا ہیں،مزید برآں مغفل اس لحاظ سے بھی حماقت زدہ سے مختلف ہے کہ یہ اپنے مال کو بلاضرورت خرچ نہیں کرتا اور نہ اپنے ارادہ اور اختیار سے نفسانی خواہشات کی پیروی میں صرف کرتا ہے اس کے برعکس ''سفیہ '' قصداً مال کو برباد کرتا ہے اور خواہشات نفسانی کی تکمیل میں بے جا اڑا کر اسے ضائع کرتا ہے البتہ دونوں عاقل بالغ ہوتے ہیں لیکن ان کو ملکیت میں آزادانہ تصرف کرنے کا حق دینے میں ان کی املاک کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے اس لیے دونوں کے مال کی حفاظت وصیانت اور ان کے مفادات کی نگرانی کے لیے حاکم اور عدالت ان پر ''حجر '' کی پابندی عائد کرنے کا فیصلہ صادر کرے گی جس کے نتیجہ میں ان کے مالی تصرفات حجر کی پابندی کے زیر اثر ہوں گے۔

مغفل اس حوالے سے بھی معتوہ سے مختلف ہوتا ہے کہ مغفل کی بات چیت میں کوئی خلل (Defect) نہیں ہوتا اور نہ اس کی عقل میں کوئی گڑ بڑ ہوتی ہے اور معتوہ وہ ہوتا ہے جس کی عقل میں خرابی اور کلام میں اختلاط ہو۔ مغفل کے مقابلہ میں معتوہ کے مالی تصرفات کا وہی حکم ہے جو پہلے صبی غیر ممیز اور مجنون کے مالی تصرفات کا بتایا جا چکا ہے۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 332۔

2- جیسا کہ بخوبی معلوم ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کسی عاقل پر پابندی لاگو کرنے کے حق میں نہیں ہیں اس لیے مغفل آپؒ کے نزدیک محجور التصرف نہیں ہوگا۔ ملاحظہ ہو! ابن عابدین ، رد المحتار ، ص : 147/6۔ جبکہ شافعیہ، حنابلہ اور شیعہ مالی امور میں تصرف کے سلسلے میں غفلت ولا پرواہی برتنے کی اصل وجہ سفاہت قرار دیتے ہیں اس لیے غفلت کی سفاہت سے علیحدہ اور کوئی تعبیر نہیں کرتے ہیں تاہم حنفیہ میں ابو یوسف و محمد اور مالکیہ کے ہاں غفلت سفاہت سے الگ مفہوم رکھتا ہے اگر چہ سفیہ اور مغفل کے تصرفات سے متعلق احکام میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا۔ دیکھئے! الزحیلی ، الفقه الاسلامی و ادلته ، ص : 447/5-448۔

3- الجزیری ، ص : 273/2 ؛ والحصکفی ، الدرالمختار، ص : 93/4 ؛ والجرجانی ، التعریفات ، ص : 114۔

4- Henry Campbell Black, P: 32 and; Noshirvan Advocate, THE LAW OF TORT, P: 134 ؛ وتنزیل الرحمن ،قانونی لغت، ص : 359؛ولیاقت علی، اسلام میں قانون ٹارٹ کا تصور، ص: 43۔

5- قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 444 ؛ والدردیر، الشرح الصغیر ، ص : 947/4۔

6- حَبَّان بن منقذ : حبان بن واسع بن حبان بن منقذ بن عمرو بن خنساء بن مبذول بن عمروبن غنم بن مازن انصاری، مدنی، صحابی رسول ﷺ ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش معلوم نہیں ہے۔ احد اور بعد کی جنگوں میں شریک ہوئے آپ کا نام روات حدیث کے طبقہ خامسہ میں شامل ہے نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا تھا جب خرید ا یا بیچا کرو تو کہہ دیا کرو دھوکا نہیں۔ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں آپؓ نے وفات پائی۔ابن الاثیر ، اسد الغابة، ص : 365/1۔

7- تفصیل کے لیے دیکھئے! الحصکفی ، الدرالمختار ، ص : 93/4 ؛ والزیلعی ، تبیین الحقائق ، ص : 194 ؛ والکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 169/7 ؛ والطوری ، تکملة البحر، ص : 150/8؛ وابن عابدین ، ردالمحتار ،ص : 148/4 ؛ ونظام الدین وجماعته من علماءِ الهند ، الهندیة ، ص : 1311/3 ؛ والدردیر ، الشرح الصغیر، ص : 393/3 ؛ والشرح الکبیر ،ص : 297/3؛ وعبدالفتاح الحسینی، الاکراه واثره فی الاحکام الشرعیة ، ص : 22۔

8- التعریفات ، ص : 105 ؛ والزرقا ، المدخل الفقهی العام، ص : 797/2۔

9- الجزیری ، ص : 273/2۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل سوم
مرض الموت اور مریض مرض الموت کے مالی تصرفات

اَلْـمَـرَض : مَرَض َ کا مصدر ہے جس کی جمع اَمْرَاض ہے۔ فسادِ مزاج اور خرابی صحت کا نام مرض ہے(1) یعنی انسانی جسم کی غیر طبعی کیفیت خصوصاً جب مرض بہت شدید ہو اور جس میں مریض کو اپنی موت کا ظن غالب ہو مرض الموت کی حیثیت رکھتا ہے۔ ''الـقـامـوس الفقھی'' میں ہے۔''مرض الموت: ھو المرض الذی یغلب منه الموت ، وان کان المریض یخرج من البیتِ ۔ وعلیه الـفـتـویٰ ۔ مرض الموت سے مراد ایسا مرض ہے جس میں مرجانے کا غالب گمان ہو، اگرچہ مریض (اپنے) گھر سے باہر نکلتا ہو اور فتویٰ اسی پر ہے۔''(2)

فقہاء نے قیاس کے طریقے سے اس میں ایسی حالتوں کو بھی شامل کیا ہے جن میں انسانی نفس کو ہلاکت لاحق ہوسکتی ہے مثلاً جنگ کے لیے جاتے ہوئے ،اس سلسلے میں اصل علت موت کا خوف ہے۔ یہ خوف جہاں بھی پایا جائے گا وہاں ''مرض الموت'' کا حکم لگایا جائے گا۔(3)

مریض مرض الموت کے تصرفات

فقہائے مذاہب اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ مرض موت کا تقاضا ہے کہ مریض کے بعض تصرفات پر پابندی لاگو کی جائے تا کہ ورثا اور قرض خواہوں کے حقوق جو اس کے مال سے وابستہ ہو چکے ہیں وہ محفوظ رہیں''قـد اتـفـق الـفـقـهاء علی ان مرض الموت یـقـتـضـی الحجر علی صاحبه فی بعض تصرفاته محافظة علی حقوق الورثة والغرماء☆ فیحجر علیه فیما زاد علی ثلث ترکته واذا تبرع بما زاد عن الثلث فحکمه حکم الوصیة اذا مات ۔ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرض موت کا تقاضا ہے کہ ورثا اور قرض خواہوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے مریض کے بعض تصرفات کو''حجر'' کیا جائے چنانچہ اپنے پیچھے چھوڑنے والے مال کے ایک تہائی سے زیادہ میں اس کے تصرف کو نافذ العمل ہونے سے روکا جائے گا اور اگر وہ ایک ثلث سے زائد (مال) مفت میں دے گا تو اس کی موت کے بعد اس (مال) کا حکم مالِ وصیت جیسا ہوگا۔''(4)

جو کوئی شخص ایسا علیل ہو کہ اس کے بچنے کی کوئی توقع باقی نہ رہے اور ایسی حالت میں وہ اپنے مال میں سے کوئی شے کسی کو ہبہ کر دے یا یہ اقرار کر دے کہ اس کے ذمہ فلاں شخص کا اس قدر روپیہ قرض ہے یا کسی کو اپنا مال مفت میں دینے کی اور صورتیں اختیار کرے مثلاً وقف (Endowment)☆ اور صدقہ کر دے تو اس کے ایسے تمام تصرفات انشائیہ پر وصیت کے احکام جاری ہوں گے جو اس کے ترکہ کی ایک تہائی میں نافذ العمل ہوسکیں گے۔ چنانچہ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کی رائے اس بارے میں یہی ہے۔''الـفـقـه الاسلامی وادلته '' میں ہے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

''والذی یحجر بہ علی مریض الموت : ھو تبرعاتہ فقط فیمازادعن ثلث ترکتہ ، فیحجر علی مریض ، فی تبرع کھبة وصدقة ووقف وبیع محاباة ☆، وبیع مشتمل علی غبن، فیما یزید عن ثلث مالہ ، ای ان حکم تبرعاتہ کحکم وصیتہ، تنفذ من الثلث ، وتکون موقوفة علی اجازة الورثة☆ فی الزائد عن الثلث ۔

مریض مبتلاء مرض الموت کے جن مالی تصرفات کو''حجر'' کیا جائے گا وہ ہیں: اپنے پیچھے چھوڑنے والے مال کا ایک تہائی سے زائد حصہ (زندگی میں کسی کو) مفت میں دینا ۔ پس مریض کے ہبہ، صدقہ، وقف اور ایسی بیع جس میں اس نے چشم پوشی اختیار کی یا وہ نقصان پر مشتمل ہو کو اس کے مال کے ایک تہائی سے زائد حصہ میں نافذ العمل ہونے سے روکا جائے گا یعنی اس کی طرف سے بلاعوض مال دیئے جانے کا حکم وصیت کے حکم جیسا ہے جو ایک تہائی میں نافذ ہوگا اور ثلث سے زائد میں اس کے ورثا کی اجازت پر موقوف ہوگا۔''(5)

جمہور سنی فقہاء کی طرح شیعیہ کا بھی اس سلسلے میں موقف یہی ہے کہ مرض الموت میں مبتلا مریض اپنے مال کی ایک تہائی سے زیادہ مقدار کو ہبہ، صدقہ، وقف اور مالی ذمہ داری سے بری الذمہ کر دینے کی شکل میں (بلاعوض) کسی کو نہیں دے سکتا، چنانچہ ان کی معتمد کتب میں ہے''المریض محجور علیہ فی الوصیة بمازادعن الثلث فلا یصح اقرارہ وھبتہ وغیر ذلک ویجوز من ثلث مالہ ۔ مریض کا (مال کے) ایک تہائی سے زائد کی وصیت کرنے پر حجر کی پابندی عائد ہے تو اس کا (ایک ثلث سے زائد میں کسی کے لیے مال کا) اقرار کرنا، اور اسی طرح مال کسی کو بخشنا وغیرہ صحیح نہیں ہوتا اور مال کے ایک ثلث میں جائز ہوتا ہے۔''(6)

مختصراً یہ کہ فقہائے اسلام اس بارے میں متفق الرائے ہیں کہ مرض موت میں مبتلا شخص اپنے مال میں ایک تہائی سے زائد تصرفات کرنے کا اختیار نہیں رکھتا خواہ ہبہ، صدقہ اور وقف وغیرہ کی شکل میں ہوں یا نقصان پر مشتمل خرید و فروخت کی صورت میں ۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 422۔

2- سعدی ابوحبیب ، ص : 343 ؛ و لجنة مولفة من العلماء والفقها ، مجلة الاحكام العدلية ، م 1595، ص : 314؛ والدسوقی ، حاشیه علی الشرح الکبیر ، ص 306/3؛ والبزدوی ، کشف الاسرار، ص : 281-283/3 ؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی و ادلته ، ص : 450/5؛ وعلی الخفیف ، احكام المعاملات الشرعية ، ص : 104-105۔

3- عبدالمالک عرفانی، اسلامی نظریۂ ضرورت ، ص : 81؛ معجم لغة الفقهاءِ ص : 422پر مرض الموت کی فقہی تعریف:العلة المعقدة المتصلة بالموت . پیچیدہ مرض جو متصل بالموت ہو(Final illness) سے معلوم یہی ہوتا ہے کہ مرض موت وہ ہے جو مریض کو موت سے ہم کنار کردے۔

☆ الغرماء ؛ غریم کی جمع غرماء ہے یہ لفظ دو معنوں میں مشترک ہے اس کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے جس کا کسی پر قرض ہو اور اس پر بھی جس پر کسی کا قرض ہو۔سیاق وسباق کے حوالے سے معنی مراد کی تحدید کی جاتی ہے۔ دیکھئے! قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاءِ ، ص : 331 ؛ وسعدی ابوحبیب ، القاموس الفقهی، ص : 273۔

4- عبدالفتاح الحسینی، الاكراه واثره فی الاحكام الشرعية ، ص : 22 ؛ والمرغینانی ، الهداية ، ص : 226/3؛وعلی الخفیف ، احكام المعاملات الشرعية ، ص : 107 ؛ والدردیر ، الشرح الكبير ، ص : 206/3 ؛ والشرح الصغير ، 399/2-302 ؛ والشربینی الخطیب، المغنی المحتاج ، ص : 165/2؛ وابن جزی، القوانين الفقهيه، ص : 322؛ وابن قدامه المقدسی ، الشرح الكبير ، ص : 578/4 ؛ والبهوتی ، کشاف القناع ، ص : 404/2؛ والطباطبائی، رياض المسائل ، ص : 592/1 ؛ والخمینی ، تحرير الوسيلة ص : 22/2۔

☆ المُحَاباة : حابایحابی حباءً سے المحاباة ہے،جس کا لغوی مفہوم ہے؛اختصاص الشخص بشئی دون غیره من اقرانه : الميل اليه ۔لفظی اعتبار سے محاباۃ کہتے ہیں: تنہا ایک شخص کو اس کے دیگر ساتھیوں کے علاوہ کچھ عطاء کرنے کو....Specialization۔

شریعت میں ''محاباۃ'' کے معنی ہیں؛ اعطاء احد المتماثلين اوالحط عنه اكثر من الاخرين بغير وجه صحيح كالهبه لأحد اولاده دون بقيتهم من غير مبرر لذالك....Nepotism۔یکساں حیثیت کے لوگوں میں سے کسی ایک کو کچھ عطاء کرنا یا دوسروں کے مقابلہ میں بغیر کسی جائز وجہ کے اسے کم دے دینا مثلاً اولاد میں باقیوں کو چھوڑ کر کسی ایک کو وجہ جواز کے بغیر کوئی قیمتی چیز ہبہ کردینا۔ ملاحظہ ہو! قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 407۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

☆ الوَرَثَة : وَرِث سے اسم فاعل ہے وارث کی جمع وَرَثَہ ہے ؛ عرف شریعت میں وارث وہ ہے جس کی طرف میت کا مال اللہ کی جانب سے اس کو مالک بنائے جانے کے سبب منتقل ہو....Inheritor۔ دیکھئے! قلعہ جی وقنیبی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 497۔

5- الزحيلی ، ص : 451/5 ؛ نیز دیکھئے! المرغينانی ، الهدايه ، ص : 341/3؛ والحصكفی ، درالمختار ، ص : 398/4 ؛ والدردير ، الشرح الكبير ، ص : 206/2 ؛ والشرح الصغير ، ص : 399/2 ؛ والدسوقی ، حاشية على الشرح الكبير ، ص : 306/3 ؛ والشربينی الخطيب ، المغنی المحتاج ، ص : 165/2؛ وابن جزی ، القوانين الفقهيه ، ص : 322 ؛ وابن قدامه المقدسی ، الشرح الكبير على متن المقنع ، ص : 578/4 ؛ والبهوتی ، كشاف القناع ، ص : 404/2۔

6- الطوسی ، النهايه ، ص : 6/8؛ والطباطبائی ، رياض المسائل ، ص : 592/1 ؛ وجعفر بن الحسن ، شرائع الاسلام فی مسائل الحلال والحرام ، ص : 260/2 ؛ و الكليبی ، الفروع من الكافی ، ص : 126-119 ؛ والخمينی ، تحرير الوسيلة ، ص : 22/2-23۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل چہارم

رہن و حجر اور جائیدادِ مرہونہ میں راہن کے تصرفات

اَلرَّھْنُ : کی جمع رھان ورُھن ہے؛ جس کے لغوی معنی ہیں''الثبوت والدوام والحبس ۔ قائم رہنا، پابندی کرنا اور مقید کرنا۔''(1) قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے{كُلُّ امْرِىٍٔ بِماَ كَسَبَ رَهِيْن} ہر شخص اپنے اعمال میں پھنسا ہوا ہے۔''(2)

فقہائے اسلام نے''رَھــن'' کا شرعی اور اصطلاحی مفہوم یہ بیان کیا ہے: کسی چیز کو کسی مطالبہ، یا قرض کے بدلے میں اس لیے روک لینا کہ وہ حقِ مطالبہ یا قرض وصول ہو جائے مارا نہ جائے چنانچہ''لغة الفقهاء ''میں ہے''توثيق دَين بعين، ای : حبس شيء مالي ضمانا لحق الغير ...قرض کو نقد مال کے ذریعہ مظبوط بنانا، یعنی دوسرے کے حق کی ضمانت (Guarantee) کے طور پر کسی مالی چیز کو روکے رکھنا۔''(3)

رہن اور حجر

رہن اور''حجر'' میں مناسبت اس لحاظ سے ظاہر ہے کہ دونوں میں روکے رکھنے کا مفہوم موجود ہے تاہم رہن میں رہن رکھنے والے (Mortgagor) اور رہن لینے والے (Mortgage Lender) کی مرضی شامل ہوتی ہے جب کہ''حجر'' کی پابندی مجور کی رضا (Consent) سے اس پر لاگو نہیں ہوتی۔(4)

جائیدادِ مرہونہ (Mortgaged property) میں تصرفات

مرہونہ شے میں رہن رکھنے والے مقروض کے تصرفات کے بارے میں فقہائے مذاہب کی آراء ذیل میں درج کی جاتی ہیں

حنفیہ : فقہائے احناف کا اس ضمن میں یہ موقف ہے کہ مرہونہ چیز کا اصلی اور حقیقی مالک اگر چہ راہن ہے لیکن اس کے ساتھ مرتہن کا حق اور مطالبہ وابستہ ہو چکا ہے اس لیے راہن اس بات کا پابند ہے کہ وہ مرتہن کی اجازت کے بغیر مرہونہ میں تصرف نہ کرے۔ ابــو جعفر الطحاوی (5) فرماتے ہیں''للمرتهن☆ حبسه ومنع مالكه منه حتى يستو في دينه ۔ مرتہن کو مرہونہ شے روکے رکھنے اور اس کے مالک کو اس میں تصرف کرنے سے منع کرنے کا اس وقت تک حق حاصل ہے جب تک وہ (راہن) اس (مرتہن) کا قرض پورا پورا ادا نہ کرے۔''(6) نیز''المرغيناني ''رقم طراز ہیں ''وليس للمرتهن ان يبيعه الا برضاء الراهن لانه ملكه ومارضى ببيعه وليس للراهن ان يبيعه الابرضا المرتهن لان المرتهن احق بما ليته من الراهن ۔ مرتہن کو راہن کی خوشنودی کے بغیر مرہون بیچنے کا اختیار حاصل نہیں کیوں یہ اس کی ملکیت ہے جس کی فروخت پر وہ راضی نہیں اور نہ راہن کو مرتہن کی رضا حاصل کیے بغیر یہ (آزادانہ) حق حاصل ہے کہ وہ شے مرہونہ فروخت کرے کیوں کہ مرتہن اس کی مالیت کا راہن سے زیادہ حق دار ہے۔''(7) اور''مــجلة الاحكـام العدلية ''میں ہے کہ اگر رہن رکھنے والا رہن لینے والے کی مرضی کے بغیر مرہونہ چیز بیچ ڈالے تو بیع کی صورت میں اس کا یہ تصرف نافذ العمل ہوتا ہی نہیں''ولو باع الراهن☆ الرهن بدون رضى المرتهن لاينفذ ۔ اگر راہن مرتہن کی مرضی حاصل کیے بغیر مرہونہ چیز فروخت

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کردے تو (اس کا یہ تصرف بھی) نافذ ہوتا نہیں۔'' (8)

جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ راہن کو کہ اپنی ملکیت میں تصرف کرتا ہے جو اس کے لیے جائز ہونا چاہیے لیکن اس کے ساتھ چوں کہ مرتہن کا حق (یعنی قرض کا دفاع) متعلق ہو چکا ہے اس لیے اس کی اجازت کے بغیر راہن کو مرہونہ میں ایسے تصرفات سے روکا جائے گا جو مرتہن کے حقوق کو پامال کرے۔ (9)

مالکیہ اور شافعیہ : حنفیہ کی طرح مالکیہ اور شافعیہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ جب تک راہن مرتہن کا قرض پورا پورا ادا نہ کردے تب تک اس پر یہ پابندی برقرار رہے گی کہ وہ مرہونہ میں کوئی تصرف نہ کرے چنانچہ وہ مرتہن کی اجازت کے بغیر نہ تو اس کو فروخت کرسکتا ہے اور نہ اس میں کوئی اور ایسا تصرف کرنے کا حق رکھتا ہے جو اس (مرتہن) کی مرضی کے خلاف ہو۔ ابن رشد ''بدایة المجتهد'' میں لکھتے ہیں ''**اما حق المرتهن فی الرهن فهو ان یمکسه حتی یودی الراهن ماعلیه**۔ مرہونہ چیز میں مرتہن کا حق یہ ہے کہ وہ اس وقت تک اس کو اپنے پاس روکے رکھے جب تک راہن قرض لوٹا نہ دے۔'' (10)

بدایة المجتهد کی مسطورہ بالا عبارت اور اس طرح ''**مدونة الکبریٰ**'' کے الفاظ سے بھی عیاں ہوتا ہے کہ راہن کو مرہونہ میں مرتہن کی مصلحت اور اجازت کے خلاف کسی قسم کے تصرف کا اختیار حاصل نہیں اور مرتہن کو جب تک کہ راہن قرض لوٹا نہ دے یہ حق حاصل ہے کہ وہ مرہونہ کو اپنے پاس روکے رکھے اور راہن کو اس میں تصرف نہ کرنے دے۔ (11) ''**رحمة الامه فی اختلاف الائمه**'' میں شافعی فقہاء کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا ہے۔ ''**لایجوز للمرتهن ان یبیع المرهون** ☆ **بل یبیعه الراهن بأذن المرتهن**۔ مرتہن کے لیے جائز نہیں کہ وہ مرہون کو فروخت کردے بلکہ راہن اس کو مرتہن کی اجازت سے فروخت کرے۔'' (12)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر مرتہن شے مرہونہ راہن کی اجازت کے بغیر بیچ نہیں سکتا تو راہن (یعنی مرہونہ کے اصل مالک) پر بھی یہ پابندی عائد ہوتی ہے کہ وہ مرتہن کی مرضی حاصل کیے بغیر اس کو فروخت نہ کرے نیز ''**المجموع شرح المهذب**'' میں ''نووی'' (13) فرماتے ہیں ''**کالرهن لایصح تصرف الراهن به**۔ جیسے مرہونہ چیز (کہ) اس میں راہن کا تصرف کرنا صحیح نہیں ہوتا۔'' (14)

شیعہ : فقہ شیعی کے رو سے بھی راہن کے لیے جائز نہیں کہ وہ مال مرہون میں تصرف کرے چنانچہ شیعہ کی معتمد فقہی کتب میں ہے ''**ولایجوز للراهن ان یتصرف فیمارهنه لتعلق الحق به ، فأن کان الرهن داراً لم یجز له ان یسکنها ولا یبیعها ولا أن یواجرها وان کان ارضاً، لم یجزله زراعتها ولا بیعها ولا اجارتها**۔ راہن کے لیے جائز نہیں کہ جو چیز اس نے رہن رکھی ہو اس میں تصرف کرے کیوں کہ اس کے ساتھ حق وابستہ ہے، اگر شے مرہون گھر ہو تو اس میں سکونت اختیار کرنا، اس کو بیچنا اور اسے اجرت (کرایہ) پر دینا جائز نہیں اور اگر زمین ہے تو راہن مجاز نہیں ہے کہ اسے کاشت کرے یا اجرت پر دے اور یا فروخت کرے۔'' (15)

حاصل بحث یہ ہوا کہ فقہائے اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ رہن رکھنے والے نے اگر اپنی کوئی مالی چیز رہن لینے والے کے پاس اس کے حق (قرض) کی ضمانت کے طور پر رکھوائی ہو تو گو کہ وہ مرہون کا اصل مالک ہے لیکن اس وقت تک اس میں اس کے تصرفات پر پابندی عائد رہے گی جب تک وہ مرتہن کا قرض واپس نہ کردے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- قلعہ جی و قنیبی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 227؛ وسعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 145؛ والجرجانی ، التعریفات ، ص : 82۔

2- الطور : 21۔

3- ایضاً ؛ ولجنة مولفة من العلماء و الفقهاء ، مجلة الاحکام العدلیة ، م 701، ص : 133؛ نیز ملاحظہ ہو! تنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص : 353 ؛ والعینیی ، رمزالحقائق ، ص : 269/4۔

4- اعزازعلی، حاشیہ علی مختصر القدوری ، ص : 107۔

5- الطحاوی (239---311) طحاوی کا نام احمد بن محمد بن سلامه الأزدی اور کنیت ابوجعفر ہے، مصر کی ایک بستی ''طحا'' کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ''طحاوی'' کہلائے۔ آپؒ امام، فقیہ اور حنفی المسلک تھے۔ اور مزنی صاحب شافعی کے بھانجے تھے۔ پہلے پہل آپ نے فقہ مزنی سے پڑھی۔ ایک روز مزنی نے ان سے کہا ''بخدا تو کامیاب نہیں ہوا'' اس پر غصہ ہو کر مزنی کے پاس سے چلے گئے اور حنفی فقہ پڑھی۔ آپ کو فقہاء کے جملہ مذاہب کا علم حاصل تھا۔

تصانیف : ''احکام القرآن'' ؛ ''معانی الاثار'' ؛ ''شرح مشکل الاثار'' ؛ ''النوادرالفقهیه'' ؛ ''العقیده'' اور ''الاختلاف بین الفقهاء'' آپ کی تصانیف ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے! عبدالحی ، الفوائد البهیه ، ص : 17 ؛ وابن کثیر ، البدایة والنهایة ، ص : 174/11؛ والزرکلی ، الاعلام ، ص : 196/1.

6- معانی الآثار ، ص : 200/2.

7- ص : 522/4 ؛ والعینیی ، رمزالحقائق ، ص : 269۔

8- لجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، م747 ، ص : 141 ؛ والسنهوری ، الوسیط ، ص : 502/8۔

9- محمد حنیف گنگوہی ، الصبح النوری، شرح اردو مختصر القدوری ، ص : 330۔

10- ص : 238/2۔

11- مالك الامام ، ص : 298/5-299۔

12- محمد بن عبدالرحمان الشافعی ، ص : 149۔

13- النووی (631---- 676ھ) آپ یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن، النووی یا النواوی ہیں ابوزکریا آپؒ کی کنیت اور محی الدین آپؒ کا خطاب ہے۔ جنوبی دمشق کے علاقہ حوران کی بستی نوی کے باشندے تھے۔ فقہ شافعی نیز حدیث اور لغت کے بہت بڑے عالم تھے، دمشق میں تعلیم حاصل کی اور ایک زمانہ تک وہی اقامت پذیر رہے۔

تصنیفات : ''المجموع شرح المهذب'' ؛ ''روضة الطالبین'' اور ''منهاج شرح صحیح مسلم بن

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

الحجاج'' آپ کی تصانیف میں شامل ہیں۔ دیکھئے! السبکی ، طبقات الشافعیہ ، ص : 165/5؛ والزرکلی ، الاعلام ، ص : 184/9؛ وابن قاضی شھبة، طبقات الشافعیہ ، ص : 116/2۔

14- المجموع شرح المھذب ، ص : 287۔

15- احمد بن یحییٰ المرتضیٰ ، البحر الزخار، ص : 88؛ والطوسی ، النھایة فی مجرد الفقه والفتویٰ ، ص : 433۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل پنجم

ارتداد اور اموال میں مرتد کے تصرفات

ارتـــداد کے لفظی معنی کسی شے سے پلٹ جانے کے ہیں اور اصطلاحاً اس کا مفہوم ہے مسلمان کا اسلام سے پھر جانا اور لوٹ جانا ''الخروج عن الاسلام باتیان مایخرج عنه قولاً او اعتقاداو فعلاً۔ایسی باتیں کہنا، ان کا اعتقاد رکھنا یا کرنا جو اسلام سے خارج کردے رِدّت اور ارتداد کہلاتا ہے...Apostasy۔''(1)

ارتداد دراصل اسلام سے کفر کی طرف انتقال کا نام ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ مرتد دین معین کی طرف پلٹے یا کوئی دین ہی اختیار نہ کرے ان تمام صورتوں میں وہ مرتد کہلائے گا اور اس پر ارتداد کے احکام مرتب ہوں گے۔''(2)

اموال میں مرتد کے تصرفات

ابو حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ نے شافعیہ کے واضح قول کے مقابلے میں مرتد کے اموال سے متعلق یہ موقف اختیار کیا ہے کہ محض مرتد ہونے پر مال سے اس کی ملکیت ختم نہیں ہوجائے گی بلکہ معلق رہے گی اگر رِدّت کی حالت میں مرا یا مارا گیا تو مال پر اس کی ملکیت ختم ہوئی اور اس کا مال مالِ غنیمت بن گیا''موسوعة الفقهيه''میں ہے

''ذهب المالكية والحنابلة وابو حنيفه غير الشافعية فی الاظهر الی ان ملک المرتد لا يزول عن ماله بمجرد ردته ، وانما هوموقوف علی ماله فان مات اوقتل علی الردة زال ملكه وصار فيئا☆ وان عاد الی الاسلام عاد اليه ماله ، لأن زوال العصمة لايلزم منه زوال الملک ولاحتمال العود الی الاسلام۔

شافعیہ کے واضح وشائع مذہب کے علاوہ مالکیہ، حنابلہ اور ابو حنیفہ مرتد کے اموال سے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ مرتد کے مال پر سے اس کی ملکیت محض مرتد ہونے سے ختم نہیں ہوتی بلکہ موقوف و معلق ہوتی ہے اگر وہ ردت کی حالت میں مرا یا مارا گیا تو اس کی ملکیت ختم ہوئی اور مال اس کا مال غنیمت بن گیا۔ کیوں کہ عصمت کے خاتمے سے ملک کا زائل ہونا لازم نہیں ہوتا اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ وہ اسلام کی طرف واپس آجائے۔''(3)

اسی وجہ سے اس پر حجر کی پابندی لاگو ہوگی اور اموال میں تصرف کرنے سے روکا جائے گا، اور وہ اگر کوئی تصرف کرے گا بھی تو وہ موقوف ہوگا پھر اگر اس نے اسلام قبول کیا تو اس کا تصرف درست قرار دیا جائے گا اور اگر اسلام دوبارہ لانے سے قبل قتل ہوا یا اپنی موت مرا تو اس کا تصرف بے کار گیا۔ چنانچہ''الموسوعة الفقهيه''ہی میں ہے''وبناء علی ذلك يحجر عليه ويمنع من التصرف ، ولو تصرف تكون تصرفاته موقوفة فان اسلم جاز تصرفه ، وان قتل اومات بطل تصرفه وهذاعند المالكية والحنابلة وابی حنيفة ۔ اس بنیاد پر اس کو حجر کیا جائے گا اور تصرف سے اس کو منع کیا جائے گا، اور اگر وہ تصرف کرے گا (بھی)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تو اس کے تصرفات موقوف ہوں گے، پھر اگر اس نے اسلام قبول کیا تو اس کا تصرف کرنا درست ہوگا اور اگر مارا گیا یا خود مرا تو اس کا تصرف باطل ہوا یہ مالکیہ، حنابلہ اور ابوحنیفہ کے نزدیک ہے۔" (4) ابو یوسف، محمد اور شافعیہ کہتے ہیں کہ مرتد ہونے سے ملک زائل نہیں ہوتی اور نہ اس میں تصرف کرنا اسلام لانے تک موقوف اور معلق ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آزاد اور عاقل بالغ ہونے کے باعث حالت اسلام میں مال پر اس کی ملک ثابت تھی اور کفر ملک کی نفی نہیں کرتا لہٰذا امام ابو یوسف اور شافعیہ کے رائے میں اسلام کی طرح حالت کفر میں بھی مرتد (Apostate) اپنے مال میں بغیر کسی قید کے عمل دخل کرنے کی اہلیت رکھتا ہے تاہم امام محمد فرماتے ہیں "**یجوز تصرفه تصرف المریض مرض الموت لان المرتد مشرف علی التلف ، لانه یقتل فاشبه المریض مرض الموت** ۔ مرتد کا (مال میں) تصرف کرنا مریض مرض الموت کے تصرف کی طرح جائز ہے کیوں کہ مرتد ہلاکت کے قریب ہوتا ہے، وہ قتل کیا جائے گا پس وہ مریض مرض الموت کے مشابہ ہوا۔" (5)

اسلام سے انحراف کرنے اور پھر اس پر قائم رہنے کی سزا قانون شریعت کے رو سے ایک اسلامی ریاست میں یہ ہے کہ اسلام سے برگشتگی اختیار کرنے والے شخص کو قتل کیا جائے، چنانچہ اسلام کی اصل راہ عمل سے ٹل جانے والا جب تک رِدَّت پر ڈٹا ہوا ہے تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ مذہب سے روگردانی کرنے کی کڑی سزا (قتل) کا انتظار کر رہا ہے اور اس طرح قریب المرگ ہے جس طرح مرض موت میں مبتلا مریض لہٰذا امام محمدؒ کے خیال میں مرتد کے مالی تصرفات کا شرعی حکم وہی ہوگا جو مریض مرض الموت کا ہے یعنی مال کی ایک مخصوص مقدار سے زائد میں اس کے تصرفات پر پابندی عائد ہوگی۔

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اسلام قبول کرنے سے زیادہ کوئی اطاعت و فرمان برداری، نیکی اور بھلائی نہیں اور نہ کفر اختیار کرنے سے بڑھ کر کوئی تمرد اور عصیان ہے۔ اس اعتبار سے جو شخص احکامات الٰہیہ کے سامنے سرتسلیم خم کرنے سے انکاری ہوا اور سرکشی اور گناہ گاری کا طرز عمل اپنایا ہوا ہو تو بعید نہیں کہ اس کے اموال جب تک کہ وہ راہ راست پر نہیں اتا اگر اس کی تحویل میں دیئے گئے تو وہ اسے مسلمانوں کے خلاف اور اسلام دشمن قوتوں کو تقویت پہنچانے کے لیے استعمال کر دے گا۔ لہٰذا مرتد کے اموال اور تصرفات کے سلسلے میں اول الذکر فقہاء (ابوحنیفہ، مالکیہ اور حنابلہ) کی رائے جو لگتا ہے کہ علت مذکورہ سے معلل ہے زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 147؛ وقلعه جی وقنیبی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 221۔

2- تنزیل الرحمٰن، قانونی لغت ، ص : 221۔

☆ اَلفیئُ ء:اس کی جمع أفیاء اور فیوء ہے یہ فاء کا مصدر ہے جس کے لفظی معنی لوٹنے کے ہیں۔
شریعت کی نظر میں فیئ ء اس مال کا نام ہے جو جنگ وقتال کیے بغیر کافروں سے لیا جائے۔دیکھیے! قلعه جی وقنیبی ، معجم لغة الفقهاء ، ص :351۔

3- وزارة الاوقاف و الشؤن الاسلامیه الکویت، الموسوعة الفقیه ، ص : 197/22۔

4- ایضاً۔

5- وزارة الاوقاف و الشؤن الاسلامیه الکویت، الموسوعة الفقیه ،م.ن۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل ششم

افلاس و تفلیس اور مفلس کے مالی تصرفات

لغوی تعریف : الافــلاس : افلس کا ماخذ افلاس ہے ؛ جس کا لغوی مفہوم ہے۔ کسی شخص کا اس حال میں ہونا کہ اس کے پاس نقد مال و ملک کچھ بھی باقی نہ رہے۔ جب کسی کے پاس پائی پیسہ کچھ بھی نہ بچے اور کلاش بن جائے تو عرب کہتے ہیں ''افــلـس الرجل ای صــار الـی حــال لیس له فلوس ۔ آدمی مفلس ہوا یعنی اس کی یہ حالت بنی کہ اب چند پیسے بھی پاس نہ بچے۔'' (1) غرض! لفظی اعتبار سے افلاس کا مطلب ہے ''فـقـد الـمــال و الـعـسـر بعد الیسـر ۔ مال کھو جانا اور مالی وسعت (Solvency) کے بعد تنگ دستی (Insolvency) میں مبتلا ہو جانا۔'' (2)

تـفـلیس : فـلّس کا ماخذ ہے ؛ فَـلِـسَ من الشی ۔ کہتے ہیں پاس کچھ باقی نہ رہنے اور تہہ دست ہونے کو۔'' (3) اور ''الموسوعة الفقهیه'' میں ہے: افلاس کی طرف کسی کی نسبت ظاہر کرنے کو ''تفلیس'' کہتے ہیں۔ (4)

اصطلاحی تعریف: مختلف فقہی مذاہب اور قانونی مسالک کے رو سے ''افــلاس'' کا اصطلاحی مفہوم ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

فقہ حنفی : جس شخص کے تمام اموال واملاک کو قرض نے گھیر رکھا ہو قاضی اور عدالت کی طرف سے ایسے شخص کو مفلس (Insolvent) قرار دینے کو مذہب احناف میں ''افلاس'' کہتے ہیں۔ ''ابــن عــابدین'' فرماتے ہیں ''الافلاس هــو ان یـحـکـم الـقـاضـی بتـفـلیس الشخص الذی یکون علیه دیون تستغرق کل امواله او تزید علی امواله ۔ افلاس یہ ہے کہ قاضی اس شخص کے مفلس ہونے کا فیصلہ صادر کردے جس پر قرضہ جات نے اس کے تمام اموال کا احاطہ کیا ہو اور یا اس کے اموال سے (بھی) زیادہ ہوں۔'' (5)

فقہ شافعی : شوافع کہتے ہیں : کسی شخص کے اموال سے قرض متعلق ہونے کی بنا پر حاکم کا اس مقروض (Indebted) کو اموال میں تصرف کرنے سے روکنے کے ذریعے مفلس قرار دینا افلاس کہلاتا ہے ''هــو جـعـل الـقـاضـی المدیون☆ مـفـلـسـا بـمـنعه من التصرف فی امواله لتعلق الدین بها ۔ وہ (افلاس) یہ ہے کہ قاضی مقروض کو اموال میں تصرف کرنے سے منع کرنے کے سبب مفلس ٹھہرا دے کیوں کہ ان کے ساتھ قرض وابستہ ہوا ہے۔'' (6)

فقہ مالکی : فقہائے مالکیہ کے نزدیک ''افـلاس'' کے دو مفہوم ہیں؛ ایک یہ کہ مقروض کا پورا مال قرض میں گر جائے اور قرضوں کی ادائیگی کے لیے اس کا مال کافی نہ ہو اور دوسرا یہ کہ اس کا کوئی مال ہی نہ ہو ''ابــن رشـد'' لکھتے ہیں ''ان الافـلاس فــی الـشـرع یـطـلـق عـلـی مـعـنـیـیـن احدهماان یستغرق الدین☆ مال الـمدین☆ فلایکون فی ماله وفاء بدیونه والثانی أن لایکون له مال مـعـلـوم اصلا ۔ شرع میں افلاس کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے ان میں ایک (مفہوم) یہ ہے کہ قرض مقروض کے مال کا احاطہ کرے اور مال

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس کے قرضوں کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہو اور دوسرا یہ کہ اس کا اصلاً کوئی مال معلوم ہی نہ ہو۔‘‘(7)

فقہ حنبلی : حنابلہ کے ہاں افلاس کہتے ہیں آدمی کا واجب الادا قرضوں کی ادائیگی سے عاجز ہونے کو لہٰذا ان کے فقہاء لکھتے ہیں ’’افلاس شرعا: هوعجز الشخص عن قضاء الديون الحاله ۔ افلاس شرعا نام ہے آدمی کا واجب الاداء قرضوں کو ادا کرنے سے عاجز ہونے کا۔‘‘(8)

فقہ شیعی : شیعہ علماء افلاس کی شرعی تعریف قریباً قریباً وہی بیان کرتے ہیں جو جمہور سنی فقہاء نے بتائی ہے چنانچہ شرائع الاسلام میں ہے’’الافلاس هوجعل المديون مفلساً بمنعه من التصرف فی امواله ۔افلاس مدیون کو مال میں تصرف کرنے سے روک کر مفلس قرار دینے کو کہتے ہیں۔‘‘(9)

وضعی اور ملکی قانون : وضعی قوانین میں بھی افلاس کا مفہوم غالباً وہی بتایا جاتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے یعنی کسی شخص یا فرم☆ کا واجب الادا قرضوں کو ادا کرنے کی اصلاً اہلیت نہ رکھنا یا مالی ذرائع کا قرضہ جات کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہونا چنانچہ "Black's Law Dictionary" میں ہے

"Under bankruptcy law, the condition of a person or firm that is unable to pay debts as they fall due, or in the usual course of trade or business ... or person's debts are greater than aggregate of such debtor's property at a fair valuation.	قانون دیوالیہ کے تحت کسی شخص یا فرم کی وہ حالت (افلاس کہلاتی ہے) جس میں وہ واجب الاداء قرضوں کی ادائیگی کا اہل نہ ہو۔ یا معمول کے کاروبار اور تجارت کے دوران قرضوں کی ادائی کے قابل نہ رہے۔ (اور) یا پھر شخص کے قرضے مناسب قیمت کے مطابق اس کی جائے داد کی مجموعی مالیت سے زائد ہوں۔‘‘(10)

مختصراً یہ کہ مسطورہ بالا فقہی تعریفات سے عموماً یہی واضح ہو رہا ہے کہ آدمی کے ذمہ مالی حقوق اور واجب الاداء قرضوں کی ادائی سے اس کے عاجز ہونے کا نام افلاس (Bankruptcy) ہے اور قاضی وعدالت کی جانب سے ایسے شخص کے افلاس کا فیصلہ صادر ہونے کو ’’تفلیس‘‘ (Declaration of Bankruptcy) کہتے ہیں۔

مفلس : مذکورہ صدر تعریفات کی روشنی میں’’مفلس‘‘ وہ شخص ہو اجس کے ذمہ کسی کا قرض باقی ہو اور قرض فی الوقت واجب الادا ہو لیکن اس کے پاس حقوق مالیہ کو پورا کرنے اور قرضوں کو ادا کرنے کے لیے کچھ مال نہ ہو، نیز حاکم کی جانب سے اس کے مفلس قرار دیے جانے کا حکم جاری ہوا ہو۔ چنانچہ فقہائے مذاہب فرماتے ہیں’’والمفلس : من لا مال له ، وهوالمعدم ، وفی الشرع: من لايفی ماله بدينه ، اوالذی احاط الدين بماله ، اومن لزمه من الدين اكثر من ماله الموجود ، فيحكم القاضی بتفليسه ويمنعه من التصرف فی امواله ۔ (عرف اور لغت میں) مفلس وہ شخص ہوتا ہے جس کا کوئی مال نہ ہو، اور وہ قلاش ہو، اور

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

شریعت میں مفلس اس کو کہتے ہیں جس کا مال قرض کی ادائی کے لیے اکتفا نہ کرے، یا وہ شخص (بھی) مفلس ہے جس کے قرض نے اس کے مال کا احاطہ کیا ہو، اور یا وہ شخص بھی مفلس کہلاتا ہے جس کے ذمہ (واجب الادا) قرض اس کے پاس موجود مال سے زائد ہو تب قاضی اس کے مفلس ہونے اور اس کے اموال میں اس کو تصرف کرنے سے روک دے۔"(11)

وضعی قانون کی نظر میں مدیون دیوالیہ (Insolvent debtor) وہ شخص ہے جو اپنے قرضوں کی ادائی کے قابل نہ رہے جو دوران کاروبار معمولی واجب الادا ہو چکے ہیں یا جس کی ذمہ داریاں اس کے قابل الوصول اثاثہ سے تجاوز کر چکی ہوں

"وہ شخص مفلس ہے جس نے معمول کے کاروبار وتجارت میں قرضوں کی ادائی بند کی ہو یا فی الوقت واجب الادا قرضے ادا نہ کر سکے اور یا اس کی ذمہ داریاں اس کے اثاثوں کی مالیت سے متجاوز ہوں۔"(12)	"A Person is insolvent who either has ceased to pay his debts in the ordinary course of business or cannot pay his debts and they fall due or his liabilities may exceed the value of his assets.

لگتا ہے کہ مفلس کی فقہی اور قانونی تعریفات میں الفاظ اور طرز ادا کے علاوہ کوئی خاص تکنیکی فرق نمایاں نظر نہیں آتا ہے جس کی بنیاد پر شریعت اور قانون کے رو سے اس کے احکام اور تصرفات میں کوئی واضح اور بڑا فرق ظاہر کیا جا سکے۔

مفلس پر تنفیذِ حجر

تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جب قرض مقروض کے مال کو گھیر لے اور قرض خواہ حاکم سے اس کے مالی تصرفات کو حجر کرنے کا مطالبہ کرلے تو لازم ہے کہ حاکم اس کو مفلس قرار دے کر مال میں تصرف کرنے سے منع کر دے تا کہ قرض خواہوں کا نقصان نہ ہو چنانچہ اس بارے میں مختلف فقہی اور قانونی نقطہ ہائے نظر تفصیل طلب ہیں

فقہ حنفی : پہلے کئی بار بتایا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کسی عاقل بالغ اور آزاد شخص کے مالی تصرفات پر پابندی لاگو کرنے کے قائل نہیں ہیں اور حجر عائد کرنے کو اس کی اہلیت کاملہ (Full capacity) اور شرف آدمیت کے خلاف تصور کرتے ہیں لہٰذا مقروض مفلس کے بارے میں بھی امام موصوف کا یہی خیال ہے کہ وہ کامل الاہلیت ہے اور حجر کرنا اس کی حرمت آدمیت کو بے کار ٹھہرانے کے مترادف ہے۔ اس کے برعکس آپؒ کے دونوں شاگرد ابو یوسف اور محمد یہ رائے رکھتے ہیں کہ مدیونِ مفلس پر قرض نے اگر اس کے تمام اموال کا احاطہ کیا ہو یا اس کے اموال واملاک سے زائد ہو اور قرض خواہ قاضی اور عدالت سے مقروض کے مالی تصرفات پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کریں تا کہ وہ مال کہیں ہبہ، صدقہ اور خیرات کر کے ان کے حقوق ومفادات کو نقصان نہ پہنچا دے تو قاضی اس کے مالی تصرفات پر پابندی لاگو کرے گا "فتاوی ہندیہ" میں ہے "یرکب الرجل دیون تستغرق امواله اوتزید علی امواله فطلب الغرماء من القاضی ان یحجر علیه حتیٰ لایهب ماله ولا یتصدق به ولا یقربه لغریم آخر فالقاضی یحجر علیه عندهما حتی لا تصح هبته ولا صدقته

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بعد ذلك۔ آدمی پر قرضوں میں اس کے اموال ڈوبے ہوئے ہوں اور یا وہ اس کے اموال سے (بھی) زائد ہوں پس قرض خواہوں نے (عدالت سے رجوع کیا اور) قاضی سے اس پر حجر کرنے کی اپیل کی تا کہ وہ (آدمی) اپنا مال کسی کو بخش نہ دے یا صدقہ وخیرات نہ کر دے اور یا کسی اور قرض خواہ کو نہ دے تو ابو یوسف اور محمد کے نزدیک قاضی اس کے مالی تصرفات پر حجر کی پابندی لاگو کرے گا۔ تا کہ اس کے بعد اس کا ہبہ اور صدقہ کرنا درست نہ ہو۔"(13)

ابن عابدین اس ضمن میں فرماتے ہیں "**وقولهما هو الذی علیه الفتوی ؛ وهو المعتمد وبنا علی قولهما یتوقف الحجر بسبب الافلاس علی القاضی عندهماوهو ان یقضی القاضی بالافلاس اولا، ثم یقضی بالحجر بناء علیه ۔** (مذہب حنفیہ میں) ان ہی کے قول پر فتویٰ ہے اور یہی معتمد ہے اور ان دونوں کے قول کی بنیاد پر افلاس کی وجہ سے حجر لاگو کرنے کا تعلق ان کے ہاں قاضی کے ساتھ ہے (وہ یہ کہ) قاضی پہلے افلاس کا (عدالتی) فیصلہ صادر کرے گا اور اس کے بعد اس بناء پر حجر کرنے کا حکم جاری کرے گا۔"(14)

قاضی اور عدالت کی جانب سے مدیون کے مفلس قرار دیئے جانے اور اس کے نتیجہ میں اس کے مالی تصرفات پر پابندی لاگو کرنے کا مقصد یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت اور حکومت کے ذریعہ سے قرض خواہوں کے حقوق اور مفادات کو تحفظ مل سکے اور ان کے اور مدیون کے درمیان قرض کی ادائی اور وصولی کے سلسلے میں کوئی نزاع (Conflict) پیدا نہ ہو۔

مدیون مفلس کے مالی تصرفات پر حجر کے اثرات

افلاس کے باعث جب قاضی مدیون کے مجور التصرف ہونے کا عدالتی فیصلہ (Judicial Judgement) صادر کر دے گا تو اس کے بعد سے مدیون مفلس کے اموال میں اس کے ان تمام مالی تصرفات پر قدغن لگائی جائے گی جس کا نتیجہ قرض خواہوں کے حقوق کو باطل ٹھہرانے اور یا انہیں نقصان پہنچانے کی صورت میں برآمد ہوتا ہو "**مجلة الاحکام العدلیه**" میں ہے "**والحجر یوثر فی کل مایودی ابطال حق الغرماء کالهبة والصدقه وبیع مال بانقص من ثمن مثله ۔ بنا علیه لا تعتبر سائر تصرفات المدین المفلس وتبرعاته وعقوده المضرة بحقوق الغرماء فی حق امواله الموجودوقت الحجر ۔** مفلس کے ہر ایسے (مالی) تصرف پر حجر اثر انداز ہوتا ہے جس کا نتیجہ قرض خواہوں کا حق ختم کرنا ہو جیسے (مال میں سے کوئی چیز کسی کو) ہبہ کرنا، صدقہ وخیرات کے طور پر دینا اور بازاری قیمت سے کم میں فروخت کرنا۔ لہٰذا مقروض مفلس کے تمام تصرفات اور تبرعات (Donations) اور بیع کے معاملات اور مالی معاملات جو قرض خواہوں کے حقوق کو نقصان پہنچانے والے ہوں کا اس کے اموال میں جو حجر (لاگو کرنے) کے وقت موجود ہوں اعتبار نہیں کیا جائے گا۔"(15)

مفلس اور اس کے اہل وعیاں کے اخراجات

ممانعت تصرف کے عرصہ میں مدیون مفلس، اس کی بیوی اور نابالغ بچوں کی اصلی حاجات اور ضروریات پر اٹھنے والے اخراجات اس کے اموال سے پورے کیے جائیں گے کیوں کہ اصلی حاجت بہر صورت قرض خواہوں کے حق سے مقدم ہے چنانچہ "**مجله**" ہی کے الفاظ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس بارے میں یہ ہیں۔ ''وینفق علی المحجور المفلس وعلی من لزمته نفقته فی مدة الحجر ۔ محجور مفلس پر اور جن لوگوں کا نان نفقہ اس کے ذمہ ہو ان پر مدت حجر میں (مفلس کے مال میں سے) خرچ کیا جائے گا۔''(16) اور ''فتاوی ھندیہ ''میں ہے ''وحاجته الاصلية مقدمة علی حق الغرماءِ اور (مفلس) کی اصلی حاجت قرض خواہوں کے حق پر مقدم ہے۔''(17)

ایفائے دین کے لیے مفلس کے مال کی فروختگی

مقروض کے مفلس ہونے اور عدالت کی طرف سے اس کے مالی تصرفات پر پابندی عائد کیے جانے کے بعد مفلس یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ اپنی اور اپنے متعلقین کی اشد ضروریات پر خرچ ہونے والی دولت کے علاوہ مال کے کسی حصہ میں تصرف کر سکے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اموال قرض خواہوں کے لیے واگذار کر دے تا کہ اس کے اموال سے ان کے جو حقوق وابستہ ہو چکے ہیں ان کا پورا پورا حصول ممکن ہو سکے اور اگر وہ اس سلسلے میں کوئی رکاوٹ ڈالے یا ایسے تصرفات کرے جن سے قرض خواہوں کا نقصان ہوتا ہو تو عدالت اس کے اموال اور ان میں تصرفات کے درمیان حائل بن کر ان کو فروخت کرا دے اور بقدر حصہ رسدی قیمت قرض خواہوں میں تقسیم کر دے۔ فخر الدین زیلعی ''تبیین الحقائق ''میں رقم طراز ہیں ''وقال الصاحبان اذا طلب غرماء المفلس الحجر علیه حجر علیه القاضی ، منعه من تصرف یضر بالغرماء کالاقرار وبیعه باقل من قیمته ، وباع ماله ان امتنع من بیعه ، وقسم ثمنه بین غرمائه بالحصص ۔ ابو یوسف اور محمد فرماتے ہیں کہ جب قرض خواہ (قاضی سے) مفلس کو حجر کرنے کا مطالبہ کریں (تو) قاضی اس پر حجر کی پابندی لاگو کرے گا اور اس کو قرض خواہوں کے حق میں ضرر رساں تصرف سے روکے گا مثلاً کسی کے حق میں کوئی مالی اقرار اور مال کو اس کی اصل قیمت سے کم پر فروخت کرنے سے اور (قرض خواہوں کے قرضوں کی ادائی کرنے کے لیے) اگر وہ اپنا مال فروخت ہونے سے منع کرے تو حاکم اس کا مال بیچ ڈالے گا اور اس کی قیمت حصہ رسدی کے مطابق اس کے قرض خواہوں کے درمیان بانٹ دے گا۔''(18)

فقہ مالکی

حنفیہ کی طرح مالکی فقہاء بھی اس بات کے قائل ہیں کہ جب مدیون افلاس کے سبب واجب الادا قرضوں کی ادائی سے عاجز ہو جائے اور قرض خواہ معاملہ عدالت میں لے جائیں تو قاضی پہلے اس کے مفلس ہونے کا حکم جاری کر دے چنانچہ اس وقت جو بھی مال اس کے پاس موجود ہو گا وہ اس میں ایسا تصرف ہرگز نہیں کر سکے گا جو قرض خواہوں کے حق میں نقصان رساں ہو اور اگر حاکم کی مداخلت کے بغیر قرض خواہوں کے لیے مفلس کے مال میں سے اپنا حق وصول کرنا مشکل ہو تو لازم ہے کہ حاکم اختیارات کا استعمال کر کے اس کے قبضہ سے قرض خواہوں کا مال نکال لائے لہٰذا مالکیہ فرماتے ہیں۔ ''اذا عجز المدیون عن قضاءِ مالزمه من دیون ورفع الدائنون امره للقاضی جائز'' للقاضی ان یحکم بافلاسه ویحجر علیه و ذلک بان یحکم بخلع مابیده من ماله لدائنیه فاذا تعذر وصول الدائنین لدیونهم الا بحکم القاضی بذلک فانه یجب علی القاضی ان یحکم به۔ جب مدیون ان قرضوں کی ادائیگی سے جو اس کے ذمہ واجب الادا ہوں بے بس ہو جائے اور قرض خواہ اس کا معاملہ قاضی کے سامنے لے جائیں تو قاضی کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کے مفلس ہونے کا حکم جاری کر دے اور اس پر حجر لاگو کر دے اور یہ اس طرح سے ہو گا کہ جو مال اس کے قبضہ میں ہے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قاضی قرض خواہوں کے لیے وہ (مال) اس کے قبضہ سے نکالنے کے لیے حکم صادر کردے پھر جب قرض خواہوں کو عدالتی فیصلہ کے بغیر اپنے قرضوں کو وصول کرنا مشکل ہو جائے تو ضروری ہے کہ قاضی اس کا حکم جاری کردے۔'' (19) اور ''مصادر الحق'' میں ہے

''المذهب المالكی كا لمذهب الحنفی فی ان الحجر لایتناول الاالمال الموجود وقت الحجر ـ ويترتب علی الحجر ان يمنع المدين من التصرف فی هٰذا المال، تبرعاً اومعاوضة بمحا باة ـ فلاتنفذالهبة اوالصدقة او الابراء☆ اوالوقف ، كما لاينفذالبيع اوالشراء اوالكراء اولاكتراء ☆ ولا يكون للمدين ان يتزوج ولو بما لايزيد علی اجرالمثل فی المال الذی فلس فيه ولايقبل منه اقراره فی هٰذا المال ـ

اس سلسلہ میں کہ ''حجر'' کے تحت فقط وہی مال آتا ہے جو حجر کے وقت موجود ہو مالکی مذہب حنفی مذہب کی طرح ہے اور ''حجر'' کا نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ مدین کو اس مال میں تصرف کرنے سے منع کیا جائے گا، خواہ وہ مفت میں مال دیتا ہو یا کسی جائز سبب کے بغیر کم معاوضہ کے بدلے عطاء کرتا ہو، پس مال بخشش کے طور پر دینا، خیرات کی شکل میں کسی کو عطاء کر دینا یا کسی کو مالی ذمہ داریوں سے بری الذمہ قرار دینا اور یا وقف کر دینا نافذ العمل نہیں ہوتا جیسا کہ خرید و فروخت اور یا کوئی مالی شے کرایہ پر دینے کا معاملہ نافذ نہیں ہوتا اور مقروض کو یہ اختیار بھی حاصل نہیں ہوگا کہ وہ اس مال میں سے جس کے بارے میں اسے مفلس ٹھہرایا گیا ہو نکاح کرے اگر چہ اس قدر مال کے عوض ہو جو مہر مثل سے کم ہو اور اس مال میں سے اس کا (کسی کے مالی حق کا) اقرار کرنا بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔'' (20)

شافعی مذہب : شافعی مکتب فکر کی سوچ اس بارے میں یہ ہے کہ جب کسی شخص پر قرض کا بوجھ اتنا بڑھ جائے کہ اس کے اموال سے تجاوز کرے اور قرض خواہ اس کا معاملہ عدالت میں لے جائیں اور یہ اپیل دائر کریں کہ مقروض کو اموال میں تصرف سے منع کیا جائے تو قاضیِ عدالت پر لازم ہے کہ وہ اس کو حجر کردے تاہم اگر اس کا مال قرض کی رقوم سے زائد یا مساوی ہے تو حجر لاگو کرنا ضروری نہیں بلکہ حاکم اسے قرض ادا کرنے کا حکم جاری کردے چنانچہ ان کے فقہاء فرماتے ہیں ''اذاركبت الديون شخصا ورفع الدائينون امره الی الحاكم وطلبوامنه ان يحجر عليه فی ماله ، فان كان ماله لايفی بالديون حجر عليه واماان كان ماله اكثراومساو ويفی الديون فانه لا يصح الحجر عليه لانه لا حاجة به الی الحجر ، بل يامره بقضاء الدين ـ جب کوئی شخص قرضوں میں گھر جائے اور قرض خواہ اس کا معاملہ حاکم تک لے جائیں اور اس سے مطالبہ کریں کہ وہ اس کو حجر کردے پھر اگر اس کا مال قرضوں کی ادائی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کے لیے اکتفانہ کرتا ہو تو اس پر حجر کی پابندی لاگو کردے لیکن اگر اس کا مال قرض کی رقوم سے زیادہ یا اس کے مساوی ہو تو حجر عائد کرنا درست نہیں کیوں کہ حجر کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ حاکم اس کو قرض ادا کرنے کا حکم دے۔"(21)

حجر کے بعد مفلس کے تصرفات

i. **غیر مفیداور باطل تصرفات:** شوافع کہتے ہیں کہ افلاس کے نتیجہ میں اور قرض خواہوں کی جانب سے مطالبہ پر حاکم کا مفلس کو مجبور التصرف ٹھہرانے کے بعد اس کا ان اموال واملاک میں جو حجر کیے جانے کے وقت واجب الاداقرضوں کی ادائی کے لیے موجود ہوں ایسا کوئی تصرف نافذ العمل ہوگا نہیں جو قرض خواہوں کے حق کو نقصان پہنچاتا ہو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان اموال کے ساتھ قرض خواہوں کا حق وابستہ ہو چکا ہے۔ فقہ شافعی کے علماء فرماتے ہیں"**اذا حجر على المفلس بطلب او بدونه تعلق حق الدائنين بماله عيناً او ديناً او منفعة ، حتىٰ لا ينفذتصرفه فيه بما يضرهم فيبطل تصرفه فى ماله من بيع و هبة ونحوهما حتىٰ يقبض دينو نهم۔** جب(حاکم)مفلس کو مطالبہ پر یا بغیر مطالبہ کے حجر کرے گا تو اس کے مال جو نقد یا قرض اور یا منفعت(Benefit) کی شکل میں ہوں کے ساتھ قرض خواہوں کا حق وابستہ ہو جائے گا حتیٰ کہ مال میں اس کا اس طور پر تصرف جو قرض خواہوں کا نقصان کرے موثر نہیں ہوگا چنانچہ اپنے مال میں اس کا بیع اور ہبہ کی صورت میں تصرف کرنا یا ان کی طرح کوئی اور مالی مداخلت کرنا اس وقت تک باطل اور بے کار ہوگا جت تک قرض خواہ اپنے قرضے وصول نہ کرلیں۔"(22)

ii. **درست تصرفات:** شافعیہ کے ہاں مدیون مفلس کا دورانِ حجر کسی کے حق میں وصیت کرنا درست ہے جیسا کہ اس کا کسی عورت کے ساتھ مہر کے عوض نکاح کرنا، طلاق دینا اور مال کے عوض خلع کرنا بھی صحیح ہوتا ہے"**كتاب الفقه على المذاهب الاربعه**" میں ہے "**وتصح وصية اثناء الحجر عليه ولايمنع منها لتعلقها بما بعد موته فلا ضررعلى الدائنين كما يصح نكاح المفلس فى ذمته وطلاقه والخلع على مال** ۔اور اثناءِ حجر مدیون مفلس کا وصیت کرنا صحیح ہے اور اس کو اس سے روکا نہیں جائے گا کیوں کہ اس کا تعلق موت کے بعد کی حالت کے ساتھ ہے جو قرض خواہوں کے لیے ضرر رساں نہیں ہے جیسا کہ اس مہر کے عوض جو ادا کرنا اس کے ذمہ واجب ہو، کسی عورت کے ساتھ اس کا نکاح کرنا اور طلاق دینا اور مال کے عوض خلع کر لینا درست ہوتا ہے۔"(23)

فقہ حنبلی : فقہ حنبلی کے رو سے مفلس مقروض پر صرف اسی صورت میں حجر عائد کیا جائے گا جب کہ اس کا قرض اس کے مال سے زائد ہو اس مقصد کے لیے عدالت میں اپیل دائر کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ قضائے قاضی کے بغیر وہ خود بخود مجبور التصرف ہوگا اور اس مال میں سے اس کا تصرف موثر نہیں ہوگا ،البتہ جب مقروض کے خلاف دعویٰ حاکم کے سامنے پیش کیا جائے گا اور قرض خواہ اس سے مقروض کے تصرفات پر پابندی لگانے کی استدعا کریں تو تاوقتیکہ کہ خود مقروض کے اعتراف کر لینے یا گواہوں کی گواہی دینے سے ثابت نہ ہو جائے کہ وہ مفلس ہے حاکم ان کا اپیل (Appeal) منظور نہ کرے لہٰذا فقہائے حنابلہ کہتے ہیں "**وان من ضاق ماله عن ديونه وطالبه الدائنون بهافلاينفذمنه تصرف من ذٰلك ويصيرمحجوراً عليه بغير قضاء القاضى به ۔ وان رفع امره الى الحاكم فسئال غرماؤه الحاكم الحجر عليه لم يجبهم حتىٰ تثبت ديونهم باعترافه اوببينة فاذاثبت ، نظر فى ماله فان كان**

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

وافیاً بدینه لم یحجر علیه وان کان دینه مستغرقاً امواله اویزید عنها یحجر علیه ۔ جس شخص کا مال اس کے قرضوں سے کم ہو اور قرض خواہ مقروض سے قرضوں کا مطالبہ کریں تو اس (مال) میں سے اس کا تصرف نافذ نہیں ہوگا اور قضائے قاضی کے بغیر خود بخود مجور التصرف ہو جائے گا۔ اگر اس کا معاملہ حاکم کے سامنے پیش کیا گیا اور قرض خواہوں نے حاکم سے اس پر حجر کرنے کی درخواست کی تو وہ اس وقت تک ان کا مرافعہ منظور نہ کرے جب تک کہ (خود) اس کے اعتراف کر لینے اور یا گواہوں کی گواہی دینے سے ان کے قرضے ثابت نہ ہو جائیں۔ پھر جب ثبوت فراہم ہوگا تو قاضی دیکھے گا اگر مال اس پر (پڑنے والے) قرض کے بوجھ کی ادائی کے لیے پوار ہوتا ہو تو اس کو حجر نہیں کرے گا اور اگر قرض نے اس کے اموال کو گھیر رکھا ہو یا ان سے زیادہ ہو تو اس پر حجر کی پابندی لاگو کر دے گا۔" (24)

مفلس کے تصرفات

حجر عائد ہونے کے بعد مفلس سے سرزد ہونے والے تصرفات کے بارے میں حنابلہ فرماتے ہیں "**متیٰ حجر علی المفلس تعلق حق الدائنین بماله فلایصح تصرفه فی شی من ماله فأن تصرف فیه ببیع اوهبه اووقف او اصداق امراة مالا اوصدقة بشیء قلیل اوکثیر او نحو ذلك لم یصح لانه محجورعلیه فیه فأشبه الراهن یتصرف فی الرهن..** جب سے (حاکم نے) مفلس کے مالی تصرفات پر پابندی لاگو کی تب سے قرض خواہوں کا حق اس کے مال کے ساتھ متعلق ہوا پس اپنے مال کی کسی چیز میں تصرف کرنا اس کے لیے درست نہیں ہے پھر اگر اس نے خرید و فروخت، ہبہ، وقف یا عورت کے مہر میں کوئی مال دینے اور یا تھوڑا بہت صدقہ وغیرہ کرنے کے ذریعے کوئی مالی تصرف کیا تو صحیح نہیں کیوں کہ مال میں اس کے تصرفات پر پابندی عائد ہوئی ہے چنانچہ اس کی مثال رہن رکھنے والے کی طرح ہوئی جو گروی رکھی ہوئی چیز میں عمل دخل رکھتا ہو۔" (25)

مذہب شیعیہ : شیعی فقہ کے علماء مدیون مفلس پر حجر عائد کیے جانے اور مالی تصرفات سے روکے جانے کے بارے میں فرماتے ہیں "**وللحاکم ان یحجر علی المدیون المفلس ان طالبه خصومه اواحدهم ویمنعه من کل التصرف یضربحقوق الدائنین و هذا هوالمناسب** ۔اگر مدیون مفلس کے تمام یا کوئی ایک مخالف اس کے مالی تصرفات پر پابندی لاگو کرنے کا مطالبہ کرے تو حاکم کا فرض بنتا ہے کہ وہ اسے نقد اموال میں ہر تصرف شروع کرنے سے منع کر دے جب کہ یہ تصرف قرض خواہوں کے حقوق کو نقصان پہنچاتا ہو اور یہی (رویہ) مناسب ہے۔" (26) یعنی مدیون مفلس کے جن مالی تصرفات کا نتیجہ قرض خواہوں کو نقصان پہنچنے کی صورت میں برامد ہوتا ہو تو شیعہ بھی جمہور سنی فقہاء کی طرح اس بات کے قائل ہیں کہ حاکم کے لیے لازمی ہے کہ وہ قرض خواہوں کے حقوق کو تحفظ دلانے کے لیے مفلس کے تصرفات کو آغاز ہی سے منع کر دے۔

ملکی قانون کے رو سے دیوالیہ قرار دینا اور دیوالیہ کے تصرفات

از روئے قانون دوالہ عدالت کو جب اس بات سے اطمینان ہو جائے کی قرض دار کو دیوالیہ قرار دینے کی تمام وجوہ☆ موجود ہیں تو عدالت مجاز قرض خواہوں کے حقوق اور مطالبات جو اس کے مال سے وابستہ ہیں کو محفوظ بنانے کے لیے اولاً دیوالیہ ہونے کا عدالتی حکم (Adjudication of Bankruptcy) جاری کر دے بعد ازاں۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

1- اس کی جملہ جائے داد اور املاک کو فوری طور پر قبضہ میں لے کر اس کے تصرفات پر روک لگا دے۔

2- دائنان کے حقوق کا حصول یقینی بنانے کے لیے بحصہ رسدی بلحاظ دین ان کو تقسیم کرنے کے احکامات صادر کردے۔(27)

ملکی اور وضعی قانون میں کسی فرد (Individual) اور کمپنی (Company) کو دیوالیہ ٹھہرانے اور اس کے اور قرض خواہوں کے مابین تصفیہ حساب (Liquidation) کرانے کی غرض سے جو کاروائی (Insolvency proceeding) کی صورت میں ہوتی ہے اس کی غایت وغرض یہی ہوتی ہے کہ مقروض افراد اور کمپنیاں جن کی مالی حالت اچھی نہیں ہوتی اور وہ اس قابل نہیں ہوتے ہیں کہ اپنی پوری دین داریاں بے باق کرسکیں گے، ان کے املاک اور اثاثوں کو ضبط (Seize) کر کے ان کے مالی تصرفات ان میں کالعدم اور غیر صحیح (Invalid) قرار دے اور دائنان کے حق کا حصول ممکن بنادے۔(28)

غرض! اسلامی فقہ کی طرح مروج دنیوی قانون کا منشاء بھی یہی ہے کہ قرض خواہوں کا دفاع کیا جائے خواہ اس مقصد کے لیے مدیون کے مالی تصرفات پر پابندی کیوں نہ لاگو کرنا پڑے اور یا انتہائی شکل میں اس کی املاک کو سرکاری تحویل میں لے کر دائنان کے درمیان حصہ رسدی بلحاظ دین تقسیم کرنا کیوں نہ پڑے۔

حجر بالدین اور حجر بالسفہ

فقہائے مذاہب اربعہ کے نزدیک قرض کی بناء پر حجر کرنا حماقت کے باعث حجر لاگو کرنے سے کئی طرح مختلف ہے۔

i. احمق اور سادہ لوح پر اس کی ذات میں پائی جانے والی خرابی کے سبب پابندی عائد کی جاتی ہے، اور وہ ہے مالی معاملات نمٹانے میں بداختیاری کا مظاہرہ کرنا، نہ کہ قرض خواہوں کے حق میں، اس کے برعکس مقروض پر پابندی قرض خواہوں کی مصلحت اور ان کے مفادات کو تحفظ دینے کے لیے لاگو کی جاتی ہے، تاہم دونوں کے تصرفات پر پابندی لگانے کے لیے مجاز عدالت (Authorized Court) کی طرف سے حکم جاری کرنا ضروری ہے۔

ii. محجور بالدین اگر ممانعت تصرف کی حالت میں کسی کے لیے مالی اقرار کرے تو وہ برخاستگی حجر کے بعد موثر ہوگا خواہ مال اس کی ملکیت میں بدوران حجر آیا ہو یا حجر اٹھ جانے کے بعد، محجور بالسفہ (Interdicted by virtue of stupidity) کا کسی کے حق میں مالی اقرار کرنا کسی طور نافذ العمل (Effective) نہیں ہوتا نہ حالت حجر میں، اور نہ حجر اٹھ جانے کے بعد، نہ پہلے سے موجود مال میں اور نہ حجر کے دوران ملکیت میں آنے والے مال میں چنانچہ فقہائے مذاہب فرماتے ہیں

> ''الحجر بالدين يفارق الحجر بالسفه من وجوه: احدها، ان حجر السفيه لمعنى فيه وهو سؤ اختياره لا لحق الغرماء بخلافه بسبب الدين فهو لمصلحة الدائنين ويحتاج كلاهما لحكم القضاء والثاني، ان المحجور بالدين لو أقر حالة الحجر ينفذ اقراره بعد زوال الحجر ولو فيما سيحدث له من مال ، والمحجور بالسفه لا يجوز اقراره بالدين ، لا حال الحجر، ولا بعده ، ولا في المال القائم ، ولا الحادث۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قرض کے سبب حجر کرنا حماقت زدگی کی بنا پر حجر کرنے سے دو طرح مختلف ہے ایک یہ کہ بے وقوف پر حجر کیا جانا اس کے سوءِ اختیار کے باعث ہوتا ہے، نہ کہ قرض خواہوں کی وجہ سے، لیکن بر بنائے قرض تصرف سے روکنا تو وہ قرض خواہوں کی مصلحت (Interest) میں ہوتا ہے، البتہ دونوں (طرح کی ممانعت تصرف) کے لیے عدالتی فیصلے کا (صادر) ہونا ضروری ہے دوسرا یہ کہ مجور بالدین اگر ممانعت تصرف کی حالت میں اقرار کرے تو برخاستگی حجر کے بعد اس کا اقرار موثر ہوگا اگر چہ ابھی (حالت حجر میں) ہاتھ لگنے والے مال میں (کیوں نہ) ہو، اور بوجہ حماقت ممنوع التصرف کا کسی کے حق میں قرض کا اقرار کرنا جائز نہیں ہے، نہ ممانعت تصرف کی حالت میں، اور نہ اس کے بعد، نہ موجود مال میں، اور نہ بعد میں میں ہاتھ آنے والے مال میں۔" (29)

بموجب افلاس اور بسبب مرض حجر کا نفاذ؛ باہمی فرق

دیوالیہ ہونے کی وجہ سے مالی تصرفات سے منع کرنا مرض الموت میں مبتلا ہونے کی بنا پر حجر کی پابندی لاگو کرنے سے زیادہ سخت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مرض میں مبتلا مریض حالت مرض میں مال کی ایک تہائی میں تصرف کرتا ہے، اور ورثا کے حقوق اس کی موت کے بعد اس کے مال سے متعلق ہو جاتے ہیں، لیکن افلاس کے باعث حجر کرنے کی صورت میں قرض خواہوں کے حقوق فی الحال عین مال کے ساتھ متعلق ہو جاتے ہیں۔ جیسے شے مرہون کے ساتھ مرتہن کے حق کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ "**الفقہ الاسلامی وادلتہ**" میں ہے "**وحجر الفلس اقوی من حجر المرض بدلیل ان المریض یتصرف فی مرض الموت فی ثلث ماله، ولا تتعلق حقوق الورثه الابعد الموت اما حجر الفلس فتتعلق حقوق الغرماء بعین مال المدین فی الحال کالمرهون** ۔ افلاس کی بنا پر حجر کی پابندی عائد کرنا مرض کی وجہ سے حجر کرنے سے زیادہ سخت ہے کیوں کہ مریض مرض موت کے دوران مال کے ایک تہائی میں تصرف کرتا ہے، اور ورثا کے حقوق (ترکہ ساتھ) موت کے بعد ہی متعلق ہو جاتے ہیں۔ تاہم افلاس کے باعث ممانعت تصرف جو ہے تو اس صورت میں قرض خواہوں
کے حقوق کا تعلق مقروض کے عین مال کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے۔ جیسے مرہون چیز کے ساتھ مرتہن کے حقوق وابستہ ہو جاتے ہیں۔" (30)

....

اگرآپ کواپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- وزارة الاوقاف والشئون الاسلاميه الكويت ، الموسوعة الفقهيه ، ص : 300/5۔

2- قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 81۔

3- ایضاً ، ص : 139۔

4- وزارة الاوقاف والشئون الاسلاميه الكويت ، ص : 300/5۔

5- ردالمحتار ، ص : 99/5 ؛ وابن الهمام ، تكملة الفتح ، ص : 227/7 ؛ وسليم رستم الباز ، شرح المجلة ، ص : 554۔

6- احمد بن وحلان، اسمى المطالب ، ص : 183/2 ؛ والزحيلي ، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 455/5۔

☆ الدَّيْن : دین کی جمع دیون اور أدْیُن داین یدین کا مصدر (Source) دَیْن ہے۔ اصطلاح میں دین اس مال کو کہتے ہیں جو ایک شخص کو دوسرے سے واجب الادا ہو...Financial claim۔ دیکھئے! قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 212 ؛ وسعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 132؛ ولجنة مولفة من العلماء و الفقهاء ، مجلة الاحكام العدلية ، م 158 ، ص : 33 ؛ تنزیل الرحمٰن ، قانونی لغت، ص : 181۔

☆ المَدِين : الدین سے اسم مفعول ہے ؛ قرض لینے والے کو لغت میں مَدِین کہتے ہیں۔ اور از روئے شریعت "مدین" وہ ہے جس کے ذمہ قرض دینا لازم ہو....Debtor۔ دیکھئے! قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 419 ؛ وسعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 134۔

7- بداية المجتهد ، ص : 245/5۔

8- ملاحظہ ہو! البهوتی ، کشاف القناع ، ص : 206/2---136؛و مجلس الاعلى للشئون الاسلاميه القاهره ، موسوعة الفقه الاسلامی ، ص : 21/20۔

9- المحقق الحلی ، ص : 200/1۔

☆ فرم (Firm) : ان اشخاص کا مجموعی نام ہے جو مشترکہ کاروبار انجام دے رہے ہیں۔ ایسے شرکاء کی تعداد بیس سے متجاوز نہ ہونی چاہیے ورنہ تحت قانون کمپنی، رجسٹری لازمی ہوگی۔ اگر رجسٹری نہ ہو تو یہ جماعت غیر قانونی سمجھی جائے گی۔ تنزیل الرحمٰن ، قانونی لغت ، ص : 245۔

10- See! Henry Campbell Black, P: 797

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نیز ملاحظہ ہو! جسٹس تنزیل الرحمٰن ، قانونی لغت، ص : 81 ,286۔

-11 دیکھئے! الزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 455/5 ؛وابن الهمام ، تکملة الفتح ، ص:228/7؛ وابن عابدین، رد المحتار ، ص : 99/5 ؛ وسلیم رستم الباز ، شرح المجلة ، ص : 554 ؛ والشربینی الخطیب ، المغنی المحتاج ، ص : 146/2 ؛ ومجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیة ، موسوعة الفقه الاسلامی ، ص : 21/20 ؛ والدردیر ، الشرح الکبیر ، ص : 261/2 ؛ وابن قدامه ، المغنی ، ص : 456/4 ؛ والبهوتی، کشاف القناع ، ص : 136/2-206 ؛ و المحقق الحلی ، شرائع الاسلام ، ص : 200/1 ؛ والخمینی ، تحریر الوسیلة ، ص : 18/2-17۔

-12 دیکھئے! تنزیل الرحمٰن ، قانون لغت ، ص : 296 ؛

And See! Henry Campbell Black, Black's Law Dictionary, P: 797۔

-13 مولانا نظام الدین وجماعته من علماء الهند ، ص : 1313/3 ؛ والمرغینانی ، الهدایة ، ص : 343/3؛ ولجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، م 998 ، ص : 192۔

-14 ردالمحتار ، ص : 148/6 ؛ والکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 173/7۔

-15 لجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، م 1002، ص : 193، وقاضی خان، فتاوی الخانیه، ص : 503/4۔

-16 لجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، م 1000، م .ن۔

-17 مولانا نظام الدین وجماعته من علماء الهند ، ص : 1315/3؛ نیز ملاحظہ ہو! السنهوری ، مصادر الحق ، ص : 77/5۔

-18 ص : 196؛ والاتاسی، شرح المجلة ، ص: 555/3 ؛ وعبدالفتاح الحسینی ، الاکراه واثره فی الاحکام الشرعیة ، ص : 22۔

-19 الدردیر ، الشرح الصغیر ، ص : 140/2-138 ؛ ومالك بن انس الامام ، المدونة الکبریٰ ، ص : 306/5 ؛ وابن فرحون ، تبصرة الحکام، ص : 130/2-131 ؛ والدسوقی، حاشیة علی الشرح الکبیر ، ص : 264/3-267 ؛ الخرشی ، شرح الخرشی ، ص : 305/5-303؛ وابن رشد ، بدایة المجتهد ، ص : 245/2 ؛ ومحمد بن عبدالرحمن الشافعی ، رحمت الامة فی اختلاف الائمة ، ص : 152۔

☆ الابراء : اصل میں ابراء کہتے ہیں مرض سے شفا پانے کو اور مجازاً اُس کے معنی ہیں: بری ذمہ ہو جانا خواہ قرض سے ہو یا جرم و گناہ سے۔اصطلاح شریعت میں اس کا مفہوم ہے" اسقاط الحق الثابت فی الذمه ۔ ذمہ پر ثابت حق کو معاف کر دینا Release....۔دیکھئے! قلعه جی و قنیبی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 38۔ اورڈاکٹر جسٹس تنزیل الرحمٰن ، قانونی لغت، ص : 433 پر لکھے ہیں: دراصل اس اصطلاح کے متعدد معنی ہیں اور مختلف قوانین میں اس سے مختلف مراد لیے گئے ہیں، مثلاً قانون فوج

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

داری میں اس کے معنی رہائی کے ہیں جب کہ قانون دوالہ میں بے باقی اور قانون جائے داد میں وگذاشت کے ہیں۔''

☆ اکری و کاری کا ماخذ الکِراء ہے۔مزدوری پر لی گئی چیز کی اجرت کو کراء کہتے ہیں....(Rent or hire of land or house) اسی سے''الاکتراء۔ ہے جس کے معنی ہیں کرایہ پر لینا۔ ملاحظہ ہو! قلعه جي وقنيبي ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 379 ؛ وحید الزمان کیرانوی، القاموس الفريد ، ص : 569۔

-20 السنهوری ، ص : 78/5 ؛ نیز دیکھئے! الشعرانی ، كتاب الميزان ، ص : 83/2۔

-21 ملاحظہ ہو! الجزيری ، كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ، ص : 373/2 ؛ والنووی ، المجموع شرح المهذب ، ص : 278/10 ؛ والرملی ، نهاية المحتاج ، ص : 308-310-311-313/3 ؛ والشربيني الخطيب ، المغنى المحتاج، ص : 146-147/2۔

-22 الرملی ، نهاية المحتاج ، ص : 311-313/3 ؛ واحمد بن وحلان ، اسمی المطالب ، ص : 184-186/2 ؛ والشربيني الخطيب ، المغنى المحتاج ؛ 148-149/2 ؛ والجزيری ،كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ، ص : 373/2 ؛ وعرفانی، اسلامی نظریہء ضرورت ، ص : 140۔

-23 ایضاً۔

-24 ابن قدامه ، المغنی ، ص : 488-489/4؛والبهوتی ، كشاف القناع ، ص : 141/2 ؛ والزحيلی ، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 458/5۔

-25 ابن قدامه ، المغنی، ص : 463 - 464/4 ؛ والبهوتی ، كشاف القناع ، ص : 209-210/2 ، 141؛ وابن رجب الحنبلی ، القواعد فی الفقه الاسلامی ، قاعده : 11، ص : 14۔

محولہ بالا اقتباس کے اختتامی الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ رہن رکھی ہوئی چیز کا اصل مالک اگر چہ رہن رکھنے والا شخص ہوتا ہے اور ملکیت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ مالک اس میں آزادانہ تصرف کر سکے لیکن رہن رکھے جانے کے بعد اس شے کے ساتھ رہن لینے والے کا حق بھی متعلق ہو جاتا ہے لہٰذا اصل مالک (جو راہن ہوتا ہے) پر اب یہ پابندی عائد ہوگی کہ وہ رہن لینے والے کے حق کی پاس داری کرتے ہوئے شے مرہون میں ایسا تصرف کرنے سے احتراز کرے جس سے مرتہن کے حق کو گزند پہنچتا ہو۔ بعینہ یہی صورت حال مفلس کے مال کا بھی ہے جس کے ساتھ قرض خواہوں کے حقوق وابستہ ہو چکے ہوتے ہیں چنانچہ راہن کے مثل وہ بھی اس بات کا پابند ہوگا کہ وہ اموال میں اس طور پر کوئی تصرف عمل میں نہ لائے جو قرض خواہوں کے حق میں مضرت رساں اور ان کے مالی مفادات کے لیے نقصان دہ ہو۔

-26 احمد بن یحییٰ المرتضیٰ ، البحر الزخار ، ص : 90-91/5 ؛ والمحقق الحلی ، شرائع الاسلام ، ص : 200/1 ؛ مجلس الاعلى للشئون الاسلاميه القاهره ، موسوعة الفقه الاسلامی ، ص : 40-41/20 ؛ والخمينی ، تحرير الوسيلة ، ص : 19/2۔

☆ جن وجوہ کی بنا پر مدیون کا دیوالیہ ہونا ثابت ہوتا ہے وہ ہیں:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

i. مدیون کا بہ دوران کاروبار معمول اپنے قرضوں کی ادائی بند کر دینا یا ادائی کا قابل نہ رہنا۔

ii. عام جائے کاروبار سے روپوشی۔

iii. قرض خواہوں کو ان کے دعووں سے محروم کرنے کی غرض سے جائیداد کی منتقلی۔

iv. عدالت مجاز کی جانب سے عدم ادائی زر ڈگری کی بنا پر گرفتاری۔

v. خود دیوالیہ قرار دینے کی درخواست۔ دیکھئے! تنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص: 81، 35۔

27- ملاحظہ ہو! نفس المرجع، ص :69 و 330 ؛ نیز دیکھئے! مرزا سلیمان بیگ، قانون دیوالیہ، ص : 15؛ وعبدالرزاق، قانون دیوالیہ، ص : 7۔

Also See! Mullah, CODE OF CIVIL PROCEDURE (1908), order No: 38, rule No: 5 , P: 479-496.

28- IBID, order No: 21, Rules No: 41 & 44, P: 396-399; and see! Henry campbell black, BLACK'S LAW DICTIONARY, P: 126. And Nohirvan Advocate, THE LAW OF TORT, P: 18.

29- الزحيلى، الفقه الاسلامى وادلته، ص : 458/5 ؛ وابن عابدين، ردالمحتار، ص : 147/6 ؛ وزيلعى، تبيين الحقائق، ص : 196/5؛ ومجلس الاعلى للشئون الاسلامية القاهره، موسوعة الفقه الاسلامى، ص : 32-34/20۔

30- الزحيلى، ص : 459/5؛ والشربينى الخطيب، المغنى المحتاج، ص : 148/2 ؛ والشيرازى، المهذب، ص : 321/1۔

....

اگرآپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب پنجم: دولت وثروت کا مبذرانہ ومسرفانہ استعمال

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تمہید

حیات انسانی کی استواری کا ذریعہ ہونے کے سبب اسلام نے دولت وثروت میں مبذرانہ ومسرفانہ تصرفات کوممنوع قرار دے کر اس کے خرچ ہونے کی حدود کا تعین کیا ہے اس اعتبار سے مناسب ہوگا کہ دولت وثروت کے مبذرانہ ومسرفانہ استعمالات کی مختلف صورتوں پر تفصیلی بحث کرنے سے قبل اسراف وتبذیر کے مفہوم اور قرآن وسنت میں اس کی مذمت پر ایک مختصر سا تبصرہ پیش کیا جائے۔

تبذیر واسراف: تبذیر کے لفظی معنی ہیں بکھیرنا، بیج ڈالنا تخم ریزی کرنا(1) اور اصطلاح شریعت میں خرچ کرنے کے مواقع میں حد سے تجاوز کرنا تبذیر (Extravagance) کہلاتا ہے۔ (2) جب کہ اسراف کا لغوی مفہوم ہے: حد سے بڑھنا(3) اور عرف شرع میں اسراف نام ہے مقدار خرچ میں تجاوز کرنے کا (Prodigality)(4) یعنی تبذیر دولت کو غیر شرعی اور ناجائز مصارف میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں اور مال کو تصرف میں لانے کے جائز مواقع پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے۔

اسلامی نظم معیشت میں اسراف اور تبذیر

i. اسراف اور تبذیر قرآن کی روشنی میں

اسلام میں کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ کی عطا کردہ مال ودولت کو نامعقول طور پر اور غیر شرعی مصارف میں خرچ کر کے اسے تلف بے جا کے حوالے کر دے قرآن حکیم نے اس قسم کے تصرف کی ممانعت فرمائی ہے ارشاد ہوتا ہے{وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَاتُبَذِّرْتَبْذِیْراً}اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ۔"(5) نیز ذرائع فضول خرچی میں دولت وثروت کے خرچ ہونے کو اسلامی نظم معیشت میں کوئی جگہ حاصل نہیں ہے اسلام نے اسراف وتبذیر کو ممنوع قرار دے کر مسرفین کو ناپسندیدہ اور مبذرین کو شیطان کا بھائی قرار دیا فرمان باری تعالیٰ ہے{وَکُلُوْاوَاشْرَبُوْاوَلَاتُسْرِفُوا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ}اور کھاؤ اور پیو اور بے جانہ اڑاؤ کہ خدا بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"(6) اور دولت کو نامعقول اور ناجائز طرح سے تصرف میں لانے والوں کے بارے میں وعید آئی{اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْااِخوانَ الشَّیَاطِیْن}فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں۔"(7)

مال ودولت بے موقع ومحل اڑانے اور مصارف میں حد ضرورت سے بڑھ کر صرف کرنے کا نتیجہ ایک ہی ہے یعنی دولت کا ضیاع لغویات ومعاصی میں خرچ کرنا اور مباحات (Permissibles) میں بے سوچے سمجھے اور ضرورت سے بڑھ کر صرف کرنا اموال کی ہلاکت (Loss) ہے جس سے قرآن کریم روکتا ہے حکم ہوتا ہے{وَلَاتَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْماً مَّحْسُوْرًا}اور نہ (ہاتھ) بالکل کھول ہی دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو) کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔"(8)

غرض! حد معتاد سے زائد مال خرچ کرنے کو اسراف وتبذیر کہتے ہیں تاہم گھٹیا اور ناجائز مقاصد کے حصول کے لیے دولت وثروت تصرف میں لانا "تبذیر" اور جائز کاموں کی تکمیل میں بے ضرورت خرچ کرنا "اسراف" کہلاتا ہے۔ دونوں طرح کے مصارف دولت

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کی ممانعت کا بیان قرآن کے حوالے سے ہوا۔

ii. احادیث نبویہ میں اسراف وتبذیر

احادیث نبویہ میں بھی مال کو غیر شرعی طور پر صرف کرنے اور بے جا و بلا ضرورت اڑانے سے منع کیا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(کلوا واشربوا وتصدقوا والبسوا مالم یخالطه اسراف ومخیلة) کھاؤ، پیو، صدقہ کرو اور پہنو بشرطیکہ اس میں اسراف یا تکبر کی آمیزش نہ ہو۔" (9) جس چیز کی نفس انسانی نے خواہش ظاہر کی اور جی نے اس کا مطالبہ کیا اس کی تکمیل پر خرچ کرنا بھی اسراف ہے۔ انس بن مالک رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا(انّ من السرف ان تاکل کلّ مااشهیت) یہ بھی اسراف ہے کہ تم ہر وہ چیز کھاؤ جس کو (تمہارا) جی چاہے۔" (10)

رسول اللہ ﷺ سے مال ضائع کرنے کی ممانعت صراحتاً منقول ہے مغیرہ بن شعبہ (11) فرماتے ہیں (ان البنی ﷺ کان ینهیٰ عن اضاعة المال) نبی کریم ﷺ مال ضائع کرنے سے منع کرتے تھے۔" (12) صحیح مسلم میں یہی مضمون ایک دوسری مفصل حدیث میں بھی آیا ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے امام نووی فرماتے ہیں: اضاعت مال سے مراد مال و دولت کو غیر شرعی طور پر خرچ کرنا، جائز مصارف میں ضرورت سے بڑھ کر صرف کرنا اور بے جا اڑا کر تلف کرنا ہے۔ (13)

مذاہب عالم میں اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے فضول خرچی کو روکا ہے اور انسان کو اپنی حد میں رہ کر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، مبذرانہ اور مسرفانہ اخراجات کے نتیجہ میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر سرمایہ بہت بری طرح برباد ہو کر فنا ہو جاتا ہے اور مال و دولت اڑا کر مبذر لوگ (Extravagants) قلاش اور تہی دست ہو کر معاشرے پر بوجھ بن کر قابل ملامت ٹھر جاتے ہیں علاوہ ازیں دولت کے مسرفانہ استعمال کی وجہ سے معاشرہ کے غریب طبقوں کے دلوں میں ثروت مند لوگوں کے خلاف بغض وحسد اور نفرت کے جذبات جنم لیتے ہیں جو معاشرہ میں بگاڑ پیدا کرنے کے مترادف ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد پیدا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (14) چنانچہ قرآن وسنت میں اسراف وتبذیر کے بارے میں وارد مذمت اور ممانعت کے تناظر میں علمائے اسلام اور فقہائے مذاہب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اموال فضول خرچ کرنا اور شرع وعقل کے تقاضوں کو پورا کیے بغیر بے موقع ومحل انہیں اڑا کر ضائع کرنا حماقت ہے جو مالی تصرفات پر پابندی عائد کیے جانے کا موجب ہے۔ (15) فضول اور بے ضرورت دولت وثروت خرچ کر کے اسے تلف بے جا کے حوالے کر دینے کے مندرجہ ذیل کئی محرکات ہیں۔

i. نام ونمود وا ظہار ثروت کے لیے دولت تصرف میں لانا

ii. تنعم وعیش کوشی کے لیے دولت وثروت خرچ کرنا۔

iii. لہو ولعب اور کھیل کود میں مال واملاک کو صرف کرنا۔

iv. اور دولت وملکیت تلف بے جا کے حوالے کرنا۔

یہی محرکات دراصل دولت کے مسرفانہ استعمال کے مباحث اور اس کی فصول کے عنوانات ہیں جن پر مسطورہ بالا ترتیب کے ساتھ ذیل میں تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل اول

نام ونمود واظہار ثروت

نمود ونمائش کو عربی لغت میں ''ریاء'' کہتے ہیں جس کے اصطلاحی معنی ہیں ''ان یظھر الانسان من نفسه خلاف ماھو علیه لیراہ الناس ۔ لوگوں کو دکھانے کے لیے دل میں موجود نیت ومراد کے برعکس کا اظہار کرنا....Hypocrisy۔''(16) اعمال کی راستی وناراستی، اچھائی اور برائی کا دارومدار غرض ونیت پر ہے۔(17) اور ریا اسی نیت یعنی اعمال کی عرض وغایت ہی کی بنیاد کو کھوکھلی کر دیتی ہے جس سے ساری عمارت ہی بودی اور کمزور ہو جاتی ہے؛ نمود ونمائش اور اظہار ثروت کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنی اچھائی اور بڑہائی ظاہر کر کے لوگوں میں اپنی نسبت حسن ظن پیدا کرے اور اپنے کو بڑا کر کے دکھائے ،غرور بھی اسی شوق کا جذبہ ہے، کیوں کہ اس کا منشا بھی اپنے نفس کی بڑہائی اور دکھاوے کے سوا کچھ اور نہیں، ریا کار دولت وثروت کو نعمت خداوندی جان کر خالصتاً لوجہ اللہ اور شکرگزاری کے جذبے سے خرچ نہیں کرتا بلکہ اس سے یہ دنیوی عرض مطلوب ہوتی ہے کہ انفاق کے نتیجہ میں اس کی عظمت اور کبریائی لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جائے اور اسے اترانے اور فخر وغرور کا مظاہرہ کرنے کا موقع میسر آجائے۔لہٰذا وہ ایسی جگہوں میں خرچ کر کے اظہار ثروت کرنے کی فکر میں لگا رہے گا جہاں لوگ اس کی تعریف کریں اسے بڑا سخی اور فیاض کہیں خواہ ان مواقع پر مال خرچ کرنا نقصان دہ کیوں نہ ہو جیسے فاسق فاجر اور فتنہ پرور لوگوں کی مالی مدد کرنا۔وہ تو ایک سوداگر ہوتا ہے جو دولت کے ذریعہ لوگوں سے اپنی تعظیم کرنے کا سودا کرتا ہے۔(18)

صرف دولت قرآن کی نظر میں

جو لوگ شہرت ونام آوری اور نمود ونمائش کے لیے مال خرچ کرتے ہیں وہ اللہ کو سخت ناپسند ہیں اور قرآن نے ان کے اس مالی تصرف کو کافروں کا شیوہ اور ان لوگوں کا وطیرہ بتایا جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور شیطان کے بھائی ہیں۔ارشاد ہوا{وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا} اور خرچ بھی کریں تو (خدا کے لیے نہیں بلکہ) لوگوں کے دکھانے کو اور ایمان نہ خدا پر لائیں نہ روز آخرت پر (ایسے لوگوں کا ساتھی شیطان ہے) اور جن کا ساتھی شیطان ہوا تو (کچھ شک نہیں کہ) وہ برا ساتھی ہے۔''(19)

خالص اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں بلکہ آن دیکھانے اور نام آوری اور شہرت چاہنے کے لیے جو لوگ بظاہر صدقہ وخیرات کرتے ہیں وہ عنداللہ مقبول نہیں ہوتا بلکہ اکارت جاتا ہے فرمان باری تعالیٰ ہے{ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ} مومنو! اپنے صدقات (وخیرات) احسان رکھنے وایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھاوے کے لیے مال خرچ کرتا ہے اور خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس (کے مال) کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہے اور اس پر زور کا مینہ برس کر اس کو صاف کر ڈالے (اسی طرح) یہ ریا کار لوگ اپنے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کرسکیں گے اور خدا ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں کرتا۔'' (20)

شہرت وریا کے لیے دولت خرچ کرنے کی مذمت احادیث کی روشنی میں

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے روز جن تین لوگوں کو بارگاہ خداوندی میں باز پرس کرنے کے لیے حاضر کیا جائے گا ان میں کا تیسرا وہ شخص ہوگا جس پر اللہ نے وسعت کی تھی اور اسے ہر قسم کا مال عطا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا وہ کہے گا کہ مال خرچ کرنے کے جو طریقے تجھے پسند تھے میں نے سب میں اپنا مال صرف کیا ارشاد ہوگا: جھوٹ بکتے ہو تم نے یہ سب صرف اس لیے کیا کہ لوگ تم کو فیاض کہیں، پھر اس طرح اس کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا (21)

الحاصل! مال نیکی کے بہترین کام ہی میں کیوں نہ خرچ کیا جارہا ہو لیکن مقصد لوگوں پر اپنی دولت کی دھونس جمانا، محلّہ، ٹولے، بستی، شہر یا دنیا میں نام آوری حاصل کرنا، اور اپنی بڑائی اور کبریائی کا اعلان کرنا اور حافظوں اور دلوں پر اپنی اُمیری اور دولت مندی کے نشانات قائم کرنا ہو شریعت کے رو سے یہ سب دنیوی بلکہ شیطانی خرچ بن جاتا ہے اور ان ساری مالی زور آزمائیوں کا اثر عوام کے قلوب پر چند روز سے زائد قائم نہیں رہتا ٹھیک اس کی مثال وہی ہے جو قرآن نے بیان کی ہے کہ چٹان پر گرد بیٹھی، پانی کا ایک چھینٹا آیا اور سب صاف۔ چنانچہ قرآن وسنت کی وضاحتوں کے بعد اب نام ونمود اور فخر ومباہات کے لیے مالی تصرفات کا بے نتیجہ، ضائع اور غلط مصرف میں ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔

دولت کی نمائش کا جذبہ فطری ہے

تاہم دولت کی نمائش کا جذبہ بھی تقریباً فطری ہے، دولت کمانے والے بہر حال اس کی کچھ نمائش بھی چاہتے ہیں، اسی جذبہ کی رعایت ہے جس کا سراغ ان حدیثوں سے ملتا ہے جن میں رسول اللہ ﷺ نے ایک دولت مند شخص کو گھٹیا لباس میں دیکھ کر دریافت فرمایا: تمہارے پاس دولت ہے کیا؟ اس نے جواب میں کہا ہاں اونٹ، بکریاں، گھوڑے، غلام سب ہی کچھ ہیں آپ ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا (فاذا اتاک اللہ مالا فلیرا اثر نعمۃ اللہ علیک و کرامتہ) جب اللہ تمہیں کوئی نعمت عطاء فرمائے تو چاہیے کہ تمہاری ذات پر اس کے فضل وکرم کا اثر دیکھا جائے۔'' (22) اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی یہ نمود ونمائش بھی حق تعالیٰ ہی کے لیے ہوئی اس نقطہ نظر کو ایک دوسری حدیث میں اور زیادہ واضح الفاظ میں ظاہر فرمایا گیا کہ (ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ) اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کے نشانات کو اپنے بندے پر دیکھے۔'' (23)

حد اعتدال سے بڑھ کر جمال وآرائش کے لیے دولت خرچ کرنا

زیب وزینت اور جمال وآرائش کے اظہار کے لیے مال کو حد اعتدال کے اندر تصرف میں لا کر ثروت مندی کا اظہار کرنا مذموم نہیں ہے بلکہ یہ مزاج واخلاق پر اچھا اثر بھی ڈال سکتا ہے چنانچہ ہر فرد کو اپنی گنجائش کے مطابق ان امور کا اہتمام کرنا چاہیے۔ (24) لیکن ایسا بھی نہ ہو کہ عام معاشی حالات سے لاتعلق ہو کر لوگ محض فخر وبڑائی اور شان وشوکت کے اظہار کے لیے بڑی بڑی رقوم فاخرانہ ملبوسات تیار کرنے، پر شکوہ بنگلے اور محلات تعمیر کرنے، نمود ونمائش ثروت کے مراکز قائم کرنے، بے شمار سواریاں رکھنے اور دعوتوں اور ضیافتوں کا اہتمام کرنے پر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

صرف کریں۔ دولت کا ایسا کھلا ہوا مسرفانہ استعمال سماج کے معاشی حالت میں ابتری لانے اور عدم توازن پیدا کرنے کے مترادف ہوگا جس سے لوگوں میں احساس محرومی اور حرص وہوس جیسی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ (25) احادیث نبویہ میں وارد تصریحات سے بھی بلا لحاظ ضرورت وافادیت محض نمائش وشہرت اور اپنی بڑائی ظاہر کرنے کی غرض سے دولت کے مسرفانہ استعمالات کے ممانعت عیاں ہوتی ہے۔

لباس میں تفاخر اور نمائش کی ممانعت

جو لوگ اپنی شان وشوکت کی نمائش اور لوگوں کی نظروں میں بڑا بننے کے لیے کپڑا پہنیں گے قیامت کے روز ذلت ورسوائی کا لباس ان کو پہنایا جائے گا حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (من لبس ثوب الشھرة السبه الله ثوب مذلة یوم القیامة) جو آدمی دنیا میں نمائش اور شہرت کی کپڑے پہنے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت ورسوائی کے کپڑے پہنائے گا۔'' (26) ''ثوب شہرت'' سے مراد وہ لباس ہے جس کو زیب تن کرنے سے مقصود شان وشوکت کی نمائش اور لوگوں کی نظر میں خود کو بڑا ظاہر کرنا ہو۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: جو کپڑا ایسے رنگ اور وضع قطع کا ہو جس سے فخر وسرور پیدا ہوتا ہو اور اس میں دکھاوا پایا جائے وہ لباس شہرت ہے اور شارع کو مذموم تکلفات، تبذیری اسراف، دکھاوے کے لیے کپڑا پہننا اور کپڑوں سے باہم فخر کرنا اور فقرا کی دل شکنی ترک کرنا مطلوب ہے۔'' (27)

یہاں یہ بات بھی ظاہر ہے کہ آدمی لباس جس غرض سے پہنتا ہے اس کا تعلق اس کے دل کے ساتھ ہے اور بندوں کو کسی کی نیت اور دل کا حال معلوم نہیں کہ کسی کے لباس کو نمود ونمائش کا لباس قرار دے کر اس پر اعتراض کریں اور لباس پہننے کے سلسلے میں اس کے طرز عمل کو اسراف گردان کر اس پر خواہ مخواہ کی پابندی عائد کریں۔ (28) البتہ جب ایک طرف لاکھوں کروڑوں انسان حاجت منداور ننگے بھوکے موجود ہوں اور دوسری طرف فاخرانہ اور زرق برق لباس کی تیاری اور طبقہ امر میں فخر وغرور اور نمود ونمائش کی زندگی گذارنے کے لیے اس کا استعمال جاری ہو جس سے غریب لوگوں کی دل شکنی ہوتی ہو اور ان کے دلوں میں محرومی کا احساس پیدا ہوتا ہو تو بلاشبہ یہ اسراف کی ایسی واضح اور نمایاں شکل ہوگی جس کی اجازت نہیں دی جائے گی اور اس ضمن میں اگر کوئی حکومت کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کو توڑے گا تو ریاست اس کی گرفت کرے گی۔ (29)

متکبرانہ لباس کی ممانعت

فیشن زدہ گان، متکبرین اکثر کپڑوں کے استعمال میں بہت اسراف سے کام لیتے ہیں اور اس کو بڑائی کی نشانی سمجھتے ہیں دل کے استکبار اور احساس بالاتری کے اظہار اور تفاخر کے لیے ضرورت اور حاجت سے بڑھ کر ہر نئے فیشن اور ڈیزائن کے مطابق کپڑوں کے کئی کئی جوڑے سلواتے ہیں اور جب تہبند اور پاجامہ پہنتے ہیں تو اس طرح باندھتے ہیں کہ چلتے میں نیچے کا کنارہ زمین پر گھسیٹتے چلے جاتے ہیں اسی طرح دیگر ملبوسات میں بھی اسی قسم کے اسراف کے ذریعہ اپنی بڑائی اور چودھراہٹ کی نمائش کرتے ہیں جیسا کہ عہد نبوی ﷺ میں متکبرین عرب کا یہ طرز عمل تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کی سخت ممانعت فرمائی اور نہایت سنگین وعیدیں اس کے بارے میں سنائیں۔ (30) (عن ابن عمر ان البنی قال من جر ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیامة) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نے فرمایا کہ جو کوئی اپنا کپڑا استکبار اور فخر کے طور پر نیچا کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہ اٹھائے گا۔'' (31) غرض! فخر وغرور والا لباس احساس بالاتری کے اظہار کے لیے استعمال کرنے والے لوگ قیامت کے دن رب کریم کی نگاہ کرم سے محروم رہیں گے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر ٹخنوں سے نیچا تہبند یا پاجامہ تفاخر، استکبار اور نمود ونمائش کے جذبہ سے ہو تو حرام ہے اور صرف عادت اور فیشن کی بناء پر ہے تو مکروہ ہے۔ (32)

بلند بلند مکانات بنانا اور ان کی زیب وزینت کرنا

ثروت کے اظہار اور آن کی نمود ونمائش کے لیے بھی دولت مند لوگ وسیع وعریض اور بلند وبالا عمارات تعمیر کرنے میں نہایت تکلف سے کام لیتے ہیں اور مال کثیر فضول صرف کر ڈالتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مٹی اور پتھر پر خرچ کو بے کار قرار دیا اور ہر ایسی عمارت کو تعمیر کرنے والے کے لیے وبال ٹھہرایا جو فقط شان وشوکت اور ثروت مندی دیکھانے کے لیے تعمیر کی گئی ہو اور بلا استعمال فضول پڑی ہو چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا (ان العبد لیؤجر فی نفقته کلها الا فی التراب او قال فی البناء) مومن (بندے) کو ہر ایک خرچ کرنے میں اجر دیا جاتا ہے بجز مٹی میں خرچ کرنے کا یا یوں فرمایا کہ عمارت بنانے میں خرچ کرنے کا ثواب نہیں ملتا۔'' (33)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگوں کی معیت میں ایک روز رسول اللہ ﷺ باہر نکلے کہ آپؐ کی نظر ایک گنبد نما مکان پر پڑی دریافت فرمایا یہ کیا ہے ہم میں سے کسی نے بتلایا یہ انصار میں سے فلاں شخص کا ہے اس پر آپؐ خاموش ہو گئے۔ پھر ایک روز بھری مجلس میں آکر اس شخص نے آپ ﷺ کو سلام کیا مگر آپؐ نے اس شخص کے سلام کا جواب نہیں دیا کئی بار اس نے ایسا کیا مگر ہر بار آپ اعراض کرتے رہے انصاری بھانپ گیا کہ آپ ﷺ مجھ سے ناراض ہیں کسی کے سامنے اس ماجرا کا ذکر کیا کہ میرے اندر ایسی کونسی تبدیلی رونما اور برائی پیدا ہوئی ہے جو آپ ﷺ کو ناگوار گزری جس کا نتیجہ آپ ﷺ کے اعراض فرمانے کی صورت میں دیکھنے میں آیا لوگوں نے بتایا اتنا جانتے ہیں کہ ایک روز آپ ﷺ باہر نکلے اور نظر آپ کے مکان کے قبہ پر پڑی اور پوچھا یہ کس کا ہے ہم نے آپ کا نام بتایا بس یہی بات ہوئی یہ سن کر وہی سے وہ شخص لوٹا اور قبہ ڈھا کر زمین بوس کر دیا پھر جب ایک روز آپ نے قبہ ڈھایا ہوا دیکھا تو فرمایا (ان کل بناءٍ وبال علی صاحبه الا مالا الا مالا یعنی مالا بدمنه) ہر عمارت اپنے بنانے والے پر وبال ہے مگر جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ (34)

آرائش وزیبائش کے لیے پردے لٹکانا

آرائش اور جمال افرینی کے لیے در ودیوار پر آرائشی پردے لٹکانا ایک مباح فعل ہے اور مباحات میں شریعت دولت کو استعمال کرنے کی اجازت بھی دیتی ہے لیکن کچھ حدود وقیود کے ساتھ، وہ اس بات کی بھی روادار نہیں کہ محض اظہار ثروت کے لیے مندوب (Recommended) اور مباح میں حد اعتدال سے بڑھ کر مال صرف کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس طرز عمل کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا (انَّ اللّٰہ لَمْ یامرنا فیما رزقنا ان نکسوا الحجارۃ واللبن) اللہ (جل جلالہ) نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ ہم اس کے رزق (یعنی ہمیں عطا کردہ دولت) میں سے اینٹ اور پتھر کو کپڑا پہنا دیں۔'' (35)

نیز آپؐ نے فرمایا (وما انا والدنیا وما انا والرقیم) مجھے دنیا اور نقش ونگار سے کیا علاقہ۔'' (36) اور سنن ابی داؤد، سنن

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ابن ماجہ اور کئی دیگر کتب احادیث میں ہے کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالبؓ کی دعوت کی اور کھانا تیار کر کے ان کے گھر بھیج دیا حضرت فاطمہ نے کہا: ہم اگر رسول اللہ ﷺ کو بلاتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے، چنانچہ حضرت علیؓ کے بلانے پر آپ تشریف لائے مگر گھر کی ایک جانب میں لگا ہوا نقش ونگار والا پردہ دیکھ کر واپس ہوئے حضرت علیؓ آپ ﷺ کے ساتھ ہوئے اور لوٹنے کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا (لیس لی او لنبی ان یدخل بیتا مزوقا) میرے لیے یا کسی نبی کے جائز نہیں کہ کسی آراستہ گھر میں داخل ہو۔''(37)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (لاتقوم الساعۃحتی یبنی الناس بیوتاً یوشونھا وشی المراحیل) قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک لوگ ایسے مکان نہ بنانے لگیں جن کو منقش کپڑوں کے مثل (آراستہ) کریں گے۔''

حدیث ہذا کی تشریح میں شارح رقم طراز ہیں: اس حدیث میں آپ کی ایک پیشن گوئی کا ذکر ہے کہ لوگ اپنے گھروں کا نقش ونگار کریں گے جیسا کہ آج کل اس کا پورا مظاہرہ ہے۔(38)

سواریاں اور فرش وفروش

حاجت وضرورت سے زیادہ صرف دکھانے اور فخر کرنے کے لیے سواریاں اکھٹا کرنا، فرش وفروش سے آراستہ وپیراستہ مکانات تعمیر کرنا جن میں کوئی نہیں رہتا اور خالی پڑے رہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایسی سواریوں کو شیطان کی سواریاں اور ایسے گھروں کو شیطان کے گھر کہا ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(تکون ابل للشیاطین و بیوت للشیاطین فاما ابل الشیاطین فقد رایتھایخرج احدکم بجنیبات معہ قد اسمنھا فلا یعلوا بعیر منھا ویمر باخیہ قدانقطع بہ فلا یحملہ واما بیوت الشیاطین فلم ارھا کان سعید یقولُ اراھا الا ھذہ الاقفا ص التی تستر الناس بالدیباج)

شیطانوں کے گھر ہوتے ہیں شیطانوں کے جو اونٹ ہوتے ہیں تو میں نے ان کو دیکھا وہ یہ ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے کوتل اونٹ (زیب وزینت اور فخر وریا کے لیے) جس کو کھلا کھلا کر اس نے موٹا بنا دیا ہے لے کر نکلتا ہے نہ اس پر خود سوار ہوتا ہے اور نہ سواری کی ضرورت رکھنے والے بھائی کو سواری کے لیے دیتا ہے سعید(39) کہتا ہے البتہ شیطانوں کے گھر میرے خیال میں یہ ہودج ہیں جن پر لوگ دیباج کے پردے چڑھاتے ہیں۔''(40)

اکثر دنیادار لوگ کثرت مال کی بناء پر آرام واستراحت کے لوازمات کی تکمیل کے بعد بھی گھروں اور مہمان خانوں میں حد ضرورت سے زائد بستروں اور بچھونوں، مسندوں اور توشکوں کو بچھانے کا اہتمام فقط اس عرض سے کرتے ہیں کہ دولت وثروت کے اعتبار سے ان کی ساکھ کا پرچار ہو جائے اسلام نے محض بے کار پڑے رہنے والے اس طرح کے بچھونوں کو اسراف اور تکبر کے اسباب میں داخل کرتے ہوئے شیطان کے بچھونے قرار دیا (عن جابر بن عبداللہ قال ذکر رسول اللہ الفرش فقال فراش للرجل و فراش للمراۃ وفراش للضیف والرابع للشیطان) جابر بن عبداللہ (41) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بچھونے کا ذکر کیا تو فرمایا: ایک بچھونا تو آدمی کو

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اپنی ذات کے لیے چاہیے اور دوسرا بچھونا اپنی عورت کے لیے اور ایک بچھونا مہمان کے لیے چاہیے اور چوتھا بچھونا شیطان کا ہے۔'' (42)

مختصراً یہ کہ تن بدن ڈھانپے، اسے گرمی سردی سے محفوظ رکھنے کے لیے موسم کے مطابق باوقار اور جچتا ہوا لباس پہننا، سر چھپانے کے لیے مکان بنانا جس میں بقدر کفایت آرام و آسائش کا سامان ہو اور ضرورت آمد و رفت کے لیے سواری رکھنا لابدی چیزیں ہیں جن کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ ان اشیاء کی فراہمی اور زیب و زینت کے لیے مال صرف کرنا اسراف نہیں بشرطیکہ اعتدال ملحوظ رکھا جائے حد اعتدال سے متجاوز ہو کر ان اشیاء کے حصول پر زر کثیر خرچ کرنا جس کا مقصد فقط یہ ہو کہ دولت و ثروت کا اظہار ہو جائے اور شان و شوکت کی نمود و نمائش ہو سکے تو یہ طریقہ اسلام کی روح کے خلاف ہے، محمد نجات اللہ صدیقی لکھتے ہیں

''اسلام ملکیت کے استعمال کے بارے میں کامل مساوات کا قائل نہیں ہے کہ سماج کے عام معیار زندگی سے بلند تر معیار اختیار کرنے کی گنجائش باقی نہ رکھے اگر کسی فرد کا معیار زندگی سماج کے عام معیار زندگی سے بلند ہے تو اسے ہر حال میں اسراف قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر سماج کے بہت سے افراد کی بنیادی ضروریات زندگی بھی نہ پوری ہو رہی ہوں اور دولت مند فرد اس صورت حال کے باوجود زیب و زینت اور شہرت و تفاخر کے کاموں پر بے دریغ مال صرف کرتا چلا جائے تو اس کو اسراف قرار دیا جائے گا اور ایسے میں ریاست کو مداخلت کا یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ مالک کی ملکیت میں (مفاد عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے) یا تو اس کے حق تصرف کو یکسر معطل کر دے اور یا پھر اسے کچھ قیود و حدود کا پابند بنا دے۔'' (43)

شادی کے بعد ولیمہ

اپنی حسب خواہش کسی عورت سے نکاح ہو جانا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت، دلی خوشی اور مسرت کی بات ہے اور اس کا حق ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور اپنی دلی مسرت و شادمانی کا اظہار ہو، ولیمہ (☆) اس کی عملی شکل ہے اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ اس کے ذریعہ شادی کرنے والے مرد اور اس کے گھرانے کی طرف سے خوبصورتی کے ساتھ اس بات اعلان و اظہار ہو جاتا ہے کہ شادی کے اس رشتہ سے ہم کو طمینان اور خوشی ہے اور ہم اس کو اللہ کی قابل شکر نعمت سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ چیز منکوحہ عورت اور اس کے گھر والوں کے لیے بڑی خوشی اور اطمینان کا باعث ہوگی اور اس سے باہمی تعلق و مودت میں اضافہ ہوگا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات اور عمل دونوں سے اس کی طرف راہ نمائی فرمائی۔ (44) (**وعن انس ؓ ان النبی ﷺ رای علی عبدالرحمن بن عوف اثر صفرة فقال ماهذا؟ قال تزوجت امراة علی وزن نواة من ذهب قال بارک الله لک اولم ولو بشاة**) حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف (45) (یعنی ان کے کپڑوں پر یا جسم پر) زردی کا کچھ اثر دیکھا تو ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر سونے پر (یعنی اس کا مہر اتنا مقرر کیا ہے) آپ ؐ نے فرمایا اللہ تمہیں مبارک کرے! ولیمہ کی دعوت کرو اگرچہ پوری ایک بکری کر ڈالو۔'' (46) حضور ﷺ کے ارشاد کا مطلب بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دل کھول کر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ولیمہ کرو، چاہو تو اس ولیمہ کے لیے ایک بکری مستقل ذبح کر ڈالو۔(47)

رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل

خود رسول اللہ ﷺ نے زوجہ مطہرہ زینب بنت جحش کے نکاح کے موقع پر پوری ایک بکری ولیمہ کے لیے ذبح کی تھی حضرت انس روایت کرتے ہیں(ما اولم رسول الله علی احدمن نسائه مااولم علی زینب اولم بشاة) کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کے نکاح پر ایسا ولیمہ نہیں کیا جیسا کہ زینب بنت جحش(48) کے نکاح کے موقع پر کیا پوری ایک بکری پر ولیمہ کیا۔"(49)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اور سب بیویوں کے نکاح میں آپ ﷺ نے جو ولیمہ کی دعوت کی وہ اس سے مختصر اور ہلکے پیمانہ پر کی تھی۔بعض ازواج مطہرات کے نکاح پر جو دعوت ولیمہ کی اس میں تو صرف دو چار سیر جو کام آئے اور ایک زوجہ کو جب اپنے نکاح میں لایا اور لوگوں کو ولیمہ پر بلایا تو دسترخواں پر گوشت روٹی کچھ نہیں تھا، کچھ کھجوریں تھیں اور کچھ پنیر اور مکھن تھا(50)اس سے معلوم ہوا کہ ولیمہ کے لیے باقاعدہ دعوت بھی ضروری نہیں، کھانے پینے کی جو بھی مناسب اور مرغوب چیز میسر ہو رکھ دی جائے اور جب کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ دعوت قبول کرے اور آئے۔(51)لیکن بدقسمتی کی انتہا ہے کہ لوگوں نے جہیز کی طرح ولیمہ کو بھی ایک مصیبت بنالیا ہے ان دعوتوں میں اعلیٰ سرکاری افسروں اور طبقہ امراء کو کھانے پر بلایا جاتا ہے، چنانچہ ولیمہ کرنے والے ان مدعوین کو خوش رکھنے اور لوگوں کے سامنے شان اونچی دکھانے کے لیے رنگارنگ اور پرتکلف کھانوں اور لہو ولعب پر بے بہا دولت اڑاتے ہین جو کھلا اسراف اور نمائش وتفاخر ہے ایسے لوگوں کے ہاں کھانے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے(وعن ابی عباس ؓ ان النبی نهٰی عن طعام المتبارئین ان یوکل) حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باہم مقابلہ کرنے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔"(52) مطلب یہ کہ جو لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنی آن وشان اونچی دکھانے کے لیے شان دار دعوتیں کریں ان کے کھانے میں شرکت کرنے سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ اپنی شان اونچی دکھانے اور نمود ونمائش کے لیے اور حد اعتدال سے بڑھ کر دولت صرف کر ڈالنا اسلام کو پسند نہیں اور اس سے بچے رہنے کی تاکید کرتا ہے لیکن یہ سب کچھ تعلیم وترغیب، ہدایت وراہ نمائی اور اخلاقی دباؤ تک محدود نہیں ہے۔ جہاں تک اخلاقی طریقوں اور تعلیم وترغیب کے ذریعہ انفرادی اور اجتماعی مقاصد حاصل ہو سکتے ہوں اسلام جبر سے کام لینے کی اجازت نہیں دیتا لیکن اگر کسی معاشرے میں یہ اخلاقی فضا ختم ہو جائے تو تعلیمی اور تبلیغی کوششوں کے ساتھ ساتھ قانوناً لوگوں کو نمود ونمائش اور اظہار ثروت مندی کے لیے مشاغل اسراف وتبذیر سے روکا جائے تاکہ فضول خرچی کے نتائج بد سارے معاشرے کو فساد کی لپیٹ میں لے کر قانون کی قوت کو بے بس نہ کر دے(53)چنانچہ ابحاث هیئةُ کبار العلماء..میں ہے

"یری المجلس منع الاسراف وتجاوزالحد فی ولائم الزواج وتحذیر الناس من ذلک وأن یرغب الناس فی تخفیف المهور ویذم لهم الاسراف فی ذلک علی المنابر وفی مجالس العلم - ویری

مجلس کی رائے اسراف اور شادی کے ولیموں پر حد سے زیادہ خرچ کرنے کو روکنے اور لوگوں کو اس (فضول خرچی) پر تنبیہ کرنے کی ہے...اور (مجلس کا) یہ بھی خیال ہے کہ لوگوں کو مہروں میں کمی کرنے پر آمادہ کیا جائے اور اس سلسلے میں ممبروں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

المجلس بالاكثرية معاقبة من اسرف
في ولائم الا عراس ☆ اسرافاً بيناً وان يحال
بواسطة اهل الحسبه ☆ الى لمحاكم لتعزر ☆ من
يثبت مجاوزته الحدبمايراه الحاكم الشرعي من
عقوبة رادعة تكبح جماح الناس لا يمتنعون من
ذلك لانهم تبع لروسائهم واعيان مجمعتهم فعلى
ولاه الامر أن يبدأ وافي ذلك بانفسهم ويامروابه
خاصتهم قبل غير هم ويوكدواعلى ذلك اقتدأ
برسول الله واصحابه ...وولاة الامر مسؤلون امام
الله عن هذا الامة وواجب عليهم كفهم عن سوء
ومنع اسبابه . المسؤلة عن تمادي الناس في
المغالاه في المهور والتسابق في اظهار البذخ
والاسراف في حفلات الزواج وتجاوز الحد في
الولائم وما يصحبها من اضاء ات عظيمة خارجة
عن حد الاعتدال ولهو وغناء بالات طرب محرمة
باصوات عاليه قد تستمر طول الليل ....

(Stages)، پر علمی مجلسوں (Meetings)
میں ان کے سامنے فضول خرچی کی برائی بیان کی جائے۔ اور
مجلس کی اکثریت کا مشورہ دعوت ولیمہ میں کھلا اسراف کرنے
والوں کو سزا دینے کا ہے۔ اور یہ تجویز بھی ہے کہ جن لوگوں
پر ولیموں کی دعوتوں میں حد سے تجاوز کرنا ثابت ہوجائے
انہیں حسبہ والوں کی وساطت سے عدالت کی تحویل میں
دیا جائے تا کہ حاکم شرعی انہیں اپنی صواب دید کے مطابق
(جرم اسراف سے) باز رکھنے والی سزا دے، جو اس خوفناک
میدان میں لوگوں کی خودسری پر قابو پالے اور (مجلس یہ بھی
سمجھتی ہے کہ) عام لوگ اس (فعل) سے رکتے نہیں کیوں کہ
وہ اپنے رئیسوں اور سرداروں کے تابع ہوتے ہیں پس ارباب
اختیار کا فرض ہے کہ وہ ابتدا اپنے آپ سے کریں اور غیروں کو
منع کرنے سے قبل اپنے خاص لوگوں کو (باز رہنے کا) حکم دیں
اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے انہیں اس بات کی
تاکید کریں۔ اور ارباب اختیار اس امت کے بارے میں
اللہ کے سامنے جواب دہ ہوں گے اور ان پر برائی سے انہیں
روکنا اور اس کے اسباب سے منع کرنا لازم ہے۔ لوگوں کا گراں گراں مہریں مقرر کرنے میں بڑھنے سے، اپنی شان اونچی دکھانے
اور تکبر کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور شادی کی تقریبات میں فضول خرچی کرنے اور ولیموں
(پر اخراجات) میں حد سے تجاوز کرنے اور جو اس کے ساتھ حد اعتدال سے خارج چراغاں اور کھیل تماشے اور موسیقی کے
حرام آلات کے ساتھ بلند آوازوں میں گانا بجانا جو کبھی کبھار رات بھر جاری رہتا ہے ملے ہوئے ہوتے ہیں سے اگر قوت مقتدرہ
منع نہ کرے تو عنداللہ جواب دہ ہوگی۔"(54)

مسطورہ بالا اقتباس کا واضح مفہوم یہی ہے کہ نمائش ثروت اور اظہار تفاخر کے لیے بیش قیمت مہر مقرر کرنا اور شادیوں کی تقریبات اور ولیموں کی دعوتوں کے مواقع پر حد اعتدال سے خارج اخراجات کرنا کھلا ہوا اسراف ہے جس سے متعلق قوت نافذہ کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ان مالی تصرفات پر حجر کی پابندی عائد کردے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سپریم کورٹ آف پاکستان کا فیصلہ

2000ء میں حکومت پاکستان نے شادی کی تقریبات اور دعوت ولیمہ میں صرف ایک قسم کے کھانے کے علاوہ فقط اظہار ثروت اور نمائش دولت کے لیے طرح طرح کے کھانوں (Dinners) کے اہتمام کرنے کو اسراف اور دولت کا ضیاع قرار دیتے ہوئے اس پر قانوناً پابندی لاگو کردی 2004ء میں اس فیصلے کو چیلنج (Challange) کرنے کے لیے عدالت عظمٰی میں نظر ثانی کی دو درخواستیں دائر کی گئیں سپریم کورٹ کے فل بینچ (Full Bench) نے ان دونوں درخواستوں کو خارج کرتے ہوئے یہ وضاحت پیش کردی کہ ولیمہ پر پابندی سے متعلق 2000ء کا قانون برقرار رہے گا اور گھروں میں بھی دعوت ولیمہ کے مسرفانہ اخراجات اور رسم مہندی کے کھانوں اور تمام قبیح رسم ورواج کے انعقاد پر پابندی ہوگی۔(55)

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات وحواشی

1- بلیاوی، مصباح اللغات، ص : 53-52۔

2- قلع جی وقنیبی، معجم لغه الفقهاء، ص : 67، 120؛ و الجرجانی التعریفات، ص : 21 ؛ وسعدی ابو حبیب، القاموس الفقهی، ص : 170؛ والالوسی، روح المعانی، ص : 59/5 ؛ وابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ص : 189/3؛ والرازی، التفسیر الکبیر، ص : 42/19؛ وسید سلیمان ندوی، سیرت النبی، ص : 761/6 ؛ محمد طاسین، اسلام کی عادلانہ اقتصادی تعلیمات، ص : 149؛ محمد سید رضی زنگی پوری، اسلام کا معاشی نظام، ص : 112؛ ومحمد آصف محسنی قندہاری، اسلامی اقتصاد، ص : 38۔

3- المرجع السابق، ص : 374؛ وکیرانوی، القاموس الفرید، ص : 295۔

4- قلع جی وقنیبی، معجم لغة الفقهاء، م.ن؛ وسعدی ابو حبیب، القاموس الفقهی، م.ن؛ محمد طاسین، اسلام کی عادلانہ اقتصادی تعلیمات، م.ن۔

5- الاسراء : 26۔

6- الاعراف : 31؛ والانعام : 141۔

7- الاسراء: 27۔

8- الاسراء: 29۔

9- ابن ماجه، سنن ابن ماجه، کتاب اللباس، باب البس ماشئت ما اخطاك سرف او مخیلة، حدیث نمبر، 3605، ص: 257/2۔

10- ابن ماجه، سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب من الاسراف ان تاکل کل مااشتهت، حدیث نمبر 3355، ص : 240/2۔

11- مغیرہ بن شبعة (20ق ھ---50ھ) آپ مغیرہ بن شعبه بن ابی عامر بن مسعود ثقفی، صحابی رسول ﷺ عرب کے ہوشیار، معاملہ فہم، زیرک اور سردار لوگوں میں سے ایک ہیں غزوہ خندق کے سال مسلمان ہوئے اور ہجرت کر کے مدینہ پہنچے کوفہ میں پڑے رہے اور وہی پر سن پچاس ہجری میں 70 سال کی عمر میں وفات پائی اس وقت آپؓ حضرت معاویہؓ کی طرف سے کوفہ کے والی تھے چند لوگوں نے آپ سے روایت کی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے! الزرکلی، الاعلام، ص :406/8 ؛ وابن حجر، الاصابه، ص : 419/3 ؛ وابن الاثیر، اسدالغابة، 465 ؛ والخطیب التبریزی، اکمال فی اسماء الرجال، ص : 569-568۔

12- البخاری، الجامع الصحیح ؛ کتاب الرقاق، باب مایکره من قیل وقال، حدیث نمبر : 1393، ص : 549/3 ؛ومالك الامام، الموطا، کتاب الجامع، باب ماجآء فی اضاعة المال، حدیث نمبر، 243، ص : 692 ؛

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ومسلم ، صحیح مسلم ، کتاب ، الاقضیه ، باب النهی عن کثرة المسائل من غیر حاجة ، حدیث نمبر 4481، ص : 696/2۔

13- المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ، ص : 75-76/2۔

14- {وَاللّٰهُ لَایُحِبُّ الفَسَاد} البقره : 205 ؛ نیز دیکھئے! سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، ص: 78/6 , 377؛ والزحیلی، الفقه الاسلامی وادلته ، ص: 4985/7۔

15- تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! السفه ، باب چہارم، فصل اول؛ووزاره الاوقاف والشئون الاسلامیة الکویت ، الموسوعة الفقهیة، ص : 194/4۔

16- قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 228۔

17- دیکھئے! البخاری،الجامع الصحیح ، کتاب الوحی، باب کیف کان بدءُ الوحی الی رسول الله ﷺ ، حدیث نمبر 1، ص : 33۔حضرت عمرؓ نے ممبر پر کھڑے ہوکر رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا (انما الاعمال بالنیات) اعمال کا اعتبار نیتوں پر ہے۔

18- سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، ص : 371-372/6 ؛ و رشید رضا ، التفسیر المنار ، ص : 100/5۔

19- النساء : 38۔

20- البقره : 264۔

21- مسلم ، صحیح مسلم ، کتاب الاماره ، باب من قاتل للریاء و السمعة ، حدیث نمبر 4923 ، ص : 201/3۔

22- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب اللباس ، باب الخلقان و فی غسل ، حدیث نمبر 663 ، ص : 263/3۔

23- الترمذی ، جامع الترمذی ، کتاب الاستیذان والادب ، باب ما جاء ان الله یحب ان یری اثرنعمته علی عبده، حدیث نمبر 725، ص : 105/2۔

24- نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہ ملکیت، ص : 225/1۔

25- ایضاً۔

26- النسائی ، سنن النسائی ، کتاب اللباس ، باب من لبس شهرة من الثیاب ، حدیث نمبر 3606، ص : 166/3؛ وابوداؤد ، کتاب اللباس ، باب فی لبس الشهرة ، حدیث نمبر 630 ؛ ص : 252/3؛ وابن ماجه، سنن ابن ماجه ، کتاب اللباس ، باب من لبس شهرة من الثیاب، حدیث نمبر 3606، ص : 257/2۔

27- حجة الله البالغه ، ص : 336/2۔

28- منظور نعمانی، معارف الحدیث، ص : 416/6۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

29- تفصیل کے لیے دیکھئے! نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہ ملکیت، ص : 221-222/1 ؛ وصدرالدین اصلاحی، اسلام ایک نظر میں، ص : 224-223۔

30- ایضاً۔

31- البخاری، الجامع الصحیح، کتاب اللباس، باب من جَرَّا زاره من غیر خُیَلَاءَ ، حدیث نمبر730، ص : 317/3 ؛ومسلم، صحیح مسلم، کتاب اللباس، والزینه، باب تحریم جَرِّ الثوب خیلاء وبیان حد مایجوز ارخاؤه الیه ومایستحب ، حدیث نمبر5453، ص : 372/3 ؛ والنسائی، سنن النسائی، کتاب اللباس، باب من جرثوبه من الخیلاء، حدیث نمبر3569 ، ص : 158/3 ؛ و ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار، حدیث نمبر884، ص : 271/3۔

32- منظور نعمانی، معارف الحدیث، ص : 418۔

33- ابن ماجه، سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب فی النباء والخراب، حدیث نمبر4163 ، ص : 307/2۔

34- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی البناء، حدیث نمبر ، 1797، ص:738/3۔ابن ماجہ نے سنن میں انسؓ سے مروی اس حدیث کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے(عن انس قال مررسول الله ﷺبقبة علی باب رجل من الانصار فقال: ماهذه قالو ا: قبة بناها فلان قال رسول اللهﷺ کل مال یکون هٰکذافهو وبال علی صاحبه یوم القیامة. فبلغ الأ نصاری ذلك فوضعهافمر النبی ﷺ بعد فلم یرها، فسأ ل عنها. فأ خبر انه وضعها لما بلغه عنك . فقال یرحمه الله یرحمه الله)دیکھئے! سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب فی النباء والخراب، حدیث نمبر4163 ، ص : 307/2۔

35- ایضاً، کتاب اللباس، باب فی الصور، حدیث نمبر 752، ص : 296-297/3۔

36- ایضا، کتاب اللباس، باب فی اتخاذ الستور، حدیث نمبر748، ص : 295/3۔

37- کتاب الأطعمه، باب الرجل یدعی فیریٰ مکروها، حدیث نمبر 356ص:155/3؛ و سنن ابن ماجه، کتاب الأطعمه، باب اذارأی ضیف منکر ا ، حدیث نمبر3360، ص:114/3؛ والبیهقی السنن الکبریٰ، کتاب الصداق، باب الرجل یدعیٰ الی الولیمة، حدیث نمبر 14337، ص: 267/7 .

38- البخاری . الادب المفرد ، باب البناء، حدیث نمبر 777، ص : 501۔

39- سعید بن ابی هند (?----------16ھ) سعید بن ابی ہند سمرۃ کے آزاد کردہ ہیں۔ ابوموسیٰ اشعریؓ، ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں ان کے بیٹے عبداللہ اور نافع بن عمرا ن الجمحی ان سے روایت حدیث کرتے ہیں، آپ مشہور ثقہ ہیں۔ دیکھئے! الخطیب التبریزی، اکمال فی اسماء الرجال، ص : 511۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

40- ابو داؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الجهاد ، باب الجنائب ، حدیث نمبر 797، ص : 328/2۔سعید بن ابی ہند جو اس حدیث کی روایت ابو ہریرہؓ سے کرتے ہیں فرماتے ہیں: ''میں تو شیطانوں کے گھران ہودجوں کو سمجھتا ہوں جن کے پردے ریشمی ہوتے ہیں۔دیکھئے! ابو داؤد ، سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب الجنائب، م.ن۔

41- جابر بن عبدالله (؟..........74ھ)ابوعبداللہ جابر بن عبداللہ انصاری اسلمی مشہور صحابی ہیں ان کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیث کی روایت کثرت سے کی۔ غزوہ بدر اور اس کے بعد آنے والے تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ ایسے تمام غزوات اٹھارہ ہیں وہ شام اور مصر میں تشریف لائے آخر عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی۔ ان سے بڑی جماعت نے حدیث کو نقل کیا ہے۔ انہوں نے 94 سال کی عمر میں عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ایک قول کے مطابق آپ صحابہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے ہیں۔ دیکھئے! الخطیب التبریزی ، اکمال فی اسماء الرجال ، ص : 478-479۔

42- ابو داؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب اللباس ، باب فی الفرش ، حدیث نمبر 741، ص : 243/3۔

43- اسلام کا نظریہ ملکیت ،ص : 222/1-223 ؛ ومودودی، اسلام کا نظامِ حیات، ص : 38۔دراصل یہ محمد نجات اللہ صدیقی کی کتاب ''اسلام کا نظریہ ملکیت'' سے انہی کے الفاظ میں ماخوذ ہے جس کی تائید سید مودودی کی کتاب ''اسلام کا نظام حیات'' صفحہ 38 کے مطالب سے ہو رہی ہے، لہٰذا اول الذکر حوالے کی تقویت کے لیے دوسری کتاب کا حوالہ دیا گیا۔

☆ الـوَلِيْمَةُ : فتح لام اور کسرہ لام کے ساتھ وَلِيمة کے لغوی معنی ہیں گروہ، جماعت اور عرف شرع میں ولیمہ نام ہے اس طعام کا جو کسی گروہ یا جماعت کے لیے تیار کیا جاتا ہے، (Banquet) یا رخصتی کے وقت اور زفاف سے پہلے دولہا کی طرف سے شادی کی ضیافت (Wedding-feast) کو ''ولیمہ'' کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو! قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 511۔

44- منظور نعمانی، معارف الحدیث، ص : 461/7؛ وشاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، ص : 227/2۔

45- البخاری ، الجامع الصحیح ،کتاب النکاح ، باب الولیمة ولو بشاة، حدیث نمبر 153، ص : 86/3۔

46- عبدالرحمن بن عوف (؟-----32ھ) ابو محمد عبدالرحمٰن بن عوف زہری، قرشی عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔شروع دور میں مشرف با اسلام ہوئے۔دو بار حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ تمام غزوات میں رسول ﷺ کے ساتھ موجود رہے۔حضورؐ نے غزوہ تبوک میں ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ عام الفیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے اور 32ھ میں وفات پائی۔عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔دیکھئے! الـخـطیب التبریزی، اکمال فی اسماء الرجال ، ص : 527 ؛ ومعین الدین ندوی، سیر الصحابه ، ص : 120-136/1ملخصاً ؛ وابن حجر عسقلانی ، التقریب مختصر التهذیب ، ص: 235۔

47- البخاری ، الجامع الصحیح ،کتاب النکاح ، باب الولیمة ولو بشاة، حدیث نمبر 153، ص : 86/3۔

48- زیـنـب بـنـت جحـش (؟-----60ھ) ام الحکیم زینب بنت جحش قبیلہ قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہیں،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ آپؐ نے زید بن حارثہؓ کے ساتھ جو آپؐ کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے تھے ان کا نکاح کر دیا۔ تقریباً ایک سال تک دونوں کا ساتھ رہا، لیکن پھر تعلقات قائم نہ رہ سکے اور آخر کار طلاق واقع ہوگئی۔ زیدؓ نے جب ان کو طلاق دی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔ تمام ازواج مطہرات میں سب پہلے انتقال کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ازواج سے فرمایا تھا: تم میں مجھ سے جلد وہ ملے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا، یہ استعارہ فیاضی کی طرف اشارہ تھا، لیکن ازواج اس حقیقت کو نہ سمجھیں، چنانچہ باہم ہاتھوں کو ناپا کرتیں تھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں، حضرت زینبؓ کی وفات کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ فرمان نبوی ﷺ کا مطلب سب سے زیادہ فیاض ہونا ہے، لہٰذا آپؓ اپنی فیاضی کی بناء پر اس پیشن گوئی کا مصداق ثابت ہوئیں۔ واقدی نے لکھا ہے: کہ حضور ﷺ کے ساتھ جس وقت نکاح ہوا اس وقت آپؓ پینتیس سال کی تھیں اور بیس ہجری میں پچاس سال کی عمر میں وفات پائی۔ دیکھئے! الخطیب التبریزی ، اکمال فی اسماء الرجال، ص : 503-502 ؛ وابن حجر ، الاصابة ، ص : 242/4و314۔

49- البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب النکاح ، باب من اولم علیٰ بعض نسائه اکثر بعض ، حدیث نمبر 153، ص : 87/3، ومسلم ، صحیح مسلم ، کتاب النکاح، باب زواج زینب بنت جحش و نزول الحجاب واثبات الولیمه، حدیث نمبر 3503، ص : 356-357/2۔

50- البخاری ، الجامع الصحیح، کتاب النکاح ، باب من اولم اقل من شاة، حدیث نمبر 158، ص : 87/3۔

51- المصدر نفسه ، حدیث نمبر 159؛ ومسلم ، صحیح ملسم کتاب النکاح ، باب الامر بالاجابة الداعی الی دعوة، حدیث نمبر 3509، ص: 361/2۔

52- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الاطعمة ، باب فی طعام المتباریین ، حدیث نمبر 355، ص: 154/3۔

53- خورشید احمد، محمد مظہر الدین ونعیم صدیقی، اقتصادی پروگرام کمیٹی کی رپورٹ، ص: 17؛ محمد محترم فہیم احمد عثمانی، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو، ص : 36-35۔

☆ الاعراس: عرس کی جمع ہے، دلہن کو شوہر کے گھر رخصت کرنے کو ''عرس'' کہتے ہیں...Wedding۔ دیکھئے! قلعه جی و قنیبیی، معجم لغة الفقهاء ، ص : 309۔ لہٰذا ولائم والاعراس کا مطلب ہوا؛ دلہنوں کا شوہروں کے گھروں بھیجے جانے کے موقع پر ضیافتیں۔

☆ الحسبة : حسب کا ماخذ ہے جس کے لفظی معنی ہیں: الحساب ، المکافات (calculation) اور شریعت میں اس کی تعریف ہے ''الامر بالمعروف اذاظهر ترکه ، والنهی عن المنکر اذاظهر فعله۔ نیکی کا حکم کرنا جب اس کا ترک کرنا ظاہر ہوجائے اور برائی سے روکنا جس وقت اس کا ارتکاب کرنا ظاہر ہوجائے۔ ملاحظہ ہو! قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 179۔ لہٰذا ''اهل الحسبة'' شرعی حکومت کے وہ کارندے ہوئے جو نیک کاموں کا حکم کرتے ہوں اور برائی سے منع کرتے ہوں۔

54- الرئاسة العامة لادارات البحوث العلمية والدعوت والارشاد ، ریاض، ص : 413-415/2۔

55- روزنامہ ''مشرق'' پشاور، اسلام آباد، جلد نمبر 13، شمارہ نمبر 140، 21 دسمبر 2004، ص : 12 ، 9۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل دوم

تنعم و عیش کوشی

تنعم کہتے ہیں: زندگی کو خوش گوار اور آسودہ بنانے کے لیے مال و دولت سے لذت اندوز ہونے کو بشرطیکہ لذت و سرور کا حصول کسی گناہ اور جرم کے ارتکاب کا باعث نہ ہو۔(1)

اس سے پہلے بھی یہ بات واضح ہوئی ہے کہ زمین و آسمان کے خزانوں کا اصلی اور حقیقی مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس نے انسان کو دنیا میں اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے اور اسے اس دنیا میں رہ کر احکامات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی ہدایت کی (2) اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اسے اپنے خزانوں سے حکمت و مصلحت کے مطابق مال و متاع عطا کر دیا اور بتا دیا کہ وہ اس کی طرف سے آئی ہوئی ہدایات کے مطابق اس مال و دولت کو ضروریات کی تکمیل، سہولت و آرام اور سکون کے حصول اور ذوق جمال کی تسکین کے لیے شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے تصرف میں لائے چنانچہ ان تینوں اغراض کے لیے دولت خرچ کرنا شریعت کے رو سے اس حد تک درست ہے کہ اعتدال سے تجاوز نہ ہونے پائے اور جو فائدہ مطلوب ہے اس کے لیے اتنا مال صرف کیا جائے جتنا اس کے لیے اکتفا کرے (3) قرآن مجید رحمان کے بندوں کے اوصاف حمیدہ کے بیان میں ان کی اس خوبی کا بھی شمار کرتا ہے کہ یہ لوگ مال و دولت خرچ کرنے میں بخل اور اسراف سے کام نہیں لیتے بلکہ ان کا خرچ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے ارشاد خداوند ہے { وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا } اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ ضرورت سے زیادہ نہ کم۔"(4)

یہ بات طے ہے کہ مال و دولت زندگی کی بقا اور اس کی استواری کا ذریعہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لیے متعین اور مقرر ضابطۂ حیات میں اس بات کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی کہ انسان عیش و آرام اور اس کی خاطر کسبِ مال کو عملاً اپنی زندگی کا مقصد بنائے۔ اس لیے اسلام نے عیش و عشرت میں غرق ہو جانے والی زندگی کو سخت ناپسندیدہ قرار دیا اور اس سے بچے رہنے کی تاکید کی ہے قرآن حکیم میں فرمان باری تعالیٰ ہے {اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِب" وَّلَهْو" وَّزِيْنَة" وَّتَفَاخُر" بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُر" فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ... وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ} جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (و آرائش) تمہارے آپس میں فخر (وستائش) اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (وخواہش) ہے۔ .اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔"(5)

مال و دولت کی کثرت و فراوانی بعض اوقات اصحاب ثروت کو خرچ و اخراجات کے سلسلے میں اقتصاد اور میانہ روی اختیار کرنے سے لاپروا بنا دیتی ہے اور دنیا کی محبت اور اس کی لذات (Enjoyments) میں منہمک ہونا انہیں بلند تر مقاصد سے غافل کر دیتا ہے جس کا نتیجہ قوموں اور بستیوں کی تباہی کی صورت میں سامنے آتا ہے کتاب خداوندی نے بار بار اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ دولت کی کثرت مفاسد اجتماعیہ کا سرچشمہ ہے اور گزشتہ قومیں اس لیے تباہ و برباد ہوئی ہیں کہ ان میں زر پرستی اور عیش پسندی کا مکروہ جذبہ زور پکڑ گیا تھا جس نے ان کو طریق اعتدال سے منحرف کر دیا تھا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے { وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ ۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا } اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کر ڈالا جو اپنی (فراخی) معیشت میں اترا رہے تھے۔''(6)

ان حقائق سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ اسلام وسائل معیشت اور پیداواری قوتوں کی تخلیق سے انسانوں کو دور رکھنا نہیں چاہتا ہے بلکہ اسلام میں جو چیز ممنوع ہے وہ دولت کی محبت اور انہماک فی الدنیا ہے جو انسانوں کو زندگی کے اصل نصب العین (Object) سے پھیر دیتا ہے۔(7) رسول اللہ ﷺ نے دنیاوی لذات سے لطف اندوزی میں انہماک اور مبالغہ کی حد تک استراحت وتن آسانی کے حصول کو ناپسند فرمایا اور اس سے اجتناب کرنے کی تاکید کی (عن معاذ بن جبل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعث به الى اليمن قال ايّاک والتَّنَعُّمَ فانَّ عبادالله ليسوا بالمَتنعمين) معاذ بن جبل (8) سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں (حاکم بنا کر) یمن کی طرف بھیجا تو (از رہ نصیحت یہ) کہا آگاہ رہو! خوش عیشی اور عیش کوشی سے بچے رہو کیوں کہ اللہ کے بندے عیش کوش نہیں ہوتے ہیں۔''(9)

طلائی ظروف اور ریشمی لباس

متذکرہ صدر حقائق سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تنعم وعیش کوشی اسلام کو پسند نہیں ہے اور یہ چاہتا ہے کہ علم بردارن اسلام کی زندگیاں عیش وعشرت اور اسراف کے مظاہر سے خالی ہوں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے سونے چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنے اور ریشمی لباس پہننے سے منع فرمایا (عن حذيفة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تلبسوا الحرير و لا الديباج ولاتشربوافى آنية الذهب والفضة ولا تاكلوا فى صحافها فانها لهم فى الدنيا ولكم فى الاخرة) حذیفہ (9) سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ نے فرمایا سونے چاندی کے برتن میں پیو (نہ کھاؤ) اور حریر اور دیبا (ریشمی کپڑے) نہ پہنو یہ چیزیں کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔''(11) نیز حضرت ام سلمہؓ (12) روایت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاندی (یا سونے کے برتن میں پیئے یا کھائے) وہ اپنے پیٹ میں گویا دوزخ کی آگ غٹ غٹ اتارتا ہے۔(13) اور اس سلسلے میں حضرت براء بن عازبؓ (14) سے بھی روایت ہے آپؐ فرماتے ہیں (نهانا رسول الله عن خواتيم الذهب وعن الشرب فى الفضة اوقال اٰنية الفضة وعن المياثرو القسى وعن لبس الحرير والديباج) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع ان باتوں سے کیا سونے کی انگوٹھیاں (چھلے) پہننا، چاندی کے برتنوں میں پانی پینا اور زین پوش ریشمی حریر اور دیبا اور ریشمی کپڑے پہننا۔''(15)

ان مرویات کی روشنی میں محدثین اور مذاہب اسلامیہ کے علماء اور فقہاء فرماتے ہیں کہ چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھانا پینا بالاتفاق حرام اور ممنوع ہے مرد اور عورت دونوں کے لیے سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنے سے منع کرنے اور ریشمی لباس پہننے سے روکنے کی اصلی غرض یہ ہے کہ مسلمان ان لوگوں کی طرح آسائش طلب اور دنیوی عیش وعشرت کے دل دادہ نہ بن جائیں جو بعث بعد الموت اور اخروی زندگی کے منکر ہیں (16) پیغمبر اسلام کے ارشادات کے مطابق ایک مسلمان کا مقصد حصول علم اور تکلفات سے پاک، سادہ اور سپاہیانہ زندگی گذارنا ہے عورتوں اور عیش دنیا پر فریفتہ لوگوں کی طرح تکلفات اور تنعّمات کے ساتھ اسے کیا واسطہ، تنعم وعیش کوشی آخرت کی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ابدی زندگی اور دائمی راحت و آرام سے غافل اور بے پروا بنا دیتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ابشروا و أملوا ما یسرکم فوالله مالفقر أخشی علیکم ولکن أخشی علکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنا فسوھا کما تنا فسوھا و تلھیکم کما الھتھم) پھر تمہیں خوش خبری ہو، تم اس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کرے گی، خدا گواہ ہے فقر و محتاجی وہ چیز نہیں ہے جس سے تمہارے متعلق ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی جس طرح ان لوگوں پر کر دی گئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور تم بھی اس کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی اس طرح کوشش کرو گے جس طرح وہ کرتے تھے اور تمہیں بھی اس طرح غافل کر دے گی جس طرح انہیں غافل کیا تھا۔" (17)

تنعم و عیش کوشی کی مختلف صورتیں

راحت و تن آسانی، تعیش و تنعم کے حصول کی خاطر مال و دولت خرچ کرنے کی مفصلہ ذیل صورتیں ہیں:۔

i. جس عرض کی تکمیل مال کی ایک خاص مقدار خرچ کر کے کی جاسکتی ہو اس پر بغیر کسی فائدے کے دیدہ و دانستہ مال کی زائد مقداریں خرچ کرنا جیسے دولت مندی کے گمان میں بازار کے عام نرخ سے قصداً و ارادۃً زیادہ قیمت پر چیزیں خریدنا۔

ii. دوسری صورت یہ ہے کہ ضرورت ایک مخصوص وصفی معیار کی حامل اشیاء کے حصول سے پوری ہوسکتی ہو، مگر عیش و عشرت اور تنعم کے دلدادہ اس سے بہتر وصفی معیار کے سامانات کے طلب گار ہوں، مثلاً امد و رفت کی سہولت عام معیار کی کار اور موٹر کاروں کے ذریعہ سفر کرنے سے میسر آسکتی ہو مگر اس کے لیے اعلیٰ معیار کی کاریں اور لگژری کوچز (Luxury coaches) کے حصول کے درپے ہونا۔

iii. خوراک، لباس و پوشاک، رہائش کے لیے مکان، علاج و معالجہ اور حصول تعلیم انسان کی بنیادی ضروریات ہیں ان کو نظر انداز کر کے گھر اور دکان مکان وغیرہ کے زیب و زینت پر بے دریغ دولت صرف کرتے رہنا۔

iv. مفاد عامہ اور اجتماعی ضرورتوں کی پروا کیے بغیر راحت اور آرام کی زندگی بسر کرنے کے لیے فضول اخراجات کرتے رہنا۔ (18)

اسلامی نظام حیات میں بے جا اخراجات کی گنجائش نہیں

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں زندگی ایک بامقصد کام ہے جس کا تقاضا ہے کہ ضرورتوں کو زیب و زینت، تن آسانی اور آسائش پر ترجیح دی جائے بنیادی ضروریات اور مفادات عامہ کو نظر انداز کر کے عیش و عشرت اور جمال افرینی سے متعلق امور پر مال خرچ کرنا اسلامی فقہی تصریحات کے مطابق اسراف میں داخل ہے۔ اسلام کی نظر میں بنیادی ضروریات کی تکمیل لازمی امر ہے اور عام تصرفات اور نیکی اور احسان کے کاموں میں کشادہ دلی اور فراخ دستی کا مظاہرہ شریعت کے نزدیک پسندیدہ ہے تاہم ان کاموں میں بھی اسراف اس طرح حرام ہے جیسے کھانے پینے، رہنے سہنے اور اوڑھنے بچھونے میں۔ (19)

گرد و پیش کے سماجی حالات کی رعایت

جب ایک طرف مال و دولت کی کثرت اور ریل پیل ہو اور لوگ خواہشات نفسانی کی پیروی میں عقلی تقاضوں کے خلاف عیش و

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عشرت میں ڈوبی ہوئی زندگی گزارنے کے عادی بن رہے ہوں اور دوسری طرف سماج میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہوں جو زندگی کی لازمی اور بنیادی ضروریات کی تکمیل سے یا تو عاجز ہوں اور یا بصد مشکل انہیں پورا کرتے ہوں اور اسلامی ریاست کے اجتماعی اداروں کو بہتر سہولیات کی فراہمی اور عامۃ الناس کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے زر کثیر درکار ہو جس کا ملکی خزانہ متحمل نہ ہو تو ان حالات کے تناظر میں الہامی نظام اسلامی ریاست کے کارندوں کو یہ اجازت دیتی ہے کہ وہ ثروت مند لوگوں کو جائز عیش وآرام کی آخری حد تک پہنچنے کے لیے ہر سہولت وآسانی کی فراہمی اور جمال وآرائش اور زیب وزینت سے متعلق ہر ممکن سامان کو حاصل کرنے کی کوشش سے منع کردیں اور اصحاب ثروت کو عیش وعشرت اور آرام وسہولت کی زندگی گزارنے کے لیے بے بہا دولت خرچ کرنے سے روک دیں۔ پورے سماج کے برعکس چند افراد کے آرام وسہولت کے لیے کسی حدوقید کے بغیر املاک کا استعمال ہونا اور مال ودولت کا تنعم وعیش کوشی کی غرض سے خرچ ہونا کھلا ہوا اسراف اور صریح نادانی ہے۔سماجی ضروریات اس بات کا زیادہ حق رکھتی ہیں کہ فاضل دولت ان کی تکمیل پر خرچ ہو نہ کہ عیش کوشی اور لذت اندوزی کا نذر ہو۔(20)

زندگی کو آرام دہ بنانے کے لیے اخراجات میں حد اعتدال سے نمایاں تجاوز کرنا ہر اسلامی دور میں مذموم رہا ہے خصوصاً آج کے دور میں تو اسے قطعاً پسندیدہ قرار نہیں دیا جاسکتا جب کہ معاشی مسئلہ نے سخت صورت اختیار کی ہے معیشت کے وسائل پر چند ہاتھوں کا قبضہ ہے اور اجتماع کا ایک بڑا حصہ خط غربت سے نیچے کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے جنہیں دو وقت نان جویں سیر ہو کر نہیں ملتی اور نہ سفری سہولت کے لیے انہیں معمولی سواری میسر ہے نہ وہ سر چھپانے کے لیے معمولی جھونپڑی بنانے کی ہمت رکھتے ہیں نہ خود کو اور نہ بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرسکتے ہیں اور نہ انہیں صحت کی بہتر سہولیات فراہم ہیں چنانچہ ایسے میں کوئی وجہ نہیں ہے کہ دل دادگان عیش وتنعم کو متعدد قیمتی کاریں خریدنے، بڑی رقوم خرچ کر کے دعوتوں اور ضیافتوں میں عمدہ قسم کے کھانوں اور مشروبات کا اہتمام کرنے، فاخرانہ لباس وپوشاک استعمال کرنے اور یا عالی شان محلات تعمیر کرنے سے روکا نہ جائے۔(21) ''اسلام کا نظریہ ملکیت'' میں اس بارے میں ہے

> ''عیش کوشی کے مظاہر کے تعیین میں اہم بات یہ ہے کہ دورِ جدید کی زندگی میں چودہ سو سال پہلے کے پیمانوں سے اس کی تعیین نہیں کی جاسکتی تاہم اس ضمن میں اسراف پر قانونی بندشیں اس وقت لاگو کی جاسکتی ہیں جب اسراف کی شخصی اور اضافی نوعیت اچھی طرح معلوم ہو: جب حد اعتدال سے تجاوز اتنا نمایاں ہو کہ خارجی معیاروں پر اسراف کا پہچاننا ممکن ہو جائے جب مالک کی مسرفانہ بے تدبیری اور مالی امور میں عاقبت نااندیشی اتنی نمایاں ہو جائے کہ اسے خارجی پیمانوں سے ناپا جاسکے تو ریاست کا فریضہ بنتا ہے کہ ایسے فضول خرچی کا سد باب کرے۔'' (22)

''اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو'' میں ہے: کہ یہ بھی ممکن ہے کی دل دادگان عیش وتنعم کو قوت نافذہ بعض مدات میں مالی تصرفات سے یکسر روک دے اور ان مدات میں دولت خرچ کرنے سے پہلے انہیں ارباب اختیار سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایسے افراد کو تمام مالی امور چلانے سے پہلے ریاست کے حکام سے اجازت لینے کا پابند بنا دیا جائے۔(23)

گزشتہ تفصیلات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ صورت حال کی بہتری کے لیے اخلاقی بنیادوں پر تربیت واصلاح کے ساتھ ساتھ اسلام ریاست کو پوری طرح اس امر کی اجازت بھی دیتا ہے کہ وہ فاضل دولت کو فضول اور بے جا خرچ ہونے سے بچانے کے لیے قانونی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ذرائع کو بھی استعمال کرے اور ایسے حالات پیدا کرنے کے ذمہ دار لوگوں کو ان کے مال واملاک میں اس قسم کے مسرفانہ تصرفات سے محروم کردے۔

اجتماعی معاشی مصالح اور مفادات کے تحفظ کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ ریاست افراد کے اعمال کی نگرانی کرے، شریعت مطہرہ کی دور بین نظروں سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ جو کام بعض اوقات ترغیب وتلقین کے ذریعے پورے نہیں ہوتے وہ قوت واقتدار کے ذریعے باآسانی انجام پاتے ہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے(ان اللہ لیرعیٰ بالسلطان مالا یرعیٰ بالقرآن) خدا سلطان کے ذریعے ان امور کی نگرانی کرلیتا ہے جن کی نگرانی قرآن کے ذریعے نہیں کرتا۔''(24) ایک روایت اسی مفہوم کی حضرت عثمانؓ کی طرف بھی منسوب ہے کہ آپؓ نے فرمایا(مایزعُ الامام اکثر مایزع بالقرآن) جو کچھ سربراہ حکومت (قانون کی عمل داری سے) ٹھیک رکھتا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جو قرآن (ترغیب کے ذریعے) درست رکھتا ہے۔''(25) لہٰذا ضروری ہوا کہ اسلامی ریاست اخلاقی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ قانون کی مدد سے بھی سماجی اور معاشرتی مفادات کے برخلاف استراحت اور تن آسانی کی زندگی بسر کرنے کے لیے حد اعتدال سے متجاوز اخراجات کرنے والوں کو اجتماعی مفاد میں کام آنے والی فاضل دولت کو ضائع کردینے والے اور بے جا اڑانے والے قرار دے کر ان حدود کا پابند بنا رکھے جو اجتماعی مفادات کے تحفظ کے لیے بنائے گئے ہوں۔(26)

حضرت عمرؓ کا طرز تعامل

حضرت عمرؓ نے نہ صرف خود سادہ طرز حیات اختیار کرنے کو ترجیح دی بلکہ دوسروں کو بھی وعظ وتلقین کے ذریعے عیش وآرام کی زندگی گزارنے کے مقابلے میں سادہ اور بے تکلف زندگی گزارنے کو کہا اور اپنے عمال (Governors) کے لیے تنعم اور عیش کوشی کی زندگی اختیار کرنے سے روکنے کا اہتمام جس انداز سے آپ نے کیا وہ اس بات کی گواہی ہے کہ حالات وظروف کے تقاضوں سے صرف نظر کرکے سہولت اور تن آسانی کے حصول میں حد اعتدال سے تجاوز کرنا آپ کو سخت ناپسندیدہ تھا۔ آپؓ اس ضمن میں نہ صرف اپنی ذات اور حکومت کے کارندوں پر قانونی پابندیاں عائد کرنا ضروری سمجھتے تھے بلکہ اسلامی ریاست کے فرائض میں شامل تصور کرتے تھے۔(27) اس سلسلے کی چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

i. مرغن خوراک ترک کرنا

ایک دفعہ حضرت عمرؓ مرغن کھانا کھا رہے تھے کہ ایک دہقان کا آپ پر سے گزر ہوا آپؓ نے اس کسان کو شریک طعام ہونے کی دعوت دی دہقان نے دسترخوان پر بیٹھ کر جلدی جلدی کھانا شروع کردیا اور دیکھتے دیکھتے پورا سالن صاف کردیا یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے دہقان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے شخص معلوم ہوتا ہے تجھے اس وقت گھی ملا ہوا کھانا کھانے کا شوق بیتاب کر رہا ہے، یہ سن کر دہقان بولا: یہ بات نہیں ہے بلکہ مدت ہوئی ہے کہ مجھے تو کھانے ہی کو کچھ نہیں ملا یہ زمانہ خشک سالی کا تھا چنانچہ حضرت عمرؓ نے عہد کرلیا کہ جب تک گئے سالوں کے طرح بارش نہیں برسے گی میں گھی نہیں کھاؤں گا۔(28)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ii. عاملوں کو تقرر کے وقت ہدایات

آپؓ جب بھی کسی کو کسی علاقے کا عامل مقرر کرتے تو اس کے تقرر کے پروانہ میں حسب ذیل ہدایات تحریر فرماتے:

i. وہ عمدہ گھوڑے پر سواری نہیں کرے گا۔

ii. اعلیٰ قسم کا لباس و پوشاک نہیں پہنے گا۔

iii. چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا۔

iv. دروازے پر دربان نہیں رکھے گا۔(29)

iii. عاملوں کے مال و اسباب کی تفصیلی رپورٹ

حضرت عمرؓ کے دور میں جب کسی عامل کی تقرری ہوتی تو اس وقت اس کے مال واسباب کی تفصیلی رپورٹ (Report) تیار کرائی جاتی تقرری کے بعد اگر اس کی مالی حالت میں غیر معمولی اضافہ ہوتا تو اس پر باز پرس ہوتی اور آمدن میں اس کے تصرفات کو ممنوع قرار دیا جاتا۔(30)

بصرہ کے گورنر (Governor) ابو موسیٰ اشعریؓ (31) کے بارے میں یہ بات سنی گئی کہ وہ ایک لونڈی کو دو وقت اتنا عمدہ کھانا بہم پہنچاتے ہیں جو عام مسلمان کو میسر نہیں حضرت عمرؓ نے حقیقت حال جاننے کے لیے ابو موسیٰؓ کو مدینہ بلوایا اور الزام درست ثابت ہونے پر وہ لونڈی ان سے چھین لی۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (32) نے کوفہ میں اپنی گورنری کے زمانے میں اپنے لیے ایک محل بنایا تھا جس میں ایک ڈیوڑھی (Entrance) بھی تھی حضرت عمرؓ (33) نے اپنے قاصد کو بھیج کر اس ڈیوڑھی کو آگ لگا دی۔(34)

iv. اونچی اونچی عمارتیں تعمیر کرنے کی ممانعت

امیر المومنین حضرت عمرؓ نے اپنے گورنروں کو اونچی عمارتیں تعمیر کرنے سے روکنے کے لیے لکھ بھیجا تھا (لاتطیلوا بنیانکم فانھا من شر ایام کم) اونچی اونچی عمارتیں تعمیر نہ کرو کہ یہ طرز عمل بدترین زمانہ کی نشانی ہے۔"(35)

v. عیش کوشی اور ریشمی لباس و پوشاک سے اجتناب کرنے کی تاکید

حضرت عمرؓ نے اذربیجان کے والی کو خط لکھ بھیجا جس میں یہ فرمان تھا (ایاکم والتنعم ....ولباس الحریر) آگاہ رہو! عیش کوشی سے اجتناب کرو....اور ریشم کا لباس پہننے سے بچے رہو۔"(36)

حضرت عمرؓ کا اپنے عمال کے بارے میں یہ طرز عمل اس بات کے ثبوت کے لیے کافی ہے کہ آپؓ اپنے عمال کے لیے سہولت و تن آسانی، تنعم و عیش کوشی کی زندگی قطعاً پسند نہیں فرماتے تھے جس کے لیے آپؓ نے دولت کے استعمال کے سلسلے میں ان پر بعض بندشیں عائد کی تھیں، اور انہیں حکماً اس بات پر مجبور کیا تھا کہ وہ دنیوی نعمتوں سے لطف اندوز اور بہرہ مند ہونے میں حد و اعتدال سے متجاوز نہ ہوں۔ ان پابندیوں میں بڑی حکمت یہ مضمر تھی کہ حکمرانوں کے دیکھا دیکھی کہیں رعیت اس روش کو اختیار نہ کرے اور تن آسانی پوری قوم کو ذلت و پستی کی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

طرف دھکیل نہ دے۔

ایات، احادیث اور آثار سے واضح ہو گیا کہ تنعم وعیش کوشی کے ضمن میں حد اعتدال سے بڑھ کر فضول اخراجات کرنے سے روکنے کا مقصد اجتماعی زندگی کو متوازن اور معتدل روش پر قائم رکھنا ہے اور یہ تب ممکن ہے کہ اشیائے صرف اور سامان استعمال کو مقدار اور وصف دونوں کے لحاظ سے ضرورت کے تابع رکھا جائے فروانی دولت کے نشے میں چور ہو کر بلا لحاظ ضرورت وافادیت زیادہ مقداروں یا برتر اوصاف کی حامل اشیاء کے استعمال سے پرہیز ضروری ہے اور ریاستی مداخلت اس کو ممکن بنا سکتی ہے۔ ''اقتصادی پروگرام کمیٹی کی رپورٹ'' میں ہے

''کہ یوں تو ہر شخص اپنے روپے پیسے کو اپنی راحت اور اپنے عیش وآرام پر صرف کرنے میں مختار ومجاز ہے لیکن اگر یہی اختیار واجازت حد اعتدال سے نکل کر اس غلط راہ پر پڑھ جائے کہ عورتوں میں زیور کی کثرت، زیب وزینت کی گراں قدر اشیاء کی خریداری، فیشن کی دلدادگی اور مردوں میں اسراف اور نمائشی اخراجات اور ضروریات انسانی سے خارج از حد اعتدال تفریحی اخراجات کا ایسا ہمہ گر شوق وذوق پیدا ہو جائے کہ قوم کی قوم اس میں مبتلا نظر آنے لگے اور یہاں تک نوبت پہنچ آئے کہ بازاروں میں عام حاجات وحرفت کی نظر ان ہی امور کی دیدہ ریزی اور لطافت آفرینی میں محو اور مصروف ہو جائے، تجار کی تجارت کا فروغ صرف اسی پر رہ جائے، مزدوروں کے محنت کا ثمرہ دولت اسی پر صرف ہونے لگے اور عام ضروریات کی تجارت، عام اجناس کی زراعت اور رفاہ عام کے سلسلے کی صنعت وحرفت کساد بازاری کی نذر ہونے لگے تو معاشرہ کو فساد کی لپیٹ میں آنے سے بچانے اور لوگوں کو نتائج بد سے محفوظ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ تعلیمی وتبلیغی کوششوں کے ساتھ ساتھ قانونی قوت کی مدد سے لوگوں کو مظاہرہ نعمت وتعیش اور مشاغل اسراف وتبذیر سے روکا جائے۔''(37)

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات وحواشی

1- قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 148؛ وملاعلی القاری ، المرقاة بهامش مشكوٰة ، ص : 449۔

2- ارشاد ہوتا ہے: اللہ وہی تو ہے جس نے زمین میں تم کو اپنا نائب (Viceroy) بنایا....تا کہ جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے، الانعام : 165۔

3- نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہ ملکیت، ص : 222-223/1۔

4- الفرقان : 67۔

5- الحدید : 20۔

6- القصص : 58۔

7- حیدرزمان صدیقی ، اسلام کا معاشیاتی نظام، ص : 158۔

8- معاذ بن جبل (؟-----18ھ) ابو عبدالله معاذ بن جبل الانصاری الخزرجی انصار کے ان ستر اشخاص میں سے ہیں جو بیعت عقبہ ثانیہ میں حاضر ہوئے۔ آں حضرت ﷺ نے ان کو قاضی اور معلم بنا کر یمن روانہ فرمایا تھا۔ ابن عباس اور ابن عمر اور دیگر بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی۔ حضرت عمرؓ نے ابوعبیدہ بن الجراح کے بعد ان کو شام کا حاکم مقرر فرمایا اور اسی سال یعنی 18 ہجری میں طاعون عمواس میں ان کی وفات ہوئی۔الخطیب التبریزی، اکمال فی اسماء الرجال، ص : 566 ؛ و ابن حجر العسقلانی ، التقریب مختصر التهذیب ، ص : 356؛ والذهبی ، تذکرة الحفاظ ، ص : 21-22/1 ؛ وابن حجر ، بلوغ المرام ، ص : 87-88/1۔

9- احمد بن حنبل الامام ، المسند ،فی مسند الانصار ، حدیث معاذ بن جبل ،حدیث نمبر22158،ص: 243/5؛ والخطیب التبریزی ، مشکوٰة المصابیح ، کتاب الرقاق، باب فصل الفقراء ، حدیث نمبر5030 ،ص : 449۔

10- حذیفہ(؟-----36ھ) حذیفہ ان کا نام اور ابوعبدالله کنیت ہے، حذیفة بن الیمانؓ رسول اللہ ﷺ کے رازدار تھے۔ حضرات عمر، علی، ابودرداء وغیرہم صحابہؓ اور کئی تابعین نے ان سے احادیث کی روایت کی۔ مدائن میں وفات پائی اور وہاں پر دفن ہوئے۔ دیکھئے! الخطیب التبریزی ، اکمال فی اسماء الرجال ، ص : 483 ؛ وابن حجر العسقلانی ، التقریب مختصر التهذیب ، ص : 82؛ والزرکلی ، الاعلام ، ص : 180/2 ؛ والاصابة ، ص : 318/1۔

11- البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب الاطعمه ، باب آنية الذهب ، حدیث نمبر591 ، ص : 265-266/3 ؛ وباب الاکل فی اناء مفضض، حدیث نمبر389، ص: 194/3 ؛ وکتاب الاشربة ، باب آنية الفضة ، حدیث نمبر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

592 ، ص: 409/5 ؛ وبـاب الشرب فی انية الذهب ، حدیث نمبر 591 ، ص: 265/3 ؛ وكتـاب اللباس ، باب لبس الحرير وافترا شه للرجال وقدرما يجوز منه، حدیث نمبر 777، ص : 334/3۔

12- ام سلمة (؟-----62ھ) امہ سلمہ ام المومنین ہند بنت امیہ جناب رسول کریم ﷺ سے پہلے ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں۔ جب ابوسلمہ انتقال کر گئے تو انہوں نے آں حضرت ﷺ سے نکاح کرلیا۔ چوراسی برس کی عمر میں ان کی وفات واقع ہوئی۔ ابن عباسؓ، حضرت عائشہؓ اورزینبؓ ان کی بیٹی اوران کے بیٹے عمر اورابن المسیب اور صحابہ وتابعین کی ایک جماعت ان سے روایت کرتی ہے۔ ملاحظہ ہو! الخطيب التبريزی، اکمال فی اسماء الرجال ، ص : 515 ؛سعیدانصاری، سیر الصحابیات ،ص: 56-64؛ وادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، ص : 304-306/3۔

13- البخاری ، الجامع الصحيح ، كتاب الاشربة، باب الشرب فی انية الذهب ، حدیث نمبر 593، ص : 410/5۔

14- البراء بن عازب (؟-------72ھ) البـراء بـن عازب بن حارث بن عدی انصاری اوراوسی ہیں اوران کے باپ دونوں صحابی ہیں۔ کم عمری کی وجہ سے جنگ بدر میں شریک نہ ہوسکے۔ کوفہ میں آئے ؛ 24ھ میں رے فتح کیا؛ جنگ جمل اور صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ رہے اور مصعب بـن الزبير کے زمانہ میں کوفہ میں انتقال کیا۔ ان سے کثیر مخلوق نے روایت کی ہے۔ دیکھئے! الخطیب التبريزی، اکمال فی اسماء الرجال ، ص : 474 ؛ وابن حجر العسقلانی ، التقريب مختصرا لتهذيب ، ص : 49 ؛ و بلوغ المرام ، ص : 208-209۔

15- البخاری ، الجامع الصحيح ، كتاب اللباس ، باب لبس القسی ، حدیث نمبر 784 ، ص : 336/3 اوراسی کتاب اللباس کے باب ''لبس الحرير '' کی حدیث نمبر 779 میں ہے (قال محمد ﷺ من لبس الحرير فی الدنيا فلن يلبسه فی الآخرة) حضرت محمد ﷺ نے فرمایا : جو شخص دنیا میں حریر (خالص ریشمی کپڑا) پہنے گا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔'' ملاحظہ ہو! ص : 505/5۔

16- ملا علی القاری ، المرقات بهامش مشكوٰة ، ص : 371؛ ووحيد الزمان ، تيسر البارى ، ص : 304/5۔

17- البخاری ، الجامع الصحيح ، كتاب الدعوات ، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها ، حدیث نمبر 1366، ص : 532/3؛ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں: آدمی کو دنیا کے عیش وتنعم میں مشغول ہوکر آخرت کی زندگی سے لاپرواہ نہیں ہونا چاہیے'' دیکھئے! سنن النسائی بشرح جلال الدين السيوطی ، ص : 296/2۔

18- محمد محترم فہیم احمد عثمانی، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو، ص : 40-41۔

19- ملاحظہ ہو! الشاطبی ، الموافقات ، ص : 177-181/2 ملخصاً ؛ و الخوارزمی ، الكفاية بهامش الهداية ،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ص : 337/3 ؛ وابن الهمام ،فتح القدير ، ص : 191/8 ؛ وسید سلیمان ندوی ، سیرۃ النبی، ص : 761/6۔

-20 نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہ ملکیت،ص: 222/1؛ محمد محترم فہیم احمد عثمانی، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو،ص: 43۔

-21 محمد محترم فہیم احمد عثمانی ، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو ، ص : 43، 44 ۔ دنیوی نعمتوں سے بہرہ منداور لطف اندوز ہونے میں حد اعتدال سے تجاوز کرنے کی ممانعت اس روایت سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''المرتفعه'' بہت قیمتی لباس پہنے سے منع فرمایا دیکھئے! المصدر نفسه۔

-22 نجات اللہ صدیقی ، اسلام کا نظریہ ملکیت ، ص : 222/1۔

-23 محمد محترم فہیم احمد عثمانی ، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو ، ص : 38-36۔

-24 محمد محترم فہیم احمد عثمانی نے ''طرطوسی'' کی کتاب ''سراج الملوك'' کے حوالے سے حدیث کے یہ الفاظ ''اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو'' ص : 37 پر نقل کیے ہیں ، تلاش کے بعد نہ تو ''طرطوسی'' کی مذکورہ کتاب دستیاب ہوئی اور نہ حدیث ہذا کتب احادیث میں کہیں نظر سے گزری اس لیے ''اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو'' کے حوالے پر اکتفا کرنا پڑا۔

-25 ملاحظہ ہو! القرطبی ، الجامع لاحكام القرآن، ص : 325/6۔

-26 نفس المرجع۔

-27 محمد محترم فہیم احمد عثمانی، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو ، ص : 44۔

-28 ملاحظہ ہو! شاہ ولی اللہ، فقہ عمر،ص: 426،425؛ محمد محترم فہیم احمد عثمانی،اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو، ص : 44۔

-29 شبلی نعمانی،الفاروق ، ص : 199۔

-30 بلاذری ، فتوح البلدان ، ص : 219؛ نیز دیکھئے! الفاروق، ص : 199۔

-31 **ابو موسیٰ اشعری (؟-----44ھ)** نام عبداللہ بن قیس یمن کے رہنے والے ہیں ہجرت سے قبل مکہ جا کر اسلام قبول کیا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے زبید اور عدن کے حاکم رہے حضرت عمرؓ نے ان کو بصرہ کا والی مقرر کیا حضرت عثمانؓ نے ان کو کوفہ کی حکومت دی 23 ہجری میں انہوں نے اصفہان کو فتح کیا اور اس سے پہلے اہواز فتح کر چکے تھے۔ جنگ صفین میں جب لڑائی کو طول ہوا تو حضرت علی نے اپنی طرف سے ثالث مقرر کیا۔ حضرت ابو موسیٰ نے 63 برس کی عمر میں وفات پائی۔ ملاحظہ ہو! الذهبی ، تذكرة الحفاظ، ص : 121/2؛ وابن الاثير ، اسد الغابه ، ص : 245/2؛ وشاہ معین الدین ندوی، سير الصحابه ، ص : 314-330 ملخصاً۔

-32 **سعد بن ابی وقاص (؟-----55ھ)** آپؓ کا نام سعد، کنیت ابواسحاق اور والد ابو وقاص کا نام بن وہیب ہے آپ کا تعلق قبیلہ قریش سے ہے ان دس خوش نصیب صحابہ میں آپؓ کا نام بھی شامل ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی خوشخبری دی تھی۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں بڑی عمر میں اسلام لائے آپؓ وہ پہلے شخص ہیں جس نے راہ خدا میں تیر اندازی کی رسول اللہ ﷺ کے چھ مشیروں میں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ایک آپؓ بھی تھے۔ کسریٰ ءِ فارس کے لشکروں کے خلاف لڑنی والی اسلامی فوج کی قیادت کی، حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان رونما ہونے والی جنگوں سے کنارہ کش رہے اور مدینہ میں وفات پائی دیکھئے! الخطیب التبریزی ، اکمال فی اسماء الرجال ، ص : 503؛ والذھبی ، تذکرۃ الحفاظ ، ص : 22/1؛ والخطیب البغدادی ، تاریخ بغداد ، ص : 147-149/1؛ وابن حجر العسقلانی ، بلوغ المرام ، ص : 227/1۔

33- عمر بن الخطاب (?-------23ھ) آپؓ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبدالله بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب القرشی العدوی امیر المومنین اور بے شمار فضائل ومناقب والے ہیں۔ 23ہجری میں آپؓ نے شہادت پائی۔ آپ ساڑھے دس سال تک مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے۔ دیکھئے! ابن حجر العسقلانی ، التقریب مختصر التھذیب ، ص : 278 ؛ والاصابہ ، ص : 518/12 ؛ وبلوغ المرام ، ص : 66/1 ؛ والخطیب التبریزی، اکمال فی اسماء الرجال، ص : 523-534 ۔

34- بلاذری ، فتوح البلدان ، ص : 220؛ وشبلی نعمانی، الفاروق، ص : 203۔

35- نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہ ملکیت، ص : 215/1-220؛ محمد محترم فہیم احمد عثمانی، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو، ص : 47۔

36- ابن جوزی، سیرت عمر بن الخطاب، ص : 130۔

37- خورشید احمد، محمد مظہر الدین ونعیم صدیقی، ص : 171۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل سوم

کھیل کود اور تفریحی مشاغل

کھیل کود اور تفریحی مشاغل جن سے جسمانی ورزش، تنومندی، بدنی و ذہنی چستی اور قلبی فرح وسرور پیدا ہوتا ہو اور جو احکام شرعیہ ضروریہ سے باز رکھنے کا باعث اور کسی معصیت کا سبب نہ بنتے ہوں اور ان میں قمار کی کوئی شکل اور نہ دولت کے مسرفانہ استعمال کی کوئی صورت ہو تو شریعت اسلامیہ کی نظر میں نہ صرف جائز بلکہ زیادہ پسندیدہ بھی ہیں جیسے دوڑ، گھوڑ دوڑ، کشتی، تیراکی، مکابازی، کبڈی، چھلانگیں لگانا، وزن اٹھانا، رسی کودنا اور تیراندازی کرنا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کئی کھیلوں اور مشغلوں میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ ان میں حصہ لینے کی ترغیب بھی دلائی۔

تیراندازی اور نیزہ بازی

معرکہ ءحق و باطل ازل سے ہے اور ابد تک جاری رہے گا، طاغوتی طاقتیں امن وسلامتی والے دین کی ترویج واشاعت کی راہ میں ہر ممکن رکاوٹیں حائل کرنے کی سعی بلیغ کرتے چلے آرہے ہیں جس کے دفاع کے لیے پیروکاران اسلام کو جہاں تک ہو سکے ہر دور کے تقاضوں کے مطابق قوت اور زور تیار کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔(1) رسول اللہ ﷺ نے قوت وطاقت تیراندازی کو قرار دیتے ہوئے اس پر مداومت اختیار کرنے کو اس لیے کہا کہ صورت کے اعتبار سے یہ بہترین کھیل بھی ہے(2) اور کھیل ومشغلہ کی طرف راغب ہونا انسانی فطرت ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا(**فلا یعجز احدکم ان یلھو باسھمه**) چاہیے کہ تم میں سے کوئی بھی شخص تیراندازی میں کمزور نہ دیکھا جائے۔''
(3) نیز آپ ﷺ نے تیراندازی اور نیزہ بازی کو درست کھیل ٹھہراتے ہوئے فرمایا(**ارموا وارکبوا وان ترموا احب الی من ان ترکبوا وکل مایلھو به المرء المسلم باطل الارمیه بقوسه وتادیبه فرسه وملاعبته امراته فانھن من الحق**) تیراندازی کرو اور سوار ہو کر نیزہ بازی کرو اور تمہاری تیراندازی کرنا مجھے زیادہ پسند ہے تمہاری نیزہ بازی سے سوار ہو کر اور مرد مسلم کا ہر کھیل باطل اور فضول ہے سوائے اس کے کہ وہ تیر کمان سے کھیلے اپنے گھوڑے کو سکھائے اور یہ کہ مرد اپنی اہلیہ کے ساتھ کھیلے یہ تینوں کھیل حق اور درست ہیں۔''(4)

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ اسلم قبیلے کے کئی لوگوں پر سے گزرتے جو دو گروہوں میں بٹ کر باہمی تیراندازی کی مشق کر رہے تھے اور ایک دوسرے سے سبقت اور بازی لے جانے کے کوشاں تھے آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا(**ارموا بنی اسماعیل فان اباکم کان رامیاً، ارموا وانا مع بنی فلان، قال: فامسك احد الفریقین بایدیھم، فقال رسول الله ﷺ: مالکم لاترمون؟ قالوا: کیف نرمی وانت معھم؟ فقال النبی ﷺ: ارموا فأنا معکم کلکم**)اسماعیل کی اولاد! تیراندازی کرو تمہارے باپ اسماعیلؑ تیرانداز تھے اور میں اس گروہ کی طرف ہوتا ہوں۔ یہ سن کر دوسرے گروہ نے ہاتھ روک لیے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیوں تیر نہیں چلاتے، انہوں نے کہا کیوں کر چلائیں آپ ﷺ تو دوسرے فریق کے ساتھ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا میں دونوں فریقوں کے ساتھ ہوں تیر چلاؤ۔''(5)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اسماعیلؑ عرب کے جدامجد، بڑے تیرانداز اور بہادر تھے، تیراندازی کی یہ مشق اور باہم بازی لے جانے کا مقابلہ دیکھ کر آپ ﷺ نے تیر چلانے (حربی استعداد حاصل کرنے) کی طرف مزید رغبت دلانے کے لیے فرمایا کہ یہ تمہارا آبائی پیشہ ہے اس کو خوب بڑھاؤ (6)

متذکرہ بالا مرویات کا حاصل یہی ہے کہ تیراندازی اور نیزہ بازی کرنا (اور آجکل بندوق توپ اور میزائل چلانا) چونکہ معتدبہ اغراض ومصالح شرعیہ پر مشتمل ہیں، سامان حرب کی تیاری اور قوت اور زور کی فراہمی ہے اور اس کا استعمال کرتے رہنے فوجی مشق، صحت افزا کھیل اور ورزش ہے اس لیے لھو باطل سے مستثنیٰ ہے۔

گھوڑ دوڑ

ریس (Race) اور گھوڑ دوڑ فوجی تربیت کا لازمی حصہ، کھیل وتفریح اور چستی ونشاط پیدا کرنے کا ذریعہ ہے رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے وغیرہ کی دوڑ میں مسابقت (Competition) کی حوصلہ افزائی فرمانے کے ساتھ ساتھ خود بھی گھوڑ دوڑ کرائی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آپؓ فرماتے ہیں (**ان رسول اللہ ﷺ اجری المضمر من الخیل من الحفیاءِ الی ثنیة الوداع وبینھما ستة امیال ومالم یضمر من الخیل من ثنیه الوداع الی مسجد بنی زریق وبینھما میل وکنت فیمن اجری فوثب بی فرسی جدارا**) کہ رسول اللہ ﷺ نے مضمر گھوڑے دوڑائے حفیہ سے ثنیۃ الوداع تک اور دونوں میں چھ میل کا فاصلہ ہے اور جو غیر مضمر گھوڑے تھے ان کو دوڑایا ثنیۃ الوداع سے بنی زریق کی مسجد تک اور دونوں میں ایک میل کا فاصلہ تھا ابن عمر کہتے ہیں میں بھی ان میں تھا جنہوں نے گھوڑے دوڑائے تھے تو میرا گھوڑا مجھے لے کر ایک دیوار سے کود گیا۔" (7)

حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا (**لاسبق الا فی نصال وخُفّ او حافر**) دوڑ میں مسابقت نہیں ہے مگر تیر میں یا اونٹ میں یا گھوڑے میں۔" (8)

حضرت عمرؓ کا فرمان

حضرت عمرؓ نے اذربیجان کے گورنر کو فرمان تحریر کیا: کہ مضبوط بنو، اہل بنو اور گھوڑوں کی رکابیں کاٹ کر ان پر کود کر سوار ہو تیز دوڑو اور ہدف (Target) پر تیراندازی کرو۔ (9)

خود حضور ﷺ کا دوڑ میں مقابلہ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں (**انھا کانت مع رسول اللہ فی سفر قالت فسا بقته فسبقته علی رجلی فلماحملت اللحم سابقته فسبقنی قال ھذه بتلك السبقة**) میں ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھی تو دوڑ میں ہمارا مقابلہ ہوا تو میں جیت گئی اور آگے نکل گئی اس کے بعد جب (فربہی سے) میرا جسم بھاری ہو گیا تو اس زمانے میں ایک دفعہ ہمارا دوڑ میں مقابلہ ہوا تو آپ ﷺ جیت گئے اور آگے نکل گئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہاری اس جیت کا جواب ہو گیا۔" (10) بلاشبہ اس روایت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دین اسلام میں اس طرح کے کھیلوں اور تفریحات کی گنجائش موجود ہے۔ (11)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عوامی جشن ونشاط اور خوشی کے موقع پر لہو ولعب

جیسا کہ یہ بات بالکل صاف ہے کہ انسانی فطرت میں یہ چیز ودیعت رکھی گئی ہے کہ وہ ذہنی بوجھ اور فکری تھکاوٹ کو ہلکا کرنے اور طبیعت کو تازہ دم کرنے کے لیے فرصت کے لمحات ڈھونڈتا ہے اور چاہتا ہے کہ چند ساعتیں خوشی وسرور اور فرحت اور انبساط کے ساتھ گزرے، یہ ذوق جسمانی حرکات کے سانچے میں ڈھالتا ہے تو کھیل کود اور ورزش وریاضت کی صورت اختیار کرتا ہے۔ مسطورہ بالا توضیحات سے عیاں ہوتا ہے کہ شریعت نے اس داعیہ کا بھرپور لحاظ رکھا ہے اور ذہنی سکون اور قلبی سرور حاصل کرنے کے لیے اس نے ہر ایسے کھیل وکرتب، لہو ولعب کا مظاہرہ کرنے اور اس مقصد کے لیے مقابلوں کا انعقاد کرانے کی اجازت دے رکھی ہے خصوصاً ان مواقع پر جہاں لوگ عموماً اور دنوں سے بڑھ کر اپنی خوشیوں اور جشن ونشاط کا مظاہرہ کرتے ہیں مثلاً شادی بیاہ اور عید کے دن، رسول اللہ ﷺ نے ایسے ایک موقع پر نیزہ ماری کا کھیل نہ صرف خود دیکھا بلکہ زوجہ محترمہ عائشہؓ کو بھی دکھایا۔ آپؓ سے روایت ہے (واللہ رایت النبی یقوم علی باب حجرتی والحبشہ یلعبون بالحراب فی المسجد ورسول اللہ یسترنی بردائہ لانظر الی لعبھم بین اذنہ وعاتقہ ثم یقوم من اجلی حتی اکون انا التی انصرف فاقدروا قدر الجاریۃ الحدیثۃ السن الحریصۃ السن) خدا کی قسم! میں نے یہ منظر دیکھا ہے کہ (ایک روز) حبشی مسجد میں نیزہ ماری کا کھیل کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ مجھے ان کا کھیل دکھانے کے لیے میرے لیے اپنی چادر کا پردہ کرکے میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہوگئے (جو مسجد میں کھلتا تھا) میں آپ ﷺ کے کاندھے اور کان کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھتی رہی آپؐ میری وجہ سے مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ (میرا جی بھر گیا اور) میں خود ہی لوٹ کر آئی (حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس واقعہ سے) اندازہ کرو کہ ایک نوعمر اور کھیل تماشہ سے دلچسپی رکھنے والی لڑکی کا کیا مقام تھا۔'' (12)

با مقصد اور تربیتی کھیل

نیزہ بازی کا یہ کھیل ایک بامقصد کھیل تھا جو فن جنگ کی تعلیم وتربیت کا بھی ایک ذریعہ تھا، غالباً اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اس میں دلچسپی لی۔ صحیحین کی اسی حدیث کی بعض روایات میں ہے کہ آں حضرت ﷺ ان کھلاڑیوں کو (دونکم یابنی ارفد) (خوب بنی ارفدہ خوب) کہہ کر ایک طرح کی داد بھی دیتے اور ان کی ہمت افزائی فرماتے تھے۔'' (13) اور اسی واقعہ سے متعلق صحیحین اور سنن نسائی کی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان کھلاڑیوں (حبشیوں) کو (جو مسجد میں اپنا کھیل دکھا رہے تھے) مسجد سے بھگا دینا چاہا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا ''دعھم'' (یعنی انہیں کھیلنے دو) اور ان کھلاڑیوں سے فرمایا (امنا بنی ارفدہ) یعنی تم بے خوف اور مطمئن ہوکر کھیلو۔'' (14)

المختصر! بامقصد کھیل جو ذہنی اور فکری تھکان دور کرنے، طبیعت میں تازگی اور چستی لانے اور تعلیم وتربیت کے حصول کا ذریعہ ہوں نبوی تعلیمات کے خلاف نہیں ہیں۔ آلات حرب وضرب ہوں کہ کھیل کود اور لہو ولعب کا سامان اور یا گھوڑ دوڑ کے لیے پلے ہوئے گھوڑے ہوں آخر یہ سب کچھ ہیں تو مال واملاک اور پہلے یہ معلوم ہوچکا ہے کہ شریعت میں مالک اپنے مال واملاک کے استعمال اور تصرف کے سلسلے میں کچھ قیود وحدود کا پابند ہے اسی طرح کھیل کود اور ورزش وریاضت کی غرض سے ہتھیاروں اور سامان لہو ولعب کے ساتھ کھیلنے، ان کی نمائش

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

منعقد کرانے اور گھوڑ دوڑ کے مقابلوں میں گھوڑوں کو دوڑانے کے بارے میں بھی وہ کچھ شرعی، قیود اور شرائط کی پاسداری کرنے کا پابند ہوگا۔
اسی لیے فقہاء کرام کہتے ہیں کہ جسمانی قوت، ورزش وریاضت کے لیے کھیل کھیلنا، پیدل دوڑنا، اور سواری وغیرہ میں مہارت حاصل کرنے اور کروانے کے لیے گھوڑے دڑانا مستحب ہے اور بامقصد اور تربیتی کھیلوں اور ڈور کے مقابلوں پر انعام کا مقرر کیا جانا بھی درست ہے البتہ انعام اور شرط کے جائز ہونے کی تین صورتیں ہیں۔

i. کوئی تیسرا شخص جو مسابقت (اور کسی کھیل کے کسی مقابلہ) میں شریک نہ ہو۔ شرکاء میں سے سبقت لانے والے کے لیے انعام کا اعلان کرے تو یہ معاملہ درست ہے کاسانی فرماتے ہیں" **وکذلک مایفعله السلاطین وهوان یقول لرجلین من سبق منکما فله کذافهو جائز** ۔اور اسی طرح جو بادشاہ (لوگ) کرتے ہیں کہ مقابلہ کے دو شرکاء سے کہہ دیتے ہیں کہ تم میں سے جو کوئی بازی لے جائے گا اس کو اتنی رقم انعام میں ملے گی تو یہ جائز ہے۔"(15)

ii. دو شخص مقابلہ میں شریک ہوں لیکن شرط ایک ہی جانب سے ہو تو جس جانب سے بدل متعین ہو اگر اس کی مخالف جانب والا سبقت لے جائے تو شرط کی رقم متعین کرنے والا شریک شریکِ مخالف کو حسب شرط مال ادا کرے "**خلاصة الفتاوی** "میں ہے" **انما یجوز ذلک اذا کان البدل معلوماً فی جانب واحد**۔ تیراندازی کے کھیل، اونٹ گھوڑے اور پیدل دوڑیں اس وقت جائز ہیں جب ایک طرف سے بدل متعین ہو۔"(16)

iii. ایک مروج صورت یہ بھی ہے کہ دوڑ اور بازی میں شریک ہر کھلاڑی کو ایک خاص رقم ادا کرنا ہوتی ہے، انعامی رقم سبقت کرنے والے کو ملتی ہے اور دوسروں کی رقوم رائے گاں اور بے نتیجہ چلی جاتی ہیں تو اس میں مال کا ضیاع بھی ہے اور قمار بھی ہر شریک ایک مبہم نفع ونقصان کے درمیاں رہتا ہے۔(17)

علماء لکھتے ہیں: موجودہ زمانہ میں بھی جن کھیلوں سے جسمانی ورزش ہوتی ہے یا جن سے آدمی اپنی حفاظت کے لائق ہوسکے، نہ صرف درست بلکہ مستحسن ہوں گے تاہم کھیلوں اور ان کے مقابلوں کے انعقاد پر جو رقوم خرچ کی جائیں وہ شرعی حدود کے اندر رہ کر خرچ کی جائیں اور حد اعتدال سے متجاوز نہ ہوں۔(18)

اسلام انسان کے ذوق کی تسکین کا سامان فراہم کرتا ہے لیکن ہرگز اس بات کا روادار نہیں ہے کہ ایک طرف تو سماج کہ بہت سارے افراد کی بنیادی ضروریات زندگی بھی نہ پوری ہو رہی ہوں اور دوسری طرف دولت مند افراد اور طبقہء امر دولت کو جو پورے معاشرے کے لیے زندگی کا سہارا ہے اپنے آرام وآسائش کھیل کود، لہو ولعب اور تفریحی مشاغل پر بے دریغ خرچ کرتے چلے جائیں اور یہ رجحان اتنا نمایاں ہو جائے کی خارجی پیمانوں سے ناپا جاسکے اور یہ تاثر ملے کہ کھیل کود، تفریحات اور ان کے مقابلوں کا انعقاد مقصود ومطلوب ہیں تو ایسے میں اسلامی حکومت قانون حجر کو حرکت میں لائے گی اور دولت کے مسرفانہ بے تدبیری سے ہونے والے اس استعمال پر حدود قیدلاگو کرے گی۔(19) ان ہی وجوہ کی بناء پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ گھوڑ دوڑ کے مقابلوں کے انعقاد سے ممانعت فرماتے تھے۔(20)" اسلام کی معاشی تعلیمات"میں ہے کہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

''اسلام میں لہو ولعب، کھیل کود، مساجد ومعابد کی آرائش وپچیکاری وگل کاری میں بے جا مقابلہ مزاروں اور مقبروں پر پختہ عمارتوں کی تعمیر اوران میں فن تعمیر کے جوہر دکھانا بھی مطلوب نہیں ہے اس کے سوا زیب وزینت اور آرائش کی وہ تمام چیزیں چند افراد کے لیے جائز نہیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لیے پیدا کی ہیں۔ اسلامی حکومت میں کسی کو اس بات کی اجازت نہ ہوگی کہ خود تو مکانات کی تعمیر وآرائش اور آلات لہو ولعب اور کھیل کود کے سامانات کے حصول میں غلو سے کام لے اور دوسروں کو اپنے اور بچوں کے لیے سر چھپانے کو چھپر میسر نہ ہو۔''(21)

کبوتر وپتنگ بازی

کبوتر بازی کے مقابلوں میں اڑانے کے لیے کبوتر پال رکھنا وقت ضائع کرنے، خدا سے غافل بننے کے ساتھ ساتھ مال کا بے مقصد اور بے جا خرچ کرنا بھی ہے جس کو اللہ کے رسول ﷺ نے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ کبوتر کے پیچھے دوڑتے ہوئے ایک شخص کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا (شیطان یتبع شیطانة) شیطان شیطان کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔''(22)

کبوتر بازی پر ہی پتنگ بازی کو قیاس کیا جاسکتا ہے یہ کھیل اور مشغلہ (Pastime) عام حالات میں تو ہے ہی ناپسندیدہ لیکن اس وقت اس کی کراہت اور زیادہ سخت ہو جاتی ہے جب اس کے ساتھ جوا اور دوطرفہ شرط اور عام معاشی ضرورتوں کے برعکس فضول اخراجات بھی شامل ہوں۔(23)

جشن بہاراں

لاہور (پاکستان) میں ہر سال جشن بہاران میں پتنگ بازی کے مقابلوں پر کروڑوں میں اخراجات ہوتے ہیں ''بسنت'' کے عنوان سے 15 فروری 2004ء کو بی بی سی کے رپورٹر (Reporter) نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا: جشن بہاران کے سلسلے میں پتنگ بازی کے مقابلوں اوران سے لطف اندوز ہونے والے مہمانوں پر اٹھنے والے اخراجات کے بارے میں دو اندازے ہیں ایک اندازے کے مطابق 25 کروڑ اور دوسرے تخمینے کے مطابق 50 کروڑ روپے خرچ ہوئے جب کہ اسی شام کو بسنت کی اختتامی تقریبات میں آتش بازی پر اٹھنے والے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔''(24) اس موقع پر ''اوصاف'' اور ''روزنامہ خبریں'' نے ''جشن بہاراں'' میں پتنگ بازی اور ویلینٹائن ڈے منانے کے سلسلے میں تقریبات کے انعقاد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''جشن بہاراں'' میں پتنگ اڑانے اور اس سے لطف اندوز ہونے کے لیے تقریبات منعقد کرنے اور ویلینٹائن کی یاد تازہ کرنے کے لیے محبت کرنے والوں کی طرف سے ایک دوسرے کو اظہار محبت کرنے کے لیے سرخ غباروں اور پھولوں کے تحفے دینے پر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں خرچ کرنے کی فضول رسمیں امسال پاکستان جیسے غریب ملک میں بھی منائی گئیں حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسی تمام رسومات اور تقریبات کو ممنوع ٹھہرادے اور قیمتی قومی سرمایہ کو ضائع ہونے سے محفوظ بنادے پھر آگے لکھتے ہیں: حکومت پنجاب نے گذشتہ سال پتنگ بازی پر پنجاب بھر میں پابندی لاگو کی تھی ضرورت اس بات کی ہے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کہ اس پابندی پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے۔''(25)

فنون لطیفہ

فنون لطیفہ کا تصور بہت پرانا ہے اور قرآن میں بھی مذکور ہے کہ جن عہد سلیمانی میں بڑے بڑے حوض، دیگ اور مجسمے اور تصاویر بناتے تھے۔(26) وفاقی قوانین کے بارے اسلامی نظریاتی کونسل کی شرعی جائزہ رپورٹ میں اس ضمن میں ہے کہ: تصاویر اگر تعلیم وتعلم، صحت مند اور خوشگوار تفریح کے لیے بنائی جائیں یا کسی طور بنانا ناگزیر ہو تو بجا ورنہ ضیاع اموال اور اسراف کی اجازت نہیں دی جائی گی۔''(27)

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات وحواشی

1- فرمان باری تعالیٰ ہے{وَاعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّباط الخيل تُرْهِبُوْنَ بِهِ عَدُوَّاللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ..}اور جہاں تک ہوسکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو اور اس کے ذریعہ سے تم (اپنا) رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن...'' ملاحظہ ہو! الانفال: 60۔

2- دیکھئے! ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الجهاد ، باب فی الرمی ، حدیث نمبر743، ص : 306/2 ؛ وابن ماجه ، سنن ابن ماجه ، کتاب الجهاد ، باب الرمی فی سبیل الله، حدیث نمبر2813، ص : 526/2۔

3- مسلم ، صحیح مسلم ، کتاب الامارة ، باب فضل الرمی والحث علیه وذم من علمه ثم نسیه ، حدیث نمبر4947، ص: 210/3۔

4- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الجهاد ، باب فی الرمی ، حدیث نمبر742 ، ص: 306/2 ؛ وابن ماجه ، سنن ابن ماجه، کتاب الجهاد ، باب الرمی فی سبیل الله ،حدیث نمبر2811، ص: 526/2۔

5- ابن ماجه ، سنن ابن ماجه ، حدیث نمبر 2815، ص : 528/2 ؛ والبخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب الجهاد والسیر ، باب التحریض علی الرمی ... حدیث نمبر 160، ص : 101/2-102۔

6- ایضاً۔

7- الترمذی ، جامع الترمذی ، کتاب الجهاد ، باب ماجآء فی الرهان، حدیث نمبر1753، ص : 203/1 ؛ والبخاری ،الجامع الصحیح ، کتاب الجهاد والسیر ، باب السبق بین الخیل ،احادیث نمبر132-133-134، ص : 89/2-90 ؛ و ابن ماجه ،سنن ابن ماجه ، کتاب الجهاد ، باب السبق والرهان ،حدیث نمبر2877، ص: 561/2؛ والنسائی ، سنن النسائی ، کتاب الخیل والسبق والرمی ، باب تادیب الرجل فرسه ، حدیث نمبر1242،ص: 205/1 ؛ وابن ماجه ، سنن ابن ماجه ، کتاب الجهاد ، باب السبق والرهان ، حدیث نمبر2877 ، ص : 561/2 ؛ والنسائی ، سنن النسائی ، کتاب الخیل والسبق والرمی، باب تادیب الرجل فرسه،حدیث نمبر1242، ص: 205/1۔

اضمار : اس کو کہتے ہیں کہ پہلے گھوڑے کو خوب کھلا پلا کر موٹا کیا جائے پھر اس کا دانہ کم کر دیا جائے اور ایک کوٹھری میں جھول ڈال کر بند رہنے دیں تا کہ خوب پسینہ کرے اور اس کا گوشت کم ہو جائے اور شرط میں دوڑنے کے لائق بن جائے، دیکھئے! الدمتنی ، نفع قوت المغتدی علی جامع الترمذی ، ص: 203/1 ؛ ومحدث دہلوی، اشعة اللمعات ، ص : 381/3۔

8- الترمذی ، جامع الترمذی ، کتاب الجهاد ، باب ماجآء فی الرهان ،حدیث نمبر1754، ص : 203/1 ؛ وابن ماجه ، سنن ابن ماجه ، کتاب الجهاد ، باب السبق والرهان،حدیث نمبر2878، ص : 561/1۔

9- دیکھئے! عبدالمالک عرفانی، اسلامی نظریہ ضرورت، ص : 73۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

10- ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی السبق علی الرجل، حدیث نمبر 807، ص: 331/2۔

11- منظور نعمانی، معارف الحدیث، ص: 303/6۔

12- البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العیدین، باب الحراب والدرق یوم العید، حدیث نمبر 900، ص: 455/1؛ والنسائی، سنن النسائی، صلوٰة العیدین، باب اللعب فی المسجد یوم العید ونظر النساء الیٰ ذلک، حدیث نمبر 1598، وباب اللعب بین یدی الامام یوم العید، حدیث نمبر 1597، ص: 236/1۔ بنی ارفدہ حبشہ کے لوگوں کا لقب ہے دیکھئے! المصدر نفسه۔

13- ملاحظہ ہو! البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العیدین، باب الحراب والدرق یوم العید، حدیث نمبر 900، ص: 455/1۔

14- البخاری، الجامع صحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب اللهو بالحراب ونحوها، حدیث نمبر 150، ص: 76/2؛ والنسائی، سنن النسائی، کتاب صلوٰة العیدونظر النساء الی ذلک، حدیث نمبر 1598، ص: 236/1۔

15- الکاسانی، البدائع والصنائع، ص: 206/6۔

16- طاهر بن احمد، ص: 378/4۔

17- سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، ص: 189/1، وحلال وحرام، ص: 241۔

18- ایضاً، ص: 186/1-192 ملخصاً و 230-234 ملخصاً۔

19- نجات اللہ صدیقی اللہ، اسلام کا نظریہ ملکیت، ص: 222/1-223؛ وعبدالمالک عرفانی، اسلامی نظریہ ضرورت، ص: 73؛ وحیدر زمان صدیقی، اسلام کا معاشیاتی نظام، ص: 99؛ ومجیب اللہ ندوی، اسلامی فقہ، ص: 679/2؛ نیز دیکھئے! مفتی عبدالسلام چاٹ گامی، اسلامی معیشت کے بنیادی اصول، ص: 229, 230۔

20- دیکھئے! عبدالله بن عبدالحکیم، سیرة عمر بن عبدالعزیز، ص: 56۔

21- علال الفاسی (اردو ترجمہ محمود احمد غازی)، ص: 126-128۔

22- ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی اللعب بالحمام، حدیث نمبر 1505، ص: 627/3۔
شیطان اللہ کی یاد سے غافل ہونے، برائی، خدا بے زاری اور مال بے جا اڑانے اور فضول خرچ کرنے کا حکم کرنے والا ہے تو شیطان کا کہا ماننے والے اس کے بھائی اور پیروکار ہوئے اور کبوتر بازی کا کھیل چونکہ یادِ الٰہی سے غافل ہونے اور مال کے مسرفانہ استعمال کا ذریعہ بنا تو اڑایا جانے والا کبوتر بھی شیطان بنا۔ ملاحظہ ہو! المصدر نفسه ۔

23- سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، ص: 189/1۔

24- مونا رانا، بی بی سی، 15 فروری 2004۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

25- دیکھئے! روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد/راولپنڈی، 14 فروری 2004ء، ص : 10-11؛ وروزنامہ ''خبریں'' راولپنڈی 15 فروری 2004ء، ص : 8 و 10۔ روزنامہ ''اسلام'' اسلام آباد/پشاور، 4 جنوری 2006ء کی اشاعت کے مطابق: سپریم کورٹ آف پاکستان نے پتنگ بازی پر سارا سال پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کیا۔ نیز سرحد حکومت نے پتنگ بازی پر پابندی لگانے کے لیے پتنگ بازی کی روک تھام کا ارڈی نینس (Ordinance) 2006 منظوری کے لیے اسمبلی میں پیش کر دیا ہے اس ارڈی نینس کی منظوری کے بعد نہ صرف پتنگ بازی پر پابندی لگائی جائے گی بلکہ اس کی فروخت اور تیاری کی بھی ممانعت ہوگی۔ دیکھئے! روزنامہ ''مشرق'' اسلام آباد/پشاور، 21 مارچ 2006ء ، ص : 1 و 10۔

26- سبا : 13۔

27- اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ 1981-82ء ، ص : 262-266؛

And See! Aminullah Vaseer, a Report concerning the Federal Law examined by THE COUNCIL OF ISLAMIC IDIOLOGY, P: 4-5

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب ششم : املاک میں مضرت رساں تصرفات کی ممانعت

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تمہید

شریعت اور قانون کی نظر میں مال واملاک کے مضرت رساں تصرفات کی ممانعت پر تفصیلی گفتگو کرنے سے پہلے ضرر کے لغوی واصطلاحی تعارف، اس کی اقسام اور شرعی حیثیت پر ایک مفید تمہیدی بحث ذیل میں رقم کی جاتی ہے۔

ضرر

ضرر : ضَرٌ اور ضُرٌ کا اسم ہے جو لغت میں تکلیف اور ناپسندیدگی کو کہتے ہیں۔(1) اور اصطلاح شریعت میں اس نقصان کا نام ''ضرر'' ہے جو جان ومال میں واقع ہو.....Harm, injury۔ (2)

اقسام : بنیادی طور پر ''ضرر'' کی دو قسمیں ہیں i. ضرر عام ii. ضرر خاص

i. ضرر عام یا امر باعث تکلیف عام.....Public Nuisance: ایسا فعل جس سے عام اشخاص کو یا ان لوگوں کو جو قرب وجوار میں دخل رکھتے ہوں یا کسی زمین میں رہتے ہوں کوئی ذہنی، جسمانی اور مالی ایذا اور نقصان پہنچے ضرر عام کہلاتا ہے، یعنی جس سے عام خطرہ، رنج اور تکلیف واقع ہو۔

ii. ضرر خاص یا امر باعث تکلیف خاص....Private Nuisance: اگر تکلیف یا ازار ایک یا چند مخصوص افراد تک محدود ہو تو اس کو ''ضرر خاص'' کہتے ہیں۔(3) کیفیت اور صفت کے لحاظ سے ''ضرر'' کی چار اقسام ہیں:۔

i. ضرر موکد الوقوع : اس کا مطلب یہ ہے کہ مالک کی طرف سے مالکانہ حقوق کے استعمال کے نتیجہ میں کسی کو جانی اور مالی نقصان پہنچنا یقینی ہو۔

ii. ضرر غالب: جس مالی تصرف سے غیر کا جانی اور مالی نقصان غالباً واقع ہوتا ہو؛ ضرر غالب کہلاتا ہے۔

iii. ضرر کثیر غیر غالب : یہ ایسا قول وفعل ہوتا ہے جس سے اکثر وبیشتر کوئی دوسرا نقصان میں مبتلا ہوتا ہو۔

iv. ضرر قلیل : ملکیت کا ایسا استعمال جس سے شاذ ونادر کسی کا نقصان واقع ہوتا ہو ضرر قلیل کہلاتا ہے۔(4)

ضرر کی شرعی حیثیت

ضرر کا اصل حکم یہ ہے کہ اس کی تمام قسمیں حرام اور ممنوع ہیں البتہ اگر کہیں کسی دلیل کی بنا پر حرمت وممانعت کا حکم اٹھ چکا ہو تو وہ استثنائی صورت اس سے الگ ہوگی۔ ''ضـــــــرر'' جس قدر شدید ہوگا اتنا ہی اس کا حکم ممانعت زیادہ سخت ہوتا جائے گا اس پر بہت سے شرعی احکام دلالت کرتے ہیں۔(5)

قرآنی حکم

قرآنی حکم میں ہے کہ ماں اگر بچے کو دودھ پلانے کے لیے راضی نہ ہو تو اس پر جبر نہ کیا جائے اور نہ باپ سے اس کی استطاعت

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

(Dependence) سے زیادہ نفقہ مانگا جائے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے{وَلَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ} نہ تو ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے۔"(6) نیز جناب باری تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت روا رکھنے کے بارے میں حکم صادر ہوتا ہے{وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ..}اور اس نیت سے ان کو نکاح میں نہ رہنے دینا چاہیے کہ انہیں تکلیف دو اور ان پر زیادتی کرو۔"(7)

ارشادات نبویہ

احادیث نبویہ میں بھی "ضرر" کے ممنوع ہونے پر واضح احکام موجود ہیں عبادۃ بن صامت(8) سے مروی ہے آپؐ فرماتے ہیں (ان رسول اللہ قضی ان لاضرر و لاضرار) کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کسی کو نہ تو ابتداء نقصان پہنچایا جائے اور نہ بدلے میں۔"(9)

فقہاء اسلام نے مسئلہ "ضرر" کی اہمیت کے پیش نظر اس کی طرف خاص توجہات مبذول کیں اور اس کے اثرات کا حل تلاش کرنے میں سعی بلیغ (پوری پوری کوشش) صرف فرمائی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے باہمی تعلقات اور معاملات بڑھانے میں "ضرر" کا لاحق ہونا لازمی امر ہے جس کے سبب اس کا ازالہ (Nullification) بہت ضروری ہو جاتا ہے، چنانچہ انہوں نے اس ضمن میں قرآن وسنت کی واضح ہدایات کی روشنی میں ایسے قواعد وضوابط وضع کیے ہیں جو "ضرر" کی اہم نشانیوں اور علامات کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ مضرت رساں اقوال وافعال کا سد باب اور تدارک کرنے کی جانب راہ نمائی بھی کرتے ہیں۔ لہٰذا اس بنیاد پر وہ فرماتے ہیں۔ "الضرر یزال ۔ ضرر اور نقصان کا ازالہ کیا جائے گا۔"(10) اور اس قاعدہ کے تحت انہوں نے بہت سے فقہی مسائل کے حل کی بنیاد رکھی ہے اور کچھ حدود وقیود کے ساتھ کثیر فقہی مسائل کا استنباط بھی اسی کی مدد سے کیا ہے۔ "شرح المجلہ "میں ہے"ان الشرع انما جآء لیحفظ علی الناس دینھم ، وانفسھم وعقولھم وانسابھم واموالھم فکل مایکون بعکس ذلك فھو مضرۃ یجب ازاالتھا ماامکن ۔ شریعت لوگوں کے دین، ان کی جانوں، عقلوں، نسلوں اور مالوں کی حفاظت کے لیے آئی ہے جو چیز بھی اس کے برعکس ہوگی تو وہ "ضرر" ہے جس کا دور کرنا ممکن حد تک لازمی ہوتا ہے۔"(11)

المختصر! شریعت اسلامیہ اس بات کی روادار ہے کہ کسی کا کوئی قول وفعل اگر عام وخاص کے حق میں مضرت رساں ہو تو اس کو اثر پذیر اور نافذ العمل ہونے سے روکا جائے۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے فقہاء فرماتے ہیں"یحجر علی بعض الاشخاص الذین تکون مضرتھم للعموم کالطبیب الجاھل والمفتی الماجن والمکاری المفلس ۔ کچھ لوگ جن کے افعال اور تصرفات سے عام مضرت واقع ہوتا ہے پر پابندی عائد کی جائے گی جیسے نادان طبیب، جاہل مفتی اور مکاری مفلس۔"(12) "مجلہ "میں ان لوگوں کے افعال حجر کیے جانے کی علت ضرر عام بتائی گئی جس کی مزید وضاحت"شرح المجلہ "میں کچھ اس طرح سے پیش کی گئی ہے"فان کل من ھؤ لاء مضر بالعامة ،کالطبیب الجاھل یھلك ابدانھم ، ویضیع اموالھم ، والمکاری المفلس یتلف اموالھم والمفتی الماجن یفسد علیھم ادیانھم ۔کیوں کہ یہ سارے لوگ ضرر عام پہنچاتے ہیں، نادان طبیب مریضوں کو مخالف دوا پلا کر انہیں ہلاک کرتا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ہے نیز ان کے مال ضائع کرتا ہے، مکاری مفلس ان کے مال تلف کرتا ہے اور جاہل مفتی ان کے ادیان میں خرابی لاتا ہے۔"(13)

حافظ ابن تیمیہ اسی تناظر میں فرماتے ہیں کہ: درزیوں، طبیبوں، معلموں، لوہاروں اور روٹیاں پکانے والے باروچیوں پر ان کے پیشوں کے حسنِ قیام، مصلحت کی رعایت، ملاوٹ اور مضرت رسانی سے دوری کے لیے داروغہ (Overseer) مقرر ہے تو جاہل اور لاعلم مفتیوں کو فتویٰ نویسی (Adjudication) اور فتوی فروشی کے کاروبار سے کیوں نہ روکا جائے۔"(14) نیز مستند معالج بھی اگر علاج معالجہ اور دوا تجویز کرنے کے سلسلے میں غفلت اور کوتاہی کا مظاہرہ کرتا ہو جس کے نتیجہ میں عموماً مریضوں کو جانی اور مالی نقصان پہنچتا ہو تو قانون ٹارٹ کے رو سے عدالت کو ایسے لاپرواطبیب اور ڈاکٹر کے علاج کرنے اور دوا بھیجنے کے عمل پر پابندی لاگو کرنی چاہیے۔(15)

قرآن وسنت کی ہدایات اور فقہی تصریحات کی روشنی میں ضرر کا تعارف پیش کرنے اور بالاختصار اس کے حکم کا ذکر سامنے لانے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملکیت کے مضرت رساں استعمالات کی ممانعت کے احکام کی تفصیلی بیان کو حسب ذیل فصول میں قلم بند کیا جائے۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل اول

ضرر عام

اسلامی جماعت (جو اموال میں اللہ تعالیٰ کی نائب ہے) کا ایک حصہ ہونے کے حوالے سے فرد کو اشتراکیت (Communisim) کے برعکس اسلام میں ملکیت اور اس سے انتفاع کا حق حاصل ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہاں سرمایہ دارانہ معاشرہ (Capitalist society) کی طرح فرد کو ناجائز ذرائع سے اکتساب مال اور ملکیت میں ہر قید و بند سے آزاد تصرف کرنے کی اجازت بھی میسر نہیں۔ اسلام نے دولت کے وہ تمام وسائل مسدود کردیئے ہیں۔ جن سے جھگڑے اور فساد کو راہ ملتی ہو، اور ملکیت میں تصرف پر افراد کا ایسا کوئی حق تسلیم نہیں کیا ہے، جس سے دوسرے افراد یا بحیثیت مجموعی پورے معاشرے کو نقصان پہنچے(16) اس نے ملکیت اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کے شخصی حق کو بہت ساری قیود و حدود کے ساتھ مقید اور محدود بنادیا ہے ان بندشوں کا مقصد یہ ہے کہ مالک اموال واملاک کو اس طرح سے تصرف میں نہ لا سکے جس سے انفرادی اور اجتماعی سطح پر ضرر لاحق ہو چنانچہ ایسے کئی مضرت رساں مالی تصرفات جن کو شریعت اسلامیہ نے ممنوع قرار دیا ہے اور ریاست کو مفاد عام میں ان پر پابندی عائد کرنے کا اختیار دے رکھا ہے ان کی مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

i. اتلاف

سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں مالک اور تاجر کو اس بات کی مکمل آزادی اور پورا پورا حق حاصل ہے کہ وہ جب اور جتنی مقدار میں چاہے اموال تجارت، اور زرعی پیداوار بازار میں لانے کے بجائے ضائع کردے۔ جب تاجر یا صنعت کار دیکھتا ہے کہ مال کے ایک حصہ کو ضائع کردینے سے باقی مال کی قیمت چڑھ جائے گی تو اس کی خودغرضی اسے اتلاف مال پر آمادہ کردیتی ہے۔

معاشیات واقتصادیات کی قدیم وجدید کتب کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی عیاں ہے کہ سرمایہ دارانہ ممالک میں اموال تجارت یا صنعتی وزرعی پیداوار کو تلف کردینا کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہے مال واملاک میں اس قسم کے عمل دخل کی بڑی مضحکہ خیز اور نامعقول عملی نظائر بھی سامنے آتے ہیں۔ اس گھناؤنے فعل کو بجائے قومی جرم اور ضرر عام ٹھہرادینے کے باقاعدہ قانونی تحفظ حاصل ہے ایک مشہور مغربی قانون دان اور مفکر لکھتا ہے "سرمایہ دارانہ ممالک میں مطلق اور بے قید حق ملکیت کی وجہ سے مالک کو اپنی ملکیت تباہ یا ضائع کردینے کا حق حاصل ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس تباہی میں کسی دوسرے فرد پر کوئی اثر نہ پڑے....مثلاً آپ اپنا مکان جلاسکتے ہیں مگر اتنی احتیاط ضروری ہے کہ ساتھ والا کوئی دوسرا نہ جل جائے، یا شعلوں اور دھوئیں سے کسی اور کو نقصان نہ پہنچے رہا بالواسطہ قسم کا اثر تو چاہے ہزار ہا افراد پر پڑتا رہے وہ قابل اعتنا نہیں۔مثلاً منڈیوں اور گوداموں میں غلے، مفید پھلوں اور صنعتی اجناس کو بڑی مقدار میں تباہ کرکے قیمتیں چڑھائی جاتی ہیں اور مانگ میں اضافہ کردیا جاتا ہے۔"(17)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس کے برعکس الٰہی نظام کے تحت قائم ہونے والے نظم معیشت میں کسی فرد، فرم اور کاروباری ادارہ کو مال واملاک میں تصرف کا یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ذاتی مفادات کے حصول کی غرض سے مفید اور کارآمد اشیا تباہ کر کے انسانیت کی حق تلفی اور معاشرے پر ظلم کرنے کا ارتکاب کرے۔ اور جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مقاصدِ حیات کے حصول کے لیے حضرت انسان کو مال ومتاع کا مالک بنایا گیا ہے لہٰذا مال کا ضیاع اور اتلاف اس منشا کے منافی ہے۔ چنانچہ پروردگار عالم نے مال واملاک کی تباہی کو فساد سے تعبیر کیا ہے ارشاد ہوتا ہے{وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ} اور جب واپس لوٹ کر جاتا ہے تو ملک میں فساد لانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ فصلوں اور کھیتوں کو تباہ و برباد اور نسل انسانی کو ہلاک کر ڈالے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔"(18)
نیز فرمان باری تعالیٰ ہے{وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ } یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ بجز اس طریقہ کے جو بہت ہی بہتر ہو یہاں تک کہ وہ اپنے بلوغ کو پہنچ جائے۔"(19)

اس آیت کریمہ میں اتلاف مال سے روکا جا رہا ہے اور اس میں یتیم کا مال سب سے زیادہ اہم ہے اس لیے بڑی تاکید سے یہ فرمایا کہ یتیم کے بالغ ہونے تک اس کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ یعنی نابالغ بچے کے اموال میں خلاف شرع یا اس کی مصلحت کے خلاف کوئی ایسا تصرف نہ ہونے پائے جس کا نتیجہ اموال کے اتلاف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہو۔ یتیموں کے اموال کی حفاظت اور انتظام جن لوگوں کے ذمہ ہے وہ بڑی احتیاط سے کام لیں صرف ان نابالغوں کی مصلحت دیکھ کر خرچ کریں اور اپنی خواہش یا بے فکری سے خرچ کر کے ان کو ضائع نہ کردیں۔(20)

مفید چیزوں کو ضائع اور تباہ کرنا انسان کا مشترکہ نقصان ہے اسی بناء پر جنگ جیسی ناگزیر حالات میں بھی ممکن حد تک اتلاف مال سے بچنے کو لازم قرار دیا ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ (21) نے شام کی طرف فوجیں روانہ کرتے وقت سپہ سالار کو یہ ہدایت کی (.........**لاتقطعن شجراً مثمراً ولا تخربنَّ عامراً ولا تعقرن شاۃ ولا بعیراً الا لماکلہ ولا تحرقن نحلاً ولا تفرقنہ ولا تغلل وتجبن**) کسی بھی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا، کسی آباد زمین کو ویران نہ کرنا، کسی بکری یا اونٹ کو بجز غذائی ضروریات کے ذبح نہ کرنا، شہد کی مکھیوں کو نہ جلانا اور انہیں منتشر کرنا، مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور نہ بزدلی دکھانا۔"(22)

بنو نضیر کے قلعوں کے محاصرہ کے دنوں میں رسول ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے کھجور کے باغوں میں سے عمدہ کھجور کے درختوں کے علاوہ باقی درختوں کو کاٹا جائے عبداللہ بن سلام(23) اس کام پر مامور تھے آپؓ کھجور کی بدترین قسم کے درخت کاٹتے اور فرماتے مجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کھجور کے یہ درخت پھر مسلمانوں کی ملکیت میں دے دیے اس لیے ان میں سے جو عمدہ پھل دار درخت ہیں وہ میں مسلمانوں کے لیے چھوڑتا ہوں۔(24) اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی{مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ} کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا ان کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا سو خدا کے حکم سے تھا۔"(25) جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفید املاک کے اتلاف اور تباہی کی اجازت نہیں دیتا۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اتلاف کی قانونی ممانعت

حکومت حدودِ شرعیہ میں یہ حق بھی رکھتی ہے کہ وہ مفید اموال کے اتلاف سے روکے تاکہ عامۃ الناس کو تکلیف نہ پہنچے کیوں کہ اسلام کسی ایسے معاملہ پر راضی ہونے کی اجازت نہیں دیتا جو معاشرے کی تباہی کا باعث ہو جیسے کاروباری حضرات کا رسد میں غیر معمولی اضافہ کے سبب قیمتوں میں کمی کے رجحان کی صورت میں قیمتیں چڑھانے کے لیے اموال مفیدہ کے تلف کرنے پر اتفاق کر لینا اور یا باہم لین دین میں سودی معاملات کرنے پر راضی ہو جانا۔(26)

طلب و رسد میں توازن برقرار نہ رہنے کی باعث قیمتوں میں اگر شدید کمی کا رجحان بڑھ رہا ہو اور کاروباری حضرات کو خسارہ اور نقصان کا اندیشہ ہو تو تلف مال کی قانونی ممانعت یعنی حجر تاجروں اور کاروبار کرنے والوں کو اس بات پر آمادہ کرے گی کہ وہ خسارے سے بچنے کے لیے کوئی راہ نکالیں مثلاً وہ باہم معاہدہ اور حکومت کی مداخلت کے ذریعہ اشیا کی ایک ایسی قیمت مقرر کر دیں جس پر اشیاء فروخت ہونے سے کاروباری لوگوں کو اپنی مجموعی پیداوار کی لاگت حاصل ہو جانے کے علاوہ کچھ منافع بھی بچ رہے۔(27)

جن اشیاءِ صرف کی ملک اور شہر والوں کو ضرورت نہ ہو اور متعینہ مقدار پر فروخت نہ ہو سکیں تو ملک کے اندر بازار میں ان کی فروخت پر پابندی لاگو کی جائے گی اور باہر ممالک کی منڈیوں میں ان کو اس طرح فروخت کیا جائے گا کہ ملک کے اندر بازار میں ان کے طلب پر منفی اثرات نہ پڑیں۔(28)

فصلیں اور پھل

اسی طرح ان فصلوں اور پھلوں کے تلف کرنے پر بھی پابندی عائد کی جائے گی جن کے فوائد ان کے نقصانات سے بڑھ کر ہوں۔(29)

غرض! قانون ممانعت تصرف کی مدد سے اگر تلف مال کا دروازہ بند نہ کیا گیا تو ایک طرف تو قدرت کی نفع بخش نعمتوں کا بے دریغ ضیاع ہوگا اور دوسری طرف سے کاروباری طبقے اور عامۃ الناس کے ناگزیر مالی مفادات کا تحفظ کرنا ناممکن ہو جائے گا۔

ii. گراں فروشی

اسلام کے قانون تجارت میں اس بات کی بھی رعایت کی گئی ہے کہ ان دروازوں کو بند کیا جائے جن سے گراں فروشی، پیدا ہوتی ہو اور مصنوعی قلت و مہنگائی اور اجارہ داریاں وجود میں آتی ہوں ان میں بنیادی چیزیں تلقی السلع اور احتکار ہیں:۔

تلقی السلع : اکثر سرمایہ دار تاجروں کا یہ طریقہ کار ہوتا ہے کہ دیہات سے آنے والے سامان تجارت وضرورت کو بازار اور کھلی منڈی میں پہنچنے سے قبل راستے ہی میں روک کر سستے داموں خرید لیتے ہیں تاکہ شہر جا کر بازار میں من مانی قیمتوں پر فروخت کریں وہ دیہات سے آنے والے تاجروں کو یہ موقع نہیں دیتے کہ وہ شہر پہنچیں وہاں آزاد بازار(Open Market) میں اشیاءِ تجارت کے نرخوں سے واقف ہو کر اس کے مطابق خریداروں کے ساتھ بھاؤ تاؤ کریں فقہی اصطلاح میں یہ تلقی السلع ، تلقی الرکبان اور تلقی الجلب کہلاتا ہے۔(30) یہ اقدام چونکہ سامان بیچنے والے اور بازار میں خریدار دونوں کے لیے نقصان کا باعث اور اجارہ داریوں کا پیش

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

خیمہ ہوتا ہے اس لیے اسلامی تعلیمات کے رو سے اس کی اجازت نہیں دی جاتی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں (ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن تلقی الجلب) کہ نبی ﷺ نے تاجر کے بازار میں پہنچنے سے پہلے ہی راہ میں سے جا کر اس کا مال خریدنے سے منع فرمایا۔" (31) نیز عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (لاتـلـقـوا السلـع حتی یهبط بها الاسواق ولا تلقوا الرکبان) سامان کو آگے جا کر نہیں ملو یہاں تک اس کو بازار میں لا کر اتارا جائے۔" (32)

آج کل کے ترقی یافتہ دور میں روز روز کا نرخ معلوم کیا جا سکتا ہے لیکن پھر بھی اگر دور افتادہ دیہات میں مواصلات کی جدید ترین سہولیات نہ ہوں اور شہری تاجر بے جا نفع خوری کے لیے دیہات کی جانب سے بازار میں آنے والی عام ضرورت کی اشیاء کو راستہ میں روک کر ان کی خریداری کرتے ہوں تو خرید و فروخت کا یہ طریقہ بے جا نفع اندوزی کے علاوہ ناواقف دیہاتی بیوپاریوں اور عامۃ خلائق کے ضرر عظیم کا احتمال بھی رکھتا ہے اور منشاء شریعت یہ ہے کہ مال تجارت بازار میں آجائے، لانے والے کو بازار کے نرخ معلوم ہو جائیں، عوام الناس ان سے براہ راست لین دین کریں اور سرمایہ داروں کی من مانی گراں فروشی سے محفوظ رہیں اسی طرح حدیث میں ایک خاص صورت بیـع حـاضـر للباد کی ممانعت وارد ہوئی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (لایبیع حاضر لباد ودعوا الناس یرزق الله بعضهم من بعض) شہر والا دیہاتی کی چیز نہ بیچے اور لوگوں کو چھوڑ دو تا کہ اللہ تعالیٰ بعضوں کی طرف سے بعضوں کو روزی دے۔" (33) "بیع حاضر للباد " سے مراد یہ ہے کہ اہل دیہات اپنا مال لے کر شہر میں آئیں اور شہر کے تجار ان کا مال لے کر خود شہر میں نہ بیچ دیں کہ یہ دیہاتی کم دام میں سامان فروخت کریں گے اور نتیجہ میں قیمت اتر جائے گی، آپ ﷺ نے اس کو بھی منع فرمایا کہ اس میں عام لوگوں کے لیے مضرت ہے۔ (34)

حدیث کے آخری جملے کے الفاظ تجارت کے سلسلے میں ایک انتہائی اہم اصول سامنے لاتے ہیں اور وہ یہ کہ بازاروں میں قیمتوں کے اتار چڑھاؤ اور تبادلہ اشیاء کو فطری مسابقت اور فطری عوامل پر چھوڑ دیا جائے اور کچھ افراد کی طرف سے اس میں مصنوعی مداخلت نہ کی جائے تا کہ کھلی مارکیٹ (Open Market) میں ہر شخص جا کر پوری واقفیت حاصل کرے اور کسی مغالطے کا شکار نہ ہو، یہاں غیر معمولی حالت سے بحث نہیں، جب کہ مارکیٹ کے نظام میں مصنوعی دخل اندازیوں سے فساد پیدا کر دیا گیا ہو۔ اس صورت حال میں حکومت کا اولین کام یہ ہے کہ وہ صحت مند کاروبار اور صاف ستھرے بازار کی حالت قائم کر دے خواہ اس اقدام سے حکومت کو مصنوعی دخل اندازی کا عمل یکسر روکنا پڑے اور یا پھر اسے بعض قیود و حدود کے تحت لا کر جائز رکھے۔ (35) حافظ ابن تیمیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں: دیہات کی طرف سے بازار میں آنے والے سامان ضرورت کو بازار پہنچنے سے پہلے راستے ہی میں روک کر خرید لینے میں بظاہر کوئی خرابی نظر نہیں آتی کیوں کہ شہری اور دیہاتی کے درمیان لین دین کا یہ معاملہ دونوں کی مرضی سے طے ہوتا ہے لیکن آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا اس لیے کہ شہری جب دیہاتی سے مال خرید کر قبضہ میں کرے گا تو اس کو تاوقتیکہ بازار میں اس کا طلب بڑھ نہ جائے اپنے پاس روکے رکھے گا اور جب اس کی مانگ زیادہ ہو جائے تو لوگوں کی اشد ضرورت کے پیش نظر ان سے منہ مانگی قیمت وصول کر کے ان کے ہاتھ فروخت کرے گا مال کے بازار پہنچنے سے پہلے زیادہ قیمت پر فروخت کرنے (Forestalling the market) کی غرض سے خریدنے کی صورت میں طلب و رسد کی قوتیں آزادانہ کام نہیں کر سکیں گی جو ایک بڑی خرابی ہے جس کی اصلاح کرنا ضروری امر ہے۔ (36)

المختصر! جس طرح اسلام میں دولت حاصل کرنے کی بے روک ٹوک آزادی میسر نہیں آسکتی بالکل اسی طرح اسلامی معاشی نظام

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

میں مالکانہ حقوق کے استعمال کے ایسے مہلک طریقوں کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے جو اکثریت کو برباد کر کے چند افراد کا فائدہ کراتے ہوں اور نہ ہی وہ ایسے ترقی یافتہ تجارتی ذرائع کو مانتا ہے جو صرف بڑے بڑے سرمایہ داروں کو ہی فروغ دینے کے لیے وضع کئے گئے ہوں اور غریبوں کا ان میں معمولی سا حصہ بھی نہ ہو، چنانچہ جو مالی تصرفات دوسروں کو متاثر بنانے ہی کے لیے کیے جارہے ہوں ریاست کا فرض بنتا ہے کہ وہ قانونِ ممانعت تصرف کے تحت ان پر پابندی لاگو کردے۔

iii. ذخیرہ اندوزی: ذخیرہ اندوزی کو عربی میں ''احتکار'' کہتے ہیں اور شریعت میں اس سے مراد اشیاء ضروریہ کو روک رکھنا اور بازار میں اس کی مصنوعی قلت پیدا کرنا ہے تاکہ قیمتیں بڑھیں.....Monopoly۔(37) اس کے نتیجے میں مہنگائی بڑھ جاتی ہے اور عام صارفین پر بوجھ پڑتا ہے اور ان کے لیے گزارہ دشوار ہوجاتا ہے جو دراصل ظلم اور زیادتی ہے۔(38)

ہر زمانے میں کچھ خودغرض لوگ ایسے موجود رہے ہیں، جو دوسروں کی تکلیفوں اور زخموں کا خیال کیے بغیر اپنے فائدے کے لیے کچھ ضروری چیزوں کا ذخیرہ کرلیتے ہیں اس خیال سے کہ جب بازار میں ان اشیاء کی کمی واقع ہوگی اور مانگ میں اضافہ ہوجائے گا تو پھر من مانے دام پر اسے فروخت کرتے رہیں اور ضرورت مند لوگ اپنے مال ان کے دامن ہوس میں ڈالتے رہیں۔ اور بعض مرتبہ تو بازار کے آزاد نظام کو ختم کرنے اور اس پر تسلط جمانے کے لیے تاجر باہم اشتراک کرکے یہ طے کرلیتے ہیں کہ مال خریدنے میں معروف (بازاری) قیمت پر سے کم پر خریدیں گے اور بیچنے کی معروف قیمت سے زیادہ پر فروخت کریں گے اسی طرح سے سامانِ ضرورت کی ایک بہت بڑی مقدار ان کے پاس ذخیرہ ہوجائے گی، بازار گراں ہوجائیں گے، پبلک میں اس چیز کی مانگ کا مرکز صرف اور صرف وہی بن جائیں گے اور وہ ان کے مقررہ نرخ کے مطابق اشیاء ضرورت کی خرید وفروخت کرنے پر مجبور ہوجائیں گے اس طرح سے گران فروشی کرکے وہ مجبوراً لوگوں کے مال ہضم کرسکیں گے۔(39) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی کچھ تاجر ذخیرہ اندوزی کیا کرتے تھے آپ ﷺ نے اس کو سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا(**لایحتکر الا خاطی**) یعنی غلہ وغیرہ ضروریات زندگی کی عوام کی ضرورت کے باوجود ذخیرہ اندوزی کرکے مہنگائی کا انتظار کرنے والا خطا کار ہے۔''(40)

حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا(**الجالب مرزوق والمحتکر ملعون**) جالب (یعنی غلہ وغیرہ باہر سے لاکر بازار میں بیچنے والا تاجر) مرزوق ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا کفیل ہے) اور محتکر (یعنی مہنگائی کے لیے ذخیرہ اندوزی کرنے والا) ملعون (یعنی اللہ کی طرف سے پھٹکارا ہوا اور اس کی رحمت وبرکت سے محروم) ہے۔''(41)

رسول اللہ ﷺ اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کا رخ یہ ہے کہ معاشی نظام ایسا ہو جس میں عوام خاص کر غربا یعنی کم آمدن والوں کو زندگی گزارنا دشوار نہ ہو تجارت پیشہ اور دولت مند طبقہ زیادہ نفع اندوزی اور اپنی دولت میں اضافہ کے بجائے عوام کی سہولت کو پیش نظر رکھے اور اس مقصد کے لیے کم نفع پر قناعت کرکے اللہ کی رضا ورحمت اور آخرت کا اجر حاصل کرے۔(42)

خلفاء راشدین اس پر خاص توجہ دیتے تھے کہ کوئی ذخیرہ اندوزی کرکے بازار کو گراں نہ کریں حضرت عمرؓ بسا اوقات بازار میں اس کی نگرانی کیا کرتے تھے اور اس دوران فرمایا کرتے تھے(**لاحکرہ فی سوقنا لا یعمد رجال بایدیھم فضول من اذھاب الی رزق**

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

من ارزاق اللہ نزل بساحتنا فیحتکرونه علینا) ہمارے بازار میں کوئی احتکار نہ کرے جن لوگوں کے قبضہ میں ضرورت سے زائد ہے وہ کسی غلہ کو جو ہمارے ملک میں آئے خرید کر اسے روک نہ دیں یعنی احتکار نہ کریں۔''(43) حضرت علیؓ ایک مقام سے گذرے اور ایک ذخیرہ اندوز تاجر کا مال دیکھا تو اسے نذرِ آتش کر دیا۔(45)''احتکار'' کی وجہ سے بازار گراں ہو جانے اور عام لوگوں کے لیے ضرورت کی اشیاء کا حصول مشکل ہو جانے کے سبب فقہاء نے بھی اسے مکروہ قرار دیا ہے اور ضرورت کی تمام اشیاء میں ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کی ہے اور اس بات کی بھی اجازت دی ہے کہ اگر کوئی شخص ذخیرہ اندوزی کرے اور اس سے عام لوگوں کو مشقت ہو تو حکومت جبراً اس کا مالی ذخیرہ فروخت کرا سکتی ہے۔ المرغینانی لکھتے ہیں

''والاصل فیه قوله علیه السلام الجالب مرزوق والمحتکر ملعون ولانه تعلق به حق العامه وفی الامتناع عن البیع ابطال حقهم وتضییق الامر علیهم فیکره اذا کان یضرهم ذلك .....واذا رفع الی القاضی هذا الامر یامر المحتکر ببیع مافضل عن قوته وقوت اهله وینهی عن الاحتکار۔

اس میں بنیادی بات نبیؐ کا فرمان'' الجالب مرزوق والمحتکر ملعون ''ہے۔ کیوں کہ اس کے ساتھ عام لوگوں کا حق وابستہ ہے اور معاملہ بیع سے رکنے میں ان کے حق کا مطلقاً ازالہ کرنا اور معاملہ میں ان پر تنگی لانا ہے تو مضرت رسان ہونے کی صورت میں (احتکار) ناپسندیدہ (عمل) ہوگا اور جب اس کے خلاف قاضی کے پاس نالش کی جائے گی تو وہ ذخیرہ اندوز کو اس کی اور اس کے گھر والوں کی خوراک سے زائد غلہ (اور ضروریات) فروخت کرنے کا حکم صادر کر دے گا۔''(46)

''الاشباہ والنظائر '' قاعدہ ''یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام'' پر تفریع مسائل کے ضمن میں ہے'منها بیع طعام المحتکر جبراً علیه عند الحاجة وامتناعه من البیع، دفعاً للضرر العام ۔ اور لوگوں کو ضررِ عام سے بچانے کے لیے ضرورت کے وقت ذخیرہ اندوز کے غلہ کو زبردستی فروخت کرنا اور اس کو خرید و فروخت سے منع کرنا، (ضابطہ مفصلہ بالا کے تحت بیان ہونے والے) مسائل (حجر) میں سے ہے۔''(47) امام مالک (48) کی کتاب ''الموطا'' پر ضروری فوائد ''کشف المغطاء'' میں ہے: کہ اگر کوئی شخص غلہ روک رکھے اور خلق اللہ کو خوراک کی اشد ضرورت نے مجبور کیا ہو تو حاکم اس محتکر کے تصرفات روک کر جبراً اس کے ذخیرہ کو بکوا دے۔'' (49)''نووی'' اس تناظر میں فرماتے ہیں''الحکمة فی تحریم الاحتکار دفع الضرر عن عامة الناس کما اجمع العلماء علی انه لو کان عندانسان طعام واضطر الناس الیه ولم یجد واغیره اجبر علی بیعه دفعاً للضرر عن الناس ۔ ذخیرہ اندوزی، اجارہ داری کو ناجائز قرار دینے میں دانش عامۃ الناس سے ضرر دور کرنا ہے جیسا کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی آدمی کے پاس خوراک ہو اور لوگ مجبور ہوں اور علاوہ اس کے کسی اور کے پاس سے ان کو نہ ملیں تو لوگوں سے نقصان کا ازالہ کرنے کے لیے اس کو (طعام/ضروریات) بیچنے پر مجبور کیا جائے گا۔''(50)

ذخیرہ اندوزی جس سے کچھ لوگوں کے خزانے دولت سے بھرپور ہوں یا آمدن کے تمام وسائل پر چند لوگوں کا تسلط اور اجارہ داری قائم ہو اور فروشندگان ضرورت کی چیزوں پر قبضہ جما کر ضرورت مندوں سے منہ مانگی قیمت پر لین دین کرتے ہوں اور خریداروں کو مقابلہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کی وجہ سے جو فائدہ پہنچ سکتا ہو وہ نہ پہنچے اور نتیجتاً کثیر آبادی غربت اور افلاس کے چنگل میں گرفتار ہو کر سوکھی روٹی کو بھی ترس رہی ہو تو اسلامی شریعت کے رو سے محتسب کو یہ اختیار حاصل ہے کہ عمومی مصلحت کے تحت اس قسم کی کاروباری غلط کاریوں کی روک تھام کرے ابن خلدون (51) اس بارے میں کہتے ہیں "گران فروشی کے لیے غلہ (اور ضرورت کی اشیاء) روکے رکھنا نامبارک اقدام ہے لوگ اپنی خوراک اور ضروریات حاصل کرنے کے لیے سخت مجبور ہوتے ہیں اور اس راہ میں زیادہ سے زیادہ قیمت ادا کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان سے رقم مفت میں لی گئی ہے، اس گھناونے جرم کے نتیجے میں غربت اور افلاس کا شکار ہو کر نان جویں کے محتاج بن جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلام نے اس طریق تجارت کو ممنوع قرار دیا ہے اور اسلامی حکومت میں محکمہ احتساب کا بھی ایک دینی و مذہبی عہدہ شمار ہوتا ہے کہ وہ ہر ایسے امر میں لوگوں پر پابندی لاگو کریں جو مصلحت عامہ میں نقص پیدا کرتا ہو مثلاً کاروباری غلط کاریوں؛ ذخیرہ اندوزی وغیرہ کی روک تھام کرنا۔ (52)

ذخیرہ اندوز ضروریات زندگی کی چیزیں خرید کر ان کا ذخیرہ (Stock) کرتا ہے تا کہ ان کی مصنوعی قلت پیدا ہو جائے اور وہ اس موقع سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ذخیرہ کی ہوئی اشیا کو مہنگے داموں فروخت کرے تو ایسا شخص عامۃ الناس کے لیے ظالم ہے، کیوں کہ اس کا یہ فعل مضرت رساں پہلو رکھنے کے باعث از روئے احادیث ممنوع ہے جن کی روشنی میں تمام فقہائے اسلام اس کی ممانعت کے قائل نظر آتے ہیں اور حکومت کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ جس شخص نے اشیاءِ ضرورت کا ذخیرہ اس لیے کیا ہو کہ بازار میں ان کی قلت پیدا ہو جائے اور لوگوں کی شدید حاجت کے وقت بھاؤ بڑھا چڑھا کر فروخت کرے تو اس کو بازار میں مناسب قیمت سے زیادہ پر مال بیچنے کی اجازت نہ دے ابن قیم (53) اس ضمن میں لکھتے ہیں۔ "**فان المحتکر الذی یعمد الی شراء ما یحتاج الیه الناس من الطعام فیحبسه عنهم ویزید اغلاء ہ وھوظالم لعموم الناس وحینئذٍ لولی الامر ان یکرہ المحتکرین علی بیع ما عندھم لقیمة المثل عند ضرورت الناس الیه۔** جو ذخیرہ اندوز ضرورت کی چیزیں خرید کر ان کا سٹاک کرتا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ ان کو گران بیچ کر فائدہ اٹھائے تو عوام کے لیے وہ ظالم ہے اس لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ ذخیرہ اندوزوں کو لوگوں کی ضرورت کے وقت ذخیرہ کیے ہوئے مال کو مناسب داموں فروخت کرنے پر مجبور کر دے۔" (54)

الغرض! بازاروں اور منڈیوں میں خوراک اور ضرورت کی چیزوں کا بکثرت آنکھوں کے سامنے موجود ہونا ایک نفسیاتی اثر رکھتا ہے آسودگی خاطر اور اطمینان قلب میں اس کو خاص دخل ہوا کرتا ہے سامان معیشت جس پر بھروسہ ہو فراہم نہیں رہتا تو نفس پریشان رہتا ہے اور جب اپنی روزی جمع کر لیتا ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے (55) لیکن اس کا مقصد اگر بازار پر قبضہ جمانا اور لوگوں پر ان کی روزی اور استعمال کی چیزوں کے دائرے کو تنگ کرنا ہوتا کہ وہ مجبور ہو کر اس (ذخیرہ اندوز اور اجارہ دار) کے مقرر کردہ نرخ پر ضرورت کی چیزیں اس سے خریدیں تو یہ ایک مفسدہ اور خرابی ہے تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام عدم مضرت رسانی کے اصول کے تحت نفع اندوزی کے لیے مال مہنگا کرنے کی غرض سے ذخیرہ اندوزی کی قطعاً اجازت نہیں دیتا ہے اور استیصال بے جا کا دروازہ بند کرنے کے لیے محکمہ احتساب کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ فرد کو اموال واملاک میں اس طرح سے تصرف کرنے کا حق نہ دے جس سے دوسرے افراد یا بحیثیت مجموعی پورے معاشرے کا نقصان ہو رہا ہو (56) آجکل کے دور میں ساری دنیا ایک محلہ اور گاؤں بن گئی ہے عالمی منڈیاں قائم ہوگئی ہیں ایک ملک کی گرانی وارزانی کا اثر دوسرے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ملک پر پڑتا ہے، جس طرح سے پہلے زمانے میں ایک محلّہ کا اثر دوسرے محلّہ پر پڑتا تھا یا ایک بستی کا دوسری بستی پر مثال کے طور پر تیل پیدا کرنے والے ممالک میں اگر تیل کی پیداوار اور ترسیل (Supply) میں توازن برقرار نہ رہے تو تمام ممالک میں تیل کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اسی طرح دیگر اشیاءِ ضرورت میں بھی، چنانچہ قید مضرت کا مصداق پوری دنیا بن سکتی ہے یعنی دنیا کے جس خطہ میں بھی اشیائے ضرورت کی ذخیرہ اندوزی کی جائے گی وہ دیگر ممالک کے لیے مضرتِ رساں ثابت ہوگی۔

نرخ بندی

باب دوم کی فصل چہارم میں غذائی کنٹرول کے عنوان تلے تسعیر (نرخ بندی) پر چند سطروں میں حافظ ابن تیمیہ کے حوالے سے بحث ہوئی جس کا مقصد حجر کی مشروعیت اور اہمیت واضح کرنا تھا یہاں نرخ بندی کے زیرِ عنوان تسعیر پر گفتگو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ خود غرض تاجر اپنی اشیاءِ تجارت، کارخانہ دار وصنعت کار صنعتی پیداوار اور زمیندار و کاشتکار غلہ جات کو اس لیے روک کر ذخیرہ کر لیتے ہوں کہ گرانی ہوگی تو بیچیں گے یا ذخیرہ اندوزی کے نتیجے میں اس کی مزید قلت پیدا ہو جائے گی تو منہ مانگی داموں پر فروخت کریں گے تو حکومت اس سوچ کو (جب حالات عام نہ ہوں) عملی جامہ پہنانے کی اجازت ہرگز نہیں دے گی اور لوگوں کو ''احتکار'' کرنے والوں کے ہاتھوں پہنچنے والے ناقابل برداشت نقصان کو روکنے کے لیے اشیاءِ ضرورت کا بھاؤ مقرر کرے گی اور تاجروں کو پابند بنائے گی کہ وہ اس قیمت پر اپنا مال فروخت کریں یا بازار اور کاروبار چھوڑ دیں۔

اسلامی معیشت میں اس بات کو مستحسن نظروں سے دیکھا جاتا ہے کہ قیمتوں کا تعین مصنوعی طریقوں کے بجائے آزادانہ طلب و رسد کے فطری عوامل کے ذریعے ہو۔ عام حالات میں حکومت کو نرخ میں مداخلت کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ کیوں کہ قیمتوں پر کنٹرول کرنے سے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اس سے اشیاءِ پیدا کرنے والوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ خسارہ سے بچنے کے لیے تاجر اپنا مال بازار سے غائب کر دیتے ہیں نتیجے میں عام صارفین کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک بار جب صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ غلے کے نرخ مقرر کر دیں تو آپ نے فرمایا (**ان الله هو المسعر القابض الباسط و انی لارجو ان القی الله و ليس لاحد منكم يطالبنی بمظلمة فی ذمة و لا مال**) اللہ ہی نرخ مقرر کرنے والا اشیاء کی پیداوار میں تنگی لانے والا اور رزق دینے والا ہے مجھے یہ پسند ہے کہ اپنے رب سے اس حال میں ملاقات کروں کہ تم میں سے کوئی مجھ سے کسی مال یا خون کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔'' (57)

حضرت انسؓ کی اس حدیث میں حضورؐ کا جو جواب ہے اس سے معلوم یہی ہوتا ہے کہ اس وقت کی گرانی قدرتی اسباب کی پیدا کی ہوئی تھی، تاجر کی نفع اندوزی کا اس میں دخل نہیں تھا اس لیے آپ ﷺ نے کنٹرول نافذ کرنا مناسب نہیں سمجھا اور آپ کو خطرہ ہوا کہ تاجروں پر زیادتی نہ ہو جائے اس سے یہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر حاکم وقت یقین کے ساتھ محسوس کرے کہ تاجروں کی طرف سے عام صارفوں پر زیادتی ہو رہی ہے اور افہام و تفہیم اور نصیحت سے تاجر اپنے رویے کی اصلاح نہیں کرتے تو وہ قیمتیں مقرر کر کے کنٹرول نافذ کر سکتا ہے بقول شاہ ولی اللہ: تاجروں کو ظالمانہ نفع اندوزی کی چھوٹ دینا تو ''فساد فی الارض'' اور مخلوق پر تباہی لانا ہے۔ (58) بہر حال حضرت انسؓ کی اس حدیث کا مقتضی یہی ہے کہ حتی الوسع اس سے بچا جائے لیکن تاجر لوگ اگر نفع اندوزی کے جذبہ کے تحت ضرورت و تجارت کے سامان کو آزاد

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بازار اور کھلی منڈی میں پہنچنے سے پہلے راستے ہی میں روک کر سستے داموں پر خرید لیتے ہوں اور اشد ضرورت کے وقت من مانی قیمتوں پر فروخت کرنے کے لیے ذخیرہ کر لیتے ہوں تو یہ عامۃ الناس کے ساتھ کھلی زیادتی ہوگی جس کے تدارک اور سدِ باب کے لیے تسعیر کی کاروائی ناگزیر ہو جائے گی۔

امام مالک نے موطا میں نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مدینہ کے بازار میں حاطب بن ابی بلتعہ (59) کو دیکھا کہ وہ خشک انگور (یعنی منقیٰ) ایسے نرخ پر فروخت کر رہے ہیں جو حضرت عمرؓ کے نزدیک نامناسب حد تک گران ہے، تو آپؓ نے ان سے فرمایا (**اما ان تزید فی السعر واما ان ترفع من سوقنا**) یا تو بھاؤ بڑھاؤ اور یا پھر اپنا مال ہمارے بازار سے اٹھالو۔'' (60)

شریعت کے عام قواعد اور حضرت عمرؓ کے اس اثر ہی کی روشنی میں علماء محققین نے یہ رائے قائم کی ہے کہ اگر حالات کا تقاضا ہو تو عوام کو تاجروں کے استیصال (Exploitation) سے بچانے اور گراں فروشی کے لیے تلقی السلع (Abbroachment) اور احتکارات (Hoardings) کرنے کو روکنے کے لیے حکومت کی طرف سے ضروری اشیاء کی قیمتیں مقرر کرنا اور کنٹرول نافذ کر دینا چاہیے۔ (61) ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں بھی یہی رائے ظاہر کی ہے (62)

غرض! قیمتوں کا تعین کرنا اور من مرضی نرخوں پر مالک اور تاجر کو اشیاءِ ضرورت بیچنے سے روکنا ہنگامی اور عبوری نوعیت کے احکام میں سے ہے، جس سے مقصود شریعت یہ ہے کہ تجارتی کاروبار میں ایسے تمام طریقوں کو اختیار کرنے سے روکا جائے جن سے ناجائز نفع اندوزی، اجارہ داری اور استیصال کی راہیں کھلتی ہیں۔

iv. التهريب (Smuggling)

هرب سے تهريب کے معنی ہیں: فرار اختیار کرنے پر آمادہ ہونا۔'' (63) قانون شریعت کے رو سے بلا اجازت اور بلا ادائے محصول مال ملک میں لانے یا ملک سے باہر لے جانے کو تھریب یا اسمگلنگ کہتے ہیں ''**جلب السلع وادخالها الی البلاد خلسة اما لانها ممنوعة ، او للتهرّب من دفع ما عليها من الضرائب**'' (64)

مختلف ممالک اپنے ملک کے معاشی مصالح (Economic interests) کے پیش نظر دوسرے ملکوں کی برآمدات پر پابندی عائد کر دیتے ہیں کہ ان کی وجہ سے ملکی مصنوعات اور ان کی نکاسی کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس کی خلاف ورزی اور اسمگلنگ (Smuggling) کا کاروبار درست نہیں ہے اس لیے کہ ایک تو اس معاہدہ کی خلاف ورزی ہے جو اس ملک کے شہری ہونے کے لحاظ سے اس کے قانون کے احترام کے سلسلہ میں ضروری ہے۔ دوسرے اس طرح وہ پوری قوم اور باشندگان ملک کو اپنی حرکت کے ذریعہ نقصان پہنچاتا اور زیر بار کرتا ہے جو غیر اسلامی ہونے کے علاوہ غیر انسانی حرکت بھی ہے۔

معاشی اور اقتصادی مصلحتوں کے حصول کی خاطر اس مالی تصرف پر اس قسم کی پابندیوں کی گنجائش ہے اس کی نظیر تلقی السلع اور تلقی الجلب ہے جس سے اس لیے منع فرمایا گیا ہے کہ اس سے گرانی بڑھتی ہے اور لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے یہی مضرت (Injury) اسمگلنگ میں بھی پیدا ہوتی ہے کہ غیر ملکی مصنوعات کی آمد کی وجہ سے اس ملک کی صنعت اور یہاں کا معاشی توازن بگڑ جاتا ہے۔ (65)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

روزنامہ جنگ راولپنڈی نے اپنے اداریہ میں عنوان''اسمگلنگ کی روک تھام کے لیے موثر اقدامات ہونے چاہیئے'' کے تحت لکھا ہے: گذشتہ دوسالوں میں افغانستان جانور اسمگل (Smuggle) کیے گئے جس کی وجہ سے خصوصاً پورے صوبہ سرحد میں قصابوں نے گوشت کی قیمتوں میں زبردست اضافہ کردیا اسمگلنگ کی موثر روک تھام نہ ہونے کے سبب کچھ دنوں تک یہ بحران رہا۔ آجکل ایسے حالات پیدا کرنے چاہیے کہ اسمگل ہو ہی نہ ورنہ جب ایک بار نرخ چڑھ جاتے ہیں تو پھر برقرار رہتے ہیں، اگر نرخ کم ہو بھی جائیں تو ناجائز منافع خورکم نہیں کرتے ہیں۔''(66)''اسلام میں قانون ٹارٹ کا تصور'' میں ہے: اسلام کے تجارتی قوانین بہت واضح ہیں انسان اور سماج دشمن عناصر ذخیرہ اندوزوں، ملاوٹ کرکے ناقص اشیاء فروخت کرنے والوں اور اسمگلنگ کے ذریعے طلب ورسد کے قدرتی عوامل متاثر کرکے مصنوعی قلت پیدا کرنے والوں کی فتنہ سامانیوں کا تدارک قانون ٹارٹ (حجر) کو فعال بنا کر ہی کیا جاسکتا ہے۔(67)

مصلحت عامہ(Common Interest) کی حمایت میں عائد ہونے والی مزید پابندیاں

انسان جب زمین، جائیداد یا نقد سرمایہ کا مالک بن جاتا ہے تو اسلامی ریاست کے قانون نافذ کرنے والے ادارے اس کو حق ملکیت کے آزادانہ استعمال سے اس وقت تک روکنے کا حق نہیں رکھتے ہیں جب تک ضرورت سے زیادہ یا بے سلیقگی سے خرچ کرکے وہ اسے ضائع نہ کررہا ہو اور یا پھر اس میں تصرف کا نتیجہ مفاد عام کا نقصان کی صورت میں برآمد نہ ہورہا ہو، اگر مالک کی طرف سے مال واملاک کا استعمال عام وخاص کے حق میں مضرت رساں ہو تو اس کو مصلحت عامہ کی حمایت میں ایسا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی'' الوسیط فی شرح القانون المدنی '' کی عبارات کا حاصل اس ضمن میں کچھ اس طرح سے ہے: ایسی تمام اشیاء جن سے پڑوسیوں اور عام الناس (Public) کو ضرر اور نقصان پہنچتا ہو مثلاً کارخانوں سے خارج ہونے والا دھواں ماحول کو آلودہ کررہا ہو اور اسلحہ سازی کے فیکٹریوں سے نکلنے والا کیمیاوی فضلہ موذی امراض کے پھیلنے کا باعث بن رہا ہو اور کنوں میں لوگوں کے گرنے کا اندیشہ ہو تو گنجان آبادی میں غیر محفوظ مقامات پر ان کی تنصیب اور کھودائی کو ممنوع قرار دیا جائے گا۔ اس کا مقصد جمہور کی صحت اور حفاظت اور ان کی راحت اور آرام کا لحاظ رکھنا ہے۔(68)فخر الدین زیلعی ، ابن الهمام (69) وابن عابدین کی آراء اور ''شرح المجلہ '' کی عبارت کا خلاصہ اس بارے میں کچھ یوں ہے: آدمی کو اپنی ملکیت میں مرضی کے مطابق تصرف کا حق حاصل ہے جب تک اس سے دوسروں کو کھلا ہوا نقصان نہ پہنچ رہا ہو اگر وہ اپنی ملکیت میں کوئی ایسا عمل دخل کررہا ہو جس سے اوروں کو کھلا ہوا نقصان پہنچے جیسے کپڑے اور اس طرح کی دیگر نفیس چیزوں کی دکانوں اور بازار کے درمیان روٹی پکانے کا تنور گاڑلے، لوہار کی بھٹی یا دھواں اور فضلہ خارج کرنے والا کارخانہ اور مشینیں نصب کرلے یا آٹا پسائی کی چکی اور دھوبیوں کے لیے گھاٹ بنائے یا گلی کوچوں کے قریب اپنی ملکیت میں بیت الخلاء(Water Closet) تعمیر کرے، ایسی جگہ املاک میں پرنالہ نکالے جس کا پانی عام راہ کی طرف جاتا ہو، شاہ راہ عام کے قریب کنواں کھدوالے جس میں کسی کے گرنے کا خطرہ ہو، اور اسی طرح عام گزرگاہ سے قریب اپنی زمین میں گندے پانی کا گھڑا کھودلے تو یہ اور اس طرح کے دیگر تصرفات جن کے نتیجہ میں لوگوں کا ذہنی اذیت اور دیگر جانی ومالی نقصان میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو مفاد عام کی رعایت اور حمایت کے لیے روکے جائیں گے۔(70)

بظاہر تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ جائز املاک میں تصرف اور جائز اشیاء کی تجارت اور کاروبار تو کسی بھی جگہ کسی بھی پیمانے پر کرنے کا حق

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ہر مالک کو حاصل ہے اور اس کے مالکانہ تصرفات میں دخل دینے کا حق و اختیار کسی کو بھی حاصل نہیں ہونا چاہیے لیکن مصالح عامہ کی رعایت سے ایسا کرنا لابدی اور ضروری امر ہے۔ ایک تاجر نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں مدینہ میں گھوڑے پالنے شروع کر دیئے آپؓ نے اس شخص کو روکا لوگوں نے اس کی سفارش کی تو آپ نے فرمایا: میں اس شرط پر ایسے کاروبار کی اجازت دے سکتا ہوں کی یہ اپنے گھوڑوں کے لیے چارہ مدینہ کے باہر سے حاصل کرے چنانچہ اس شخص نے یمن سے چارہ منگوانے کا اہتمام کیا۔(71)

حضرت عمرؓ نے انفرادی حق کو مفادِ عامہ کے بالمقابل رکھ کر فیصلہ کیا چنانچہ آپؓ کا یہ فیصلہ اسلام کے اس اصول کے مطابق ٹھہرا کہ جس کی بناء پر اجتماع کے مصالح کو فرد کے مسائل پر ترجیح دینی چاہیے اور اجتماع کو انفرادی اعمال کے ضرررساں اثرات سے بچانے کے لیے انفرادی اعمال کو مناسب حدود کا پابند بنانا چاہیے آپ کی جانب سے اس ممانعت کی حکمت یہی تھی کہ مدینہ کی بازار سے یہ شخص زیادہ مقدار میں چارہ خریدے گا تو اس کا نرخ چڑھ جائے گا جس کے نتیجے میں مجاہدین اسلام اور اہل مدینہ کو تکلیف ہوگی۔(72)

گویا یہ اقدام حضرت عمرؓ کی طرف سے اس تاجر پر وقتی ضرورت کے تحت حجر لاگو کرنے کی ایک صورت تھی مدینہ کے اندر سرمایہ استعمال کر کے چارہ خریدنے سے اہل مدینہ کے چوپایوں کے لیے چارہ کی قلت پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ بعینہ کسی بھی جگہ کاروبار تجارت اور کہیں بھی ملکیت میں عمل دخل کرنا اس شرط کے ساتھ مشروط ہوگا کہ عمل تجارت اور ملکیت میں تصرف سے مصالح عامہ کا نقصان نہ ہو رہا ہو۔

شوروغل اور ازالہ حیثیت عرفی

بعض اذیت پسند اور عاقبت نا اندیش لوگ ایسے علاقوں میں جہاں لوگوں کی اکثریت شوروغل کی آلودگی سے پاک زندگی گزارنا چاہتے ہوں سنیما گھروں میں شو(Show) کے دوران ڈائیلاگ(Dialogue) اور گانوں کی آوازیں اونچی کرنے، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر اور لاوڈ سپیکر کا بے تحاشا استعمال کرنے سے پرسکون ماحول کو شور و ہنگامہ آرائی سے آلودہ کرتے ہیں اور لوگوں کا آرام وسکون خراب کرنے اور ان کی نیندیں اڑانے کا سبب بنتے ہیں نیز کچھ لوگ اخبارات ورسائل میں مخرب اخلاق مواد اور عریان تصاویر چھاپ کر نوجوانوں کے افکار وخیالات کو مشوش بناتے ہیں اور خلاف حقیقت خبریں شائع کر کے اور مضحکہ خیز کارٹون اور توہین آمیز خاکے چھاپ کر شرفا کی پگڑیاں اچھالتے ہیں اگر چہ وہ یہ سب کچھ کاروباری اغراض کے لیے اور آزادی کے نام پر کیوں نہ کرتے ہوں اسلام کے قانونِ استیذان اور قانون حجر کے اعتبار سے یہ سارے کام ذہنی پراگندگی اور دل آزاری کا موجب بننے پر ممنوع قرار دیئے جائیں گے۔(72)

''الوسیط فی شرح القانون المدنی''میں ہے کہ کوئی شخص پرسکون آبادی والے محلّہ میں واقع اپنے وسیع وعریض گھر میں اس طرح سے رہتا ہو کہ عموماً اس کی وسعتوں کی وجہ سے شوروغل کا پتہ نہیں لگ سکتا لیکن معمول کے طرز بود و باش سے ہٹ کر وہ اگر رقص وسرور اور ناچ گانوں کی پرشور اور ہنگامہ خیز محافل منعقد کر کے آس پاس کے رہنے والوں کے آرام وسکون میں خلل انداز ہوتا ہو تو اس کو اس بات کا پابند بنایا جائے گا کہ وہ شوروغل اور ہنگامہ آرائی کو اس حد تک رکھے جس سے ملحقہ مکانات میں رہنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے اس طرح گھر کا مالک اگر اپنے گھر میں ایسے لوگوں کو لاتا ہے جن کا چال چلن مشکوک ہے یا اسے ڈاکوں اور چوراچکے کا ٹھکانہ بنالیتا ہے جس سے پڑوس میں بسنے والے خوف وہراس اور تکلیف میں مبتلا ہوتے ہوں اور یا ہوٹل اور مہمان خانوں(Guest houses) کے مالکان اس قماش کے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

لوگوں کو رات گزارنے کی اجازت دیتے ہیں جن سے امن عام میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہو تو ان کو ازروئے قانون ایسا کرنے کی اجازت حاصل نہیں ہوگی۔(74)

شارح اشباہ والنظائر، حضرت رساں تصرفات کی شرعی حیثیت کے بارے میں فرماتے ہیں "کل من تصرف فی خالص ملکه ویتعدی ضرر تصرفه الی غیره ضرراً بیناً قالوا بالمنع وعلیه الفتوی ......جو کوئی اپنی خالص ملکیت میں تصرف کرے اور اس سے کسی اور کو کھلا ہوا نقصان پہنچے تو فقہاء اس کو منع کرنے کے قائل ہیں اور فتوی اسی پر ہے۔"(75)

وفاقی شرعی عدالت نے اپنی رپورٹ (Report) میں عنوان "The press and publicalions" کے ذیل میں لکھا ہے جس کا ترجمہ ہے: جو مواد (Literature) شر و فساد کو ہوا دینے والا ہو، ملکی، ملی اور عوامی مفادات کے خلاف ہو اور فرد اور معاشرہ کے اخلاق کو بگاڑنے والا ہو تو اس کی تشہیر اور اشاعت پر پابندی عائد کی جائے گی۔" (76) ملکی "قانون امتناع اشتہارات" میں بھی فحش اور ناشائستہ اشتہارات (Indecent advertisement) کی ممانعت کی گئی، قانون مذکورہ میں ہر شخص کے لیے کسی مقام عامہ پر ناشائستہ اشتہارات اور ان کی اشاعت یا ان کی تقسیم ممنوع ہے۔(77)

متذکرہ بالا رپورٹ میں (3) "The Baluchistan Building control ordinance, 1979-5-14 16-22-/6/1904 Amended by Baluchistan ordinance x 1 of 1948" کے ضمن میں ماحول کو آلودہ ہونے سے بچانے کے سلسلے میں کہا گیا ہے کہ: اس مقصد کے لیے اگر ضروری ہوا تو حکومت محکمہ تعمیرات کو شہروں اور دیہاتوں میں ایک منصوبہ کے تحت ایسی آبادی کرانے کا کام سونپے جو ماحول کو سازگار اور صاف رکھنے کا باعث ہو مثلاً گلیاں کشادہ ہوں، اور ان میں دھوپ اور ہوا کا گزر ہو، گلیاں پختہ اور نکاسی آب کا معقول بندوبست ہو، کوئی گھر کے سامنے کوڑا کرکٹ کا ڈھیر نہ لگائے اور نہ بچوں کو پیشاب اور پاخانہ کرنے کے لیے گلی کوچوں میں بیٹھنے دے۔ پرسکون آبادی اور صاف ستھرے ماحول میں شور و غل برپا کرنے اور گندگی پھیلانے والے کاروبار کو منع کیا جائے، چنانچہ قصاب خانوں، چمڑہ رنگنے کے کارخانوں کو ایسی آبادی سے باہر منتقل کیا جائے اور گندگی پھیلانے والے جانوروں کو پال رکھنے سے روکا جائے اور آبادی سے ملحقہ کھیتوں میں گوبر اور فضلات (Leavings) کے ایسے ڈھیر نہ بنائے جائیں جو تعفن اور بدبو پیدا کریں۔(78)

ملکیتوں کو بدلے بغیر صرف حق استعمال پر پابندی

دولت کا زیادہ سے زیادہ حصول بذات خود کوئی خرابی نہیں ہے یہ اس وقت عیب بنتا ہے جب اس میں تصرف کے ذریعے سے آدمی دوسروں کے لیے تنگی اور تکلیف کا باعث بنتا ہو قرآن وسنت نے جائز ملکیت کی کوئی کمیاتی حد (Quantitaive limit) مقرر نہیں فرمائی جس کے معنی یہ ہیں کہ حصول دولت اور صرف دولت کے باب میں شرعی احکام کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر کوئی شخص اپنی املاک میں اضافہ کرنا چاہے تو کسی حد پر پہنچنے کے بعد اس کے راستے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں تاہم دیہاتوں سے بہتر رہائشی سہولت کے پیش نظر شہروں کی طرف نقل مکانی کرنے کا رجحان عام ہو جائے اور شہروں میں رہائشی مکانات کی قلت کا مسئلہ پیش آئے تو ریاست یہ حق رکھتی ہے کہ وہ کنبوں کی تعداد

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کے لحاظ سے مکانوں کے حق استعمال کو محدود کردے اس کی صورت یہ ہوگی کہ پانچ افراد سے کم تعداد کے کنبے تین کمروں یا مثلاً پانچ یا دس افراد کے کنبے پانچ کمروں سے بڑا رہائشی سٹیٹ (Residential state) استعمال نہیں کر سکتے ہیں اگر وہ زیادہ مکانوں کے مالک ہوں تو ان کو بقیہ حصہ لازماً کرایہ پر دینا ہوگا اس طرح ملکیتوں کو بدلے بغیر صرف حق استعمال پر پابندی لگا کر رہائشی مشکلات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔(79)

ذریعہ کا مفسدہ تک پہنچنا

جن صورتوں میں ذریعہ کا مفسدہ (Evil) تک پہنچنا یقینی اور قطعی ہو ان میں ذریعہ کو بند کیا جائے اس سلسلے میں مثال کے طور پر کئی صورتیں پیش کی جاتی ہیں:۔

i. اپنی زمین میں ایسی جگہ جو عام گزرگاہ سے قریب ہو کوئی ایسا عمل دخل کرنا جس سے گزرنے والوں کو تکلیف پہنچنا یقینی ہو تو تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ ''سدالذریعہ'' حق ملکیت کے ایسے استعمال کو ''حجر'' کیا جائے گا۔(80)

ii. جس شخص کے بارے میں یقین ہو کہ وہ انگور سے شراب بنائے گا اس کے ہاتھ انگور فروخت کرنے سے روکا جائے گا یا کسی کے بارے میں یہ یقین ہو کہ اگر اس کے ہاتھ ضرورت کی خالص چیز فروخت کی جائے تو وہ اس میں ملاوٹ کرے گا تو مفسدہ سے بچانے کے لیے اس کے ہاتھ ایسی چیز فروخت نہیں کرنے دی جائے گی۔(81)

iii. مسلمان اگر ایسا مشروب (Drink) جو دراصل نشہ آور نہ ہو اور بعد میں نشہ آور بن جاتا ہو اپنے پاس رکھے تو جائز ہے البتہ ایک اسلامی ریاست میں محتسب اس کو پاس رکھنے اور اس کی خرید و فروخت کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔(82)

iv. اہل حرب دشمنوں جن کے بارے میں غالب گمان ہو کہ وہ مسلمانوں کے خلاف اسلحہ استعمال کریں گے یا فتنہ پرور لوگ اس سے امن عام میں نقص پیدا کریں گے کے ہاتھوں اسلحہ فروخت کرنے سے روکا جائے گا رسول اللہ ﷺ نے فتنہ کے زمانے میں اسلحہ کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ (83) تمام فقہاء بھی اس بات کی ممانعت فرماتے ہیں۔(84)

v. سدذریعہ کے طور پر دھماکہ خیز مواد (Explosive substances)، گولہ بارود وغیرہ رکھنے کی اجازت ان لوگوں کو دی جائے گی جو اس کو نہایت احتیاط اور مہارت کے ساتھ فروخت اور استعمال کرتے ہوں تاہم گنجان آباد علاقہ میں گولہ بارود کے کاروبار کی اجازت کسی صورت میں نہیں دی جائے گی۔(85)

vi. ایسی جڑی بوٹیاں جن سے نشہ آور چیزیں بنتی ہوں یا ان کے سلگانے سے ماحول بدبودار اور آلودہ ہو جاتا ہو مقدار میں اگرچہ تھوڑی ہوں کاشت نہیں کی جائیں گے تاہم اشد ضرورت جیسے جراحی (Surgery) کے وقت بے ہوش کرنے اور مسکن ادویات بنانے کے لیے ان لوگوں کو ان کی پیداوار اور کاروبار کرنے کی اجازت دی جائی گی جو اخلاقی، دینی اور قومی ذمہ داریوں کا بھرپور احساس رکھتے ہوں ''مصر'' میں ''سدالذریعہ'' تمباکو اور حشیش کی کاشت اور کاروبار پر پابندی عائد ہے اور خلاف ورزی کرنے کی صورت میں جرمانے کی سزا مقرر کی گئی ہے ''الوسیط فی شرح القانون المدنی'' میں ہے ''یمنع زراعة الدخان والتنباک فی جمیع انحاء

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مصر، ومن یوزع دخانا اوتنبا کا یعاقب بغرامة و یقتضی القانون رقم ۴۳بسنة ۱۹۴۴ منع زراعة الحشیش ویعاقب من یوزعه الحشیش بالحبس من شهورا الی سنین والغرامة ۔ پورے مصر میں تمبا کو کی کاشت پر پابندی ہے اور جو تمبا کو (سگریٹ) کا کاروبار کرتا ہے اسے جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے اور قانون نمبر 43 مجریہ 1944 حشیش کی کاشت کو روکنے کا تقاضا کرتا ہے اور حشیش کی تقسیم اور پھیلاؤ کرنے والوں کو کئی مہینوں اور سالوں تک قید کرنے اور (مالی) تاوان کی سزا دیتا ہے۔''(86)

جن جڑی بوٹیوں سے منشیات تیار ہوتی ہیں مثلاً پوست کا پودہ تو ان کی کاشت اصلاً ممنوع نہیں ہے البتہ ان کی کاشت اور پیداوار پر''سدِ ذریعہ'' کے لیے پابندی لاگو کی جاتی ہے چنانچہ اس سلسلے میں وفاقی قانون کا جائزہ لینے کے بعد''اسلامی نظریاتی کونسل'' نے یہ وضاحت پیش کی ہے کہ''کونسل پوست کے پودے (Opium) کی کاشت پر پابندی کی تائید صرف سد ذریعہ کے طور پر کرتی ہے حالانکہ پوست کی کاشت اصلاً ممنوع نہیں ہے۔(87)

vii. اذان اور نماز کے اوقات میں خرید و فروخت اور کاروبار تجارت سے روکا جائے گا اس میں اجتماعی خرابی یہ ہے کہ لوگ دیکھا دیکھی دین میں کاہلی اور سستی کا مظاہرہ کرنے لگیں گے اور اہم فریضہ میں کوتاہی کرنے کا مرتکب ہوں گے اور رفتہ رفتہ جماعت کی اہمیت ان کے دلوں سے نکل جائے گی لیکن یہ اس معاشرہ میں ممکن ہے جہاں نظام صلوٰۃ رائج ہو، قانون کی مکمل عمل داری ہو اور چوری چکاری کا کوئی خطرہ نہ ہو۔(88)

جنگلات و نباتات

آسمان و زمین اور دونوں کے اندر موجود اشیاء کی حقیقی ملکیت اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اسی نے حضرت انسان کو زمین میں اپنا نائب بنایا اور کاروبار حیات چلانے کے لیے زمین ہی سے انسان کے فائدے کی بے شمار چیزیں پیدا کیں، اسی نے آسمان سے پانی برسایا اور زمین میں نباتات اور جنگلات اُگائے یہ انتظام جانوروں کا کام چلانے اور انسانوں کی حاجت روائی اور راحت رسانی کے لیے کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے{أَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَ هَا وَمَرْعٰهَا .... مَتَاعٌ لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ} اسی نے اس زمین میں سے اس کا پانی نکالا اور چارا اگایا ہے..... یہ سب کچھ تمہارے اور تمہارے چارپائیوں کے فائدے کے لیے (کیا)۔''(89)

سرسبز و شاداب اور لہلہاتی کھیتیاں، ہرے بھرے درخت اور گھنے جنگلات خوشنما اور فرحت بخش مناظر پیش کرنے کے علاوہ کئی اہم فوائد کے حصول کا ذریعہ بھی ہیں، جنگل جا کر انسان پرندوں اور حلال وحشی جانوروں کا شکار کر کے ان کا گوشت غذائی اور طبی ضروریات کے لیے استعمال میں لاتا ہے اور ان کے چمڑوں اور ہڈیوں سے قیمتی اشیاء بنا کر دولت کماتا ہے، تعمیرات میں کام آنے، کھانا پکانے اور سردی سے بچنے کے لیے آگ تھاپنے کی غرض سے جلانے کی لکڑیاں جنگلات ہی سے کاٹ کر لائی جاتی ہیں۔ قرآن حکیم میں ایک لحاظ سے اس طرف بھی اشارہ ملتا ہے{جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا} تمہارے لیے سبز درخت سے آگ بنایا۔''(90)

پھل دار درخت : جیسا کہ ابھی بتایا گیا کہ جنگلات و نباتات سے کئی اہم فوائد حاصل ہوتے ہیں اسی طرح ان جنگلات میں بعض درخت ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو پھل دار ہوتے ہیں جن کے پھلوں سے طرح طرح کی مزیدار اور حیاتین سے بھرپور خوراک اور

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نہایت مفید اور طاقت ور ادویات تیار کی جاتی ہیں، جن کے پیش نظر ان کا تحفظ ایک مذہبی، اخلاقی اور قومی فریضہ بنتا ہے۔ ابوبکر الجصاص (91) آیت {مَاقَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْتَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَافَبِاِذْنِ اللّٰهِ...} (مومنو!) کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا ان کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا سو خدا کے حکم سے تھا...'' (92) کی تفسیر کے سلسلے میں لکھتے ہیں: شام لشکر روانہ کرتے وقت ابوبکر صدیقؓ نے لشکر کو نصیحت کرتے ہوئے یہ حکم دیا (لاتقطع شجرة مثمرہ) پھل دار درخت نہ کاٹا جائے۔ آگے فرماتے ہیں: مفتوحہ زمین اور اموال مسلمانوں کی ملکیت تھی وہ اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنے کے حقدار تھے لیکن مصالح عامہ کی رعایت میں اسلامی لشکر کو پھل دار درخت کاٹنے سے روکا گیا۔'' (93)

یہود بنی نضیر کے رنج وذلت کے لیے اور مسلمانوں کو فتح کی خوشی میں جن درختوں کو کاٹ ڈالنے کا حکم ملا تھا وہ پھل دار نہ تھے ''تکملة فتح الملهم۔'' میں ہے''ان النبی ؐ لم یحرق من نخلهم الامالیس بقوت للناس۔ نبی کریم ﷺ نے ان (یہود بنی نضیر) کے فقط بے پھل درخت جلائے۔'' (94)

جنگلات اور ثمر دار درختوں کی اہمیت اور اس ضمن میں قرآن وسنت کی مذکورہ بالا تفصیل کے پیشِ نظر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ درخت اور جنگلات ذاتی ملکیت کیوں نہ ہوں ان کے استعمال اور قطع برید سے اگر مفاد عام مجروح ہوتا ہو تو حکومت کو مصلحت عامہ کی حمایت میں مالکانہ حق کے ایسے مضرت رساں استعمال کو روکنے کا اختیار حاصل ہے۔

جنگلات کی کٹائی کی حکومتی ممانعت

جنگلات قدرتی وسائل کا ایک بہت بڑا حصہ ہیں۔ جنگلات آلودگی کم کرتے ہیں۔ زمین کو کٹنے پھٹنے یعنی عریان کاری سے بچاتے ہیں۔ موسم کو خوشگوار بناتے ہیں اور قومی دولت میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہ ہمارا سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ ہیں۔ اس لیے ہماری توجہ کے زیادہ مستحق بھی ہیں۔ ان کی حفاظت کے لیے تدابیر اور اقدامات کرنا لازمی بات ہے۔ جنگلات کا زیادہ تر حصہ نجی اراضی پر واقع ہے جس سے بڑی مقدار میں حاصل ہونے والی لکڑی جلانے اور تعمیر اور مرمت کا کام آتی ہے جو ایک عظیم فائدہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مالکان زمین کو بغیر کسی مداخلت کے زمین میں کاشت کرنے اور درختوں کی قطع وبرید کا آزادانہ اختیار حاصل ہو لیکن یہ اختیار اور بلا روک ٹوک حق ملکیت کا استعمال اگر وسیع تر قومی مفاد کی راہ میں حائل بن رہا ہو تو بہر حال اجتماعی مفاد ذاتی مفاد سے مقدم ہے چنانچہ بڑی خرابی سے بچنے کے لیے چھوٹی خرابی کو گوارا کرتے ہوئے مالکان کے حق تصرف کو یا تو ممنوع قرار دیا جائے گا اور یا محدود کر دیا جائے گا'' نظرية الضرورة الشرعيه ''میں ہے۔''ولا شك ان لولي الامران يمنع من بعض المباحات ، اذارأى الاقدام عليها يؤدي بالمجتمع الى مفاسدِ كبيرة يجب سدالطريق اما مها ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حاکم کو بعض جائز کاموں سے اس وقت منع کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے جب ان پر پیش قدمی کرنا اس کی نظر میں معاشرہ کو بڑی خرابیوں کی جانب لے جاتا ہو جن کے آگے راہ بند کرنا ضروری ہو۔'' (95)

قانون جنگلات بابت 1927ء کے اجراء اور تعمیل وتنفید کی غایت بھی یہی ہے جس کے رو سے مالک اپنی ذاتی ملکیت کے قیمتی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

جنگلات حکومتی اجازت نامے کے بغیر کاٹ نہیں سکتا ہے۔(96)

مزارعت

اسلامی احکام میں جس طرح ایک شخص مال دوسرے کو دے کر اس سے مضاربت کا معاملہ کرتا ہے(جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص اس مال سے کاروبار کرے،اور جو نفع حاصل ہو وہ دونوں کے درمیان تقسیم ہو جائے) تو اس سے مال لینے والے اور کام کرنے والے دونوں کے درمیان ایک معاشی رشتہ قائم ہوتا ہے جس میں دونوں کی حیثیت برابر کے فریقوں کی ہے، ان میں سے کوئی فریق دوسرے پر کوئی فوقیت نہیں رکھتا اسی طرح مزارعت میں بھی مالک زمین اور کاشت کار برابر کے فریق ہیں، کاشت کار کو کم سمجھنا اور اس پر ناواجبی شرائط عائد کرنا اسلامی احکام کے قطعی خلاف ہیں۔ (97)

احادیث اور سیرت کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ نبوت سے زمانہ خلافت راشدہ تک زمین لگان یا بٹائی پر دینا اگر چہ معمول بہ رہا ہے تاہم یہ حقیقت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بوضاحت اس کا اظہار فرمایا کہ وہ زمینداری کے اس معمولی اور سادہ طریق کو ناپسند فرماتے ہیں اور اخلاق اور مروت (Politeness) کے خلاف سمجھتے ہیں۔(98)

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جب ایک وقت ایسا آیا کہ مسلمانوں، ان کے اہل وعیال اور ان کے غلاموں تک کے وظائف بیت المال سے مقرر کیے گئے تو آپؓ نے یہ کہہ کر تمام مسلمانوں کو زمینداری اور کاشت کاری سے یک قلم روک دیا کہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ سب کے سب حکومت کے کارآمد پرزے نہ بنیں اور ''کلمۃ اللہ'' کی سربلندی کے لیے والنٹیر (Volunteer) ہونے کے بجائے بیلوں کی دم سے لگے پھریں۔(92)

غرض! اسلام میں مزارعت جائز ضرور ہے اسے واجب کسی نے نہیں کہا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کوئی مثالی طریقہ بھی نہیں قرار دیا ہے چنانچہ جو شرائط خالصتاً مالکان زمین کے لیے مفید اور مزارعین اور محنت کش طبقہ کے لیے نقصان دہ ہوں اور ان کی معاشی ہلاکت اور افلاس ومحرومی کا سبب ہوں اور زمینداروں کی جانب سے کاشت کاروں کی شدید حاجت اور اضطراری کیفیت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا جذبہ نمایاں نظر آنے لگے تو اسلامی حکومت ان بدعنوانیوں (Unfair dealings) کے انسداد کے لیے وقتی طور پر ''مزارعت'' کے طریقے پر پابندی عائد کر دے اور اس سسٹم (System) کو بند کر دے اسلام میں ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اکثر حالات میں کاشت کار کی مصالح کو زمین دار یا حکومت کی مصالح پر مقدم رکھا جائے۔ زمینداروں کی بدعنوانیوں پر قابو پانے کے لیے کچھ عرصے تک مزارعت پر پابندی لاگو کرنے کے بعد اگر اسلامی حکومت یہ محسوس کرے کہ اب بدعنوانیوں اور ظالمانہ شرائط کے ساتھ مزارعت کے معاملے کا خاتمہ ہو گیا اور اس سلسلے میں رواج پذیر فاسد نظام کا اصلاح ہو گیا تو وہ اس عارضی اور وقتی پابندی کو دفع کر دے گی ''کتاب الفقه على المذاهب الاربعة'' میں ہے''فلهذا ينبغي تحذير الناس من المزارعة التي يترتب عليها حرمان العامل من كده و استغلال المالك اياه۔ پس ایسی زمین داری کے متعلق جو کاشت کار کو اس کی محنت کے پھل سے محروم کرتی ہو اور ایک حاجت مند کی حاجت کو اپنی ازدیاد دولت کا آلہ کار بناتی ہو یہی مناسب ہے کہ لوگوں کو اس سے روک دیا جائے۔''(100)

اگرآپ کواپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

محولہ بالا سطور سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شرعی نقطہ نظر سے مزارعت کوئی مثالی ذریعہ معاش نہیں کہ پوری کی پوری قوم اعلیٰ مذہبی اور قومی فرائض سے غافل ہو کر صرف زراعت تک محدود ہو جائیں اور حصول معاش کے دیگر معزز ذرائع سے صرف نظر کریں یا زمین داروں کی طرف سے ظالمانہ شرائط کے نتیجے میں کاشت کار اور غریب محنت کش طبقہ شدید حاجت و اضطرار کی کیفیت میں مبتلا ہو تو پہلی صورت میں (جبکہ زراعت و مزارعت کے علاوہ طالب معاش کے اور بھی راستے ہوں) اسلامی حکومت زراعت و مزارعت کی ایک حد مقرر کرنے اور دوسری صورت میں (تاوقتیکہ نظام کی خرابی دور نہیں ہوتی) اس کو یک سر روکنے کا اختیار رکھتی ہے۔

مختصر یہ کہ ایسے معاملات مباحات کہلاتے ہیں جن کا دائرہ بہت وسیع ہے مصلحت عامہ کے لیے اس قسم کے معاملات میں مسلمانوں کو اسلامی روح اور اس کے عام اصول وقواعد کے مطابق قانون سازی کی اجازت حاصل ہے مصالح عامہ کی حمایت میں اگر کوئی اسلامی حکومت ان قوانین کی روشنی میں کوئی حکم صادر کردے تو اس کی اطاعت واجب ہے "ابن عابدین" فرماتے ہیں "**طاعة الامام فی مالیس بمعصیة واجبة**۔ سربراہ حکومت کی اطاعت ان چیزوں میں واجب ہے جو معصیت (گناہ) نہ ہوں۔" (101)

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات وحواشی

1- قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 283 ؛ والزاوی الظاهر احمد ، تترتیب القاموس المحیط علی طریقة المصباح المنیر ، ص : 147/3؛ووزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیه الکویت ، ص : 216/1؛ وسعدی ابو حبیب، القاموس الفقهی ، ص : 222۔

2- قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 283 ؛ وتنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص : 310۔

3- ایضاً ، ص : 365 ؛ And see! Noshirvan Advocate, THE LAW OF TORT, P : 76.۔

4- الزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته ، ص: 4585/6 ؛ و ابوزهره ، التکافل الاجتماعی ، ص : 24۔

5- ایضاً ۔

6- البقرة : 233۔

7- البقرة : 231۔

8- عبادة بن صامت (؟-------34ھ) عبادة بن صامت بن قیس بن اصرم بن فهر بن قیس بن ثعلبه ،قبیلہ خزرج کے خاندان سالم سے ہیں، انصار کے جو وفد تین سال تک مدینہ سے مکہ آتے تھے وہ سب میں شامل تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام قبول کیا، عہد نبوی میں بدر سمیت کئی غزوات میں شرکت کی خلافت صدیقی وفاروقی میں بھی بعض لڑائیوں میں شریک ہوئے حضورﷺ کے آخیر عہد میں عامل صدقات مقرر ہوئے اور حضرت عمرؓ نے آپؓ کو اپنے زمانہ میں فلسطین کا قاضی بنایا تھا۔ حضرت عبادہ فضلائے صحابہ میں تھے، قرآت ان کا خاص فن تھا، انہوں نے آں حضرتﷺ کے زمانہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا تھا۔ آپؓ تا دم مرگ شام میں سکونت پذیر رہے وہاں پر 34ھ میں پیغام اجل آیا اس وقت ان کی عمر 72 سال تھی اور فلسطین میں دفن ہوئے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! احمد بن حنبل، مسنداحمد ، ص : 316-317/5 و 323/5 ؛ وابن حجر، بلوغ المرام ، ص : 193/1 ؛ وابن سعد ، الطبقات ، ص : 20/2 ؛ وعلاء الدین ، کنز العمال ، ص : 151/2۔

9- ابن ماجه، سنن ابن ماجه ، کتا ب الاحکام ، باب من نبیٰ فی حقه مایضر بجارهٖ ، حدیث نمبر 2340، ص : 193/2۔ نیز دیکھئے! بروایت عبدالله بن عباس حدیث نمبر 2341۔

10- ملاحظہ ہو! ابن نجیم ، الاشباه والنظائر ، ص : 85-87۔

11- الاتاسی ، شرح المجله ، م 964، ص : 22/1؛ والشاطبی ، الموافقات ، ص : 132/2۔

12- لجنة مولفة من العلماءِ والفقهاء ، المجلة، م 964، ص : 187؛ والمرغینانی ، الهدایة ، ص : 338/3؛ والعینیی، رمزالحقائق ، ص : 92/4؛ وابن قیم ، اعلام الموقعین ، ص : 327/1۔

13- خالدؔ الاتاسی ، ص : 522/3؛ والحصکفی ، الدرالمختار ، ص :92/4؛ وابن قیم ، اعلام الموقعین ،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ص : 94/4 ؛ وابن عابدین ، ردالمحتار ، ص : 93/5؛ والکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 175 ؛ نیز دیکھئے! الماوردی ، الاحکام السطانیة، ص : 402۔

14- ملاحظہ ہو! الحسبہ فی الاسلام ، ص : 70؛ ابن قیم ، اعلام الموقعین ، ص : 1311/7؛ ومحمد مبارک ، نظام الاسلام ، الاقتصاد مبادی وقواعد عامه، ص : 66-67۔

15- See ! Noshirvan Advocate, THE LAW OF TORT, P: 7;
ولیاقت علی نیازی،اسلام میں قانون ٹارٹ کا تصور،ص : 37۔

16- الزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 4980؛ محمد محترم فہیم احمد عثمانی،اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو،ص : 17 تا 20 ملخصاً؛ والشاطبی ، الموافقات ، ص : 265-266/2۔

17- See! Jhon Auston, lectures on jurisprudence, P: 795-798/2;
نیز ملاحظہ ہو! خورشید احمد،محمد مظہر الدین ونعیم صدیقی،اقتصادی کمیٹی کی رپورٹ، ص :163؛ محمد محترم فہیم احمد عثمانی،اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو،ص : 80-81؛ وحفظ الرحمان سیوہاروی،اسلام کا اقتصادی نظام،ص : 315؛ ونجات اللہ صدیقی،اسلام کا نظریہ ملکیت، ص : 210-212/1؛ واسرار احمد، اسلام کا معاشی نظام، ص : 77۔

18- البقره : 205۔

19- الاسراء : 34۔

20- مفتی محمد شفیع، معارف القرآن ، ص : 479/5۔

21- ابوبکر صدیقؓ (؟-----13ھ) آپ کا نام عبداللہ لقب صدیق اور عتیق اور کنیت ابوبکر ہے والد کا نام ابوقحافہ ہے،قریشی تیمی ہیں،ساتویں پشت میں رسول اللہ ﷺ سے مل جاتے ہیں۔مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں۔ خود بھی صحابی والدین بھی اور اولاد بھی صحابہ۔ اسلام لاتے ہی اشاعت اسلام کے لیے بھرپور کوششوں کا آغاز کیا۔ جس قدر مصائب رسول اللہ ﷺ کو پہنچے سب میں شریک رہے۔تمام مشاہد خیر میں وافر حصہ لیا بکثرت وبے نظیر فضائل کے مالک ہیں؛ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں اور نبیؐ کے بعد تمام امت میں افضل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کے جانشین مقرر ہوئے۔فتنۂ ردت میں وہ کام کیا جو ایک نبی الوالعزم کرتا ہے جمع قرآن کا کام بھی انہیں کے عہد میں ہوا دو برس تین مہینے نو دن سریر خلافت پر جلوہ افروز ہو کر ترسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ دیکھئے! الخطیب التبریزی ، اکمال فی اسماء الرجال ، ص : 473؛ وابن حجر العسقلانی، بلوغ المرام؛ ص :225/1۔

22- الطبری ، تاریخ الامم والملوك ، ص : 44/2۔

23- عبدالله بن سلام (؟-------43ھ) ابو یوسف عبدالله بن سلام بنوعوف کے حلیف اور علماء یہود میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی زندگی میں جنت کے داخلہ کی بشارت دی۔ مدینہ میں 42ہجری میں انتقال ہوا۔ ملاحظہ ہو!الخطیب

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

التبریزی، اکمال فی اسماء الرجال، ص : 531 ؛ وابن حجر العسقلانی، بلوغ المرام، ص : 313/1۔

24- الواعظ کاشفی، تفسیر حسینی، ص : 390۔

25- الحشر : 5۔

26- دیکھیے! نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہء ملکیت، ص : 213/1 ؛ وتقی عثمانی، اصلاحی خطبات، ص : 4-40-47۔

27- محمد نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہء ملکیت، ص : 213-214/1۔

28- محمد نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہء ملکیت، م۔ن؛ ومحمد محترم فہیم عثمانی، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو، ص : 20۔

29- ایضاً۔

30- تنزیل الرحمن، قانونی لغت، ص : 145؛ وقلعه جی وقنیبی، معجم لغة الفقهاء، ص : 145۔

31- ابوداؤد، سنن ابی اداؤد، کتاب البیوع، باب فی التلقی، حدیث نمبر 41، ص : 39/3؛ والترمذی، جامع الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجآء فی کراهیة تلقی البیوع، حدیث نمبر 1227، ص : 146/1۔

32- ایضاً، حدیث نمبر 41، ص: 39/3؛ ومسلم، صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للبادی، حدیث نمبر 3828، ص: 483/2۔

33- ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی النهی ان یبیع حاضر لبادٍ، حدیث نمبر 47، ص : 41/3؛ والترمذی، جامع الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجآء لایبیع حاضر لباد، حدیث نمبر 1228، ص : 147/1؛ ومسلم، صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للبادی، احادیث نمبر 3824و3825و3826، ص: 384-385/2۔

34- سیف اللہ رحمانی، حلال وحرام، ص : 346۔

35- القرضاوی، الحلال والحرام، ص : 212 ؛ نیز دیکھیے! اصلاحی خطبات، ص : 46؛ ومناظر احسن گیلانی، اسلامی معاشیات، ص : 353 ؛ وخورشید احمد، محمد مظہر الدین ونعیم صدیقی، اقتصادی کمیٹی کی رپورٹ، ص : 179۔

36- ملاحظہ ہو! ابن تیمیه، مجموع فتویٰ، ص: 101-102/28؛ وتنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص : 249۔

37- قلعه جی وقنیبی، معجم لغة الفقهآء، ص: 46؛ والجرجانی، التعریفات، ص : 14؛ وسعدی ابوحبیب، القاموس الفقهی، ص : 95۔

38- منظور احمد نعمانی، معارف الحدیث، ص : 520/7۔

39- محمد محترم فہیم احمد عثمانی، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو، ص: 148-147؛ ومحمد مبارک، نظام الاقتصاد، ص : 67-66۔

40- الترمذی، جامع الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجآء فی الاحتکار، حدیث نمبر 1272، ص : 152/1۔

41- ابن ماجه، سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب الحکرة والجلب، حدیث نمبر 2153، ص : 177/2۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

-42 منظور احمد نعمانی، معارف الحدیث، ص : 521/7۔

-43 مالك الامام ، الموطا ، كتاب البيوع ، باب الحكرة والتربص ،حدیث نمبر 120، ص : 489؛ ومجیب اللہ ندوی، اسلامی فقه ، ص : 319/2، مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت عمرؓ دوسروں کو عبرت دلانے کے لیے ذخیرہ اندوزوں کو بازار میں خرید وفروخت کے معاملات سے منع کیا کرتے تھے۔ دیکھئے! عبدالرزاق ، المصنف ، ص : 206/8۔

-45 علاء الدين الهندی ، كنزالعمال، كتاب البيوع ، باب فی الاحتكار والتسعير ،حدیث نمبر 10080، ص : 182/4۔

-46 المرغینانی ، الهدايه ، ص : 454-455/4 ؛ نیز ملاحظہ ہو! مولانا نظام الدين وجماعته من علماءِ الهند ، الهنديه ، ص : 103/3؛ و ابن عابدين ، ردالمحتار ، ص : 255/5؛ والكاسانی، بدائع الصنائع ، ص : 129/5؛ وابن الهمام، فتح القدير ، ص : 126/8 و161/4۔

-47 اسلام کا معاشی نظام، ص : 43 ؛ وعبدالرزاق السنهوری ، مصادر الحق ، ص : 57-56۔

-48 مالك بن انس (93---179ھ) مالك بن انس بن مالك الانصاری امام دار الهجرة ،اہل سنت والجماعت کے چار مشہور ائمہ میں سے ایک ہیں، نافع مولیٰ ابن عمر، زہری اور ربیعۃ الرأی وغیرہ ہم سے علم حاصل کیا، آپ احتیاط برتنے اور غور وفکر سے کام لینے میں شہرت رکھتے تھے۔ علم دین کی اشاعت وتبلیغ اور احادیث روایت کرنے میں بڑے محتاط تھے۔ حقیقت حال کا علم حاصل کرنے کے لیے تفتیش (Inquiry) کرتے اور سوچ وبچار کے بعد فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ آپ کے فقہی مکتب فکر کی بنیاد کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور تعامل اہل مدینہ پر قائم ہے، آپ بڑی پروقار اور رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔ ہارون الرشید آپؒ کے پاس آئے اور کہا: کہ میرے گھر آکر مجھے احادیث پڑھایئے مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ ''علم کے لیے آیا جاتا ہے'' چنانچہ ہارون الرشید آپؒ کے پاس احادیث کے لیے آتے اور زانوائے تلمذ تہ کرتے۔ مدینہ ہی میں آپؒ پیدا ہوئے اور وہاں پر آپ نے وفات پائی۔

تصانیف : آپ کی تصانیف میں ''الموطا'' ؛ ''تفسير غريب القرآن''؛ ''المدونة میں آپ کے فقہی آرا ومسائل کی جمع وتدوین''؛ ''الردعلى القدرية'' اور ''الرسالة الى الليث'' شامل ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے! ابن خلكان ، وفيات الاعيان، ص: 439/1؛ وابن حجر العسقلانی، تقريب التهذيب ، ص :344؛ ورضا كحالة، معجم المولفين، ص : 168/8؛ والذهبی، سير اعلام النبلاء ، ص : 159/6۔

-49 دیکھئے! وحيد الزمان ، كشف المغطا على الموطا، ص : 489؛ وابن فرحون ، تبصرة الحكام، ص: 139و 204۔

-50 المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج ، ص : 31/2۔

-51 ابن خلدون (732---808ھ) قاضی القضاه ولی الدين ابو زيد عبدالرحمٰن بن الشيخ الامام ابی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عبدالله محمد بن خلدون الخضری المالکی، تیونس میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں وفات پائی۔ زندگی کے مختلف رخوں اور پہلوؤں میں انہوں نے ترقی اور عروج کے مدارج طے کیے۔ سیاست کے میدان میں چمکے۔ خطابت وقضا میں سربلندی دکھائی۔ مشاغل درس وتدریس نے آپ کو سرآمد روزگار بنادیا اور تصنیف وتالیف میں پڑ کر انہوں نے مولفین ومصنفین زمانہ کی علم برداری کی۔ مقدمہ کا وجود ان کی فکری زندگی کی ایک بیش قدر یادگار ہے۔ دیکھئے! مقدمہ، ص : 5 - 4۔

52- مقدمہ، ص : 229و388؛ وکتاب العبر ، ص : 512-513/1؛ نیز ملاحظہ ہو! الونشریسی، المعیار المعرب، ص : 425/6۔

53- ابن القیم (691----751ھ) شمس الدین محمد بن ابی بکر ایوب بن سعد الزرعی دمشق کے رہنے والے ہیں اصلاح اسلامی کے مضبوط ارکان اور کبار فقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ابن تیمیہ کے شاگرد اور مددگار اور آپ ہی کے اقوال پر پختگی کے ساتھ عمل پیرا رہے، دمشق میں اپنے استاد کے ساتھ قید کاٹی۔ بہت کچھ تحریر وتالیف کیا۔

تصانیف: "الطرق الحکمیة" ؛ "مفتاح دارالسعادة " ؛ "الفرسیة" اور "مدارج السالکین" آپ کی تصنیفات میں بہت نمایاں ہیں: دیکھئے! الزرکلی ، الاعلام ، ص : 281/6۔

54- الطرق الحکمیة ، ص :224-223 ؛ وابن تیمیه ، مجموع فتاوی ، ص : 28/77-76و 101/28؛ وابن جزی، القوانین الفقهیه ، ص : 247/3؛ والحطاب ، مواهب الجلیل ، ص 228/4۔ اس بارے میں شیعہ کی رائے جمہور فقہائے اسلام سے مختلف نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو! محمد رضی زنگی پوری، اسلام کا معاشی نظام، ص : 221-220۔

55- دیکھئے! محمد رضی زنگی پوری، اسلام کا معاشی نظام، ص : 223۔

56- محمد محترم فہیم احمد عثمانی، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو، ص : 20؛ نیز ملاحظہ ہو! اوصاف احمد، اسلامی معاشیات اور بنک کاری، ص : 132-131؛ ومنیر احمد مغل، عرف اور سد ذریعہ، ص : 43؛ والغزالی ، احیاء العلوم، ص : 79-80/4؛ ووزارة الاوقاف والشئون الاسلامیة الکویت ،الموسوعة الفقهیه ، ص : 95/2۔

57- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الاجارات ، باب التسعیر ، احادیث نمبر3450، 3451،ص : 132/2۔

58- انسؓ سے مروی اسی حدیث کی تشریح کے آخر میں حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں "فان روی منهم جور ظاهر لایشک فیه الناس جاز تغییره فانه من الافساد فی الارض ۔ لیکن اگر تاجروں کی طرف سے علانیہ ظلم معلوم ہو جو ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر ہو تو اس کو بدلنا جائز ہے کیوں کہ اس میں ملک کی بربادی ہے" دیکھئے! حجة الله البالغه ، ص : 199/2۔

59- حاطب بن ابی بلتعه (?-----30ھ) آپ کا نام حاطب، کنیت ابو محمد یا ابو عبداللہ اور والد کا نام ابو بلتعہ تھا، سلسلہ نسب میں اختلاف ہے۔ ایام جاہلیت میں شاعری وشہسواری کے لحاظ سے مخصوص شہرت کے مالک تھے۔ قبل از ہجرت ایمان لائے۔ غزوہ بدر، احد، خندق اور تمام مشہور معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ آپ نے ان کو مقوقس والی مصر کے پاس مبلغ اسلام اور

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سفیر بنا کر بھیجا۔ 8ء میں فتح مکہ کی تیاریاں ہوئیں اور غنیم کو بے خبر رکھنے کے لیے تمام احتیاطی تدبیریں عمل میں لائی گئیں، حضرت حاطب گو کہ مکہ کے رہنے والے تھے، تاہم ایام جاہلیت میں قریش سے تعلقات پیدا ہو گئے تھے جس نے ان کو احباب قدیم کی مواسات پر برانگیختہ کیا، انہوں نے ان تیاریوں کے متعلق خط لکھ کر ایک عورت کی معرفت مکہ کی طرف روانہ کیا، لیکن کشاف غیب نے قبل ازوقت اس راز کو طشت ازبام کر دیا، 65 برس کی عمر پا کر رہ گزین عالم جاوداں ہوئے۔ احباب رشتہ داروں کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص : 361-362/1؛ وابن حجر العسقلانی، الاصابة، ص : 314/1؛ ومحمدبن سعد، طبقات ابن سعد، ص : 80/3؛ وابن قیم، زادالمعاد، ص : 50/5؛ والبخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ الفتح ومابعث حاطب بن ابی بلتعه الی اهل مکة یخبرهم، حدیث نمبر 1414، ص : 730/2؛ وابن عبدالبر، الاستیعاب، ص : 135/1؛ ومعین الدین ندوی، سیرۃ الصحابہ، ص 408-414/14۔

-60 کتاب البیوع، باب الحکرۃ والتربص، حدیث نمبر 121، ص : 489۔

-61 دیکھئے! المرغینانی، الهدایة، ص : 455/4؛ وابن نجیم، الاشباه والنظائر، ص : 87؛ والحموی، غمزعیون البصائر، ص : 121/1؛ وسلیم رستم الباز، شرح المجلة، ص : 31؛ والحصکفی، الدرالمختار، وابن تیمیه، مجموع فتاوی، ص : 76-77-101/28؛ والحسبه فی الاسلام، ص : 17-14؛ ومحمد بن علی الحنبلی، مختصر الفتاوی المصریه، ص : 332؛ و ابن قیم، الطرق الحکمیة، ص : 223؛ والنووی، المجموع شرح المهذب، ص : 77/28؛ ومحمد بن عبدالرحمن الشافعی، رحمة الامه فی اختلاف الائمه، ص : 144؛ والماوردی، الاحکام السلطانیة، ص : 247؛ وابن کثیر، المختصر فی اخبار البشر، ص : 144/2؛ وشاه ولی الله، مسوی مصفی شرح مؤطا، ص : 370/1؛ والونشریسیی، المیعار المعرب، ص : 84/5؛ وتقی عثمانی، تکملة فتح الملهم، ص : 312-313-337/1؛ اصلاحی خطبات، ص : 44-43؛ وہمارا معاشی نظام، ص : 65؛ ومجیب اللہ ندوی، اسلامی فقہ، ص: 392-393/2؛ وحفظ الرحمٰن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ص : 305؛ ومحمد آصف محسنی قندہاری، اسلامی اقتصاد، ص : 44؛ واوصاف احمد، اسلامی معاشیات اور بنک کاری، ص : 132-131؛ ومنظور حسین چیمہ، اسلام اور جدید معاشی نظریات، ص : 456؛ ولیاقت علی نیازی، اسلام میں قانون ٹارٹ کا تصور، ص : 63۔

-62 ملاحظہ ہو! ابن تیمیه، الحسبه فی الاسلام، ص : 37, 29, 27, 23, 22 ؛ نیز دیکھئے! مجموع فتاوی، ص : 76-77/28؛ ومحمد بن علی الحنبلی، مختصر الفتاوی المصریة، ص : 332۔

-63 قلعه جی و قنیبیی، معجم لغة الفقهاء، ص : 149۔

-64 ایضاً ؛ نیز ملاحظہ ہو! تنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص : 468۔

-65 خالد سیف اللہ، جدید فقہی مسائل، ص : 227-228 ؛

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

And See! Malik Muir Muhammad, P.L.D, 1964, P: 144-146

66- روزنامہ ''جنگ'' راولپنڈی، 27 مارچ 2004ء۔

67- لیاقت علی نیازی، ص : 63۔

68- عبدالرزاق السنھوری ، ص : 643-645/5۔

69- ابن الھُمَام (790-861ھ) آپ کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبد الحمید ہیں ابن الھمام کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔ فقہاء حنفیہ کے امام، مفسر، حافظ اور متکلم ہیں۔ آپؒ کے والد سیواس (ترکی) کے قاضی تھے پھر اسکندریہ کے قاضی مقرر ہوئے وہاں آپ کے ہاں بیٹا محمد پیدا ہوا وہاں پرورش پائی اور قاہرہ میں اقامت پذیر ہوئے۔ ارباب دولت کی نظروں میں بڑی عظمت اور شان والے رہے مرغینانی کی کتاب ''ھدایہ'' پر ''فتح القدیر'' کے نام سے شرح لکھی جو آپ کی شہرت کا باعث بنی آپ کی تصانیف میں ''التحریر فی اصول الفقہ'' بھی مشہور ہے۔ دیکھئے! محمد عبدالحی، الفوائد البھیۃ، ص : 65۔

70- ملاحظہ ہو! زیلعی ، تبیین الحقائق ، ص : 506/5؛ وابن عابدین، ردالمحتار ، ص : 375-377/5؛ ومولانا نظام الدین وجماعتہ من علماء الھند ، الھندیۃ ، ص : 601-606/4؛ وسلیم رستم الباز ، شرح المجلۃ، ص : 31۔ اپنی ملکیت سے شاہ راہ عام گزرتا ہو تو اس طرف غلاظت اور گندگی کی نالی نکالنے سے حضرت علی منع فرماتے تھے ''عن علی انہ کان یامر بالمثاعب (مسائل الماء) والکنیف تقطع عن طریق المسلمین۔ دیکھئے! حاشیہ علی سنن ابن ماجہ، ص : 171/2۔

71- الطبری ، تاریخ الامم والملوک ، ص : 354/3۔

72- محمد نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہ ملکیت، ص : 342/3۔

73- لیاقت علی نیازی، اسلام کا قانون ثارٹ، ص : 63۔

74- عبدالرزاق السنھوری ، ص : 688-692/8۔

75- الحموی ، غمز عیون البصائر ، ص : 122/1۔

76- A report prepared by Aminullah Vaseer, federal sharia court Islamabad, P: 40.
وفاقی شرعی عدالت نے "The press and publication ordinance" مجریہ 1963 کے دفعات 4,9,10,12,24,48,49 کو قانونِ شریعت سے متصادم قرار دیتے ہوئے مخرب اخلاق، ناشائستہ اور شر انگیز الفاظ، تصاویر اور خاکوں کی اشاعت کو اسلامی تعلیمات کے منافی ٹھہرادیا۔ ملاحظہ ہو! مذکورہ بالا رپورٹ، ص : 40، واسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ 1981-82ء، ص : 260-270 ملخصاً۔

77- تنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص : 236۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

78- المرجع السابق، ص : 18، اس آرڈی نینس کے دفعات، 16 (3) 14 کو وفاقی شرعی عدالت نے شریعت کے خلاف ٹھہرایا اور ''اسلامی نظریاتی کونسل'' کی سالانہ رپورٹ 82-1981ء میں اس فیصلے کو درست کہا گیا، دیکھئے! ایضی رپورٹ ص : 56-50۔

79- خورشید احمد، محمد مظہر الدین و نعیم صدیقی، اقتصادی کمیٹی کی رپورٹ، ص :49-48؛ و نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہ ملکیت، ص : 24-22۔ عہد فاروقی میں ایک مرتبہ کوفہ و بصرہ میں آگ لگ گئی اور مکان جل کر راکھ ہوگئے حضرت سعد بن ابی وقاص نے چند لوگوں کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا تاکہ وہ اینٹوں سے مکانات تعمیر کرنے کی اجازت حاصل کریں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم ایسا کرسکتے ہو مگر تم میں سے کوئی شخص تین گھروں سے زیادہ نہ بنائے اور نہ لمبی لمبی عمارتیں تعمیر کرے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! الطبری، تاریخ الامم والملوك، ص : 74/3۔

80- لجنة مولفة من العلماء والفقهاء، المجلة، م 1214, 1215, 1220، ص : 235 ؛والشاطبی، الموافقات، ص : 264/2؛ وزیلعی، تبیین الحقائق، ص : 196/4۔

81- زیلعی، تبیین الحقائق ،م.ن؛ وابن نجیم، الاشباه والنظائر، ص : 87-85؛ ومنیر احمد مغل، عرف اور سد ذرائع، ص : 44۔

82- الماوردی، الاحکام السلطانیة، ص : 392۔

83- الهیثمی، مجمع الزوائد، ص : 87/4۔

84- ابن فرحون، تبصرة الحکام، ص : 139/2 ؛ والشاطبی، الموافقات، ص : 264/2؛ والقدوری، مختصر القدوری، ص : 236۔ اس بات کی قدرے تفصیل باب دوم کی فصل چہارم (اہمیت و مقصدیت حجر) میں گذر چکی ہے۔

85- ملاحظہ ہو! اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ، 79-1978، ص : 385-380؛ And see! EXPLOSIVE SUBSTANCES ACT, 1908, P: 30-31; EXPLOSIVE ACT, 1984, P: 21- and see ! sri K-B asthanct, LAW OF ARMS AND EXPLOSIVE, P: 50-51.

86- عبدالرزاق السنهوری، ص : 648/8۔

87- اسلامی نظریاتی کونسل رپورٹ، 1984، ص : 54۔

88- ابن فرحون، تبصره الحکام، ص : 139/2۔

89- النازعات : 31, 33۔

90- یس : 80۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

91- **الجصاص** (350---370ھ) آپ احمد بن علی، ابوبکر الرازی الجصاص کے نام سے معروف، ری کے رہنے والے اور فقہاء احناف میں سے ہیں۔ بغداد میں سکونت اختیار کی وہاں پر تعلیم حاصل کی؛ درس و تدریس کا کام کیا۔ فقہ میں ابی سہل الزجاج اور ابو الحسن الکرخی سے فیض پایا جب کہ کثیر تعداد لوگوں نے آپ سے یہ علم حاصل کیا، افاق و اطراف سے تشنگان علم آپ کے پاس آتے رہے آپ کے زمانے میں آپ ہی پر حنفیہ کی عمل داری کا خاتمہ ہوا۔ اپنے وقت میں حنفیہ کے امام تھے۔ آپ نے منصب قضا قبول کرنے سے انکار کیا۔

تصانیف: "احکام القرآن"؛ "شرح مختصر الکرخی"؛ "شرح مختصر الطحاوی"؛ اور "شرح الجامع الصغیر" آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! الزرکلی، الاعلام، ص : 165/1؛ وابن کثیر، البدایة والنهایة، ص : 256/11؛ محمد عبدالحی، الفوائد البهیة، ص : 16-15۔

92- الحشر : 5۔

93- احکام القرآن، ص : 317/5۔

94- محمد تقی عثمانی، ص : 43/3۔

95- جمیل محمد مبارك، ص : 263۔

96- FOREST ACT, 1927, P: 45. and The NWFP Forest Ordinance, 2002, P: 48; وشہزاد اقبال شام، اسلام کا نظام احتساب، ص : 14-18۔

97- حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ص : 219۔

98- ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی المزارعت، احادیث نمبر 1596, 1598، ص : 686-687/2؛ وباب فی التشدید فی ذلك، احادیث نمبر 1-5، ص : 23-24/3۔

99- المرجع السابق، ص : 239۔

100- الجزیری، ص : 25/3؛ نیز ملاحظہ ہو! سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ص : 219؛ وتقی عثمانی، ملکیت زمین اور اس کی تحدید، ص : 175؛ وعدالتی فیصلے، ص: 140-144/2؛ ومحمد تقی امینی، اسلام کا زرعی نظام، ص : 195-196۔

101- ابن عابدین، ردالمحتار، ص : 792/1؛ ومحمد تقی عثمانی، عدالتی فیصلے، ص : 144/2؛ والقرضاوی، الحلال والحرام، ص : 359۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل دوم

ضررِ خاص

اوپر ضرر کی تعارفی بحث میں اجمالاً بتایا گیا کہ ضرر خاص یا امر باعث تکلیف خاص ایسے افعال کو کہتے ہیں جن سے ایک یا چند مخصوص افراد کو نقصان اور ایذاء پہنچے، جس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی جائیداد کا استعمال اس طور پر کرے کہ جس کی وجہ سے دوسرے شخص کو تکلیف، پریشانی اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑے۔(1)

ضرر عام وضرر خاص؛ باہمی فرق

نصوص قرآنیہ، ارشادات نبویہ اور فقہی قواعد وکلیات سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ضرر عام ہو یا خاص ممنوع ہے نہ تو ابتداء پہنچایا جائے اور نہ بدلے میں اور جس فعل وتصرف سے کسی عام وخاص کو جانی ومالی نقصان پہنچنا یقینی ہو اس کا ازالہ کیا جائے (2) تاہم معاشرہ کے اکثر افراد کو پہنچنے والے ضرر کی اہمیت ضرر خاص (کسی خاص فرد کو پہنچنے والے ضرر) سے بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا جب ضرر عام دور کرنے سے کسی خاص فرد کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو خاص فرد کے نقصان کو برداشت کیا جائے گا اور ضرر عام کو دفع کر دیا جائے گا۔ دوسرے لفظوں میں ضرر عام کا اعتبار کیا جائے گا اور اس کے مقابلہ میں ضرر خاص کی حالت ضرورت کو قربان کر دیا جائے گا۔(3) اس سلسلے میں ضرر عام کے بیان میں چند صورتوں کا تذکرہ پیش کیا گیا ہے جیسے ہر وہ شخص جو طب کا علم نہ رکھتا ہو وہ طبابت نہ کرے اگر ایسا شخص طب کا پیشہ اختیار کرے تو محتسب کا کام ہے کہ اس کو روکے اسی طرح محتسب اس بات پر بھی نظر رکھے کہ کوئی ناتجربہ کار اور بے احتیاط اس کام میں مشغول نہ ہو۔ (4) نیز وہ لوگوں کو اس بات کا پابند بنائے کہ وہ اپنی بلند منزل کی چھتیں اس طور پر استعمال نہ کریں کہ قرب وجوار کے لوگ اس سے تکلیف محسوس کریں۔ (5) ایسے ہی ذرائع پیداوار نفع، ساخت اور مقصد کے لحاظ سے مفاد عام کے لیے ہوتے ہیں ان کی پیداوار محض ان کے مالک کی حاجت وضرورت تک محدود نہیں ہوتی، مثلاً ایک مزروعہ زمین سے پیدا ہونے والی غذائی اشیاء محض اس کے مالک کی غذائی ضروریات تک محدود نہیں ہوتی بلکہ معاشرے کے دوسرے بہت سے افراد کی غذائی ضروریات کا بھی اس سے تعلق ہوتا ہے اسی طرح مثلاً ایک ٹیکسٹائل مل سے پیدا ہونے والا ہزاروں لاکھوں گز کپڑا محض اس کے مالک کے لباسی ضرورت کے لیے نہیں بلکہ ہزارہا دوسرے انسانوں کی لباسی اور پوشا کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ لہٰذا مالک زمین اور مالک کارخانہ اس میں اپنی مرضی اور منشا کے مطابق تصرف کرنے میں آزاد نہیں ہوگا۔ اگر معاشرے کو گندم اور چاولوں کی ضرورت ہو تو وہ صرف اُپنے فائدے کے لیے کسی دوسرے چیز کی کاشت نہیں کرسکتا اور اسی طرح سماج کی لباسی اور پاشا کی ضروریات سے صرف نظر کرتے ہوئے کارخانے اور مل کا مالک فقط ذاتی مفادات کے لیے کپڑا تیار نہیں کرسکتا ہے۔(6) یوں اس ٹھیکہ دار (Contractor) کا ٹھیکہ (Contract) منسوخ کر کے اس کو تعمیر ومرمت کے کام سے روکا جائے گا جو ناقص اور غلط مال استعمال کرتا ہو اور قومی وعوامی مفادات کو نقصان پہنچاتا ہو۔(7)

غرض! جیسا کہ واضح ہو چکا کہ مال واملاک سے شرعی اور قانونی مصالح کا حصول ہر مالک کا حق ہے اسے چاہیے کہ وہ مالکانہ حقوق

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کے استعمال سے مفادات عامہ کا نقصان نہ کرے تاہم اگر مال کو تصرف میں لا کر وہ مصالح عامہ کو نقصان پہنچا رہا ہو اور دوسروں کا نقصان کیے بغیر حق ملکیت کا استعمال ممکن ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں اس مالی تصرف کی شرعی اور قانونی اجازت نہیں دی جائے گی جو ضرر عام کا باعث بنتا ہو اور نہ مالک کو ذاتی مفادات کے دفاع کرنے کا ایسا حق حاصل ہوگا جس سے مصالح عامہ کو نقصان پہنچتا ہو اس ضمن میں شاطبی ''الموافقات'' میں فرماتے ہیں ''فیمنع الجالب او الدافع مماهم به؛ لان المصالح العامة مقدمة علی المصالح الخاصة ۔ مالی امور میں تصرف کرنے کی بناء پر ضرر عام پہنچانے والے یا ذاتی مالی مفادات کے دفاع میں مفادات عامہ کا نقصان کرنے والے کو ''تصرف'' سے روکا جائے گا۔''(8)

ضرر خاص؛ احکام اور مثالیں

ضرر کی تمہیدی بحث میں بتایا گیا کہ ضرر کی ہر صورت (خواہ عام ہو یا خاص) کا ازالہ کیا جائے گا، ضرر عام کی فصل میں اس کی نظائر اور احکام کا تفصیلی ذکر ہوا ضرورت اس امر کی تھی کہ مثالوں کی روشنی میں فرد کے ایسے مالکانہ تصرفات کا تذکرہ پیش کیا جائے جس کے نتیجہ میں کسی ایک یا چند افراد کو نقصان پہنچتا ہو یعنی کسی خاص شخص یا محدود افراد کی طرف سے مفادات کے حصول کے لیے سرمایہ اور املاک کا استعمال دوسرے کا نقصان کر رہا ہو اور ملکیت میں تصرف ترک کرنے پر یا تو مالک کا سرے سے کوئی منفعت فوت نہیں ہو رہا ہو یا پھر دوسرے کو پہنچنے والا ضرر حصول منفعت کے مقابلے میں زیادہ شدید ہو تو اس نوع کے تصرفات کی اجازت نہیں دی جائے گی مثلاً کسی کا اپنی زمین میں کنواں کھودنے سے پڑوسی کے مکان کی دیوار گرنے کا خطرہ ہے اور نہ کھودنے کی صورت میں اس کو کوئی بڑا نقصان لاحق نہیں ہوتا تو پڑوسی کو نقصان سے محفوظ رکھنے کے لیے مالک کو مملوکہ زمین میں کنواں نہیں کھودنے دیا جائے گا۔ ''الموسوعة الفقهية'' میں ہے'' من اراد ان يحفر بئراً في ملكه ويضر بحدار جاره ....ولم يتضرر بترك حفره فلا يمكن من حفره ۔ جس کسی نے اپنی ملکیت میں کنواں کھودنے کا ارادہ کیا اور اس سے اس کے پڑوسی کی دیوار کو نقصان پہنچتا تھا اور نہ کھودنے میں اس کا نقصان نہیں تھا تو اس کو کنواں نہیں کھودنے دیا جائے گا۔''(9) اسی طرح کسی نے اپنی زمین کی آخری حد پر اس جگہ سایہ دار درخت لگا دیا جو پڑوسی کی زرخیز زمین سے ملتی ہو اور درخت کا سایہ پڑنے کی وجہ سے فصل کی پیداوار میں کمی واقع ہو رہی ہو یا کسی نے اپنی ملکیت کی حدود میں ایسی جگہ دیوار کھڑی کر دی جس نے اس کے پڑوسی کو اپنی املاک میں مفید تصرف کرنے کے لیے آمدورفت سے روک دیا اور اس کی طرف آنے والی روشنی اور صاف ہوا کے راستوں کو مسدود کر دیا یا آتش دان سے نکلنے والے دھوئیں کا رخ پڑوسی کے گھر کی طرف پھیر دیا اور ان تصرفات سے اس کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو رہا تھا یا پڑوسی کو لاحق ہونے والے ضرر کی نسبت کم تھا تو مالک کو املاک میں اس قسم کے مضرت رساں تصرفات کرنے سے منع کر دیا جائے گا۔(10) ایسے ہی ایک دومنزلہ مکان کی مثال بھی ہے جس کی زیرین منزل ایک کی ملکیت ہے جبکہ بالائی منزل دوسرے کی نچلی منزل کے مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی منزل کی چھت تلے سورج کی تمازت سے بچ کر اور بارش اور برف کی ٹھنڈک سے محفوظ ہو کر رہائش اختیار کرے اور بالائی منزل والا یہ حق رکھتا ہے کہ وہ نچلی منزل کی چھت کو قرار پکڑنے کے لیے فرش کے طور پر استعمال میں لائے لیکن دونوں میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی اپنی منزل کا استعمال اس طور پر کرے جس سے دوسرے کو نقصان پہنچے''شرح الاشباه والنظائر'' میں ہے'' ولا يجوز تصرف

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

صاحب السفل اذا اضربه صاحب العلو وعكسه مع ان تصرف الانسان في ملكه۔ جب زیریں منزل والے کو بالائی منزل والے کے مالکانہ تصرف سے نقصان پہنچتا ہو یا معاملہ اس کے برعکس ہو (یعنی نچلی منزل والے کا تصرف اوپر والے کے لیے ضرر رساں ہو) تو یہ درست نہیں باوجود اس کے کہ آدمی اپنی ملکیت میں تصرف کرتا ہے۔'' (11) اس تسلسل میں اور بھی نظائر پیش کی جاسکتی ہیں مثال کے طور پر

i. حق روشنی (Right of light): حق روشنی ایک حق اسائش ہے پڑوسی کے مکان میں جس طرف سے روشنی آتی تھی اس کو بالکل بند کر دینا کھلا ہوا ضرر ہے جس کا رفع کرنا ضروری ہے ''مجلة الاحكام العدلية'' میں ہے۔ ''سد الضياء بالكلية ضرر فاحش فاذا احدث رجل بناء فسد بسببه شباك بيت جاره وصار بحال لايقدر على القرأة معها من الظلمة فله ان يكلفه رفعه للضرر الفاحش۔ روشنی بالکل بند کرنا کھلا ہوا نقصان ہے، چنانچہ کوئی شخص اگر ایسی تعمیر کرے جس سے اس کے پڑوسی کے گھر کی کھڑکی / روشندان بند ہو اور اندھیرے کی وجہ سے وہ کچھ پڑھ نہ سکے تو وہ یہ حق رکھتا ہے کہ وہ ضرر فاحش کے باعث اس (شخص) کو تعمیر ہٹانے کا پابند بنادے۔'' (12)

ii. حق پردہ: اگر کوئی شخص کسی قطعہ اراضی کا مالک ہے تو وہ فضا کے بالائی حصہ اور زیر زمین حصے کا بھی مالک ہے اور جس طرح چاہے اس اراضی کو استعمال میں لائے یہ اس کی مرضی ہے کہ جس طرح کی عمارت کھڑی کرے یا زمین میں گڑھا کھودڈالے اور اس میں تہہ خانہ بنائے یا جتنا گہرا کنواں چاہے کھودڈالے لیکن شرط یہ ہے کہ مالک اراضی کے ان افعال وتصرفات سے اس کے ہمسائے کے گھر کا پردہ خراب نہ ہو، ہوا اور روشنی کا گزر بند نہ ہو جائے اور نہ اس کے مکان کی بنیادیں کمزور پڑ جائیں۔ (13) لہٰذا املاک میں تعمیر وتصرف کے سلسلے میں اس بات کا پورا پورا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ پڑوسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ پڑوسی کے حقوق کی تفصیلات بتاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ولا تستطيل عليه بالبناء لتشرف عليه، ولا تسد عليه الريح الا باذنه) اپنی عمارت اس کے مقابلے میں اتنی اونچی نہ اٹھاؤ کہ اس کے گھر میں جھانک سکو اور اس کی ہوا روکو۔'' (14) اور '' المجلة'' ہی کے آرٹیکل نمبر 1202 میں ہے کہ اگر کوئی شخص پرانے گھر میں پاس والے پڑوسی کی جانب کھڑکی نکالے یا نئی تعمیر میں روشندان اور کھڑکی ایسی جگہ پر نصب کرے جس سے اس کے پڑوسی کے گھر کا پردہ مجروح ہو رہا ہو تو اس کو نقصان کا ازالہ کرنے کو کہا جائے گا ''فانه يومر بر فع الضرر ويصير ذلك الرجل مجبوراعلى دفع الضرر بصورة تمنع وقوع النظر ، كمااذا عمل ساتراً من الأغصان التى يرى من بينها مقرنساء جاره فانه يومر بسد محلات النظر ۔ اس کو نقصان رفع کرنے کا حکم دیا جائے گا تو اس آدمی کو نقصان کا ازالہ اس طرح سے کرنا ہوگا کہ نظر نہ پڑے، مثلاً وہ ایسی شاخوں سے پردہ بنائے جن کے درمیان سے اس کے پڑوسی کی عورتوں کا قیام گاہ دکھائی دیتا ہو چنانچہ اس کو نظر پڑنے کی جگہوں کو بند کرنے کو کہا جائے گا۔'' (15) اور '' الاشباه والنظائر'' میں ہے ''ومنه لوباع اغصان فرصاد والمشترى اذاارتقى لقطعهايطلع على عورات الجيران يومر بان يخبر هم وقت الارتقاء ليتستروا مرة اومرتين فان فعل فبها والا رفع الا مرالى الحاكم ليمنعه من الارتقاءِ۔ اور اس ضمن میں یہ مثال بھی پیش کی جاتی ہے کہ اگر ایک پڑوسی نے توت کے درخت کی شاخیں بیچ ڈالیں اور خریدار انہیں کاٹنے کے لیے جس وقت اوپر چڑھتا ہے تو پڑوسیوں کے گھروں کی بے پردگی ہوتی ہے تو اس سے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کہا جائے گا کہ چڑھتے وقت وہ انہیں ایک یا دوبار اطلاع کردے اگر اس نے ایسا کیا تو ٹھیک ورنہ اوپر چڑھنے سے اسے روکنے کے لیے معاملہ حاکم کے پاس لے جایا جائے گا۔'' (16)

واضح ہو! کہ توت کی ٹہنیاں اگرچہ خریدار کی ملکیت ہیں لیکن ان سے استفادہ کرنے میں وہ اس بات کا پابند ہوگا کہ کہیں حق ملکیت کا استعمال پڑوسیوں کے لیے ضرر رساں ثابت نہ ہو جن کے مرافعہ (Appeal) پر عدالت اس کے مالکانہ حقوق کے مضرت رساں استعمال کو ممنوع ٹھہرانے کی مجاز ہے۔

iii. حقِ اسائش: غیر منقولہ املاک پر کسی دوسری غیر منقولہ ملکیت کا حق منفعت (Right of Benefit) جو مقرر ہو وہ حقِ اسائش یا حقِ ارتفاق کہلاتا ہے۔ (17) اوپر بوضاحت بتایا جا چکا کہ نقد سرمایہ اور املاک غیر منقولہ کے استعمال کا حق حق مطلق (Absolute Right) نہیں ہے بلکہ حق ملکیت کے استعمال کی اجازت چند پابندیوں اور تحدیدات کے ساتھ حاصل ہے۔ کچھ پابندیاں تو ایسی ہیں جو الٰہی نظام کے تحت لاگو کی گئی ہیں اور بعض دوسری وہ ہیں جنہیں اسلامی حکومت تقاضائے ظروف واحوال کے پیش نظر فرد اور اجتماع کے مصالح کے تحفظ اور مضرت کا دفاع کرنے میں عائد کر دیتی ہے۔ لہٰذا مالک کا یہ فرض بنتا ہے کہ اگر اس کی غیر منقولہ ملکیت کے ساتھ کسی اور کو اپنی املاک غیر منقولہ کے اعتبار سے حصول منفعت کا حق مقرر ہو تو وہ اس طور سے اس کو استعمال میں لائے کہ دوسرے مالک کو حق اسائش کے حصول میں کسی مشکل سے دوچار ہونا نہ پڑے۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ کے کھجور کا درخت کسی انصاری کے احاطے (Boundary) میں واقع تھا وہ اس درخت سے استفادہ کرنے کے لیے انصاری کی چاردیواری میں جس میں اس کے گھر والے رہتے تھے داخل ہوتا تھا جس سے انصاری اور اس کے گھر والوں کو تکلیف پہنچتی تھی۔ انصاری نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی آپؐ نے سمرۃ کو انصاری سے درخت کے بدلے درخت لینے، اس کے ہاتھوں فروخت کرنے، کاٹنے یا اسے ہبہ کرنے کو کہا۔ سمرۃ نے اس خیال سے ارشاد نبوی پر عمل نہیں کیا کہ شاید آپ حکم صادر نہیں فرما رہے ہیں بلکہ محض نصیحت اور خیر خواہی کے لئے مشورہ دے رہے ہیں یہ دیکھ کر آپؐ نے انصاری کو حکم دیا (اذھب فاقطع نخله) جا اس کے کھجور کا درخت کاٹ ڈال۔'' اور سمرہ سے کہا (انما انت مضار) تم تو نقصان دینے والے ہو۔'' (18) اس واقعہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اسلام اس وقت مالک کو املاک کے استعمال سے منع کرتا ہے کہ جب معلوم ہو جائے کہ ان کے ساتھ دوسروں کے جو حقوق وابستہ ہیں وہ پامال ہو رہے ہیں اس بارے میں اسلامی عدالت کا موقف بھی یہی ہے کہ کسی کی املاک سے متعلق دوسرے کے حق منفعت کے حصول کو مالک کے تصرفات روک نہ دیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ (ﷺ) سے روایت کرتے ہیں: (لا یمنع جار جاره ان یغرز خشبه فی جداره) پڑوسی اپنے پڑوسی کو دیوار میں شاہتیر گاڑنے سے نہ روکے۔'' (19) اسی سے مشابہ ایک اور روایت بھی ہے کہ ضحاك بن خليفه (20) نامی ایک شخص نے مدینہ کی ایک وادی کی بڑی نہر سے اپنے کھیتوں کو پانی پہنچانے کے لیے ایک چھوٹی نہر محمد بن مسلمه (21) کی زمین سے گزارنا چاہی اس بارے میں ضحاک نے عمر بن الخطاب سے بات کی آپؓ نے محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ وہ ضحاک کو اجازت دے دے مگر محمد بن مسلمہ نے انکار کر دیا آپؓ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کو اس کے فائدے کے کام سے روکتے ہو اور اس میں تمہارا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بھی فائدہ ہوگا۔محمد بن مسلمہ نے کہا: بخدا میں ایسا نہیں کرنے کا تو عمرؓ نے فرمایا(واللہ لیمرن به ولو علی بطنك فامره عمر ان یمربه، ففعل الضحاک) بخدا! یہ (نہر) بہائی جائے گی اگر چہ تمہارے پیٹ پر سے ہو پھر عمرؓ نے ضحاک کو حکم کیا نہر جاری کرنے (محمد بن مسلمہ) کی زمین سے ہو کر ضحاک نے ایسا ہی کیا۔"(22)

آلودگی سے پاک ماحول کا حق

گزران حیات کے لیے پانی ہوا اور روشنی لازمی چیزیں ہیں۔قدرت کی فیاضی سے یہ اشیاء زمین وآسمان کے درمیان ہر غل وغش سے پاک صورت میں بے اندازہ موجود ہیں۔زندگی کی بقاء اور استواری کے لیے ہر جاندار ان سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔اگر کسی کی مداخلت اورحقوق ملکیت کے استعمال سے ان کے معتدل، متوازن اور نفع بخش مزاج میں ایسی تبدیلی اور تغیر لازم آتا ہو جو مخلوق کے لیے مضر ہو تو ایسے عمل دخل کو (خواہ ذاتی ملکیت میں ہو) بزور قانوں ممنوع قرار دیا جائے گا مثلاً کسی کی ملکیت میں میٹھے اور صاف پانی کا کنواں ہے اور اس کے پڑوسی نے اس کنوئیں کے پاس اپنی زمین میں گندے پانی کا گڑھا بنایا یا کھارے پانی کے گزرنے کی نکالی اور یہ دونوں چیزیں کنوئیں کا صاف اور میٹھا پانی گدلا اور کھارا بنا رہی ہوں تو یہ کھلا ہوا نقصان ہے جس کا رفع کرنا لازم ہوگا۔ "المجلہ" کے ارٹیکل 1212 میں ہے

" اذا كان لشخص بئر ماحلو واراد جاره ان يبنى فى قربه كنيفاً اوسياقاً مالحاً وكان ذالك يفسدماء البئرفان ضرره يدفع ۔ وان كان ضرره لا يقبل الدفع بوجه فذالك الكنيف اوا لسياق يردم كذالك اذاكان طريق ماء حلوفبنى آخر سياقا مالحاوقذ ره يضربالماء الحلو ضرراً فاحشاً ولم يمكن دفع ضرره الا بردم فانه يردم ۔

ایک شخص کی ملکیت میں میٹھے پانی کا کنواں ہو اور اس کے پڑوسی نے کنوئیں کے قریب گندا پانی جمع ہونے کا گڑھا یا کھارے پانی گزرنے کی نالی بنانے کا ارادہ کیا جس سے کنوئیں کا پانی خراب ہو رہا تھا تو اس کے نقصان کا ازالہ کیا جائے گا۔اور اگر ضرر کا ازالہ کسی طور ممکن نہ ہو تو یہ گڑھا یا نالی گرائے جائیں گے یہی حکم میٹھے پانی کے گزرنے کے راستے کا ہے جس کے پاس کسی نے نمکین اور گندے پانی کی نالی تعمیر کر ڈالی جس سے میٹھے پانی کو کھل کر نقصان پہنچ رہا ہو اور سوائے گرانے کے نقصان دور کرنے کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو کھارے اور گندے پانی کی نالی گرائی جائے گی۔"(23)

ملکیت کے استعمال سے پڑوسی کو پہنچنے والے ضرر فاحش کی ہر صورت ممنوع ہے چنانچہ کسی نے اگر پڑوسی کے گھر کے متصل بھٹی، نانبائی کا تنور، دھوبی گھاٹ، آٹا پیسائی کی چکی، کوڑا ڈالنے اور اناج صاف کرنے کی جگہ بنالی کہ شوروغل اور دھوئیں اور بدبو سے پڑوسی کو سخت تکلیف پہنچ رہی ہو تو املاک کے استعمال سے پیدا ہونے والے ان ظاہر نقصانات کو دور کیا جائے گا خواہ محتسب اور قوت نافذہ کو دفع ضرر کے لیے مالکانہ حقوق کے استعمال پر پابندی عائد کرنا کیوں نہ پڑے اس بارے میں "مجلہ" کے ارٹیکل 1200 کے مضمون کا ماحصل حسب ذیل ہے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

" یدفع الضرر الفاحش بأی وجه کان مثلاً اتخذ فی اتصال دار دکان حداد او طاحون فمن طرق الحدید و دوران الطاحون یحصل وهن للبناء او باحداث فرن او معصرة اومزبلة او بیدر لا یستطیع صاحب الدار السکنیٰ فیها للتأذیة من الدخان ورائحة المعصرة و المزبلة وبمجیٔ الغبار من البیدر ، فهٰذا کله ضرر فاحش بأی وّجه کان یدفع ویزال ۔

جیسا بھی ہو ضرر فاحش کو دور کیا جائے گا مثلاً گھر کے متصل لوہار کی بھٹی یا چکی بنالی اور لوہا کوٹنے اور چکی چلنے سے (گھر کی) بنیادیں کمزور پڑتی ہوں اور یا پہلی بار تنور یا شراب خانہ یا کوڑا کرکٹ جمع ہونے کی جگہ اور یا خرمن و کھلیان بنانے سے گھر والا دھوئیں، شراب خانے اور کوڑا کرکٹ کی جگہ سے اٹھنے والی بو اور خرمن کی جانب سے آنے والے غبار کی اذیت کے سبب (گھر میں) رہائش پذیر نہیں ہوسکتا ہو تو یہ سارے کا سارا ضرر فاحش ہے جس طرح بھی ہو اس کا ازالہ کیا جائے گا۔"(24)

اور " فتاوی خانیة" میں ہے " رجل اراد ان یجعل داره اصطبلاولم یکن فی القدیم وجاره یتضرر بذٰلک یمنعه ۔ کسی شخص نے اپنے گھر کو اصطبل بنانا چاہا جو پہلے سے (اصطبل) نہیں تھا اور اس کے پڑوسی کو (گھوڑوں کے ہنہنانے اور سموں کو زمین پر مارنے کی آوازوں اور لید کی بدبو سے) تکلیف پہنچ رہی ہو تو اس کو (ایسا کرنے سے) منع کرے گا۔"(25)

مخدوش عمارت (Dangerous Premises)

ایسی خطرناک اور مخدوش عمارات جو جانی اور مالی نقصان کا باعث بنیں، اور قوی احتمال ہو کہ کسی وقت گر کر مالک اور پڑوسی کو جانی اور مالی نقصان پہنچائے گی تو قانون ٹارٹ اور قانون حجر کے تحت آتی ہیں۔ ان کے مالکان اور قابضین پر قطعی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان کی مرمت کر کے ان کو درست حالت میں کرے ورنہ بصورت دیگر حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ صحیح اور تسلی بخش حالت میں لانے سے پہلے ان کے مالکان کے عمل دخل کو ان میں ممنوع قرار دے تاکہ ان کا اور ان کے پڑوسیوں کا نقصان نہ ہو۔(26)

گاڑی چلانے کی رفتار (Driving Speed)

دانا اور ہوش مند لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم کی دولت سے نوازا ہو زندگی کے معاملات حزم و احتیاط سے چلاتے ہیں جس سے ان کو اور سماج کے دیگر لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے البتہ ان کے درمیان کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو عقل تو رکھتے ہیں مگر کاروبار حیات کے بارے میں غفلت شعار ہوتے ہیں معمولات زندگی کو درست خطوط اور متوازن سمت میں چلانے کے لیے اس قماش کے لوگوں کو سرمایہ اور املاک کے استعمال میں آزاد نہیں چھوڑا جاسکتا بلکہ قانون حجر کے ذریعے ان پر (Check & Balance) قائم رکھا جاتا ہے تاکہ نظام حیات میں خرابی پیدا نہ ہو اور ان کے تصرفات کے نتیجہ میں کسی کو نقصان نہ پہنچ سکے مثلاً ایک گاڑی کے مالک کے لیے صحرا اور میدانی علاقہ میں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com: ڈاکٹر مشتاق خان

کشادہ سڑک پر اس بات کی گنجائش تو البتہ ہے کہ وہ اس حد تک تیز رفتاری کے ساتھ گاڑی چلائے جہاں اس کا اور اس کی گاڑی کا نقصان نہ ہو لیکن جہاں اس بات کا امکان ہو کہ کوئی کہیں سے اچانک سڑک پر آ نکلے گا اور حادثہ کا شکار ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں گاڑی اور جس کو ٹکر لگے دونوں کا بھاری نقصان ہوگا تو وہاں پر ٹریفک (Traffic) کے ریاستی قوانین کے رو سے اس پر یہ پابندی عائد ہوگی کہ وہ گاڑی کی رفتار اس حد تک بڑھائے کہ جہاں پر وہ حادثے کا موجب نہ بنتا ہو چنانچہ "THE LAW OF TORT" میں ہے

اگر آدمی (آبادی سے دور) میدانی علاقہ میں گاڑی چلا رہا ہو اور کوئی شخص اس کے قریب نہ ہو تو اسے یہ آزادی حاصل ہے کہ جتنا چاہے تیزی اور بے فکری سے گاڑی چلائے لیکن وہ اگر دیکھتا ہو کہ ایک اور گاڑی اس کے قریب آ رہی ہے، تو اس کا فوری فریضہ یہ بنتا ہے کہ اس طرح گاڑی نہ چلائے جو بہت ممکن ہے کہ دوسری گاڑی کو نقصان پہنچانے کا سبب بن جائے۔" (27)

" If a man is driving on plain, and no other person is near him , he is at liberty to drive as fast as recklessly as he pleases. But if he sees an other carriage coming near to him, immediatly a duty arises not to drive in such a way as is likely to cause an injury to the other carriage.

مشترک ملکیت کی زمین اور جائیداد (Joint Holding)

اگر کوئی مشترک ملکیت کی زمین اور جائیداد اس نوعیت کی ہو کہ اس کے حصے بخرے کرنے کے بعد وہ بے کار ہو جائے، شرکا کے لیے قابل انتفاع نہ رہے، کسی ایک شریک کا حصہ اتنا کم رہے کہ وہ اس سے کماحقہ فائدہ نہ اٹھائے تو ان تمام صورتوں میں مشترکہ جائے داد کی تقسیم نہیں کیا جا سکتا اگر چہ کوئی ایک شریک تقسیم کا خواہش مند بھی ہو اس بات پر تقریباً تمام فقہی مسالک کے فقہاء کا اتفاق ہے امام "کاسانی" تحریر فرماتے ہیں" **فان کان تبعیضه ضرر لکل واحد منهما فلا یجوز قسمة الجبر فیه وذالک نحو اللؤلؤة الواحدة والخیمة والحائط والحمام والبیت الصغیر والحانوت الصغیر** ۔اگر مشترکہ جائیداد کے حصے کرنے سے دونوں شریکوں کو نقصان پہنچتا ہو تو اس میں جبری تقسیم نہیں ہو سکتی مثلاً ایک موتی، خیمہ، دیوار، حمام، چھوٹا گھر اور چھوٹی دوکان۔" (28)

فقہائے احناف نے عموماً تقسیم نہ کرنے کے اس حکم کو اس صورت کے ساتھ خاص کر دیا ہے جب حصص کی تقسیم کے بعد کوئی حصہ دار اپنے حصہ سے وہ فائدہ نہ اٹھا سکے جو وہ تقسیم سے قبل اٹھایا کرتا تھا اور وہ کفایتی مقدار (Economic Holding) یا گزارے کی مقدار (Subsistence Holding) سے کم ہو۔ (29) تاہم امام احمد بن حنبل اور امام شافعی اس صورت کو بھی داخل قرار دیتے ہیں جب کہ تقسیم کے بعد کسی شخص کے حصے کی قیمت پہلے سے کم ہو جائے ابن قدامہ "المغنی" میں لکھتے ہیں" **وعن احمد روایة اخری ان المانع هو ان تنقص قیمة نصب احدهما بالقسمة عن حال الشرکة سواء انتفعوا به مقسوماً اولم ینتفعوا به وهذا ظاهر کلام الشافعی لان نقص قیمته ضرر والضرر منفی شرعاً.....وهذا ظاهر** ۔ امام احمد سے ایک روایت اور بھی ہے، اور

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

وہ یہ کہ یہ بات بھی تقسیم سے مانع ہے کہ کسی شریک کے حصے کی قیمت تقسیم کی بناء پر اس قیمت سے کم ہو جائے جو شرکت کی حالت میں تھی، خواہ وہ تقسیم کے بعد اس سے نفع اٹھا سکیں یا نہیں اٹھا سکیں اور امام شافعی کا ظاہر موقف بھی یہی ہے کیونکہ قیمت میں کمی ضرر ہے اور ضرر دور کرنا چاہیے۔"(30) بلکہ ابن قدامہ آگے جا کر نقل کرتے ہیں:(31)" کل قسمہ فیھا ضرر لا اری قسمتھا وھذا قول ابن ابی لیلیٰ وابی ثور۔ ہر وہ تقسیم جس میں کوئی نقصان ہو میں اس کا قائل نہیں ہوں اور ابن ابی لیلیٰ (32) اور ابی ثور (33) کا بھی یہی نقطہ نظر ہے۔"

فقہاء نے ضرر کی وجہ سے تقسیم کو جو منع کیا ہے اس کی بنیاد ایک حدیث پر ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا (لا تعضیة فی میراث الا فیما حمل القسم) مال میراث تقسیم کرنا لازم نہیں، الا یہ کہ وہ مال ایسا ہو جو تقسیم کا احتمال رکھتا ہو۔"(34)

یہ حدیث اس صورت سے متعلق ہے جب کوئی شخص ایسی چیز چھوڑ کر مرے کہ اگر اسے تقسیم کیا جائے تو اس تقسیم سے بعض ورثا کو ضرر پہنچے گو کہ کوئی وارث ترکہ میں سے حصہ رسدی کے باعث مالک ہونے کا دعویٰ کرے اور مشترک ملکیت کی زمین اور جائیداد کی تقسیم کے لیے پیش رفت کرے۔(35) اس سلسلے میں تفسیر "الکشاف" کے مضمون کا حاصل یہ ہے کہ جس چیز کی تقسیم سے ورثاء کو ضرر پہنچے تو اسے تقسیم نہیں کیا جائے گا۔"(36)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر شرکاء میں سے کوئی شریک یہ کہے کہ مشترک جائیداد میں حصہ دار ہونے کے سبب اسے بغیر کسی ممانعت کے تصرف کا آزادانہ حق حاصل ہے چنانچہ وہ اس کے حصے بخرے کرنے پر تلا ہوا ہے لیکن اس تقسیم سے سارے شرکاء یا کسی ایک شریک کو نقصان پہنچنے کا احتمال غالب ہے تو اس صورت میں جائیداد کو تقسیم نہ کرنا میراث کے احکام کے منافی نہیں ہے، بشرطیکہ کہ ہر شریک کا حصہ محفوظ رہے، اور کسی شخص کو اپنے مملوک سے محروم نہ ہونا پڑے۔

فقہائے کرام نے تقسیم کے جو موانع بیان کیے ہیں، وہ زیادہ تر انفرادی (اور خاص) ضرر سے تعلق رکھتے ہیں یعنی اس میں تقسیم کا نقصان کسی ایک شریک یا تمام شرکاء کو پہنچتا ہے اور اجتماعی ضرر سے انہوں نے بحث نہیں فرمائی ہے۔(37)

"Land Reforms Regulation MRL 115, 1972" کے پیراگراف نمبر 22 کے احکام بھی اس سلسلے میں یہ ہیں:۔

i. ایسی مشترک ملکیت کی زمین (Joint Tenancy) جو گزارے کی مقدار کے برابر یا اس سے کم ہو، اس کو کسی بھی حال میں تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

ii. ایسی مشترک ملکیت کی زمین جو گزارے کی مقدار سے زیادہ ہو، لیکن کفایتی مقدار سے کم ہو، اس کو اس طرح سے تقسیم کرنے کی اجازت کسی شریک کو حاصل نہیں ہوگی کہ تقسیم کے نتیجے میں ایک یا کئی شرکاء کی کل ملکیت ان کے پہلے سے مملوک زمینوں کو شامل کر کے گزارے کی مقدار سے کم رہ جائے۔

iii. ایسی مشترک ملکیت کی زمین جو کفایتی مقدار سے زائد ہو، اس طرح تقسیم نہیں کی جائے گی کہ تقسیم کے نتیجہ میں کسی شریک کی کل ملکیت اس کے پہلے سے مملوک کو شامل کر کے کفایتی مقدار کے برابر نہ رہے، یا کسی ایک شریک کی ملکیت اس کے پہلے سے مملوک

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

زمین کو شامل کر کے گذارے کی مقدار سے کم رہ جائے۔

اس پیراگراف کے مذکورہ بالا احکام کی خلاف ورزی میں جو تقسیم کی جائے گی وہ کالعدم ہوگی ان احکامات کے خلاف وفاقی شرعی عدالت میں دائر کی جانے والی اپیل کے جواب میں مذکورہ عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ موقف اختیار کیا کہ حکومت نے یہ قانون اول تو افراد کے مفادات کو نقصان سے بچانے اور ثانیاً مصلحت عامہ کے تحفظ کے لیے بنایا ہے تحقیق سے یہ بات واضح ہے کہ زرعی زمینوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے کاشت کرنے سے پیداوار میں کمی ہوجاتی ہے جو انفرادی اور اجتماعی سطح پر لاحق ہونے والا ضرر ہے جس کا ہٹانا لازمی امر ہے۔

اگر زمینوں کی ایسی تقسیم جو خاص وعام کے حق میں مضرت رساں ہو پر پابندی عائد کردی جائے تو اس سے قرآن وسنت کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوگی۔(38) سپریم کورٹ کے اپیلٹ بینچ کے جج جناب جسٹس محمد تقی عثمانی (39) نے اس بارے میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا

> ''میں نے اس فیصلے پر غور کیا اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس معاملے میں وفاقی شرعی عدالت کا موقف وزن رکھتا ہے، اسی فیصلے کے پیراگراف نمبر 48 سے 55 تک میں ہے کہ مباحات کے دائرے میں حکومت کو ایسے احکام جاری کرنے کا اختیار حاصل ہے جن میں کسی مالک کی ملکیت زبردستی حاصل کیے بغیر اس کے طریق استعمال پر پابندی عائد کی جائے۔لہٰذا اگر کوئی مشترک زمین اور جائیداد تقسیم کے بعد اس قابل نہ رہے کہ شرکاء اس سے فائدہ اٹھا سکیں تو مشترک زمین اور جائیداد کو تقسیم نہیں ہونے دیا جائے گا۔''(40)

شفعة

شفعة کی جمع شفع ہے جو لغت میں اس زمین کا نام ہے جس پر شفعہ کیا جائے (41) اور فقہ وقانون کی اصطلاح میں شفعہ نام ہے''عقار یا جائیداد کے پڑوسی یا شریک کا دوسرے کے مقابلے میں خریداری کا حق حاصل کرنے کا (Chasing in Preference to others) چنانچہ کتب لغة الفقهاء اس بارے میں حسب ذیل وضاحت پیش کرتی ہیں ''تملك الجار أو الشريك العقار المباع جبراً عن مشتريه بالثمن الذى تم عليه العقد۔فروخت شدہ زمین (یا جائیداد) کے پڑوسی یا شریک کا (اس زمین یا جائیداد کے) خریدار سے زبردستی اسی قیمت پر اس کی ملکیت حاصل کر لینے کو شفعہ کہتے ہیں جس پر عقد (بیع) مکمل ہوا۔''(42)

حق شفعه (Pre-emption) ؛ حق انتقال ملکیت (Right of Transfer of ownership): کے مضرت رساں استعمال سے تحفظ کے لیے اسلام نے شریک جائیداد اور پڑوسی کو حق شفعہ دیا ہے، اس حق کی بنیاد پر شریک یا پڑوسی زیر فروخت جائیداد کو خریدنے کا دوسرے کے مقابلہ میں اولین مستحق قرار پاتا ہے وہ اس حق کو استعمال کر کے اپنے پڑوس میں ناپسندیدہ افراد کے آباد ہونے کی بلا سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

فرد کو اپنی جائیداد سے متصل قطعہ اراضی (Plot of land) وجائیداد کو حاصل کر لینے سے بہت سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں جو

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اسے کسی دوسری جائیداد سے حاصل نہیں ہو سکتے ہیں یہ متصل جائیداد اس فرد کے لئے جتنی افادیت (Benefit) کی حامل ہوتی ہے دوسرے افراد کے لئے اتنی مفید نہیں ہوتی، اس فرد کو خریداری میں ترجیح دے کر اسلام نے اس کے انفرادی مفاد کے تحفظ کے ساتھ سماج کو حاصل ہونے والے مجموعی مفاد میں بھی اضافہ چاہا ہے چنانچہ جب زمین، مکان اور دوکان وغیرہ کے فروخت کے سلسلے میں کسی ہمسائے، شریک کو بیع سے ضرر پہنچنے کا خوف ہو تو مالکانہ شرکت یا پڑوس کی وجہ سے عدالت میں دعویٰ دائر کر کے انہی شرائط پر وہ اراضی خرید لے جن پر مشتری (Buyer) نے خریدی تھی مثلاً کسی مکان یا زمین میں دو آدمی شریک ہیں ایک نے اپنا حصہ فروخت کرنا چاہا کسی تیسرے نے خریدا اب دوسرے شریک کو یہ قانونی حق (legal right) حاصل ہے کہ جتنی رقم میں تیسرے شخص نے یہ حصہ خریدا ادا کر کے حاصل کر لے چاہے وہ راضی ہو یا نہ ہو اور جب تک شفعہ مکمل نہ ہو عدالت حکم امتناعی جاری کرے گی کہ خریدار عقارِ مشفوع (Pre-empted land) میں کوئی ایسا تصرف نہ کرے جو بعد میں شفیع (Pre-emptor) کے حق میں نقصان دہ ہو۔ "الوسیط" میں ہے "قد یفرض القانون قیودا موقتة علی حق المالك فی التصرف مثلاً فی الشفعة فرض القانون ضرباً من ضروب عدم التصرف الالشخص معین هو الشفیع، اذا طلب الشفعه وا ستوفی شرائطها قانون بھی مالک کے حقِ تصرف پر وقتی پابندیاں لاگو کرتا ہے مثلاً شفعہ میں قانون نے سوائے شخص معین یعنی شفیع کے جب اس نے پوری شرائط کے بعد شفعہ طلب کیا ہو تصرف نہ کرنے کی پابندی عائد کی ہے۔" (43)

حق وصیت: شریعت نے مالک کو منقولہ اور غیر منقولہ املاک میں تصرف کرنے کے جو مختلف حقوق عطاء کئے ہیں ان میں سے ایک حق وصیت بھی ہے یعنی شریعت کے رو سے مالک یہ حق رکھتا ہے کہ وہ غیر ورثا میں سے کسی کے بارے میں یہ کہدے کہ وہ اس کی موت کے بعد اس کے مال میں سے ایک تہائی حصے کا مالک ہوگا۔ (44) ناجائز وصیتیں اور ایسی وصیتیں کرنا جن سے کسی جائز وارث کی حق تلفی ہوتی ہو گناہ کا کام ہے۔ بعض صورتوں میں ایسی وصیتیں نافذ العمل ہی نہیں ہوں گی قرآن میں وصیت اور قرض کی ادائیگی کا حکم بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ: میراث کی تقسیم میت کی کی ہوئی وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد کی جائے گی، بشرطیکہ یہ وصیت اور قرض ورثہ کو نقصان پہنچانے والا نہ ہو۔ (45) "دارقطنی" کی ایک روایت میں ہے کہ معاملہ وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ (46) نیز ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث کے مضمون میں وارد ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کہ مرد و زن اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے اور ساٹھ سال تک اس پر کاربند رہتے ہیں لیکن جب ان کی موت کی گھڑی آن پہنچتی ہے تو وہ اپنی وصیت کے ذریعہ (ورثہ کو) نقصان پہنچا جاتے ہیں (یا مستحق کو وصیت نہیں کرتے) جس کی وجہ سے دوزخ کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ (47)

وصیت کی نقصان دہ صورتیں

i. وصیت کرنے والا کبھی بعض ورثہ کو ترکہ میں ملنے والے ان کے حصوں جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کر رکھے ہیں کے علاوہ کا بھی ان کے حق میں وصیت کرتے ہیں اس تخصیص (Speciality) سے باقی ورثہ کو ملنے والے حصص میں کمی واقع ہو جاتی ہے اس لئے شارع علیہ السلام نے فرمایا (ان الله قد اعطی کل ذی حق حقه فلا وصیة لوارث) اللہ تعالیٰ نے ہر مستحق کو اس کا حق دلوایا، اس کا حصہ مقرر کر دیا تو وصیت نہیں ہے وارث کے واسطے۔" (48)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ii. اور گاہے مورث کسی اجنبی کے حق میں ثلث سے زیادہ کی وصیت کر کے ورثہ کے حقوق کو کم کر دیتا ہے اس لئے آنحضور ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کو ایک تہائی سے زیادہ مال کی وصیت کرنے سے منع فرمایا۔(49)

قرآن وسنت سے مضرت رساں وصیت کی ممانعت کے ثبوت کے بعد علمائے اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ جب مورث کسی کے حق میں ایک تہائی سے زیادہ کی یا باقی ورثہ کے مقابلے میں کسی ایک وارث کے حق میں مال کے کسی حصے کی وصیت کرے گا تو اس بارے میں یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے ورثہ کی حق تلفی کے لئے ایسا کیا ہے، جو ایک ضرر رساں عمل ہے اس لئے یہ وصیت نافذ العمل ہوگی ہی نہیں۔(50) سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی ایک مقدمہ میں قرار دیا کہ اسلامی قانون کے تحت مسلمان پر اس کی جائے داد کے انتقال کے سلسلے میں جو واحد تحدید (بندش) عائد کی گئی ہے وہ وصیت اور ہبہ بحالتِ مرضِ موت سے متعلق ہے۔ (51)

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ ملکیت سے شرعی اور قانونی مصالح اور مفادات کا حصول ہر مالک کا حق ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مالکانہ حقوق کے استعمال سے مالک کا مقصد خواہ مخواہ کسی عام وخاص کا نقصان کرنا نہ ہو۔اور اگر دوسروں کا نقصان کئے بغیر حق ملکیت کا استعمال ممکن ہی نہ ہو اور ترکِ استعمال کی صورت میں مالک کو نقصان پہنچنے کا کوئی احتمال نہ ہو یا ہو مگر دوسرے شخص کے مقابلے میں کم تو فقہی وقانونی قواعد وضوابط ''درء المفاسد اولیٰ من جلب المنافع ۔ خرابیوں کو رفع کرنا فوائد کے حصول سے مقدم ہے۔اور ''الضرر یدفع بقدر الامکان۔حتی الامکان نقصان کو دور کیا جائے گا۔ کے تحت اس طرح کے مالکانہ تصرفات کو ممنوع قرار دیا جائے گا۔(52)

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- لیاقت علی نیازی۔اسلام میں قانون ٹارٹ کا تصور، ص:38-37؛وتنزیل الرحمٰن،قانونی لغت،ص : 365؛
And see ! Noshirvan Advocate, THE LAW OF TORT, P: 76.

2- یدفع الضرربای وجه کان ۔جس طرح سے بھی ہوضرر کو دور کیا جائے گا۔دیکھئے! لجنة مولفة من العلمآء و الفقهآء ، المجلة، م120، ص : 231۔

3- ایضاً، م 29,28,27,26، ص : 19۔

4- الماوردی، احكام السلطانية، ص: 402؛ محمد محترم فہیم احمد عثمانی،اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو،ص:147۔

5- محمد محترم فہیم احمد عثمانی،اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو،ص : 150۔

6- نجات اللہ صدیقی،اسلام کا نظریہءملکیت،ص: 242/2 ؛ وباقر الصدر،اسلامی اقتصادیات،ص: 77/78۔

7- نجیب اللہ ندوی ، اسلامی فقہ ، ص:618/2۔

8- ملاحظہ ہو! ص : 265/2 - 266۔

9- وزارة الاوقاف والشؤن الاسلامية الكويت، ص: 185/28؛ وابن قدامة ، المغنى ، ص : 571/4۔

10- انور سلطان ، نظرية التعسف ، ص: 71 ؛ ومابعدها؛ وعبدالرزاق السنهورى، الوسيط ، ص: 679/8۔

11- الحموى، غمزعيون البصائر، ص: 122/1؛ نیز دیکھئے! المجلة،م 1192 ، ص : 230۔

12- ملاحظہ ہو!م ، 1201، ص : 232 ؛ وتنزیل الرحمٰن،قانونی لغت،ص: 329۔

13- لیاقت علی نیازی ، اسلام میں قانون ٹارٹ کا تصور ، ص : 22 ؛ وقدری باشا ، مرشد الحيران ، ص: 61 ؛ والمجلة ، م 1197و1194،ص: 231۔

14- القرطبى، الجامع لاحكام القرآن ، ص: 188/5۔حدیث کے ان الفاظ کا حوالہ امام قرطبی کی تفسیر ہی میں مل سکا۔

15- لجنة مولفة من العلماء و الفقهاء ، المجلة ، م ، 1202،ص:232۔

16- ابن نجيم، ص:89۔

17- قلعه جى و قنيبيى، معجم لغة الفقهآءِ ، ص: 53۔

18- ابو يعلى، احكام السلطانية، ص: 285 ؛ و الزرقانى ، شرح الزرقانى على الموطاء ، ص:43/4 - 44۔

19- مالك الامام، الموطاء ،كتاب الاقضية، باب القضاءِ فى المرفق، حدیث نمبر45، ص:542۔

20- ضحاك بن خليفه (؟-----43ھ) ضحاک بن خلیفہ پر منافق ہونے کا الزام تھا پھر اس نے توبہ کی اور اپنے طور اطوار درست کئے۔ دیکھئے! الزرقانى، شرح الزرقانى على موطا للامام مالك،ص : 47/4-48۔ضحاک بن خلیفہ کے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حالات سے متعلق یہی کچھ معلوم ہو سکا۔

21- محمد بن مسلمہ (?-----43ھ) محمد بن مسلمہ انصاری حارثی غزوہ تبوک کے علاوہ باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطاب اور دوسرے صحابہ سے روایت کی۔ اہل فضل صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر مدینہ میں مشرف باسلام ہوئے اور مدینہ ہی میں 43 ہجری میں وفات پائی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! الخطیب التبریزی، اکمال فی اسماء الرجال، ص : 572؛ وابن حجر العسقلانی، تقریب مختصر التهذیب، ص:338۔

22- مالك الامام، الموطا، کتاب الاقضیة، باب القضآء فی المرفق، احادیث نمبر 46-47، ص : 542۔

23- لجنة مولفة من العلماء و الفقهاء، ص : 234۔

24- ایضاً، ص : 232-231۔

25- قاضی خان، ص: 383/4۔

26- لیاقت علی نیازی، اسلام میں قانونِ ٹارٹ کا تصور ، ص : 36و37؛ نیز تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو!

Noshirvan Advocate, THE LAW OF TORT , P: 134.

27- Ibid۔

28- بدائع الصنائع، ص: 19/7؛ وسلیم رستم الباز، شرح المجلة، ص:632؛ وعمر هاشم و محمد هاشم، الاحکام الشرعية فی الاحوال الشخصية، ص: 75۔

29- محمد تقی عثمانی، ملکیت زمین اور اس کی تحدید، ص:31-29۔

30- دیکھئے! ص : 494/11۔

31- ایضاً۔

32- ابن ابی لیلیٰ (74 ----- 148ھ) آپ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ یسار ہیں جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ آپ کا نام داؤد بن بلال ہے۔ آپ انصاری اور کوفی ہیں۔ رائے اور بصیرت رکھنے والے لوگوں کے بڑے فقہاء میں سے تھے 33 سال تک پہلے بنوامیہ کے اور بعد میں بنوعباس کے قاضی رہے۔ ابوحنیفہ کے ساتھ آپ کے بڑے مشہور قصے ہیں۔ ملاحظہ ہو! ابن حجر العسقلانی، تهذیب التهذیب ، ص:301/9؛ وزارہ الاوقاف والشئون الاسلامیه الکویت ، الموسوعة الفقهة ، ص : 324/1۔

33- ابو ثور (170 ------ 240ھ) آپ کا نام ابراهیم بن خالد بن ابی الیمان اور "ابوثور" لقب ہے آپ کا نسبی تعلق دراصل بغداد کے قبیلہ بنوکلب سے تھا۔ اصحاب امام شافعی کے فقیہ تھے ابن حبان فرماتے: ہیں کہ فقہ، علم، تقویٰ اور فضل کے لحاظ سے آپ ائمہ دنیا میں سے ایک ہیں، آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے ایک میں امام مالک اور امام شافعی کے مابین پائے جانے والے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اختلافات کا بھی ذکر کیا۔ملاحظہ ہو! الزرکلی، الاعلام، ص: 30/1 ؛ و الذھبی ، تذکرۃ الحفاظ، ص: 87/2 ؛ وابن حجر العسقلانی، تہذیب التھذیب، ص: 87/2؛ ومحمد الخضری ، تاریخ التشریع الاسلامی ، ص : 290۔

34- علاء الدین؛ کنز العمال، کتاب الفرائض، حدیث نمبر 30401، ص:9/11۔

35- محمد تقی عثمانی ، عدالتی فیصلے ، ص : 147/2۔

36- زمحشری، الکشاف، ص:325/1 - 326۔

37- المرجع السابق۔

38- تقی عثمانی ، ملکیت زمین اوراس کی تحدید ، ص:123 - 122۔

39- تقی عثمانی (1943ء........) محمد تقی عثمانی ابن مفتی محمد شفیع ملک کے نامور عالم دین ، فقیہ، قانون دان، معاشی اور اقتصادی امور کے ماہر ہیں۔اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر، شریعت اپیلیٹ بینچ، سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج ، مجمع الفقہ الاسلامی جدہ (سعودی عرب) کے نائب صدر اور معاشیات اور بنکنگ پر قابل قدر کام کے باعث اسلامی ممالک کے مختلف بنکوں میں (SHARIA SUPERVISORY BOARD) کے ممبر رہے ہیں۔ملاحظہ ہو! تقی عثمانی، عدالتی فیصلے، حصہ اول آخری ورق اور ''اسلام اور جدید معیشت وتجارت'' آخری صفحہ۔

40- تقی عثمانی ، ملکیت زمین اوراس کی تحدید ،م.ن۔

41- قلعہ جی و قنیبیی ، معجم لغۃ الفقھاء ، ص : 264؛ والبابرتی ، العنایہ علی الھدایہ، ص:343/4۔

42- ایضاً ؛ وتنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص : 395۔

43- عبدالرزاق السنھوری ، ص : 503-504/8 ؛ومناظر احسن گیلانی،اسلامی معاشیات، ص : 322 ؛ وحفظ الرحمٰن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ص:121؛ وعبدالمالک عرفانی،اسلامی نظریہ ضرورت، ص: 73۔

44- قلعہ جی وقنیبیی ، معجم لغۃ الفقھاء ، ص : 504۔

45- النسآء : 13 - 16۔

46- عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(الا ضرار فی الوصیۃ من الکبائر)دیکھئے! الدار قطنی ، سنن دار قطنی، کتاب الوصایا ، حدیث نمبر 4249 ، ص : 178/4 ؛ والبیھقی ، سنن الکبریٰ ، کتاب الوصایا ، حدیث نمبر5، ص: 281/6۔

47- الترمذی ، جامع الترمذی، کتاب الوصایا ، باب ماجاء فی الوصیۃ با لثلث ، حدیث نمبر 2193 ، ص: 33/2؛ وابو داؤد، سنن ابی داؤد ، کتاب الوصایا ، باب فی کراھیۃ الا ضرار فی الوصیۃ، حدیث نمبر 1094 ، ص : 458.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

48- الترمذی ، جامع الترمذی ، کتاب الوصایا ، باب ماجاء لاوصیة لوارث، حدیث نمبر 2197، ص : 33/2 ؛ وابوداؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی الوصیة للوارث، حدیث نمبر 1097، ص: 459/2۔

49- ابودا ؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب ماجاء فیمالا یجوز للموصی فی مالہ ،حدیث نمبر1091،ص:455-456/2؛ و جامع الترمذی، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی الوصیة با لثلث ،حدیث نمبر62193، ص:33/2۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: اہل علم کا اسی پرعمل ہے کہ آدمی کے لئے تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں۔دیکھئے!جامع الترمذی، م .ن۔

50- وزارہ الاوقاف و الشون الاسلامیة الکویت ، الموسوعة الفقھیة، ص: 288/28؛ ومجیب اللہ ندوی ، اسلامی فقہ ، ص:692/2 - 693۔ اس سلسلے کی مزید تفصیل باب چہارم ''مریض مرض الموت'' کے احکام کی بحث میں ملاحظہ ہو۔

51- دیکھئے! میر محمد، پی ایل ڈی 1955ء لاہور، ص : 191؛ وپی ایل ڈی 1950ء پشاور،ص:45؛ وتنزیل الرحمن ،مجموعہ قوانین اسلامی،ص: 954/3۔

52- تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو!زیلعی ، تبیین الحقائق، ص: 196/4؛و ابن الھمام، فتح القدیر ،ص :506/5؛وعلی بن خلیل ، معین الحکام، ص: 244؛و لجنة مولفة من العلمآء والفقھاء ، المجلة ، م 31 - 30، ص: 19؛ وم 1192، ص: 230؛ و عبدالرزاق السنھوری، الوسیط، ص: 695,693,692,691/8؛ و قدری باشا، مرشد الحیران، ص: 60 - 65 - 71؛ And See! Noshirvan Advocate, THE LAW OF TORT, P: 134.

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل سوم

ذی روح اور محنت کش جانور

جس طرح محنت و مزدوری کا کام انسانوں سے لیا جاتا ہے، اسی طرح جانوروں کو بھی محنت و مشقت کے کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔اسلامی شریعت میں صرف محنت کش انسانوں ہی کے نہیں بلکہ ان بے زبان جانوروں کے حقوق بھی ہیں۔خدا کی مخلوق ہونے کی حیثیت سے ان میں اور انسانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔مگر ہر مخلوق کی طرح خدا تعالیٰ نے ان جانوروں کو بھی انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کیا اور اس مقصد کے لئے ان کو اس کا تابعدار بنا دیا ہے ارشاد ہوتا ہے{كَذٰلِكَ سَخَّرَ نٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ}اسی طرح تمہارے بس میں کر دیا ہم نے ان جانوروں کو تا کہ تم احسان مانو۔"(1) بڑے بڑے جانور جو جثہ اور قوت میں انسان سے کہیں زیادہ ہیں وہ ان سے طرح طرح کی خدمات لے کر فائدہ اٹھا سکتا ہے مگر اس احساس کے ساتھ کہ اس کی طرح تکلیف و آرام کا اثر ان پر بھی پڑتا ہے۔قرآن حکیم کا اس بارے میں فرمان ہے{وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ}اور نہیں سے کوئی چلنے والا زمین میں اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے اپنے دو بازوؤں سے مگر ہر ایک امت ہے تمہاری طرح۔"(2)

ارشادات نبویہ

بہائم (حیوانات) کے بارے میں نبی رحمت کا ایک فرمان قانونی دفعہ کی حیثیت رکھتا ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا(ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیءٍ)اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر بھلائی فرض کر دی۔"اور آپ ﷺ نے فرمایا جب تم اپنے جانور کو ذبح کرو تو تیز دھار چھری کے ساتھ ذبح کر کے اس کو آرام دو۔"(3) مقصد یہ ہے کہ ان ذی روح مخلوقات کو جو تمہاری ملکیت میں ہیں اس طور پر استعمال نہ کرو کہ ان کو تکلیف پہنچے آپ ﷺ نے مملوکہ جانوروں سے کام لینے اور ان سے معاشی فوائد حاصل کرنے کے بارے میں حسب ذیل احکامات صادر فرمائے ہیں:۔

i. جو جانور جس کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ان کا استعمال اسی کام کے لئے کرنا ضروری ہے۔چنانچہ آپ ﷺ نے ایک تمثیل دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک شخص بیل پر سوار ہوا اور اس کو مارنا شروع کیا تو اس نے مڑ کر کہا میں سواری کے لیے نہیں پیدا کیا گیا ہوں میری تخلیق تو کھیت جوتنے کے لیے ہوئی ہے۔(4) اسی طرح جانوروں کو چاند ماری یا تیر اندازی کی مشق میں بطور نشانہ استعمال کرنا ممنوع ہے۔آپ ﷺ نے کسی ذی روح چیز کو(مشق کے لیے) ہدف(Target) بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔(5)

ii. آدمی قوت گویائی رکھنے کی وجہ سے دکھ درد اور تھکاوٹ کے احساس کا اظہار کرتا ہے لیکن حیوان چونکہ قوت گویائی سے محروم ہوتے ہیں اس لیے ان کی تکلیف و آرام کا از خود ہی خیال کر لیا جائے ایک بار آپ ﷺ نے ایک اونٹ دیکھا جس کا پیٹ بھوک کی وجہ بیٹھ گیا تھا آپؐ نے فرمایا(اتقوا اللہ فی ھذہ البھائم المعجمة فار کبوھا صالحة واترکوھا صالحة و کلوھا صالحة) بے زبان جانوروں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو ان پر سوار ہوں تو اچھی حالت میں اور چھوڑ دو تو اچھی حالت میں اور کھاؤ(ان کا گوشت) تو اچھی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حالت میں۔"(6)

مطلب یہ کہ سوار ہونے سے پہلے انہیں اچھی طرح کھلاؤ پلاؤ اور یہ بھی دیکھ لو بیمار تو نہیں اور بدن کے اعضاء درست حالت میں ہیں اور سواری کے قابل ہیں تو ان پر سواری کرو اسی طرح سواری کرنے اور مزدوری کا کام لینے کے بعد بھی ان کی دیکھ بھال کرتے رہو اور ایسی حالت میں کام سے چھوڑ دیا کرو کہ وہ تازہ ہوں مضمحل نہ ہوں تاکہ دوبارہ کام کے قابل رہیں۔ ایک انصاری اپنے اونٹ سے زیادہ کام لیتے تھے اور چارہ کھلانے کا خیال کم رکھتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا کر یہ تنبیہ فرمائی (افلا تتقی الله فی هٰذه البهيمة التی ملّکک اللّٰهُ ايا ها فَا نّه ' شَکا اِلی انک تجيعه و تدئبه) اس بے زبان کے بارے میں اللہ سے ڈرتا نہیں جس نے محض اپنے فضل سے تجھے اس کا مالک بنا دیا ہے اس (اونٹ) نے مجھ سے تیری شکایت کی کہ تو اس کو بھوکا مارتا ہے اور تھکاتا ہے۔"(7)

اس کے علاوہ متعدد احادیث و اثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے جانوروں اور پرندوں تک پر ظلم کرنے اور انہیں آزار پہنچانے سے منع کیا ہے اور ان کے ساتھ نرمی اور شفقت کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی ہے یہاں تک کہ غذائی اغراض و مقاصد کے لیے جانوروں کو ذبح کرتے وقت بھی ایسا طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو کم سے کم تکلیف دہ ہو حضرت عمرؓ ایک مرتبہ راستے سے گزر رہے تھے کہ آپؓ نے دیکھا کہ ایک شخص نے بکری ذبح کرنے کی غرض سے باندھ کر ڈال دیا ہے اور چھری تیز کر رہا ہے آپؓ نے اس کو ڈانٹا اور اس طرز تصرف سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ چھری پہلے ہی سے تیز کر کے رکھنی چاہیے تھی تاکہ جانور کو غیر ضروری ایذا نہ ہو۔(8) اسی طرح حکم ہے کہ تھوڑی دور جانا ہو تو جانور پر سواری کر کے مت جاؤ نہ سواری کی پیٹھ کو ممبر بناؤ۔(9)

اسوۂ صحابہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عام صحابہ کا طرز عمل اس بارے میں یہ تھا کہ جب منزل پر پہنچ کر اترتے تھے تو دیگر مشاغل کرنے سے پہلے سواریوں کے کجاوے کھول دیتے تھے۔(10) صحابہ کے اس اسوہ کی روشنی میں علمائے حدیث نے لکھا ہے کہ اپنے کھانے پینے اور آرام سے پہلے جانوروں کے کھانے پینے کا سامان کرنا چاہیے۔(11)

iii. جانوروں کو ہلکی سزا دی جا سکتی ہے مگر آپؐ نے ان کو منہ پر مارنے اور داغنے سے منع فرمایا جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں (ان النبی مر عليه بِحمار قد وسم فی وجهه فقا ل أمابَلغکم انی قد لعنت من وسم البهيمة فی وجهها او ضر بها فی وجهها فنهٰی عن ذلك) کہ نبی ﷺ نے ایک گدھا دیکھا جس کے منہ میں داغ تھا آپؐ نے فرمایا تم کو خبر نہیں میں نے لعنت کی ہے اس شخص پر جو جانور کو داغ دیوے یا اس کے منہ پر مارے پھر آپؐ نے اس سے منع کیا۔"(12)

iv. جانوروں کو آپس میں لڑانے بھڑانے سے بھی آپؐ نے منع فرمایا ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں (نهـی رسول الله عن التحريش بين البهائم) رسول اللہ ﷺ نے چوپایہ جانوروں کو لڑانے بھڑانے سے منع فرمایا۔"(13)

v. نیز آپؐ نے جانوروں کو گالی دینے والے کو ملعون اور ملامت کرنے والے کو برا کہا۔(14)

ذی روح املاک کے بارے میں ہدایات کی قانونی حیثیت

جانوروں کے بارے میں اوپر ذکر ہونے والی ہدایات کی حیثیت محض اخلاقی تعلیم ہی کی نہیں ہے بلکہ ان کو قانونی حیثیت بھی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حاصل ہے اس سلسلے میں امام ''ابوحنیفہ'' فرماتے ہیں کہ حکومت جانوروں کے مالکوں سے کہے کہ ان کے چارہ کا اچھا انتظام کریں، اوران کو آرام پہنچانے کی کوشش کریں اوران پر کوئی جبر نہ کریں، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل متفقہ طور پر یہ کہتے ہیں کہ اگر مالک نے جانورکوٹھیک طرح سے چارہ نہ کھلایا تو اس وقت تک محتسب (Administrative supervisor) اس (مالک) کو جانور سے کام لینے سے منع کرے گا جب تک وہ اس کو اس کی ضرورت کے مطابق چارہ فراہم نہ کردے یا پھر اس کو فروخت نہ کردے۔(15) ''اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو'' میں ہے کہ ''محتسب کو چاہیے کہ وہ جانور پالنے والوں کو اس امر کا پابند کردے کہ وہ اپنے جانوروں کی مناسب دیکھ بھال کریں اور اپنے کام کے سلسلے میں ان سے محنت مشقت لینے میں انہیں ان کا ظالمانہ استعمال کرنے سے روکیں۔''(16) ماوردی اس ضمن میں فرماتے ہیں: انسان کی املاک میں مویشی اور محنت کرنے والے جانور بھی شامل ہیں، مالک کو ان سے استفادہ کرنے اور محنت و مشقت کے کام لینے کا حق حاصل ہے، مگر ان سے اتنا کا کام نہیں لینا چاہیے جو ان کی طاقت سے باہر ہو اور جس کو انجام دیتے ہوئے وہ اپنی طبعی عمر تک پہنچ نہ سکتے ہوں۔ ساتھ ہی اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان جانوروں کی خوراک اور چارے کا مناسب انتظام کرے اس بارے میں اگر مالک کوتاہی کرے تو سرکاری محتسب اس کے خلاف قانون انسداد بے رحمی جانوران (PREVENTION OF CRUELTY TO ANIMALS) کے تحت قانونی چارہ جوئی کرے گا اور جانوروں کے مالکان کو جانوروں سے وابستہ اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے ان کے ظالمانہ اور بے رحمانہ استعمال سے روکے رکھے۔(17)

جانوروں کے بارے میں ملکی قانون

کوئی ایسا فعل، ترک فعل یا غفلت (Negligence) جس سے کسی جانور پر حاصل حق ملکیت کے استعمال میں تعدی (Personal abuse) وظلم لازم آتا ہو، اس کو نامناسب جسمانی تکلیف پہنچتی ہو یا اس سے موت واقع ہونے کا امکان ہو تو بے رحمی حیوانات (Cruelty to animals) کے زمرہ میں آتا ہے اور جیسا کہ ابھی تذکرہ ہوا ہے کہ اسلام میں ذی روح املاک اور محنت کش جانوروں کو اغراض و مقاصد کے لیے ظالمانہ اور بے رحمانہ طور پر استعمال میں لانا سخت ممنوع ہے ایسے ہی ملکی قانون بے رحمی حیوانات کے رو سے اس پر بھی پابندی لاگو ہے کہ کوئی مالک بے رحمی کے ساتھ جانور سے محنت و مشقت کا کام لے۔(18)

جانوروں کی پرورش میں غفلت

کسی شخص نے گھر میں کوئی جانور مثلاً رکھوالی کے لیے کتا اور بار برداری کے لیے خچر/ گھوڑا اور ہل میں جوتنے اور راہٹ چلانے کے لیے بیل بھینسا رکھا ہو اور مالک جانتا ہو کہ ان جانوروں کو پالنے اور معتد بہ مقصد کے لیے استعمال میں لانے سے لوگوں کو نقصان لاحق ہوگا مثلاً کتا کسی کو کاٹے گا، خچر/ گھوڑا وغیرہ کسی کو لات رسید کرے گا بیل بھینسا سینگ مار کر کسی کو زخمی کردے گا یا ان جانوروں کا پیشاب پاخانہ اور لید گوبر آس پاس کی صاف جگہوں اور گلی کوچوں میں گندگی پھیلانے کا سبب بن رہا ہو اور ان کے بھونکنے اور ہنہانے کی آوازوں سے گردوپیش میں ایک ہنگامہ برپا ہو رہا ہو یا محنت مزدوری کے لیے ان کو تصرف میں لانے سے اڑوس پڑوس کی آبادی کی بنیادیں اور دیواریں کمزور پڑ رہی ہوں تو اسلامی قانون ممانعت تصرف اور قانون ٹارٹ کے تحت مالکان سے کہا جائے گا کہ وہ پالتو جانوروں کو قابو میں رکھے اور

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ان سے پہنچنے والے ضرر سے خاص وعام کو بچائیں ورنہ ایسی جگہ ان کی پرورش اور استعمال کریں جہاں لوگوں کا جانی اور مالی نقصان نہ ہو کیوں کہ آں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی کتا شور مچاتا ہو اور عوام کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے یا کوئی پالتو جانور خطرناک قسم کا ہے تو اس کو ہلاک بھی کیا جاسکتا ہے۔(19)

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات وحواشی

1- الحج : 36۔

2- الانعام : 38۔

3- مسلم الامام ، صحیح مسلم ، کتاب الصیدو الذبائح ، باب الامر باحسان الذبح والقتل وتحدید الشفرة ، حدیث نمبر 5055، ص : 243/3؛ وابو داؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الضحایا، باب فی الرفق باالذبیحة،حدیث نمبر1042، ص:2/437-438۔

4- البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب الحر س والزراعة وماجآء فیه ، باب استعمال البقر للحراثة ، حدیث نمبر 1448، ص : 1034۔

5- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الجهاد ، باب فی التحریش بین البهائم ، حدیث نمبر 791، ص : 326/2۔

6- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد،باب مایومربه من القیام علی الدواب والبهائم، حدیث نمبر777، ص : 321/2؛ ومسلم، صحیح مسلم،کتاب الاماره ، باب مراعاة مصلحة الدواب.، حدیث نمبر4959، ص: 214-213/3۔

7- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الجهاد، باب مایؤمربه من القیام علی الدواب و البهائم ، حدیث نمبر 778،ص: 322/2؛و احمد بن حنبل الامام ، المسند ، مسند اهل البیت،حدیث نمبر1754،ص:205/1۔

8- سید سلیمان ندوی،سیرت النبی، ص : 2/244-239؛ نیز ملاحظہ ہو! ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ،کتاب الضحایا ، باب الرفق با لذبیحه، احادیث نمبر1043-1042، ص:2/437-438۔

9- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الوقوف علی الدابة،حدیث نمبر796،ص : 328/2۔

10- مجیب اللہ ندوی ، اسلامی فقہ، ص : 2/560-561۔

11- ایضاً۔

12- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الجهاد ، باب النهی عن الوسم فی الوجه والضرب فی الوجه ،حدیث نمبر 793، ص: 326/2۔

13- ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ،کتاب الضحایا ، باب الرفق با لذبیحه ،حدیث نمبر1043، ص: 438/2؛ والترمذی، جامع الترمذی ، کتاب الجهاد ،باب ما جآء فی التحریش بین البهائم و الوسم فی الوجه،حدیث نمبر 1762-1764،ص:849/1۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

14- دیکھئے! ابو داؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب الجهاد ، باب النهی عن لعن البهيمة ، حدیث نمبر790، ص : 326/2۔

15- مجیب اللہ ندوی، اسلامی فقہ، ص : 561/2۔

16- محمد محترم فہیم احمد عثمانی، ص : 150۔

17- الاحکام السلطانية، ص : 214, 402؛ ونجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہ ملکیت، ص : 264/2۔

18- تنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص : 174۔

19- لیاقت علی نیازی، اسلام میں قانون ثارٹ کا تصور، ص : 46؛ وعبداللہ قرطبی، عدالت نبوی کے فیصلے، ص : 116۔ تلاش بسیار کے بعد بھی کسی بنیادی ماخذ حدیث سے اس بات کا حوالہ نہ ملنے پر ثانوی ماخذ کی طرف رجوع کیا گیا۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب ہفتم : قانون حجر کی تعمیل اور برخاستگی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل اول : ولایت، نیابت و وصایت؛ مفہوم و اقسام اور اولیائے قاصر
فصل دوم : قاصر کے مال میں ولی اور وصی کے تصرفات
فصل سوم : برخاستگی حجر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل اول

ولایت، نیابت ووصایت؛مفہوم واقسام اوراولیائے قاصر

جولوگ مالی امور چلانے کی کامل اہلیت اوراستعداد نہ رکھتے ہوں اور نادانی، کم فہمی اور غفلت ولا پروائی کے سبب ذاتی اوراجتماعی مالی مفادات کی حفاظت کرنا نہ جانتے ہوں انہیں اگر مصلحت پر مبنی راہ نمائی کے بغیر زندگی کے تمام ضروری اموراور ناگزیر مالی معاملات نمٹانے کی مطلق اور غیر مقید اجازت دی جائے گی تو وہ مال واملاک کو غیر ضروری مصارف میں خرچ کر کے اور بے جا طور پر تصرف میں لا کر ضائع کر دیں گے اس طرح سے پہلے وہ اپنا اور پھر وسیع تناظر میں معاشرے کا نا قابل تلافی نقصان کرنے کا باعث بن جائیں گے لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ جن لوگوں کو عقلی کمزوری اور طبعی نقص کی بنا پر لازمی معاملات اوراہم مالی امور حل کرنے کا ہنر اور سلیقہ نہ آتا ہو دوسرا کوئی ہوش منداور معاملہ فہم مرد دانا ان کی راہنمائی اور مالی امور میں نگرانی کرے قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے: اور جس کے ذمہ (کسی کا) مالی حق ہو (وہ) اگر بے عقل نادان (دولت فضول خرچ کرنے والا) ضعیف (بہت) بوڑھا (قریب المرگ) ہو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو جو اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون (ادائیگی یا وصولی) لکھوالے۔(1) اس سے عموماً یہی ظاہر اور ثابت ہوتا ہے کہ کم سن بچہ، مجنون، بہت بوڑھا اور بالغ بے وقوف جب تک ان کے حواس بجا نہ ہوں ان کے مالی معاملات کی نگرانی ان کے ولی کریں۔(2) نیز قرآن حکیم بچوں اور بے وقوفوں کو مال سپرد نہ کرنے کے بارے میں فرماتا ہے: نابالغ بچوں اور مالی معاملات چلانے کی سمجھ بوجھ نہ رکھنے والوں کے مال ان کے حوالے نہ کر کے انہیں ضائع ہونے سے محفوظ کرلو۔"(3) عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں: تم اموال نادان اولاد اور بے وقوف عورتوں کے سپرد مت کرو کہ وہ انہیں مصرف اور بے مصرف خرچ کر کے ہلاک نہ کردیں اور مفلس بن کر دوسروں کے دست نگر نہ بن جائیں۔" وكونوا انتم القوام على ذلك فانكم اعلم منهم فى النفقة والصدقة بموضع الحق ۔ اور تم ہی اس معاملہ میں ان کا سہارا اور مددگار بن جاؤ کیوں کہ تم (معاملہ فہم) لوگ ٹھیک مصرف میں خرچ کرنا اور صدقہ کرنا ان کی نسبت خوب جانتے ہو۔"(4) یعنی بغیر کسی حدوقید کے علی الاطلاق مال خرچ کرنے کی اجازت ان کو حاصل نہیں ہوگی بلکہ اولیا کی صواب دید کے مطابق خرچ کرنے اور نہ کرنے کی پابندی ان پر برقرار رہے گی چنانچہ قرآن حکیم سے بوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ ناسمجھ اور ناقص العقل لوگوں کے اولیا اور اوصیا کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان کے مالی حقوق اور مفادات کی نگہداشت کے لیے ان کو مالوں میں تصرف کرنے کی کھلی اجازت نہ دیں۔(5) اس لیے تمام آسمانی شریعتوں، الٰہی نظاموں اورانسانوں کے بنائے ہوئے قوانین نے اس ایک اکیلے طریقہ پر اتفاق کیا ہے جو قاصرین (Incompetents) کے ضروری احوال اور مالی معاملات کی بہتری اور درستگی کا کفیل ہو جسے ولایت اور نیابت کہتے ہیں۔(6)

ولایت (Tutelage)

"اَلْوَ لَايَةُ اور اَلْوِلَا يَةُ کے لفظی معنی ہیں: i. النصرة۔ مدد ii. السَّلَطَةُ وتولى الامر ۔ غلبہ، قوت واقتدار اور کام کی نگرانی۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فقہائے اسلام اور ماہرین قانون کی اصطلاح میں اس کا مطلب ہے ''حق تنفیذ القول علی الغیر ، شاء الغیر أو أبی ۔ غیر پر حکم نافذ کرنے کا حق خواہ غیر مانے یا انکار کرے۔''(7) یعنی کسی عاقل بالغ اور معاملہ فہم شخص کا کسی نا اہل معاملہ آدمی کی مرضی کے موافق یا برعکس اس کے ضروری امور کی نگرانی کرنے کے سلسلے میں اس پر اپنے قول کو نافذ کرنے کا حق ''ولایت'' کہلاتا ہے۔(8)

اقسام ولایت

ولایت کی کئی قسمیں ہیں:۔

i. ولایت خاصہ: معین لوگوں کے امور کی نگرانی اور ضروری معاملات میں ان کی راہ نمائی کرنا.... Exclusive Jurisdiction۔

ii. ولایت عامہ: غیر معین لوگوں کے امور و معاملات کی نگرانی کرنا جیسے قاضی اور امیر المومنین کا عام لوگوں پر ولایت کرنا۔

iii. ولایت مالی: کسی بالغ اور دانا مرد کا مجور التصرف شخص کے مال کی حفاظت اور رعایت کے لیے تدبیر اور انتظام کرنا۔

iv. ولایت نکاح: قاصر کے نکاح کے معاملہ کی دیکھ بھال کرنا یا نکاح کرنے کی اس کو اجازت دینا اور یا منع کر دینا۔

v. ولایت علی النفس: کسی عاقل بالغ کی طرف سے قاصر کی تربیت اور پرداخت کے اہتمام کا نام ''ولایت علی النفس ہے''(9)

لہٰذا کسی انسان کا ولی وہ شخص ہوا جو اس کے امور و معاملات کی تدبیر اور نگرانی کرتا ہو خواہ مرد ہو یا عورت۔(10)

نیابت (Representation)

نیابت دراصل ولایت کی ایک قسم ہے جس کا عام مفہوم ہے ''قیام شخص مقام آخر فی التصرف عنه ۔ کسی شخص کا دوسرے کی طرف سے اس کی جگہ تصرف کرنے کی ذمہ داری لے لینا۔''(11)

اقسام نیابت

نیابت کی دو صورتیں ہیں:۔

i. نیابت اختیاری (Optional appointment)

ii. نیابت اجباری (Compulsory appointment)

نیابت اختیاری کا مطلب ہے اجازت و رضا مندی (Consent) سے کسی شخص کو اپنے امور و معاملات میں تصرف کرنے کا اختیار عطا کر دینا، جب کہ نیابت اجباری ایسی ولایت کو کہتے ہیں جس میں قانون و عدالت کسی شخص کو قاصر کی جانب سے نائب بنا کر اس کے ضروری معاملات اور اہم مالی امور چلانے کا اختیار سونپ دیتی ہے۔ شریعت اور قانون کے پیش نظر یہی نائب نا اہل تصرف شخص کے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

معاملات طے کرنے میں اس کا ولی ونگران ہوتا ہے اور جن امور مالیہ میں قاصر کی طرف سے نیابت قبول ہوسکتی ہے ایسے تمام امور ومعاملات میں یہ اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔(12)

وصایت

ولایت کی طرح وصایت کا عام مفہوم بھی ہے: قاصر کے امور اور معاملات کی تدبیر اور نگرانی کرنا.....Guardianship اور ''وصی'' وہ شخص ہوتا ہے جس کو ولی یا قاضی نے قاصر کے مال کی حفاظت اور رعایت کے لیے مقرر کیا ہو .... Guardian, trustee۔(13)

مالی امور میں قاصر کی سرپرستی اور نگرانی کرنے والے اولیاء

ولایت خاندانی نظام کی مضبوطی اور اس کے مصالح اور مفادات کے تحفظ اور حمایت کا پائے دار اور کارگر ذریعہ ہے اس لحاظ سے قاصر کے مالی امور اور معاملات کے سلسلے میں اس کی نگرانی اور سرپرستی کرنے والے عاقل بالغ شخص کا اس کے حق میں شفیق، مہربان، کفایت شعار، سب سے زیادہ بہی خواہ، حددرجہ اس کی بھلائی چاہنے والا، عدل وانصاف کا معاملہ کرنے والا اور ممکن حدتک خطا کاری سے بچنے والا، پختہ کار اور خداترس ہونا چاہیے خواہ مرد ہو یا عورت (14) لہٰذا اسلامی مذاہب کے علماء اور فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص اہلیت تصرف نہ رکھتا ہو خواہ کم سن ہو یا اور کوئی ہو اس کا ولی اس کا باپ ہے۔ ''**وقد اتفق ائمة المذاهب علی ان الولی المحجور علیه صبیا اوغیره فی الاموال هوالاب ان کان موجوداً ولم یکن مجنوناً او محجور علیه** ۔ ائمہ مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مجور علیہ خواہ بچہ ہو یا کوئی اور (مجنون وغیرہ مالی امور چلانے کے لیے) اس کا نگران اس کا باپ ہوگا اگر وہ موجود ہو اور دیوانہ اور نا اہل تصرف نہ ہو''(15) باپ کے علاوہ کسی اور کا سرپرست بننے کے بارے میں مسالک مختلفہ تفصیل طلب ہیں:۔

حنفیہ: فقہائے احناف کے ہاں مالی امور میں قاصر کی نگرانی اور سرپرستی کرنے کا حق باپ کی عدم موجودگی یا اس کی موت کے بعد اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جسے باپ نے ولی بننے کی وصیت کی ہو اس کے بعد اس کو جسے باپ کے وصی نے ولی بننے کی وصیت کی ہو اس کے بعد جد صحیح یعنی قاصر کے باپ کا باپ یا دادا کا باپ (سگڑ دادا) اس کے بعد دادا یا سگڑ دادا نے جسے وصی بنایا ہو پھر دادا کے بنائے ہوئے وصی کا وصی ہوگا اس کے بعد والی اور حاکم جسے فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے پھر قاضی یا وہ شخص جسے قاضی نے مامور کیا ہو چنانچہ ''**المجلة**'' میں ہے

> ''**وَلی الصغیر فی هذاالباب اولاابوه، ثانیا الوصی الذی اختاره ابوه ونصبه فی حال حیاته اذا مات ابوه ثالثا الوصی الذی نصبه الوصی المختار فی حال حیاته اذا مات . رابعاً جَدُّه الصحیح ای أب أب الصغیراؤأب أب الاب . خامساً الوصی الذی اختاره الجدُّ ونصبه فی حال حیاة الوصی . سادساالوصی الذی نصبه هذا الوصی ـ سابعا الحاکم او الوصی الذی نصبه الحاکم واما الاخ والعم وسائر الاقارب ان لم یکونوا اوصیا فاذنهم غیر جائز۔**

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ولایت اور سرپرستی کرنے کے باب میں نابالغ بچے کا ولی اولاً اس کا باپ ہوگا، ثانیاً جب باپ مرجائے تو وصی جسے اس کے باپ نے اپنی مرضی سے اپنی زندگی میں مقرر کیا ہو بچے کا ولی ہوگا۔ ثالثاً وصی مختار کی موت کے بعد وہ شخص (بچے کا) ولی ہوگا جسے وصی مختار نے اپنی زندگی میں بنایا ہو۔ رابعاً جدِ صحیح یعنی صغیر کے باپ کا باپ یا اس کے دادا کا باپ۔ خامساً وہ وصی (ولی ہوگا) جسے دادا نے حالِ حیات میں اپنی مرضی سے متعین کیا ہو۔ سادساً وہ وصی (ولی ہوگا) جسے اس وصی نے (ولی) مقرر کیا ہو۔ سابعاً حاکم یا وہ وصی (ولی ہوگا) جس کو حاکم نے مقرر کیا ہو۔ تاہم بھائی، چچا اور دیگر تمام رشتہ دار اگران (کے اولیا بنائے جانے) کی وصیت نہ کی گئی ہو تو ان کی طرف سے (مجور کو مالی تصرف کرنے کی) اجازت دینا درست نہیں ہوگا۔'' (16)

معتوہ اور مجنون

زیرِ سرپرستی بچہ اس حال میں بالغ ہوا کہ وہ معتوہ اور مجنون تھا تو اس کے بچپنے میں جو لوگ اس کے مالی امور کی نگرانی کرنے والے تھے بلوغت کے بعد بھی وہ اس کے ولی اور سرپرست ہوں گے جیسے باپ دادا اور ان کے وصی وغیرہ اور اگر بلوغت اور ان لوگوں کی ولایت ختم ہونے کے بعد اس کو دیوانگی اور عتہ لاحق ہو گیا تو مذہب حنفی کی راجح رائے کے مطابق ولایت اور نگرانی کرنے کا حق ان ہی لوگوں کو پھر سے اسی ترتیب کے ساتھ حاصل ہوگا جس کے ساتھ وہ صغیر کے مالی امور میں سرپرستی اور نگہداشت اس کی حالت صغر میں کیا کرتے تھے۔ (17)

احناف کے ہاں اولیائے صغیر کی اس ترتیب کے بارے میں ''الفقہ الاسلامی و ادلتہ'' میں ہے ''وهذا الترتيب مبنى على درجه الشفقة، فشفقة الاب فوق شفقة الكل وشفقة وصيه فوق شفقة الجد ،لانه مرضى الاب ومختاره، و شفقة الجد فوق شفقة القاضى لوجود القرابة ۔ یہ ترتیب درجہ شفقت پر مبنی ہے، پس باپ کی شفقت سب کی شفقت سے بڑھ کر ہے اور باپ کے (مقرر کردہ) وصی کی شفقت دادا کی شفقت سے زیادہ ہے، کیوں کہ وہ باپ کا پسندیدہ اور منتخب کردہ ہوتا ہے، اور دادا کی شفقت وجود قرابت کی وجہ سے قاضی کی شفقت سے بڑھ کر ہے۔'' (18)

مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں بچے اور دیوانے کے اولیاء

مالکی اور حنبلی فقہاء کے نزدیک صبی اور مجنون کے مالی معاملات کی سرپرستی اور ولایت کرنے کا حق باپ کے بعد اس کے وصی کو پھر حاکم کو اور جس کو حاکم نے ان کے مال کے تحفظ اور حمایت کے لیے ان کا نگران مقرر کیا ہو اس کو حاصل ہوگا اور اگر حاکم نہ ہو تو پھر ان کی نگرانی کرنے کا فریضہ عام مسلمان ادا کریں گے ''کتاب الفقه على المذاهب الاربعة'' اور فقہ مالکی اور حنبلی کی کتابوں میں ہے ''قالوا: الولى الذى له حق الحجر عليهما هو الاب ، ومن بعده تكون الولاية لمن اوصى به الاب ۔ فلا ينظر فى مال الصبى والمجنون، مادام فى الحجر الاالاب اووصيه بعده اوالحاكم عند عدمهما وان لم يكن الحاكم فالو لاية لجماعة المسلمين ۔ مالکیہ اور حنابلہ کہتے ہیں: جس ولی کو ان دونوں (یعنی صبی اور مجنون) کو مالی تصرف سے روکنے کا حق حاصل ہے تو

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

وہ باپ ہے، اس کے بعد ولایت کا حق دار وہی شخص ہوگا جس کی وصیت باپ نے کی ہو، چنانچہ صبی اور مجنون جب تک مجور التصرف ہوں تو ان کے مال کی دیکھ بھال فقط باپ یا اس کے بعد اس کا وصی کرے گا اور یا (پھر) حاکم، اگر یہ دونوں موجود نہ ہوں اور اگر حاکم (بھی) نہ ہو تو ولایت مسلمانوں کی جماعت کی ذمہ داری ہوگی۔" (19)

خلاصہ یہ کہ فقہ مالکی اور حنبلی کے رو سے صبی اور مجنون کے مالی امور و معاملات کی سرپرستی کا حق اولاً باپ کو پھر اس کے وصی کو اس کے بعد حاکم اور جس کو حاکم نے اس مقصد کے لیے مقرر کیا ہو اس کو اور آخر میں مسلمانوں کی جماعت کو حاصل ہوگا۔

شافعیہ

شافعی مکتب فکر کے علماء کی رائے میں صغیر کا ولی اس کا باپ ہوگا پھر اس کا دادا (پشت در پشت) پھر ان دونوں کا مقرر کیا ہوا وصی اس کے بعد حاکم اور جس کو حاکم نے متعین کیا ہو یا محکمہ تحفظ نابالغاں۔(20) شافعیہ کے ہاں صغیر کے اولیا کی ترتیب میں باپ کے وصی مختار پر صغیر کے دادا کو مقدم رکھا ہے کیوں کہ بسبب وافر شفقت اور مہربانی کے دادا باپ کی طرح ہوتا ہے باقی آراء کے مقابلہ میں اس رائے کو صائب قرار دیتے ہوئے محمد وهبه الزحیلی فرماتے ہیں"وانی لاکاده اصدق أن عاطفة وصيّ الاب غير القريب أولى من الجد فرابطة الدم والقرابة اشد باعثاعلى الرعاية والحفظ والاهتمام بشئوون القصر ۔میں یہ تصدیق نہیں کرنے کا کہ باپ کی طرف سے مقرر کردہ اجنبی وصی کی شفقت دادا سے اولی ہوگی کیوں کہ خون اور رشتے کا تعلق نااہلی کے معاملات کی رعایت، حفاظت اور اہتمام کا سخت باعث ہوتا ہے۔" (21)

شیعی نقطہ نظر

صغیر اور مجنون کی ولایت کے بارے میں شیعہ کا خیال یہ ہے کہ ان کے مالی امور و معاملات کی سرپرستی سب سے پہلے باپ کرے گا اگر باپ موجود نہ ہو تو دادا، اس کے بعد باپ کا وصی، پھر دادا کا وصی اور گر باپ دادا کا وصی موجود نہ ہو تو حکومت کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ ان لوگوں کے مالی امور کی تدبیر اور نگرانی کرے ان کی فقہی کتب میں ہے"ولاية التصرف فى مال الطفل والمجنون للاب والجد بلا خلاف فان فقدافالوصى لاحدهما ، وهوالذى اوصى احدهما بان يكون ناظر فى امر القاصر ومع فقده فعلى الحكومة الشرعية اوعلى المومنين ان يقوموا بالامر ۔ بچے اور مجنون کے مال میں ولایت تصرف بلا خلاف باپ اور دادا کو حاصل ہوگی، اگر یہ دونوں نہ ہوں تو ان میں سے کسی ایک کا وصی سرپرست ہوگا جس کے بارے میں کسی ایک نے وصیت کی ہو کہ وہ قاصر کے (مالی) امور کی نگرانی کرے اور اگر یہ (بھی) موجود نہ ہو تو پھر شرعی حکومت اور مسلمانوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ معاملہ سنبھالیں۔" (22)

جیسا کہ حنفیہ کی رائے ہے مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور شیعہ کا خیال بھی اس بارے میں یہ ہے کہ صغیر اور مجنون کے جن اولیا کا ذکر ہوا ان کے علاوہ بھائی، چچا اور ماں وغیرہ اقارب کو ان کی سرپرستی کرنے کا حق نہیں ہے۔ الا یہ کہ باپ دادا اور ان کا وصی ان کے ولی مقرر کیے جانے کی وصیت کریں یا قاضی اور محکمہ تحفظ نابالغان ان کو ولی بنادیں۔(23)

حنفیہ کے علاوہ شافعی فقہاء کے نزدیک مختار قول بھی یہی ہے کہ بلوغ کے بعد طاری ہونے والے جنون اور عتہ سے متاثر شخص پھر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سے ان ہی لوگوں کی سرپرستی میں آئے گا جو بلوغت سے پہلے اس کے ولی تھے کیوں کہ وجود اور عدم کے لحاظ سے حکم علت (Effective case) کے ساتھ ساتھ چلتا ہے پھر جب ولایت کی علت پائی جائے گی تو ولایت بھی موجود ہوگی۔(24)

مالکیہ، حنابلہ اور شیعیہ علماء کا اس بارے میں خیال یہ ہے کہ بلوغت کے بعد لاحق ہونے والے جنون اور عتہ کی صورت میں متاثر شخص پھر سے ان لوگوں کی سرپرستی میں نہیں آئے گا جن کو اس پر اس کے زمانہ طفولیت میں ولایت حاصل تھی وہ کہتے ہیں ''وانما تکون للقاضی ؛ لان الولاته سقطت بالبلوغ عاقلا ، والساقط لایعود ۔ بلکہ اس کا ولی حاکم ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے کہ بالغ ہوتے ہی اس پر سے کسی (اور) کو سرپرستی کرنے کا حق ساقط ہو گیا اور ساقط ہونے والا پھر لوٹتا نہیں۔''(25)''ابن قدامه'' نے بھی اس ضمن میں پتے کی بات کہی ہے آپ فرماتے ہیں''وان جددالحجر علیه بعدبلوغه لم ینظرفی ماله الا الحاکم لأن الحجریفتقرالی حکم الحاکم وزواله یفتقر الی ذالك فکذلك النظرفی ماله. بالغ ہونے کے بعد اگر اس پر نئے سرے سے حجر لاگو ہوا تو حاکم ہی اس کے مال کی دیکھ بھال کرے گا کیونکہ (بالغ) پر تعمیل حجر کرنا اور برخاست کرنا دونوں عدالتی فیصلے کے محتاج ہوتے ہیں سو! یہی حکم اس کے مالی امور کی نگرانی کا بھی ہے کہ حاکم ہی اس کے مالی معاملات کی دیکھ بھال کرے گا۔''(26)

سفیہ کا ولی

ملت اسلامیہ کے تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ بالغ ہونے اور سن رشد کو پہنچنے کے بعد کوئی شخص اگر بے وقوف ثابت ہوا تو مالی امور میں اس کی سرپرستی کرنے کا حق صرف حکومت کو یا اس شخص کو حاصل ہوگا جسے عدالت اس کا سرپرست مقرر کردے اس کا اصل مقصد نادان کے مال کی حفاظت کرنا ہوتا ہے اور لوگوں کے مالی مفادات کا تحفظ اور فلاح و بہبود کرنے کی صلاحیت شرعی حکومت اور محکمہ قضاء (Courts) ہی رکھتے ہیں چنانچہ حنفیہ میں سے صاحبین اور باقی ائمہ مذاہب اس بارے میں فرماتے ہیں

''اذابلغ الولد سفیهافالولایة علیه للقاضی اولقیمه الذی یقیمه علیه ولیس لأبیه ولالجده ولالو صیهما ولایة علیه ،ذالك لأنه حجر علیه مراعاة لمصلحة ومحافظة علی ماله لا لنقص فی اهلیة ، والنظر فی صلاح الامور عند ثبوت الأهلیة للحاکم لا لغیر.

جب بچہ احمق اور غیر رشید بالغ ہو جائے تو اس کے مال کی حفاظت کے لیے اس پر ولایت قاضی کرے گا یا وہ شخص اس کے مالی امور کا سرپرست ہوگا جس کو قاضی قیم (Curator) مقرر کردے اور اس کے باپ دادا اور دونوں کے وصی کو اس کی ولایت اور نگرانی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ اس پر حجر اس کی مصلحت کی رعایت اور مال کی حفاظت کے لیے لاگو کیا گیا نہ کہ اس کی اہلیت میں کسی نقصان کی وجہ سے اور ثبوت اہلیت کے وقت معاملات کی اصلاح کرنے کے لیے دیکھ بھال کرنا حاکم کو سزاوار ہے نہ کہ غیر کو۔''(27)

مہمل (Neglected)

وہ نابالغ بچہ اور مجنون وغیرہ جس کا کوئی شرعی والی نہ ہو تو اس کے مال و املاک کی حفاظت و رعایت اور دیگر اہم امور کی نگرانی کے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

لیے ولایت اور سرپرستی کرنے کی ذمہ داری حکومت کی ہوگی ارشادنبویؐ ہے (السلطان ولی من لا ولی له) حاکم اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو۔'' (28)

ولی کی برطرفی

حکومت اور محکمہ تحفظ نابالغان (Court of wards) کو عمومی حیثیت سے قاصر کے مالی معاملات کی ولایت اور انتظام کا حق حاصل ہے لیکن جن لوگوں کو خصوصی حیثیت سے یہ حق حاصل ہے انہیں حکومت پر ترجیح حاصل ہوگی خواہ وہ لوگ حکومت ہی کی طرف سے مقرر کئے گئے ہوں البتہ جن صورتوں میں انتظام اور چیک وبیلنس (Check & Balance) قائم رکھنا ان کے بس سے باہر ہو جائے یا ان کی نااہلی اور بدانتظامی ثابت ہو جائے تو حکومت انہیں بے دخل کر سکتی ہے یا اور کوئی مناسب انتظام کر سکتی ہے۔ (29)

حاصل کلام یہ ہوا کہ قاصر کے مال میں اس کے سوء تصرف اور بدتدبیری کو روکنے کے لیے اس پر ولایت اور سرپرستی کرنے کا حق تمام فقہائے مذاہب کے نزدیک سب سے پہلے خصوصی حیثیت سے باپ کو حاصل ہے اس کے بعد باپ کا اپنے حال حیات میں ولی مختار بنانے والے شخص کو پھر اس کے مقرر کئے ہوئے شخص کو پھر قاصر کے دادا، سگڑ دادا اور وصی کو البتہ بعض علماء قرابت نسبی کی بناء پر وفور شفقت کی وجہ سے باپ کے وصی مختار سے دادا کو حق ولایت میں مقدم رکھتے ہیں اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو ولی بننے کے لیے وصایت قاضی یا اس شخص کی طرف منتقل ہو جائے گی جس کو اس نے اس کام کے لیے مقرر کیا ہو۔ نیز بچہ اور مجنون اگر حالت جنوں میں بالغ ہو گئے تو حنفیہ کے راجح قول کے مطابق زمانہ طفولیت میں ان کے اولیا کی ترتیب میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی اور بلوغت کے بعد بھی وہی لوگ ان کے سرپرست ہوں گے تاہم ایک بار پھر ملت اسلامیہ کے علماء اس امر پر متفق نظر آتے ہیں کہ عاقل بالغ مگر بے وقوف شخص کے مالی امور اور معاملات کی تدبیر حاکم یا وہ شخص کرے جس کو اس نے اس مقصد کے لیے مقرر کیا ہو اسی طرح جس قاصر کا کوئی ولی ہی نہیں ہوگا تو حکومت یا اس کا کوئی کارندہ اس کے مالی امور کا انتظام کرے گا۔ اور اگر نا اہل تصرف کو غیر مفید مالی تصرفات سے منع کرنا ولی کے بس میں نہ رہے یا اس کی نااہلی اور بدانتظامی ثابت ہو جائے تو حکومت اس کو ولایت سے برطرف کرے گی۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات وحواشی

1- البقرہ : 282۔

2- القرطبی،الجامع لاحکام القرآن، ص : 9/5؛نیز دیکھئے! ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ص : 624 ؛ وشبیراحمد عثمانی، تفسیرعثمانی، ص : 60 ؛ و النووی، المجموع شرح المهذب ، ص : 345/3.

3- النسآء : 5۔

4- تفسیر ابن عباس ، ص : 64 ؛ نیزملاحظہ ہو! ابوسعود ، تفسیر ابی سعود، ص : 270/1۔

5- دیکھئے! الالوسی ، روح المعانی ، ص : 205 ؛ وقاضی ثناءاللہ تفسیرمظہری، ص : 14/2؛ والطباطبائی ، المیزان فی تفسیر القرآن ، ص : 182/4؛ و الکاسانی ،بدائع الصنائع ، ص : 238-239/2۔

6- ملاحظہ ہو! الزرقا ، المدخل الفقهی العام ، ص : 815/2؛ وزیلعی، تبیین الحقائق ، ص : 193/5؛ والطباطبائی ، المیزان فی تفسیر القرآن ، ص : 182/2۔

7- الجرجانی ، التعریفات ، ص : 177؛ و قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 510۔

8- الحصکفی ، الدرالمختار، ص : 24/2 ؛ والزرقا، المدخل الفقهی العام ، ص : 510/2۔

9- الزرقا، المدخل الفقهی العام ، ص : 815/2 ؛ و قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 510؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته، ص : 7327/10۔

10- الولیُّ ؛ کلُّ من ولیی امراًاوقام به، ذکراً کان او انثٰی، دیکھئے! قلعه جی و قنیبیی، معجم لغة الفقهاء، ص : 510 ؛ و محمد رشید رضا، تفسیر المنار ، ص : 122/4۔

11- الزرقا، المدخل الفقهی العام ، ص : 815/2؛ وقلعه جی وقنیبیی ، ص : 43۔

12- الزرقا، المدخل الفقهی العام ،م.ن۔

And see! Muir Muhammad, the all Pakistan legal decisions 1987, P-3.

13- سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی ، ص : 381 ؛ و قلعه جی وقنیبیی، معجم لغة الفقهاء ، ص : 503۔

14- ملاحظہ ہو! الحصکفی، الدرالمختار، ص : 24/2 ؛ والسید السابق ، فقه السنة ، ص : 414 - 413 ؛ وعلی الخفیف ، احکام المعاملات الشرعیة، ص : 110؛ وتقی امینی،فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر ، ص : 258؛وتنزیل الرحمٰن،قانونی لغت،ص : 143؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 7331/10۔

15- الکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 170/7؛ والحصکفی ، الدرالمختار ، ص : 92/4؛ والدردیر ؛ الشرح الصغیر ، ص : 289/3؛ والشربینیی الخطیب ، المغنی المحتاج ، ص : 146-147/2؛ والشیرازی ،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

المهذب ، ص : 328/1؛ وابن قدامه، المغنی ، ص : 570/4؛ والسید السابق ، فقه السنة، ص : 414؛ والجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ص : 365/2؛ و الحر العاقلی ، وسائل الشیعة الی تحصیل مسائِل الشریعة ، ص : 589/6؛ والطوسی، النهایة فی مجرد الفقه و الفتاوی، ص : 361۔

16- لجنة مولفةمن العلماء والفقهاء ، م 974 ، ص : 189؛ وسلیم رستم الباز ، شرح المجلة ، ص : 514؛ و الجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 355/2؛ والسید السابق ، فقه السنة ، ص : 413؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 7331/10؛ وعلی الخفیف ، احکام المعاملات الشرعیة، ص : 110۔

17- ملاحظہ ہو ! سلیم رستم الباز ، شرح المجله ، ص :545۔

18- محمد وهبة الزحیلی ، ص : 426/5۔

19- دیکھئے! الدردیر ، الشرح الصغیر ، ص: 289/3؛ وابن قدامه ، المغنی، ص :70/4؛ والبهوتی، کشاف القناع، ص : 413/3؛ والجزیری، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ص : 365/2۔

20- الشیرازی ،المهذب، ص : 328/1؛والنووی،المجموع شرح المهذب ، ص : 345/3؛ والشربینی الخطیب، المغنی المحتاج ، ص : 173/2؛ والجزیری، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 365/2۔

21- الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 427/5۔

22- احمد بن یحیٰی المرتضٰی، البحرالزخار،ص: 88؛والطوسی، النهایة ،ص: 361؛والطباطبائی،ریاض المسائل فی بیان الاحکام بالدلائل ، ص : 592/1؛ والمیزان فی تفسیر القرآن، ص : 182/4؛ وا لخمینی ، تحریر الوسیلة ، ص : 175/2۔

23- دیکھئے! الزحیلی، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 427/5؛ و احمد بن یحیٰی المرتضٰی، البحرالزخار،ص :88؛ والخمینی ، تحریرالوسیلة ، ص : 175/1؛ والجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 355/2۔

24- دیکھئے! الزحیلی، الفقه الاسلامی وادلته، ص : 7331/10۔

25- ملاحظہ ہو! ص : 527/5، م.ن۔

26- المغنی ، ص : 570/4؛ والبهوتی ، کشاف القناع ، ص : 571/3۔

27- دیکھئے! الکاسانی، بدائع الصنائع ، ص : 170/7؛ وابن الهمام ، فتح القدیر ، ص : 316/7؛ وزیلعی ، تبیین الحقائق، ص : 195/5؛ و ابن رشد ، بدایة المجتهد، ص : 331/2؛ وابن جزی ، القوانین الفقهیة ، ص : 321؛ والدردیر، الشرح الکبیر ، ص : 298/3؛ والشیرازی ، المهذب، ص : 331/1؛ والشربینی الخطیب،المغنی المحتاج، ص : 166/4-170؛ وابن قدامه، المغنی، ص : 570/5؛ والبهوتی ،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کشاف القناع، ص: 571/3؛ والحر العاقلی، وسائل الشیعه الی تحصیل مسائل الشریعة ، ص : 591/6؛ والطباطبائی ، ریاض المسائل فی بیان الاحکام بالدلائل ، ص : 592-593/1 ؛ والمیزان فی تفسیرالقرآن،ص:182-183/4؛والطوسی،النهایه،ص : 361-362؛ والخمینی، تحریر الوسیلة ، ص : 14/2۔

28- الترمذی ، جامع الترمذی ، کتاب النکاح، باب ماجاء لانکاح الابولی، حدیث نمبر 1049، ص : 130/1 ؛ نیز دیکھئے! تنزیل الرحمن،قانونی لغت ، ص : 43۔

29- تقی امینی،فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر ، ص : 287؛ وتنزیل الرحمن،قانونی لغت،ص : 148۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل دوم

قاصر کے مال میں ولی اور وصی کے تصرفات

1- ولی کے تصرفات

احکامات خداوندی اور فرمودات نبویؐ کی روشنی میں یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ قاصر (یعنی کم سن، معتوہ، پاگل اور بے وقوف) کے مال واملاک کے تحفظ ونگہداشت اور اس کی ضروریات پر اٹھنے والے اخراجات کے سلسلے میں مداخلت اور تصرف کرنے کا حق ولی اور منتظم کو حاصل ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس کی ملکیت (اور نقد رقوم) میں جو تصرفات کرے وہ قاصر کے مفاد میں ہوں اور ایسے عمل دخل کا قطعاً کوئی اختیار اس کو حاصل نہیں ہوگا جو خالصتاً مالی نقصان پر منتج ہو اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے {وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ....} اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ بھٹکنا۔ مگر ایسے طریق سے کہ بہت بہتر ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔" (1) اسی طرح احادیث سے بھی ثابت ہے کہ رسول ﷺ نے قاصر کے اولیا کو تلقین فرمائی کہ وہ اس کے اموال میں نیک اور معروف روش کے مطابق تصرف کریں اور اس کے مال کو اپنے مالوں کے ساتھ نہ ملائیں اور نہ فضول اور بے جا اڑا کر ختم کریں۔ (2)

جیسا کہ پہلے بتایا گیا اور قرآن وسنت کی ہدایت سے بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ قاصر کا ولی ہوش مند، عاقل وبالغ اور عادل وکفایت شعار ہو لہٰذا وہ اگر دولت بے جا اڑانے والا اور فضول خرچ ہو تو اس قابل نہیں ہے کہ وہ زیر سر پرستی شخص کے مالی امور کی نگرانی کرے بلکہ اس کو چاہیے کہ وہ اس مقصد کے لیے کسی معاملہ فہم، منصف مزاج اور دیانت دار شخص کو وصیت کرے۔

علماء وفقہاء کے اقوال وآراء

علمائے اسلام اور فقہائے مذاہب اس بات کے قائل ہیں کہ جن مالی تصرفات میں قاصر کی بہتری اور فلاح وبہبود ہو ولی کو چاہیے کہ وہ اس کے مال میں وہی تصرفات روبعمل لائے اور ایسے تصرفات سے گریز کرے جو قاصر کے لیے خالصتاً ضرر رساں ہوں بلکہ ثمر آور بنانے کے لیے اس کو کاروبار یا تجارت میں لگائے اور یوں ہی پڑا نہ رہنے دے کہ اخراجات میں خرچ ہو کر ختم ہو جائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (من ولي يتيماً، وله مال فليتجر بماله، ولا يتركه حتىٰ تاكله الصدقه) جو کسی نابالغ کا ولی ہوا اور اس کا مال ہو تو اس کو چاہیے کہ اس (قاصر) کے مال میں تجارت کر کے اس کو بار آور بنا دے اور ایسا بے کار نہ چھوڑے کہ صدقہ اس کو ختم کرے۔" (3) چنانچہ فقہاء فرماتے ہیں

"تصرف الولي في مال القاصر مقيد بالمصلحة للمولي عليه، فلا يجوزله مباشرة التصرفات الضاره ضرراً محضاً كهبة شي من مال المولي عليه او التصدق به او البيع والشراء بغبن فا حش، فيكون تصرفه با طلا ، وليس له ايضاًان يقرض ماله للغير ، ولا ان يقترض لنفسه ، لما في اقراضه من تعطيل استثمار المال ولا يو صى به.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ولی کا زیر سرپرستی قاصر کے مال میں تصرف کرنا اس کی بہتری چاہنے کی قید کے ساتھ مقید ہے، تو اس کو محض نقصان دہ تصرفات کرنے کی اجازت نہیں ہوگی جیسے زیر نگرانی شخص کے مال میں سے کوئی چیز بلاعوض اور مفت میں کسی کو دے دینا، صدقہ وخیرات کردینا اور یا کھلے ہوئے نقصان کے ساتھ اس میں خرید وفروخت کرنا، تو اس کا (ایسا) تصرف باطل و بے کار رہوگا، اور اس کو یہ اختیار بھی حاصل نہیں ہے کہ اس کا مال دوسرے کو قرض کے طور پر دیدے یا خود قرض لے لے کیونکہ قرض دینے میں اس کے مال کی سرمایہ کاری کو معطل کردینا ہے اور نہ وہ اس کے مال میں سے کسی کے لیے وصیت کرے۔"(4)

البتہ قاصر کے ولی کو اس کے مال میں عاریتاً کچھ کسی کو دے دینے یا امانت رکھ لینے اور قرض کے بدلے قرض خواہ کے پاس رہن رکھنے کو فقہانے جائز قرار دیا ہے اسی طرح اس کے مال میں سے کوئی چیز زیادہ قیمت پر فروخت کرنے اور کم قیمت میں خریدنے میں اس کا خالص فائدہ ہے۔ یہی حکم اس کے مال کو اجرت پر دینے یا اس کے لئے کوئی چیز اجرت پر حاصل کرنے کا بھی ہے۔(5) ولی کی طرف سے قاصر کے مال میں مفید کاروبار کرنے پر جو اخراجات اٹھیں گے وہ قاصر کے مال ہی سے منہا ہوں گے۔(6)

قاصر کی غیر منقولہ جائیداد (زمین) کی فروخت

فقہائے اسلام فرماتے ہیں کہ ولی (یعنی باپ دادا، قاضی، حاکم اور ان کا وصی) قاصر کی اشد ضروریات کی تکمیل اور اس کے بہترین مفاد میں اس کی غیر منقولہ جائیداد (زمین ومکان وغیرہ) فروخت کرسکتا ہے مثلاً:۔

i. اس کی اور اس کے بیوی بچوں کی رہائش، خوراک اور علاج کے اخراجات پورا کرنے کے لئے اور کوئی ذریعہ آمدن نہ ہو سوائے زمین فروخت کرنے کے۔

ii. زمین یا غیر منقولہ جائیداد میں سے کوئی اور شے مہنگے داموں فروخت ہو رہی ہو۔

iii. خدشہ ہو کہ زمین سیلاب میں بہہ جائے گی، قدرتی آفت سے بہت بڑا نقصان ہوگا یا کوئی ظالم غصب کرلے گا۔

iv. زمین ایسی جگہ واقع ہو جہاں پر اس کے استعمال سے بہت کم فائدہ حاصل ہو رہا ہو اگر اسے فروخت کرکے اس کی جگہ ایسے مقام پر زمین خریدی جائے جہاں کی زمین خوب ذرخیز اور زیادہ پیداوار دینے والی ہو۔

v. کوئی بہت مفید چیز سستے داموں بک رہی ہو جس کی قاصر کو ضرورت ہو مگر اس کو خریدنے کی کوئی صورت نہ ہو سوائے اس کے کہ اس کی زمین فروخت کی جائے۔

vi. قاصر کا حصہ زمین مشترک مگر قابل قسمت جائیداد میں ہو، یا ایسی جائیداد میں واقع ہو جو تقسیم قبول نہ کرے، اس کو بیچنے اور کسی اور مقام پر الگ سے زمین خریدنے میں اس کا فائدہ بہت ہو اور شرکا کا کوئی نقصان بھی نہ ہو۔

vii. جہاں قاصر کا گھر آباد تھا وہاں سے لوگ چوراچکوں یا کسی اور وجہ سے نقل مکانی کر رہے ہوں اور وہاں پر بسا رہنا خطرے سے خالی نہ ہو۔(7)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مفصلہ بالا اوران کی مماثل صورتیں ایسی ہوں گی کہ ان میں اگر قاصر کی زمین اور مکان ودکان وغیرہ فروخت کی جائے تو اس کے لیے فائدے کا باعث ہوگا۔جیسا کہ مذاہب اربعہ اور فقہ شیعی کی معتبر کتب میں ہے کہ ولی کو زیر نگرانی شخص کی زمین اور مکان وغیرہ فروخت کرنے کی اجازت تب حاصل ہوگی جب حسب ذیل امور متحقق ہوں

"ان تدعو الحاجة البينة الى بيعه كنفقة و كسوة او وفاء دين . ان تكون صفقة البيع رابحة بان يبيعه بأكثر من ثمن مثله. ان يكون حصته مع شريک، فيباع ليشترى له عقار مستقل لا شركة فيه تخلصاً من ضرر الشركة. ان يكون ريعه قليلاً او لاريع له اصلاً، فيباع ليستبدله مافيه ريع اكثر . ان يكون العقار بين جيران سوء. ان يكون مشتركاً غير قابل القسمة ،فيبيع شريكه حصته ، فيباع مع بيع شريكه . ان يخاف خرابه . ان يصبح المنزل منفرداً في مكان لانتقال العمارة عنه"۔(8)

یہ کہ کوئی واضح ضرورت اس کو فروخت کرنے کی مقتضی ہو، جیسے اس کی (اور اس کے بیوی بچوں کی) خوراک، پوشاک (علاج، رہائش کے اخراجات پورا کرنے) اور قرض ادا کرنے کے لیے بیچنا۔ یہ کہ عقد بیع فائدہ دینے والا ہو،اس طرح کہ ولی اسے قیمتِ مثل (Equivalent Value) سے زیادہ میں فروخت کرتا ہو۔ یہ کہ قاصر کا حصہ (زمین) شریک کے ساتھ (مشترک جائیداد میں) ہو تو بیچا جائے گا تا کہ شراکت کے ضرر سے چھٹکارا دلانے کی غرض سے شرکت سے پاک مستقل (نوعیت کی) زمین اس کے لیے خریدی جائے۔ یہ کہ اس کی پیداوار کم ہو اور یا اس کی کوئی پیداوار ہی نہ ہو تو اسے فروخت کیا جائے گا تا کہ بدلے میں زیادہ پیداوار دینے والی زمین خریدی جائے۔ یہ کہ اس کی زمین (کانکڑا) برے پڑوسیوں کے درمیان ہو یا ایسی جائیداد میں ہو جو تقسیم ہونا قبول نہ کرے اور اس کا شریک اپنا حصہ فروخت کرتا ہو تو شریک کے حصہ زمین کے ساتھ ساتھ اس کی زمین بھی فروخت کی جائے گی۔ یہ کہ زمین کے خراب (غیر آباد) ہونے کا ڈر ہو۔ یہ کہ آبادی کے منتقل ہونے کے باعث قاصر کا مکان اکیلا رہ گیا ہو۔

2- وصی کے تصرفات

ا۔ وصی مختار کے تصرفات

باپ دادا کی طرف سے قاصر کے مالی امور کی نگرانی کرنے اور اس ضمن میں غیر مفید تصرفات سے اس کو روکنے اور تصرفات مفیدہ کرنے کی اجازت دینے کے لیے جس شخص کو وصیت کی جاتی ہے وہ قاصر کے مال میں ان ہی تصرفات کو بجالانے کا مجاز ہوتا ہے جن کا اختیار اس کے باپ دادا کو حاصل ہوتا ہے البتہ باپ دادا کے مقابلے میں اس کی شفقت چونکہ ناقص ہوتی ہے اس لئے وہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قاصر کی زمین بیچنے کا مالک نہیں ہوتا ہے سوا اس کے کہ ایسا کرنا اس کے انتہائی مفاد میں ہو یا ناگزیر ہو چکا ہو مثال کے طور پر اوپر وضاحت ہوئی ہے کہ i. قاصر کی زمین دوگنی یا اس سے زیادہ قیمت پر فروخت ہورہی ہو، اور فروخت ہونے والی زمین کی قیمت فروخت کے برابر یا کم میں اس سے مفید زمین خریدی جاسکتی ہو۔ ii. زمین کی پیداوار سے اس پر اٹھنے والے اخراجات اور لگنے والے ٹیکس زیادہ ہوں۔ iii. قاصر کے نان ونفقہ اور بود و باش کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے اس کی زمین فروخت کرنا ناگزیر ہو چکا ہو۔(9)

ب۔ وصی قاضی کے تصرفات

اگر قاصر کا باپ، دادا یا ان کا وصی مختار موجود نہ ہو تو ولایت اور نگرانی کرنے کا حق قاضی کو منتقل ہو جائے گا اس بارے میں تمام فقہی مسالک کے علماء بھی یہ کہتے ہیں کہ ولایت عامہ کا حق حاکم کو حاصل ہوتا ہے۔(10)

تاہم معمول یہی ہے کہ حاکم بذات خود قاصر کے مالی امور کی حفاظت اور نگہداشت کا فریضہ سرانجام نہیں دیتا بلکہ اس کام کو بجالانے کے لیے اس کی جانب سے کوئی کارندہ مامور ہوتا ہے جسے ''وصـــی الـــقـــاضـــی'' کہتے ہیں پاکستان میں مروج قانون (THE GUARDIAN AND WARDS ACT AND THE MAJORITY ACT) کے رو سے محکمہ تحفظ نابالغان اس ذمہ داری کو نبھاتا ہے۔(11)

بہر تقدیر قاضی کی طرف سے قاصر کے مالی امور اس کے بہتر مفاد میں چلانے کے لئے متعین ہونے والا شخص قاصر کے مال واملاک میں اس طور پر عمل دخل کرے گا جس کا نتیجہ اس کے حق میں بہت بہتر ہو اور ایسے تصرفات سے دور رہے گا جو اس کے لئے ضرر رساں ہوں۔(12) چنانچہ وہ اس کے مال کو کاروبار میں لگائے تاکہ دولت کی نکاسی ہو اور غیر منقولہ املاک فروخت کرنے میں اگر قاصر کی بہتری محسوس کرتا ہو تو متذکرہ بالا صورتوں میں بیچ ڈالے تاہم دیگر اولیا اور اوصیا کے مقابلے میں وصی قاضی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہے تو اس کا مال کسی کو قرض کے طور پر دے دے کیوں کہ حکومت حفاظت دین کی ضمانت کے ساتھ قرض دیا کرتی ہے۔(13)

المختصر! طبعی نقص اور قصور اہلیّت و تصرف حالت ضرورت کی ایک صورت ہے، شریعت اور قانون نے قاصر کے مالی امور ومعاملات اس کے بہترین مفاد میں چلانے اور انجام دینے کے لیے باپ، دادا، وصی اور حاکم کی شکل میں اس کے ولی کا تعین کیا ہے جو اس کی تربیت کرتا ہے، اور اس کو مال اور املاک میں ایسے تصرفات کرنے کی اجازت نہیں دیتا جو اس کے حقوق، مالی مفادات اور جائیداد کی حفاظت کے خلاف ہوں اور اس مقصد کے لیے بجائے اس کے یہ ذمہ داری خود نبھاتا ہے۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات وحواشی

1- الاسراء : 34۔

2- دیکھئے! الشوکانی، نیل الاوطار،ص : 251/5۔

3- الترمذی، جامع الترمذی، کتاب، الزکوٰۃ، باب ماجاءَ فِي زکوٰۃ مال الیتیم، حدیث نمبر 620، ص : 81/1۔

4- ملاحظہ ہو! الکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 153/5؛ وابن الھمام ، فتح القدیر، ص : 499/8؛ والجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ص : 358-359/2؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته ،ص : 430/5؛والدردیر، الشرح الصغیر ، ص : 390-395/3؛ والشربینیی الخطیب، المغنی المحتاج، ص : 174/2؛ والشیرازی، المهذب، ص :328-330/1؛ والبهوتی ، کشاف القناع ، ص : 435-439/3؛ وابن قدامه المقدسی، الشرح الکبیر علی المغنی ، ص : 4/ 566-565؛ واحمد بن یحییٰ المرتضیٰ ، البحرالزخار ، ص : 89-88؛ والطوسی ، النهایه ، ص : 362-361؛ والخمینی، تحریر الوسیلة ، ص : 15/2۔

5- دیکھئے! زیلعی ، تبیین الحقائق ، ص : 194/5؛ و الطوری ، تکملة البحر، ص : 495-499/8 ؛ و الزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 431/5؛ والشربینیی الخطیب ، المغنی المحتاج ، ص : 176/2؛ والدردیر، الشرح الکبیر ، ص : 299/3؛ وابن قدامه المقدسی، والشرح الکبیر علی المغنی، ص : 566-565/4؛ والحر العاقلی ، وسائل الشیعة الی تحصیل مسائل الشریعة ، ص : 589-592/6۔

6- ایضاً ؛ والکاسانی ، البدائع والصنائع ، ص : 153/5۔

7- ملاحظہ ہو! ابن قاضی، جامع الفصولین ، ص : 15-20/2؛ والجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 360/2؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته، ص : 430-434/5؛ والدسوقی ، حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر، ص : 299-302/3؛ والدردیر، الشرح الصغیر، ص :390-395/3؛والشیرازی، المهذب ، ص :328-330/1؛ والشربینیی الخطیب ، المغنی المحتاج ، ص : 175-174/2؛ والبهوتی، کشاف القناع ، ص : 335-339/5؛ والطوسی، النهایة ، ص : 362-65؛ والحرالعاقلی ، وسائل الشیعة الی تحصیل مسائل الشریعة، ص :593-595/6۔

8- دیکھئے! بدائع الصنائع ، ص: 153/5؛ وقاضی زاده ، تکملة الفتح،ص: 499/8؛ والدردیر، الشرح الکبیر، ص: 299/3؛ والشرح الصغیر،ص : 390-393-395/3؛ والشربینیی،المغنی المحتاج، ص:176/2---174؛والشیرازی، المهذب،ص: 328-330/1؛ والبهوتی،کشاف القناع، ص:435-439/3؛

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

والطوسی ، النهاية فی مجرد الفقه و الفتاویٰ، ص: 365-362؛ والحر العاقلی، وسائل الشيعة الی تحصيل مسائل الشريعه، ص: 6/595-593۔

9- ملاحظہ ہو! الطوری ، تکملة البحر الرائق ، ص : 8/499؛ وابن قاضی ، جامع الفصولين، ص : 2/20-15؛ والمقدسی، الشرح الكبير علی المغنی ، ص : 5/569-67؛ والجزيری ، كتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ص : 363-362؛ والزرقاء المدخل الفقهی العام ، ص: 2/822 ؛و الزحيلی،الفقه الاسلامی وادلته ، ص :5/439۔

10- دیکھیے! الزرقا ، المدخل الفقهی العام ، ص : 2/223-221؛ والزحيلی ، الفقه الا سلامی وادلته، ص : 4/2893؛ نیز دیکھیے! باب ہذا کی فصل اول؛ نمبر شمار 29 کے حوالہ جات۔

11- تنزیل الرحمٰن ، قانونی لغت ، ص : 143؛ نیز ملاحظہ ہو! قانون اطفال ،عسکر یار جنگ ،ص : 33-26؛
And See! Muir Muhammad, P. L. D, 1987, P : 3.

12- ملاحظہ ہو! مصطفی السباعی ، شرح قانون الاحوال الشخصية، ص : 2/62؛ والزحيلی ، الفقه الاسلامی وادلته، ص : 10/44-7342؛ والزرقا ، المدخل الفقهی العام، ص : 2/822 ؛ والحر العاقلی ، وسائل الشيعة الی تحصيل مسائل الشريعة ، ص : 6/593-591۔

13- ملاحظہ ہو! الكاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 5/155-153؛ وابن الهمام ،فتح القدير ، ص : 8/501-499؛ والدسوقی، حاشية الدسوقی علی الشرح الكبير ، ص : 3/295-291؛ و الزرقا، المدخل الفقهی العام، ص : 2/821-817؛ والطوسی، النهاية، ص : 365-361۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فصل سوم

برخاستگیٔ حجر

قبل ازیں یہ بات بخوبی معلوم ہوئی ہے کہ کسی کو اس کے مال واملاک میں تصرف سے روکنا شرعاً ''حجر'' کہلاتا ہے جس کے اسباب وموجبات میں بچہ ہونا، پاگل ہونا اور احمق ہونا وغیرہ شامل ہے جہاں تک بچے کا تعلق ہے تو اس پر یہ پابندی اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک کہ اس میں دو اوصاف نہ پائے جائیں ایک تو اس کا بالغ ہو جانا ہے اور دوسرا اس میں اپنے مالی امور اور معاملات کو سمجھنے کی صلاحیت کا پیدا ہو جانا۔

بالغ اور خوش اطوار ہونا

جب کوئی نابالغ بچہ بالغ ہو جائے اور اپنے مالی معاملات نیک اطواری اور خوش اسلوبی کے ساتھ چلانے کا شعور حاصل کرے تو قانون حجر کی تعمیل اور پابندی اس پر سے اٹھالی جائے گی۔ البتہ اس سلسلے میں اس کے ہوش مند، معاملہ فہم، خوش اسلوب اور سلیقہ شعار ہونے کا مکمل علم تب ہوگا کہ اس کو مالی امور نمٹانے اور مالکانہ حقوق استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے بعد جب اس کا ہوشیار، صلاح کار اور حسن تدبیر والا ہونا ثابت ہو جائے تو اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائے اس تناظر میں فرمان باری تعالیٰ کا مقصد بھی یہی ہے کہ بچے جب بالغ ہونے کی عمر کو پہنچ جائیں اور پھر تم ان میں حسن تدبیر دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔(1) چنانچہ فقہائے مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صغیر کے اموال اس وقت تک اس کی تحویل میں نہ دیے جائیں جب تک وہ بالغ اور ہوشیار نہ ہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مال سپرد کرنا بلوغ اور رشد کی دو شرطوں کے ساتھ مشروط کیا ہے۔(2) تو بچہ اگر اس حال میں بالغ ہوا کہ وہ مال کی حفاظت اور اس کی اصلاح، تدبیر اور انتظام کرنے سے واقف تھا اور کاروبار تجارت کر کے اس کو بارآور بنانے کے طریقوں کو خوب جانتا تھا تو اموال اس کی تحویل میں دے دیے جائیں گے، تصرف نہ کرنے کی پابندی اس پر سے ہٹا دی جائے گی اور مالکانہ حقوق استعمال کرنے کی باقاعدہ اجازت اس کو مل جائے گی لیکن بغیر کسی حکومتی اور عدالتی فیصلہ کے قانون حجر کی تعمیل اور پابندی اس پر سے اٹھ جائے گی لہٰذا حنفی، حنبلی، شیعی اور (مذہب شافعی میں) راجح رائے کے مطابق شافعی فقہاء فرماتے ہیں ''**یرتفع حجر الصغیر ببلوغه رشیدا بدون حکم الحاکم ، لان الحجر علیه ثبت بغیر حکم حاکم، فیزول من غیر حکم ، کالحجر علی المجنون** ۔نابالغ بچے سے تصرف نہ کرنے کی پابندی اس کا حالت رشد میں بالغ ہونے پر اٹھ جاتی ہے کیوں کہ اس پر حجر حکم حاکم کے بغیر ثابت ہوا تو بغیر کسی حکم کے ختم ہوگا جیسے مجنون پر حجر۔''(3) جبکہ شافعیہ کی دوسری اور غیر راجح رائے اس بارے میں یہ ہے کہ نابالغ بچہ صغر اور طفولیت کے زمانہ میں عموماً اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ اس کے مالی امور میں اس کی نگرانی اور سرپرستی ہو، چنانچہ جب وہ جوانی کی عمر کو پہنچے تو اس کی سمجھ بوجھ کی آزمائش کی جائے جو حکومت بہتر طور پر کر سکتی ہے اور جانچ پرکھ کرتے وقت حکومت وعدالت اگر اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ صغیر کی بلوغت کے بعد اس میں مالی معاملات چلانے سے متعلق مکمل ہوشیاری اور خوش معاملگی آگئی ہے تو حجر اس پر سے برخاست کر دے اور تصرفات بجالانے کے لیے مال اس کی تحویل میں دے دے۔(4) فقہائے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مالکیہ اس سلسلے میں کہتے ہیں کہ طفولیت سے بلوغت میں پہنچنے والا یا لڑکا ہوگا اور یا لڑکی۔

ا۔ لڑکا : بلوغت میں پہنچنے والا اگر لڑکا ہے تو اس کی تین حالتیں ہیں:۔

i. بالغ ہونے والا بچہ بلوغت کے ساتھ ساتھ معاملہ فہم اور خوش اطوار بھی ہو اور اس کا باپ بھی زندہ ہو۔

ii. اس کا باپ فوت ہو چکا ہو اور اس کا وصی مختار یا قاضی کا وصی امور و معاملات میں اس کی سرپرستی کر رہا ہو۔

iii. نہ تو اس کا باپ ہو اور نہ کوئی وصی یعنی "مہمل" (Neglected) ہو۔

ان حالتوں میں برخاستگی حجر: پہلی صورت میں جب کہ اس کا باپ زندہ ہو تو اس پر حجر کی پابندی حکومتی فیصلے کے بغیر خود بخود ختم (Release) ہو جائے گی۔ دوسری صورت میں جب وصی کے نزدیک اس کی ہوشیاری اور نیک اطواری پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو وہ منصف مزاج گواہوں کے روبرو یا ان کی موجودگی کے بغیر بھی اس پر سے تصرف نہ کر سکنے کی پابندی دور کرتے ہوئے مال و املاک میں اس کو تصرف کرنے کی کھلی اجازت (Absolute Permission) دے دے۔ تیسری حالت میں بلوغت کے بعد جب تک اس سے حماقت اور بد معاملگی ظاہر نہ ہو تو اس کو حسن تدبیر اور خوش معاملگی والا تصور کرتے ہوئے اس پر سے حجر کی پابندی دور کی جائے گی۔(5)

ب: لڑکی : بلوغ میں داخل ہونے والی لڑکی پر حجر کی پابندی ختم ہونے سے قبل اس کی حسب ذیل دو حالتیں ہوتی ہیں:۔

i. جس بچی کا باپ زندہ ہو اور وہ بالغ ہو گئی، امور خانہ داری میں سلیقہ مند تھی اور خاوند نے اس کے ساتھ شب باشی بھی کی ہو تو اس پر سے حجر کی پابندی اٹھ جائے گی لیکن خاوند کے ساتھ ہم بستری کرنے سے قبل اس پر سے تصرف نہ کرنے کی پابندی تب ہٹے گی کہ باپ اس کو سلیقہ شعار اور خوش اطوار قرار دے اور وہ اس طرح کہ وہ کہہ دے" **رشدتك ورفعت الحجر عنك فيرتفع الحجر عنها وتنفذ تصرفاتها ، ولو لم يشهد العدول بصلاح حالها.** میں نے تجھے نیک اطوار اور سلیقہ شعار قرار دیا اور تجھ سے حجر کی پابندی اٹھا دی تو حجر اس پر سے ہٹ جائے گا اور اس کے تصرفات نافذ العمل ہوں گے گو کہ منصف مزاج لوگوں نے اس کی حالت کی درستگی کی گواہی نہ دی ہو۔"(6)

ii. لڑکی بالغہ ہوئی اور اس کا ولی باپ نے اپنی زندگی میں وصیت کر کے مقرر کیا ہو یا حاکم نے اس کی سرپرستی کے لئے کسی کو متعین کیا ہو تو اس پر سے حجر کی پابندی مندرجہ ذیل پانچ امور کے پائے جانے پر برخاست ہوگی۔

اول بالغ ہونا، دوم نیک اطوار ہونا، سوم گواہوں کا اس پر گواہی دینا، چہارم خاوند کا اس کے ساتھ ہم بستر ہونا، پنجم اور سلیقہ مند قرار دینے پر اس کے وصی یا نگران کا اس پر سے حجر کی پابندی ختم کر دینا۔(7) ان امور و اوصاف کے بعد حجر کی برخاستگی کے لیے حاکم و عدالت سے اجازت حاصل کرنا ضروری نہیں کیونکہ عورت سے حجر اٹھانے کے لیے کسی عدالتی فیصلے کی حاجت نہیں ہوتی۔(8)

الغرض! صغیر جب عقل اور مالی امور چلا سکنے کی سمجھ بوجھ کے ساتھ بالغ ہو جائے تو قضائے قاضی (Judicial Judgement) کے بغیر تصرف نہ کرنے کی پابندی خود بخود اس پر سے دور ہو جائے گی تاہم بجائے باپ کے اگر ایسے لڑکے کی سرپرستی وصی کر رہا ہو تو مالکیہ کے نزدیک وصی گواہوں کی موجودگی یا غیر موجودگی میں حجر کی پابندی اس پر سے برخاست کر دے اور موصوف کا ولی اور اس کا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

وصی اگر کوئی نہ اور وہ حاکم یا اس کے نمائندے کے زیر نگرانی ہو تو عدالتی فیصلے کے ذریعے اس کی ترشید (Rationalization) کرنا اور اس پر سے حجر برخاست کرنا تمام فقہاء کے ہاں ضروری ہو جاتا ہے۔ بالغہ، سلیقہ شعار لڑکی جس کا باپ زندہ ہو اور شوہر کے ساتھ اس نے شب باشی بھی کی ہو مالکی مسلک میں باپ کی طرف سے اس کو خوش اطوار اور سلیقہ شعار قرار نہ دینے کے باوجود اس پر سے حجر کی پابندی اٹھ جائے گی البتہ وصی والی لڑکی پر سے حجر تب برخاست ہو گا کہ اوصاف مذکورہ کے علاوہ وصی اس کے ہوشیار اور سلیقہ مند ہونے کا اظہار بھی کر دے۔

رشد کے بغیر بلوغت

بچے اگر اس حال میں بالغ ہوں کہ مالی امور اور معاملات خوش اسلوبی کے ساتھ نمٹانے کا ہنر نہ جانتے ہوں تو تمام مذاہب اس پر متفق ہیں کہ جب تک ان میں مالی امور سے متعلق حسن تصرف کی صلاحیت پیدا نہ ہو حجر کی پابندی ان پر برقرار رہے گی'' **فاتفقو اعلی انهم لا یخرجون من الحجر الا ببلوغ سن التکلیف و اینا س الرشد** ۔علمائے مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بچے سن بلوغ (Age of maturity) کو پہنچنے اور خوش معاملگی جاننے پر ہی قانون حجر کی پابندی سے آزاد ہو جاتے ہیں۔''(9)

سفیہ پر سے حجر برخاست کرنے کا حق

چہاروں فقہی مکاتب فکر کے علماء اور شیعی فقہاء بالغ مگر احمق شخص پر سے حجر برخاست کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں

''لا یثبت الحجر علی السفیه وذی الغفلة ولا یرفع الالقرار القاضی بثبوته اورفعه ، لان کلا من السفه والغفله لیس امراً محسوسا کالجنون والعته ، وانما یستدل علیه بالتصرفات الحاصلة من السفیه و المغفل ، وهذه امور تقدیریة اجتهادیة ، مختلف باختلاف وجهة النظر ، فلا بد من حکم القاضی للتثبت من الأ مرورفع الخلاف ومنعاً من تغریر المتعاملین معهما ، وعدم اضرارهم بهما ؛ لانهم لا یعلمون حقیقة امر هما الا لقرار الحجر علیهما۔

بے وقوف اور لاپرواہ شخص پر حجر کی پابندی قائم نہیں ہوتی اور نہ اس پر سے اٹھتی ہے مگر قاضی (Judge) کا اس کو ثابت کرنے یا اٹھانے کا فرمان جاری کرنے پر، کیوں کہ سفاہت اور غفلت میں سے ہر ایک جنون اور عتہ کی طرح کوئی محسوس معاملہ نہیں ہے، اس کا پتہ (تو) سفیہ اور مغفل کے تصرفات سے لگتا ہے، اور یہ فرضی اور قیاسی امور ہیں؛ نقطہ ہائے نظر کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں، پس معاملہ کی حقیقت پہچاننے، اختلاف رفع کرنے اور ان کے ساتھ لین دین کرنے والوں کو دھوکا رفریب سے بچانے اور ان لوگوں کا بھی دونوں کو نقصان نہ دینے کے لیے قاضی کا فیصلہ صادر کرنا ضروری ہے کیوں کہ ان لوگوں کو ان دونوں کے معاملے کی حقیقت کا علم ان دونوں پر حجر عائد ہونے کے فیصلے ہی سے ہوتا ہے۔''(10)

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

المختصر! مالی اموراور معاملات چلانے کے اعتبار سے کسی کے احمق اور لا پرواہونے کا اندازہ اس کے مالی تصرفات سے لگایا جاسکتا ہے اور یہ کام حکومت وعدالت بہتر طور پر سرانجام دے سکتی ہے اس لئے جب مالی تصرفات کے حوالے سے عدالتی سطح پر کسی کا احمق اور لا پروا ہونا ثابت ہو جائے تو حکومت وعدالت اس کے تصرفات کو حجر کرے گی اور خوش اطوار ہونے پر حجر کی پابندی اس پر سے اٹھائے گی۔

صغیر ممیّز کی آزمائش

جو بچے بلوغت اور رشد کی عمر کو نہیں پہنچے ہوتے ہیں لیکن لگتا ہے کہ ان میں مالی امور چلانے کی سوجھ بوجھ آگئی ہے تو فرمان باری کے مطابق اس بات کو پوری طرح معلوم کرنے کے لئے ان کے اولیاء اور کارپرداز لوگوں کو چاہیے کہ وہ ان کی جانچ پرکھ کرلیں کہ نادانی کے احوال اصلاح پذیر ہوئے ہیں یا نہیں اور مالی معاملات ضبط وکنٹرول (Control) کے ساتھ چلانے کا ہنر ان میں آرہا ہے یا نہیں۔ تجربہ اور آزمائش سے باشعور کم سن (Rational minor) کی صلاحیت کا رمعلوم کرنے کی صورتیں اس کے خاندانی مشاغل کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں اس ضمن میں فقہائے مذاہب فرماتے ہیں

> ''یعلم رشد الصبی باختباره بما یناسب حال اهله وبتفویض التصرفات التی یتصرف فیها امثاله . فان کان من اولادالتجار اختبر بالمماکسة فی البیع والشراء، وان کان من اولاد الزراع اختبر بالزراعة ،وان کان من اولاد اصحاب الحرف اختبر بالحرفة ، والمرأة تختبر فی شؤون البیت من غزل وطهی طعام وشراء لوازم البیت و نحوها۔
>
> بچے کی نیک اطواری اس کے خاندان والوں کے مناسب حال اموراور مشاغل میں اس کو جانچ کر اوران تصرفات کو بجالانے کا اختیار اس کو دے کر معلوم کی جاسکتی ہے جو اس کی مثل لوگ کرتے ہیں۔ اگر وہ کاروباری لوگوں کی اولاد ہو تو مفید لین دین (Bargaining) کرنے پر اس کی آزمائش ہوگی، اگر کسان کی اولاد ہو تو کھیتی باڑی کرنے میں اس کو آزمایا جائے گا۔ اور اگر ہنر مندوں کی اولاد ہو تو ہنر میں اس کی جانچ پرکھ کی جائے گی۔ اور عورت کی سلیقہ شعاری کا امتحان گھریلو امور میں لیا جائے گا جیسے کتائی، کھانا پکانا، اور گھریلو ضروریات خریدنا وغیرہ۔''(11)

تحویل مال اوراذن

ولی (یعنی باپ، دادا اور وصی) صغیر کو ظروف واحوال کے مطابق کمانے کی راہوں کی تربیت دینے کے بعد اگر دیکھے کہ اس میں سوجھ بوجھ آگیا ہے اور دولت اس کے سپرد کرنے پر وہ اس میں وقتی تقاضوں اور مصلحتوں کے پیش نظر ٹھیک تصرف کرے گا تو دولت اس کی تحویل میں دینے کے بعد اسے مناسب تصرف بجالانے کی اجازت بھی عطا کردے اس کی وجہ یہ ہے کہ کم سن کی آزمائش تب متحقق ہوگی کہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

دولت میں تصرف اور عمل دخل کرنے کا معاملہ اس کے سپرد کر دیا جائے چنانچہ حنفیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کہتے ہیں" ان الصبی الممیز ناقص العقل محجور علیه ، فیر تفع حجره بأذن ولیه، ولو تصرف بلا اذن ☆فلایجوز تصرفه و لاتنفذ الا اذا اذن له الولی لترجح جانب المصلحة ۔تمیز دار ناقص عقل بچہ ممنوع التصرف ہے، ولی کی اجازت پر اس سے پابندی اٹھ جاتی ہے، اگر وہ بلا اجازت تصرف کرے تو اس کا تصرف درست اور نافذ العمل تب ہی ہوگا کہ جب ولی اس کو اجازت دے دے تا کہ بہتری کی جانب کو فوقیت حاصل ہو ۔"(12)

اجازت دینے کے طریقے

فقہائے احناف، مالکیہ اور شیعیہ فرماتے ہیں کہ صبی ممیز کو اس کے ولی کی طرف سے کبھی صریح الفاظ میں اجازتِ تصرف ہوتی ہے اور کبھی دلالۃً ۔صریح الفاظ میں اجازت کی مثال یہ ہے کہ ولی ممیز اسے کہدے" فککت الحجر عنك واذنت لك ۔ میں نے حجر کی پابندی تجھ پر سے ختم کر دی اور تجھے (تصرف کرنے کی) اجازت دے دی۔ دلالۃً اجازت یہ ہے کہ صبی ممیز کا ولی اسے تصرفِ تجارت کرتے ہوئے دیکھ لے اور خاموش رہے، ولی کی خاموشی کو اگر اجازت نہ سمجھا جائے تو ممیز جن لوگوں کے ساتھ لین دین کا معاملہ کر رہا ہے ان کا نقصان ہوگا۔(13) جب کہ" حنابلہ" کہتے ہیں کہ ممیز کو کاروبار تجارت کرتے ہوئے دیکھ کر ولی کا خاموش رہنا اس کی رضا اور عدم رضا دونوں کا احتمال رکھتا ہے اس لئے وہ خاموشی کو صریح اجازت کی طرح نہیں ٹھہراتے ہیں۔(14)

شافعیہ

کم سن باشعور کو ولی کی جانب سے مالی تصرف اور تجارت کرنے کی اجازت ملنے کے بارے میں شافعی فقہاء کی رائے یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہوتا اور نہ اس کے نتیجے میں کم سن کا کوئی مالی تصرف درست ہوتا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں

"لایجوز الاذن له فی التجاره ولاتنفذ تصرفاته وعقوده وتکون باطلة لعدم توافر العقل الکافی لتقدیر المصلحة فی مباشره التصرف، فلایثبت له احکام العقلاقبل وجود مظنة کمال العقل، وانما یسلم الیه المال ویمتحن فی المماکسة، فأذاارادا لعقد عقد الولی۔	اس کو تجارت کی اجازت دینا درست نہیں ہوتا اور اس کے عقود و تصرفات نافذ العمل نہیں ہوتے بلکہ تصرف کرنے میں مصلحت کا (صحیح) اندازہ لگانے کے لیے کافی سمجھ بوجھ نہ ہونے کی وجہ سے باطل ہوتے ہیں، تو کمال عقل کا گمان و یقین ہونے سے قبل اس کے لئے عقل مندوں کے احکام ثابت نہیں ہوتے ہیں، بس اس کا مال اس کے سپرد کیا جائے اور قیمت کم کرانے میں اس کا امتحان لیا جائے پس اگر بیع کا معاملہ کرنا چاہے تو (اس کا) ولی کرے۔"(15)

شافعیہ کے مقابلہ میں احناف اور دیگر فقہائے مالکیہ اور حنابلہ کا اس ضمن میں یہ موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالغ اور صبی کی تفریق کے بغیر بیع کو جائز ٹھہرایا جس کی سمجھ بوجھ رکھنے کی وجہ سے کم سن تمیز دار اس کا اہل ہے اور جس چیز میں تصرف کرتا ہے وہ اس کا مال ہے اور ولی جو

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تصرف کا مالک ہوتا ہے اس کی طرف سے اجازت پر یہ مالی تصرف اس سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے اس کا جائز اور نافذ العمل ہونا لازم ہوا نیز صبی ذاتی طور پر مجبور التصرف نہیں ہوتا بلکہ تجارتی امور میں راست روی اور بصیرت نہ ہونے کی بناء پر اہلیت تصرف نہیں رکھتا تو ولی کی جانب سے مالی تصرف کی اجازت ملنے پر یہ عارض بھی دور ہو جاتا ہے۔(16) جمہور فقہاء کی اس رائے کو شافعیہ کے مقابلے میں بہت برتر اور دانش مندانہ قرار دیتے ہوئے محمد وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں ''ھذا الرأی ھو الا رجح والمعقول ، لاتفاقه مع طبیعة التدریب علی التصرفات۔یہی رائے زیادہ غالب اور معقول ہے کیونکہ یہ تصرفات کے عادی بننے کی خلقت و جبلت کے ساتھ متفق ہے۔''(17)

صبی ماذون کے تصرفات

شافعیہ تو صبی ممیز کے عقلی نقص کے باعث خرید و فروخت اور کاروبار تجارت کے معاملات میں اس کی طرف سے مصلحت کا درست اندازہ نہ ہو پانے کی وجہ سے ولی کی جانب سے اس کے لیے عقود و تصرفات کرنے کی اجازت کو جائز کہتے ہیں اور نہ اس کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والے عقود و تصرفات کو نافذ العمل قرار دیتے ہیں تاہم حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ صبی ممیز ماذون کے تصرفات کے بارے میں جو نقطہ ہائے نظر رکھتے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے

''الاذن فك الحجر، فاذا اذن للصبی ولیه فی التجارة فهو فی البیع والشراء کالعبد الماذون ☆اذا کان یعقل البیع والشراء حتٰی ینفذ تصرفه، فله ان یبیع ویشتری ویضارب☆ویرهن ویسترهن ویؤجر ویستأجر ولیس له ان یهب او یتصدق اویقرض اویتکفل ، لانه تبرع محض ، ولیس تجارة ولامن مستلزمات التجاره۔

اجازت حجر کی پابندی دور ہونا ہے، بچے کا ولی جب اس کو تجارت (کرنے) کی اجازت دے گا تو خرید و فروخت (کے امور) میں اس کا حکم عبد ماذون کی طرح ہوگا جب وہ بیع و شراء کی سمجھ بوجھ رکھتا تھا حتی کہ اس کا تصرف نافذ العمل (Effective) ہو، پس اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ بیچے اور خریدے ، مضاربت ☆ کرے ،رہن رکھے، گروی طلب کرے ، مزدوری کرے ، کرایہ پر (چیزیں) دے، مزدور رکھے رکرایہ پر لے۔اور ہبہ کرنے، صدقہ (خیرات) کرنے ،قرض دینے اور مال اپنے ذمہ کر لینے کا حق اس کو حاصل نہیں ہے، کیوں کہ محض مفت میں (مال) دینا ہے، اور تجارت نہیں ہے،اور نہ ضروریات تجارت میں سے ہے۔''(18)

صبی ممیّز کے ولی نے جب اسے تجارتی امور چلانے کی اجازت دے دی تو فقہائے احناف اس بات پر متفق ہیں کہ صغیر ممیز خرید و فروخت کے تمام معاملات میں تھوڑے بہت نقصان کے ساتھ مالی تصرفات بجالا سکے گا البتہ ابو حنیفہ صبی ماذون کو غبن فاحش (Grave

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

deception) کے ساتھ کاروبار تجارت کرنے کی اجازت دیتے ہوئے فرماتے ہیں" **لہ ان یتصرف بغبن الفاحش؛ لانہ اصبح بالاذن کا مل الا ھلیۃ، ولکامل الاھلیۃ التصرف بشئوون التجارہ ولو بغبن فاحش۔** اس کو واضح نقصان کے ساتھ تصرف کرنے کی اجازت ہے؛ کیونکہ اجازت ملنے پر اس کی اہلیت کامل ہوگی، اور کامل اہلیت والے کو تجارتی امور میں تصرف کا اختیار حاصل ہے اگر چہ واضح نقصان کے ساتھ ہو۔"(19) جبکہ ابو یوسف اور محمد کہتے ہیں"**ان البیع با لفاحش منہ تصرف مشتمل علی ضرر لہ ، وھو لا یملک التصرف الضار ۔** کھلے خسارے کا سودا کرنا اس کے لیے ضرر پر مشتمل تصرف ہے اور وہ نقصان والے تصرف کا مالک نہیں ہے۔"(20)

مالکیہ

تبرعات کے علاوہ معاوضات مالیہ کی صورت میں صبی ماذون سے صادر ہونے والے تصرفات کے بارے میں مذہب مالکیہ حنفیہ کی طرح ہے یعنی گھاٹے کے ساتھ بھی نافذ العمل ہوں گے لیکن باقی تصرفات کے بارے میں صاحبین کی مثل وہ اس بات کے قائل ہیں کہ "غبن فاحش" کے ساتھ نافذ العمل تصور نہیں کیے جائیں۔(21)

حنبلیہ

فقہ حنبلی کے رو سے صغیر ماذون کو مالی تصرف کی اجازت دینا مثل توکیل (Procuration) کے ہے، چنانچہ اس پر حجر کی پابندی فقط ان امور میں اٹھے گی جن کی اس کو اجازت ملی ہو مثلاً ولی نے دس ہزار (10,000) روپے مالیت کا سامان تجارت خریدنے یا خاص قسم کا مال تجارت فروخت کرنے کی اجازت دی ہو تو اجازت صرف اس رقم اور اس نوع تک محدود ہوگی "**ابن قدامہ**" اس سلسلے میں فرماتے ہیں"**لان تصرفہ جاز بالاذن فیزول الحجر عنہ و یتقید فیمااذن لہ فیہ. لکن الماذون فی التجارۃ من الممیز ونحوہ کمضارب فی البیع، لہ البیع نسیئۃ ☆ او بعوض ☆**۔ کیوں کہ اجازت کے ساتھ اس کا تصرف جائز ہوا پس حجر کی پابندی اس پر سے زائل ہو جاتی ہے اور جن امور کی اجازت اس کو ملی ہوتی ہے ان میں (اس کا تصرف) متقید ہوتا ہے لیکن جس ممیّز (وغیرہ کو) تجارت کرنے کی اجازت ملی ہوتی ہے وہ بیع میں مضارب کی مانند ہے اور ادھار اور عوض سے فروخت کر سکتا ہے۔"(22)

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات و حواشی

1- النسآء : 6۔

2- دیکھئے! الکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 155/7-54؛ وزیلعی ، تبیین الحقائق ، ص : 195/5؛ والشیرازی ، المهذب، ص : 331/1؛ و الشربینی الخطیب ، المغنی المحتاج ، 170/2-166؛ وابن رشد ، بداية المجتهد ، ص : 142/2؛ والدردیر ، شرح الصغیر ، ص : 383/3؛ والدسوقی ، حاشية الدسوقی علی الشرح الکبیر ، ص : 297/3-296؛ والحر العاقلی ، وسائل الشيعة الی تحصيل مسائل الشريعة، ص : 590-591/6۔

3- ملاحظہ ہو! الکاسانی، بدائع الصنائع ؛و زیلعی، تبیین الحقائق ؛ والشیرازی، المهذب ؛ و الشربینی الخطیب ، المغنی المحتاج ، م.ن ؛ وابن کثیر ،تفسیر ابن کثیر، ص : 591/1۔ یعنی جیسے مجنون جنون کی حالت میں خود بخود نااہل تصرف ہوتا ہے اور جونہی اس کے ہوش بجا ہو جاتے ہیں تو بغیر کسی عدالتی فیصلے کے اس پر سے حجر کی پابندی اٹھ جاتی ہے۔ یہی مثال حالت رشد میں بالغ ہونے والے شخص کی بھی ہے۔

4- الشیرازی،المهذب، ص: 331/1؛ والشربینی الخطیب ، المغنی المحتاج، ص: 170/2-166 ۔

5- دیکھئے! الدردیر ، الشرح الصغیر ، ص : 383/3؛ والشرح الکبیر ، ص : 297/3۔

6- ایضاً۔

7- ایضاً ۔

8- ملاحظہ ہو! الزحیلی ، الفقه الا سلامی وادلته ، ص : 421/5۔

9- دیکھئے! الکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 171/7؛ وزیلعی، تبیین الحقائق ، ص : 195/5؛ والشربینی الخطیب ، المغنی المحتاج، ص : 170/2؛ وابن رشد، بداية المجتهد، ص : 242/2۔مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! باب سوم،فصل چہارم کے مباحث۔

10- دیکھئے! المرغینانی، الهدایه ، ص : 341/3-338 ملخصاً ؛ ونظام الدین و جماعته من علمآء الهند، الهندیه، ص : 1307/3-1305 ملخصاً؛ وقاضی خان ، الخانية ، ص : 505/4-503؛ والکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص: 170/7؛والطوری ،تکملة البحر الرائق ، ص : 146/8و 195/8؛ وزیلعی ، تبیین الحقائق ، ص : 191/5؛ والحصکفی ، الدرالمختار، ص : 93/4-95ملخصاً؛ وابن جزی ، القوانین الفقهية ، ص : 321؛ والدردیر ، الشرح الصغیر ، ص : 388/3؛ والدسوقی ، حاشیه الدسوقی ، ص : 292/3؛ والشربینی الخطیب ، المغنی المحتاج ، ص : 170/3؛ وابن قدامه، المغنی، ص : 570/4؛ والبهوتی، کشاف القناع ،ص :

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

440-443/3ملخصاً ؛ والحر العاقلی ؛ وسائل الشیعه ، ص : 591/6۔

11- دیکھئے! الجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ، ص : 353/2؛ والعینیی، رمز الحقائق ، ص : 103/4؛ والشربینیی الخطیب ، المغنی المحتاج، ص : 170/3؛ وابن قدامه، المغنی ،ص: 552-553/4؛ والبهوتی ، کشاف القناع ، ص : 445/3؛ والحر العاقلی ، وسائل الشیعه، ص : 591/6۔

12- ملاحظہ ہو! زیلعی، تبیین الحقائق ، ص : 203/5؛ والکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 194/7؛ والحصکفی ، الدرالمختار ، ص : 92/4؛ والدردیر ، الشرح الصغیر ، ص : 383-396/3ملخصاً؛ والدسوقی ، حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر ،ص: 294-303/3ملخصاً؛ والعینیی ، رمز الحقائق ، ص : 90/4؛ والطوری ، تکملة البحر، ص : 142/8؛ ومولانا نظام الدین وجماعته من علماء الهند، الهندیه، ص: 175-176/3؛ وابن قدامه ، المغنی ، ص : 352-353/4؛ والبهوتی ، کشاف القناع، ص : 445/4۔

☆ الاذُن : فی اللغة ؛ الاعلام باجازة الشی ۔ اذن کا لغوی مفہوم ہے: کسی چیز کی اجازت دینے کا اعلان کرنا۔ اور شرع میں اذن عبارت ہے منع تصرف کے دور کردینے اور ممنوع التصرف شخص کو تصرف کرنے کی اجازت دینے سے۔ دیکھئے! الحصکفی ، الدرالمختار، ص :97/4 ؛ والمرغینانی ، الهدایة ، ص : 1317/3؛ وقلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء ، ص : 52؛ والجرجانی، التعریفات، ص : 16؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته، ص : 435/5۔

13- ملاحظہ ہو! الزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 436/5؛ وزیلعی ، تبیین الحقائق ، ص : 191-193/5ملخصاً؛ والعینیی، رمز الحقائق ، ص : 113/4؛ والدردیر ، الشرح الصغیر ، ص : 383-384/3؛ والدسوقی ، حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر، ص : 296/3؛ والقرطبی ، الجامع لاحکام القرآن ، ص : 34-35/5؛ والحر العاقلی ، وسائل الشیعه الی تحصیل مسائل الشریعه، ص : 143/6و 591/6۔

14- دیکھئے! ابن قدامه، المغنی ، ص : 553/4۔

15- الشربینیی الخطیب ، المغنی المحتاج ، ص : 170/2؛ والشیرازی، المهذب ،ص: 331/1-332۔

16- المرغینانی ، الهدایه ، ص : 355/3؛ والبابرتی ، العنایه بهامش الهدایه، م.ن؛ وزیلعی ، تبیین الحقائق ، ص : 203/5؛ والکاسانی ، بدائع الصنائع ، ص : 194/7؛ والدسوقی ، حاشیة الدسوقی، ص : 294-303/3ملخصاً؛ والدردیر ، الشرح الصغیر ، ص : 384-396/3ملخصاً؛ وابن قدامه ، المغنی ، ص : 552-555/4ملخصاً؛ والمقدسی ، الشرح الکبیر علی المغنی ، م.ن۔

17- الفقه الاسلامی وادلته ، ص : 436/5۔

18- المرغینانی ، الهدایه، ص : 346/3و 355؛ ومولانا نظام الدین وجماعته من علماء الهند ، الهندیه ،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ص : 1376-1380ملخصاً؛ و الاتاسی ، شرح المجله ، ص : 3/224-225۔

☆ **الماذون** : لغت میں ماذون اس کسی کو کہتے ہیں جسے اجازت دی گئی ہو،اور شریعت میں اس سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جس کے لیے مال میں تصرف کرنا مباح قرار دیا گیا ہو کیوں کہ اذن اباحت کا فائدہ دیتا ہے یعنی وہ محجور علیه شخص جس پر سے اس کے ولی نے حجر کی پابندی اٹھا کر اسے تصرف کرنے کی اجازت دی ہو...Who authorized with limited legal rights۔ دیکھئے! قلعه جی وقنیبیی ، معجم لغة الفقهاء، ص : 396۔

☆ **المضاربة** : جو اشخاص باہم شراکتی کاروبار میں اس قرارداد کے ساتھ شامل ہوئے ہوں کہ سرمایہ ایک فریق کا ہوگا اور عمل و محنت دوسرا فریق کرے گا جب کہ کاروبار سے حاصل ہونے والا نفع باہم حسب اتفاق تقسیم ہوگا اور خسارہ مال والا برداشت کرے گا..Sleeping partners ہیں۔اور شرکت مضاربت میں محنت کرنے والا ''مضارب'' کہلاتا ہے۔ دیکھئے! قلعه جی و قنیبیی ، معجم لغه الفقهاء، ص : 434؛وتنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، ص : 378-379؛ وسعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی، ص : 222 ؛ وفیروزالدین، فیروزاللغات،ص : 1318۔

19- ملاحظہ ہو! المرغینانی ، الهدایة ، والبابرتی، العنایه ، ص : 3/355؛ والاتاسی ، شرح المجله ، ص : 3/324-325؛ والعینیی ، رمز الحقائق ، ص : 4/103۔

20- الاتاسی، شرح المجله، م.ن۔

21- ملاحظہ ہو! الزحیلی، الفقه الاسلامی وادلته، ص : 5/436؛ نیز دیکھئے! الدردیر ، الشرح الصغیر ، ص : 3/396۔

22- دیکھئے! المغنی، ص : 4/545؛والبهوتی، کشاف القناع ، ص : 3/445؛ والزحیلی ، الفقه الاسلامی وادلته، ص : 5/437۔

☆ **النَّسِیئَة**: تاخیر.....Delay کو نسیئہ کہتے ہیں۔ دیکھئے! قلعه جی وقنیبیی، معجم لغة الفقهاء، ص : 479.

☆ **اَلْعِوَض**: عاض سے مصدر ہے جس کی جمع اعواض ہے؛ خَلَف اور بدل ....Compensation کو عوض کہتے ہیں اور شریعت کے عرف میں عوض سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو معاملہ بیع میں قیمت کے طور پر دی جاتی ہے..Countervalue۔ ملاحظہ ہو! قلعه جی وقنیبیی، معجم لغة الفقهاء، ص : 324۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ملخص المقال

موضوعِ تحقیق ''قانونِ ممانعتِ تصرف کا شرعی دائرہ اثر'' کے تحت تحریر کیے گئے تحقیقی مقالے میں مقدمۃ البحث، سات ابواب، نتائج بحث، مسئلہ تحقیق کے جواب، درست مفروضہ، سفارشات اور فہارس المقال کی تفاصیل شامل ہیں جن کا خلاصہ کچھ اس طرح سے ہے:۔

مقدمۃ البحث موضوعِ تحقیق کے تعارف و اہمیت، اس ضمن میں ہونے والے سابقہ کام کے جائزے، مقالہ ہٰذا کی صورت میں کئے جانے والے کام کی خصوصیت و افادیت، موضوعِ تحقیق کا بنیادی سوال، افتراضات، دورانِ تحقیق مشکلات، منہجِ تحقیق، خاکہ تحقیق اور اہم مصادر و مراجع کی بحث پر مشتمل ہے۔

پہلے باب ''حجر کا تعارف اور اکراہ و منع شرعی کے ساتھ تعلق'' کے مباحث تین فصول میں منقسم ہیں جن کی تفاصیل بیان کرنے سے قبل شریعت، فقہ اور قانون کا لفظی و اصطلاحی مفہوم اور شریعت و قانون کے دائرہ اثر کا اجمالی تذکرہ تمہیداً کیا گیا ہے۔ فصل اول میں پانچوں فقہی مذاہب یعنی فقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور فقہ شیعی کے رو سے حجر کی لغوی و اصطلاحی تعریفات لکھی گئی ہیں۔ فصل دوم میں یہ بات وضاحت کے ساتھ بتائی گئی ہے کہ وضعی قوانین میں بھی حجر یعنی ممانعتِ تصرف کی تعریف اور مخصوص تصور موجود ہے۔ فصل سوم کے ذیل میں اکراہ کے مختلف احوال کا ذکر ہوا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ حجر اور اکراہ بعض مرتبہ مترادف المعنی بھی واقع ہوتے ہیں جیسے اشیاء ضرورت کا احتکار کرنے والوں کو بزورِ قانون باز رکھنا جو ذخیرہ اندوزی کر کے اس لیے بازار میں ان چیزوں کی قلت پیدا کرتے ہوں کہ طلب بڑھ جائے اور صارفین منہ مانگے داموں یہ اشیاء ان سے خریدیں۔ یہاں یہ بات بھی سامنے لائی گئی ہے کہ اسلام ان معاملاتِ خرید و فروخت کی اجازت نہیں دیتا جن میں دھوکہ، فریب اور سود کا شائبہ ہو کیونکہ ایسے لین دین کی صورت میں ایک فریق کو ناجائز فائدہ اور دوسرے کو خواہ مخواہ کا نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے، لہٰذا شریعت کے اصول کہ ''نہ خود نقصان اٹھانا ہے اور نہ کسی کو پہنچانا ہے'' کے تحت ضرر پر مبنی مالی تصرفات نافذ العمل ہونے سے روکے جائیں گے۔

دوسرے باب ''حجر کی مشروعیت و مقصدیت'' کے موضوعات کو چار فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی فصل ''قرآن میں حجر کی حیثیت'' کی بحث اس بارے میں ہے کہ زمین و آسمان کے خزانوں کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ دنیاوی زندگی میں انسان کو مال و دولت کی شکل میں جو کچھ اس کی طرف سے دیا گیا ہے یہ اس کے پاس امانت ہے جس کا تقاضا ہے کہ اس کی مرضی کے مطابق استعمال ہو۔ انسان کی شرافت و کرامت اپنی جگہ مسلم لیکن انسانوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی عقلیں کمزور، رائے فاسد اور تدبیریں بگڑی ہوتی ہیں، ایسے احمق لوگوں کو آزاد چھوڑنا کہ وہ مالی امور چلانے میں من مانیاں کرتے پھریں کاروبارِ حیات کے ارتقاء کے رک جانے کے سوا اور کچھ نہیں، اگر ان کی اہلیتِ تصرف کو سلب یا محدود نہ کیا گیا تو انفرادی و اجتماعی دونوں سطحوں پر فساد برپا ہوگا۔ دوسری فصل کے مندرجات کی تلخیص کے طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ احادیث نبویہ ﷺ اور آثار صحابہ ؓ کے رو سے سفاہت، غفلت، پیرانہ سالی، مسرفانہ بے تدبیری سے معصیت کے کاموں میں دولت خرچ کرنا، افلاس، مرض الموت اور ضرر اسباب و موجباتِ حجر ہیں۔ اس لیے سفیہ، غافل ولاپرواہ، بہت بوڑھے، مفلس، مریض مبتلائے مرض الموت اور مضرت رساں لوگوں کے بعض مالی تصرفات کو قانونِ حجر کے قواعد و ضوابط کے تحت لایا جائے گا۔ باب ہٰذا کی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تیسری فصل ''حجر فقہائے اسلام کی آراء میں'' کے نیچے عاقل، بالغ مگر احمق، لاپروا اور مفلس وغیرہ کے مالی تصرفات پر حجر کی پابندی لاگو ہونے اور نہ ہونے کے حوالے سے امام ابوحنیفہ اور ان کے مقابلے میں دیگر فقہائے مذاہب کی آراء کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے یہ وضاحت کی گئی ہے کہ امام ابوحنیفہ اس ضمن میں عدم تعمیل حجر کی رائے رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ ان وجوہ کے باعث کسی عاقل و بالغ شخص کی اہلیت تصرف چھین لینا اس کے شرف انسانیت کو ایک مخصوص نقصان لاحق کرنا ہوتا ہے جو اس کو ملنے والے اس مالی نقصان سے بڑھ کر ہے جس سے بچنے کے لیے اس پر حجر کی پابندی عائد کی جاتی ہے، جبکہ امام موصوف کے برعکس جمہور فقہاء اس بارے میں حجر کی تنفیذ کے قائل ہیں ان کا کہنا ہے: کہ بے وقوف بھولا سیدھا اور ضعیف العقل آدمی سوچ سمجھ کر مال و دولت خرچ نہیں کرتا اگر اس کے مالی تصرفات کو قانونِ حجر کی تعمیل میں نہ لایا گیا تو وہ (یقیناً) وہی نتائج برآمد کریں گے جو ایک دیوانے اور کم سن بچے کے مالی تصرفات کے ہوتے ہیں۔ چوتھی فصل ''اہمیت و مقصدیتِ حجر'' کے تذکرہ میں صاف طور پر بیان ہوا ہے کہ اسلام اشتراکیت کی طرح ملکیت کی علی الاطلاق نفی نہیں کرتا اور نہ سرمایہ دارانہ معاشی نظام کی طرح بے قید حقِ ملکیت کا روادار ہے، افراط و تفریط کا شکار ان دونوں مالیاتی نظاموں کے برخلاف اسلام مالی تصرفات اور مالکانہ حقوق کے استعمال کے لحاظ سے فرد کی آزادی برقرار رکھتا ہے اور اس وقت اس پر کوئی قدغن لگاتا ہے جب خود اس کی اپنی، اپنے اقارب، اور عامۃ الناس کی زندگیوں کو اس سے دھچکا لگے اور معاشرہ کے اجتماعی حقوق کو صدمہ پہنچے، چنانچہ حکومت کمزور اور ضعیف العقل لوگوں کے مال و دولت کو ان کی بے تدبیری کے نتیجے میں ضائع ہونے سے بچانے اور عام معاشی مصالح کو ان ہاتھوں سے محفوظ رکھنے کے لیے قانونِ حجر کی مدد سے نظم قائم کرے گی جو دھوکہ، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی اور اجارہ داری وغیرہ کے ذریعے لوگوں کے مال ہتھیا لیتے ہیں۔ اسی طرح حکومت ان تمام معاشی سرگرمیوں پر قانون حجر اور اصول تحدید کی عمل داری قائم کرے گی جو کسی طور معاشی بے اعتدالی اور فساد عام کا سبب بن رہی ہوں۔

باب سوم ''حجر کے اسباب متفق علیہا'' کی تین فصول میں ان عوارض اہلیت پر بحث کی گئی ہے جو تمام فقہائے اسلام کے ہاں حجر کے اسباب ہیں اس اعتبار سے فصل اول ''صغر، صغیر کے احوال و تصرفات؛ بلوغت و رشد'' کے مباحث میں شیر خوار اور نابالغ بچوں کے درمیان فرق، ممیّز اور غیر ممیّز ہونے کے حوالے سے فقہائے حنفیہ و مالکیہ کے ہاں صغیر کے احوال، بے شعوری اور تمیز و شعور کے لحاظ سے عمر، خالص مفید ہونے، خالص غیر مفید ہونے اور نفع و نقصان دونوں کا احتمال رکھنے کے اعتبار سے صغیر ممیّز کے مالی تصرفات کی شرعی و قانونی حیثیت اور صغیر غیر ممیّز کے تصرفات اور افعال سے متعلق احکامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ نیز بلوغت کی لغوی و اصطلاحی تعریف، پانچوں فقہی مسالک میں جسمانی بلوغ کی علامات و دلائل، شریعت میں بلوغت بلحاظ عمر کی حد اور دلائل، وضعی قوانین میں بلوغت کے لیے عمر کی تعیین، اس بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش، رشد کا لفظی و اصطلاحی مفہوم اور شریعت کے برعکس وضعی قوانین میں حصول رشد کے لیے عمر کی تحدید کی تفاصیل بیان کی گئی ہیں۔ فصل دوم میں جنون کا لفظی، فقہی اور قانونی مفہوم بتایا گیا ہے، جنون کے احوال و اقسام کا ذکر کیا گیا ہے اور مطبق و غیر مطبق ہونے کے لحاظ سے مجنون کے احکام و تصرفات پر بحث کی گئی ہے، اور اس بات کی وضاحت بھی کی گئی ہے کہ نشہ میں چور ہونے کے سبب اشیاء کے درمیان تمیز کرنے کی قوت سے محروم ہونا مدہوشی ہے اور اس کیفیت میں مبتلا شخص کے مالی تصرفات کا نافذ العمل نہ ہونے کے حوالے سے وہی حکم ہے جو مجنون کے مالی تصرفات کا ہوتا ہے۔ فصل سوم ''عتہ، اقسام عتہ اور معتوہ کے مالی تصرفات'' کے تحت عتہ اور معتوہ کی معنوی توضیح ہوئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ عتہ عقلی فتور کا نام ہے جس کے بعد کلام میں اختلاط اور تدبیر و رائے میں خرابی پیدا ہو، لہٰذا معتوہ وہ شخص ہوا جس کی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عقل وفکر گڈ مڈ، تدبیر فاسد اور کلام مختلط ہو، یہاں اس بات کی وضاحت بھی پیش کی گئی ہے کہ فقہائے حنابلہ، شافعیہ اور شیعیہ عتہ کو جنون سے الگ کوئی اور وصف کا نام نہیں دیتے ہیں، تاہم فقہ حنفی و مالکی میں عتہ کی دو قسمیں: عتہ شدید اور عتہ خفیف بیان ہوئی ہیں اور عتہ شدید کو جنون مسلسل کی طرح تصور کیا گیا ہے جبکہ عتہ خفیف کی حالت کو جنون سے مختلف گردانتے ہوئے معتوہ کے مالی تصرفات کی شرعی حیثیت وہی بتائی گئی ہے جو صغیر ممیّز کے احکامات وتصرفات کی ہوتی ہے، البتہ معتوہ کے مالی امور کی نگرانی حاکم یا اس کا نمائندہ کرے گا۔

باب چہارم ''حجر کے اسباب مختلف فیہا'' اس باب کی چھ فصول میں جن موضوعات پر گفتگو ہوئی ہے وہ امام ابوحنیفہ کے علاوہ باقی فقہائے مذاہب کے نزدیک موجباتِ حجر ہیں۔ پہلی فصل ''سفاہت اور سفیہ کے مالی تصرفات'' میں درج تفاصیل کا ماحصل یہی ہے کہ بے وقوفی اور حماقت کو سفاہت کہتے ہیں۔ بلوغت کے وقت مالی امور میں آزمائش کرنے پر کسی شخص کی حماقت ثابت ہو جانے کے بعد امام ابوحنیفہ کے علاوہ تمام فقہی مذاہب کے فقہاء سفیہ کی ضروریات و مالی عبادات پر کسی منصف شخص کے ہاتھوں اخراجات کے سوا اس کے تمام مالی تصرفات کو حجر کی پابندی میں لانے کے قائل ہیں۔ دوسری فصل ''غفلت، مغفل کے تصرفات، عتہ، سفہ اور غفلہ: باہمی فرق'' کے تلے غفلت و لاپروائی کی تعریف، فقہائے احناف اور مالکیہ کے ہاں مغفل کے مالی تصرفات کے شرعی حکم کی تفصیل اور عتہ، سفہ اور غفلہ کے باہمی فرق کی وضاحت کی گئی ہے۔ تیسری فصل میں مرض الموت اور اس کے مماثل احوال کی وضاحت ہوئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ مرض الموت میں مبتلا شخص تمام فقہاء کے اتفاق سے اپنے مال واملاک کے ایک تہائی سے زائد میں تصرفات کرنے کا اختیار نہیں رکھتا ہے۔ چوتھی فصل ''رہن وحجر اور جائیداد مرہونہ میں راہن کے تصرفات'' کی بحث میں واضح ہوا ہے کہ حجر اور رہن دونوں (الفاظ) میں منع کرنے اور روکنے کا مفہوم پایا جاتا ہے اور رہن سے متعلق فقہائے اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ راہن نے اگر اپنا کوئی مال متقوم مرتہن کے پاس اس کے حق (قرض) کی ضمانت کے طور پر گروی رکھوایا ہو تو اصل مالک ہونے کے باوجود بھی مال مرہون میں راہن کے تصرفات پر اس وقت تک پابندی برقرار رہے گی جب تک وہ مرتہن کا قرض لوٹا نہ دے۔ پانچویں فصل ''ارتداد اور اموال میں مرتد کے تصرفات'' کے ذیل میں لفظ ارتداد کی لغوی و اصطلاحی وضاحت اور اموالِ مرتد میں مرتد کے تصرفات پر حجر کے مؤثر ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں فقہائے اسلام کے اختلافی آراء کی تفصیل درج ہے۔ چھٹی فصل کے عنوان ''افلاس وتفلیس اور مفلس کے مالی تصرفات'' کے ذیل میں شرعی اور قانونی حوالوں سے افلاس وتفلیس کے مفہوم کا تعین کیا گیا ہے اور یہ وضاحت پیش کی گئی ہے کہ کب اور کیسے کوئی مقروض مفلس اور دیوالیہ ٹھہرتا ہے، نیز اس ضمن میں یہ پہلو بھی موضوع سخن بنا ہے کہ دیوالیہ ثابت ہونے کے بعد مفلس کے ناگزیر اخراجات کے علاوہ مال واملاک میں اس کے تصرفات پر حجر اس غرض سے عائد ہو گا کہ اس کے مال و جائیداد کو فروخت کر کے حق قرض ادا کیا جا سکے۔

باب پنجم ''دولت وثروت کا مبذرانہ ومسرفانہ استعمال'' کا مواد تین فصلوں پر پھیلا ہوا ہے فصل اول کے آغاز سے پہلے اسراف وتبذیر کی معنوی وضاحت اور قرآن وسنت میں خرچ واخراجات سے متعلق مبذرانہ ومسرفانہ طرز عمل کی مذمت کے بارے میں مفید تمہیدی بات کہی گئی ہے۔ فصل اول ''نام ونمود اور اظہارِ ثروت'' کے مضامین میں بوضاحت بتایا گیا ہے کہ دولت وثروت کی نمائش کا جذبہ اگرچہ فطری ہے لیکن شہرت وتفاخر کے لیے متکبرانہ ملبوسات، بلند بلند، وسیع وعریض مکانات، ریشمی پردوں، سواریوں اور فرش وفروش کی تیاری، ولیموں اور تقریبات کی دعوتوں میں قسم قسم کے پرتکلف کھانوں کا اہتمام کرنے پر دولت صرف کرنا مقاصد شریعت کے خلاف ایک مذموم عمل ہے، اسلامی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

نظمِ معیشت میں جس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔الہامی نظام قانون کے تحت چلنے والی حکومتوں میں محکمہ احتساب کا عملہ اس قسم کی سرگرمیوں کو نظم وضبط میں لانے پر مامور ہوتا ہے۔فصل دوم ''تنعم وعیش کوشی'' کی تفاصیل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ گردوپیش کے ساجی حالات سے غافل اور لاپرواہ بن کر عیش وعشرت میں ڈوبی ہوئی زندگی بسر کرنا ہمدردی، اخوت اور مروت کے خلاف اور اسلامی تعلیمات کے منافی ہے، لہٰذا غیر معمولی ساجی حالات کے برعکس عیش کوشی کی زندگی گزارنے پر دولت لوٹانے کو بزورِ قانونِ حجر ممنوع قرار دیا جائے گا۔فصل سوم ''کھیل کود اور تفریحی مشاغل پر بحث وتمحیص کے سلسلے میں واضح کیا گیا ہے کہ صحت افزا کھیل کھیلنا، تفریحی مشاغل اختیار کرنا اور عوامی جشن ونشاط کے مواقع پر کھیل تماشوں کا انعقاد کرانا ایک جائز بلکہ مستحسن عمل ہے، رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف عید کے روز حبشیوں کی نیزہ بازی کا کھیل دیکھا بلکہ خود حضرت عائشہ (ام المؤمنین) کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کیا، گھوڑ دوڑ کا مقابلہ منعقد کیا اور تیر اندازی کرنے کے بارے میں واضح ارشادات بھی فرمائے۔ تاہم کھیل تماشے اور لہولعب اس وقت جائز اور مستحسن ہوں گے کہ ان کا انعقاد دولت کے ضیاع اور معاصی کا باعث نہ بنتا ہو اور صحت وتربیت کے حوالے سے مفید نتائج برآمد کرتا ہو ورنہ اس شعبے کی بے اعتدالی کی اصلاح قانونِ حجر کی تعمیل کے ذریعے کی جائے گی۔

باب ششم ''املاک میں مضرت رساں تصرفات کی ممانعت'' کے مندرجات تمہیدی بحث اور تین فصول میں منقسم ہیں۔فصل اول سے قبل اور آغاز بحث میں تمہید کے طور پر ضرر کے مفہوم، شرعی حیثیت اور قرآن وسنت میں اس کی مذمت پر گفتگو ہوئی ہے۔پہلی فصل ''ضررِ عام'' کی تفاصیل کی صورت میں مالی تصرفات اور مالکانہ حقوق کے استعمال کی ایسی کئی شکلوں مثلاً اتلاف، تلقی السلع اور تہریب (Smuggling) وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کے نتیجے میں وہ عام معاشی مفاسد برآمد ہوتے ہیں جن کا ازالہ کرنا بہر صورت ضروری ہوتا ہے۔دوسری فصل ''ضررِ خاص'' کے تحت احادیث نبویہ اور فقہی کلیات کے تناظر میں یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچائی گئی ہے کہ ضرر کو دور کیا جائے گا خواہ وہ عام ہو یا خاص، نیز کسی کے مالی تصرفات اور حق ملکیت کے استعمال کے نتیجے میں پہنچنے والے ضررِ خاص کی صورتوں اور قانون و شریعت کے رو سے ان کی ممانعت کی وضاحت مثالوں کی مدد سے پیش کی گئی ہے۔فصل سوم میں ذی روح املاک اور محنت کش جانوروں کے حقوق اور استعمال کے بارے میں واضح کیا گیا ہے کہ مالکان کی طرف سے ان بے زبانوں کی پرورش میں غفلت برتنا اور ان سے وابستہ اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے بے رحمی کے ساتھ ان سے استفادہ کرنا قانون وشریعت میں منع ہے۔

باب ہفتم ''قانونِ حجر کی تعمیل اور برخاستگی'' کے مباحث بھی تین فصول پر مشتمل ہیں۔پہلی فصل میں ولایت، نیابت ووصایت کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات، اقسام اور قاصر کے اولیاء کی تفصیل سامنے لائی گئی ہے جبکہ دوسری فصل میں ایسے مالی تصرفات کا ذکر کیا گیا ہے جو اولیاء اور اوصیاء لوگ قاصر کے مال واملاک میں بجالاتے ہیں۔تیسری فصل میں بلوغت ورشد کا برخاستگیٔ حجر کی شرائط ہونے پر بحث کی گئی ہے اور ان لوگوں کا تذکرہ ہوا ہے جن کو سفیہ اور احمق پر سے حجر کی پابندی اٹھانے کا حق حاصل ہے۔نیز تحویل مال، مالی تصرفات کی اجازت دینے کے طریقوں اور صغیر ماذون کے مالی تصرفات کی تفصیل بھی درج ہے۔

اس تحقیقی مقالہ کے آخر میں بحث وتحقیق سے حاصل ہونے والے نتائج کا نمبروار اندراج کیا گیا ہے، مسئلہ تحقیق کا جواب دیا گیا ہے، درست مفروضہ کی نشاندہی ہوئی ہے، سفارشات مرتب کی گئی ہیں، فہارس القال کی شہ سرخی کے نیچے ان ایات، احادیث، اعلام اور مصطلحات کی الگ الگ تفصیلی فہارس پیش کی گئی ہیں جن کا ذکر متن مقالہ میں ہوا ہے، مقالہ ہٰذا کو تحریر کرنے میں جن کتب سے اخذ واستفادہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کیا گیا ہے فہرست مصادر و مراجع کی شکل میں ان کے بارے میں مکمل تفاصیل لکھی گئی ہیں اور سب سے آخر میں مقالہ کے موضوعات ومحتویات کی فہرست درج کی گئی ہے۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نتائج بحث

قانون ممانعت تصرف کی تنفیذ اور تعمیل سے دیوانے، نااہل معاملہ، بے صلاحیت اور مال واملاک میں عمل دخل کرنے کے نتیجہ میں عام و خاص کو ضرر پہنچانے والے لوگوں کے مالی تصرفات کو یکسر روک کر اور یا پھر ان کو کچھ قیود اور حدود کے تحت لا کر انسانی معاشی زندگی کو باضابطہ اور متوازن بنا دیا جاتا ہے۔اس افادیت کے پیش نظر ضروری ہوگا کہ زیر نظر تحقیقی مقالہ سے حاصل ہونے والے نتائج کو حاصل بحث کے طور پر ذیل میں نمبروار رقم کیا جائے۔

1 لغوی اعتبار سے حجر مطلق روکنے اور منع کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ مسلم اور فطری امر ہے کہ مالک کو اپنے مال وملکیت میں تصرف کرنے کا کسی روک ٹوک کے بغیر آزادانہ اور خودمختارانہ حق حاصل ہونا چاہیے، حجر کی پابندی سے جب اس حق کے استعمال کو ممنوع یا محدود قرار دیا جاتا ہے۔تو خواہ مخواہ اس سے تنگی کا احساس ہوتا ہے۔اس لیے بعض علماء حجر کے لفظی مفہوم "مطلق المنع "کو"منع التضيق " سے تعبیر کرتے ہیں۔

2 عرف شرع میں اس کا مطلب ہے کہ جو کوئی بوجہ جنون، مخبوط الحواسی، نادانی اور ذہنی وجسمانی کمزوری مال وملکیت میں مصلحت پر مبنی تصرفات عمل میں لانے کا ہنر نہ جانتا ہو اور مالکانہ حقوق کے استعمال سے انفرادی اور اجتماعی سطح پر فساد برپا کرتا ہو تو اس کے مال سے متعلق اس کے ذاتی واجتماعی مفادات کے بہترین حصول کے لیے ایک مرد دانا اس کے مالی امور کی نگرانی کرے گا۔اس لحاظ سے وضع قانون کی اصطلاح "Interdiction" قانون حجر کے قریب المعنی ہے البتہ یہ قانون مجنون اور مفلس کے علاوہ سفیہ، معتوہ اور مغفل پر حجر کی پابندی عائد کیے جانے کے بارے میں خاموش ہے۔

3 حالت اکراہ (State of compulsion) میں انسان کی رضامندی ختم اور اس کا اختیار مفقود ہوتا ہے جس سے وہ رنج والم کی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے کچھ اسی طرح حجر کی پابندی عائد ہو جانے کے بعد مالک کو ذاتی ملکیت میں آزادانہ اور خودمختارانہ مالی تصرفات بجالانے سے محروم ہونا پڑتا ہے جو اس کے لیے ایک عیب اور برائی ہے جس کو وہ دل کی خوشی سے قبول نہیں کرتا، اس احساس کے ساتھ فقہاء کرام نے اکراہ کا اطلاق حجر پر کیا ہے۔

4 مال واملاک سے متعلق مجور التصرف کے قولی تصرفات کالعدم متصور ہوں گے کیوں کہ خارج میں ان کا کوئی وجود نہیں ہوتا ہے جب کہ اس کے ہاتھ پاؤں سے سرزد ہونے کے بعد ان کو بے کار قرار دینا محال ہے۔فقہائے مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صغیر اگر کسی کا جانی اور مالی نقصان کرلے تو ذمہ دار ہوگا اور اس کے مال سے بدلہ دیا جائے گا۔

5 دولت جو زندگی کی بقا اور اس کی استواری کا ذریعہ ہے ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہرگز نہیں دی جائے گی جو دیوانے، نادان، بے پروا اور بے وقوف ہوں، دولت کے کارآمد استعمال اور تصرف کا سلیقہ نہ جانتے ہوں اور تصرف میں لاکر اسے ضائع اور برباد کرتے ہوں۔

6 بچہ، پاگل اور بے وقوف بے عقلی، کم سمجھی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے مفید اور غیر مفید مالی تصرف میں فرق نہیں کرسکتا ہے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

لہٰذا نفوذ اور عدم نفوذ کے حوالے سے بچے اور بے وقوف کے تصرفات کا انحصار ان کے اولیا کی اجازت پر ہوگا۔

7 مالی معاملات کے بارے میں اہلیت ادا کے کامل ہونے اور بغرض تصرف مال سپرد کیے جانے کے لیے شریعت نے دو معیار مقرر کیے ہیں ایک صغیر کا بالغ السن ہو جانا اور دوم معاملہ فہم اور خوش اطوار ہو جانا۔

8 بلوغت کی طبعی اور جسمانی علامات ہیں جن کے ظہور پذیر ہونے پر لڑکا اور لڑکی دونوں کا بالغ ہونا پہچانا جاتا ہے۔ جسمانی علامات میں سے کوئی نشانی ظاہر نہ ہونے کی صورت میں بچہ اور بچی کے بالغ ہونے کا فیصلہ عمر کے حساب سے کیا جائے گا۔

9 سوائے امام ابوحنیفہؒ اور مالکیہ کے جمہور فقہائے امت بلوغت کے لیے عمر کی حد پندرہ (15) سال مقرر کرتے ہیں۔

10 وضعی قوانین میں عمر کے حساب سے بلوغت کے لیے اٹھارہ (18) سال کا تعین کیا جاتا ہے۔

11 رُشد (Maturity) ایک ایسا نفسانی ملکہ ہے جو مال کی حفاظت اور اس کی اصلاح کا مقتضی ہوتا ہے اور اس کے ضیاع اور بربادی کو روکتا ہے۔

12 وضعی قوانین کے برعکس قانون شریعت رُشد کے حصول کے لیے کوئی خاص عمر متعین نہیں کرتا، اس کے حصول اور عدم حصول کا دارومدار ظروف واحوال پر ہے، جس مقام اور ماحول میں بچے بلوغت کے ساتھ پختہ ذہن اور معاملہ فہم ہوں تو بالغ ہونے کے ساتھ ان کو رشد حاصل ہو جائے گا ورنہ بلوغت کے بعد عمر کے جس حصے میں بھی ان میں ہوشیاری او معاملہ فہمی آ جائے گی وہی ان کے حصول رُشد کا زمانہ ہوگا۔

13 جنون (خلل دماغ) خواہ اصلی ہو یا طاری، قوی ہو یا کمزور مجنون (دیوانے) کو اچھے برے کی تمیز سے محروم بنا دیتا ہے لہٰذا قانون وشریعت میں جنون اہلیت تصرف وادا کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

14 بے شعور کم سن بچے کے مالی تصرفات کی طرح مجنون مطبق کے مالی امور و معاملات بھی کسی طور درست نہیں ہوتے ہیں تاہم بلوغت کے بعد طاری ہونے والے جنون کی شکل میں مجنون پر عدالتی حکم کے ذریعے حجر کی پابندی لاگو ہوگی۔

15 مدہوش اور نشہ میں ڈوبا ہوا شخص جو اچھے برے میں تمیز نہ کر پاتا ہو اور نہ اپنے افعال کی ماہیت جاننے کا قابل ہو تمام فقہائے امت کے نزدیک مجنون کی طرح مجور التصرف ہے۔

16 ایسی کم عقلی اور ناسمجھی جو جنون کے علاوہ ہو''عتہ'' کہلاتی ہے۔ فقہائے اسلام عتہ شدید کو جنون مسلسل کی طرح خیال کرتے ہیں۔ عتہ خفیف حنفیہ اور مالکیہ کے ہاں جنون سے الگ ایک کیفیت ہے جس میں مبتلا آدمی کے امور و معاملات کے احکام کی شرعی حیثیت وہی ہے جو صبی ممیّز کے احکام کی ہے لیکن اس کے نگران کار کا تقرر حکومت وعدالت کرے گی۔

17 فرح وسرور، حزن وملال اور غیض وغضب کے مواقع پر عقلی سبکی کے سبب جذبات سے مغلوب ہو کر تقاضائے عقل وشرع کے خلاف مال ودولت تصرف میں لانا سفاہت ہے۔

18 حماقت زدہ شخص عبادات مالیہ واجبہ مثلاً حج و زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی، نیکی و بھلائی کے کاموں میں اور حاجات و ضروریات پر اس شرط کے ساتھ مال خرچ کر سکتا ہے کہ اخراجات میں اسراف اور تبذیر نہ ہو۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

19 جن معمولی احساسات وتوجہات کی بدولت انسانی زندگی کے امور ومعاملات میں باقاعدگی آتی ہو اور جن کی مدد سے انسان مالی کاروائیوں میں حسن وخوبی پیدا کرتا ہو ان کا مفقود ہو جانا غفلت کہلاتا ہے اور مغفل وہ ہے جو پیش آمدہ مسائل ومشکلات کے حل کے لیے عمدہ ذہنی استعداد اور صلاحیت کار نہ رکھتا ہو اور مال وملکیت میں بوجہ سادہ لوحی نفع بخش تصرفات بجالانے سے قاصر ہو۔

20 سفیہ کے مقابلہ میں مغفل اختیار وارادہ سے نفسانی خواہشات کی پیروی میں صرف کر کے مال برباد نہیں کرتا لیکن بسبب غفلت ولاپرواہی مالی امور نمٹانے اور خرید وفروخت کے معاملات طے کرنے میں دھوکا کھا جانے کی وجہ سے مال ضائع کر دیتا ہے۔ لہٰذا کسی پابندی کے بغیر محض ان کی مرضی سے مالکانہ حقوق کے استعمال کی اجازت ان کو دے دینے میں اموال کے ضیاع اور بربادی کا قوی امکان ہے۔ چنانچہ دونوں کے اموال کی حفاظت وصیانت اور ان کے مالی مفادات کی نگرانی کے لیے عدالتی حکم کے ذریعے ان پر حجر کی پابندی عائد ہوگی۔

21 جو کوئی ایسے مرض یا کیفیت میں مبتلا ہو جس میں اس کی موت کے واضح امکانات ہوں تو قانون ممانعت تصرف کے رو سے اس شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ مال کے ایک تہائی سے زائد حصہ میں تصرف کرے۔

22 فقہائے اسلام اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ رہن رکھنے والے نے اگر اپنی کوئی مالی چیز کسی کے پاس اس کے حق (قرض) کی ضمانت کے طور پر گروی رکھوائی ہو تو گو کہ وہ (راہن) شے مرہون کا اصل مالک ہے لیکن مرتہن کا حق وابستہ ہونے کی وجہ سے وہ مرہونہ چیز میں اس وقت تک عمل دخل کا مجاز نہیں ہوگا جب تک کہ مرتہن کا قرض لوٹا نہ دے۔

23 کسی شخص کے ذمہ واجب الادا قرضوں کی ادائی سے اس کا عاجز ہو جانا افلاس اور عدالتی سطح پر اس مقصد کے لیے ہونے والی کاروائی تفلیس کہلاتی ہے۔

24 شرعی اور وضعی قوانین کے رو سے مفلس اپنے اموال میں جن پر قرض خواہوں کے قرضوں نے احاطہ کیا ہو ممنوع التصرف ہوگا۔

25 حجر کی پابندی لاگو ہونے کے بعد قرض خواہوں کے حقوق فی الحال مفلس کے عین مال کے ساتھ متعلق ہو جاتے ہیں اس لیے وہ مال کے تہائی حصہ میں بھی تصرف نہیں کر سکتا ہے۔

26 مفلس پر حجر لاگو کرنے کا حق حاکم وعدالت کو حاصل ہے۔

27 محجور بالدین کا کسی کے لیے مالی اقرار کرنا برخاستگی حجر کے بعد موثر ہوگا۔

28 اگر ایک طرف معاشرے کے بہت سارے افراد کی بنیادی ضروریات زندگی پوری نہ ہو رہی ہوں اور دوسری جانب طبقہ امراء اور دل دادگان عیش وتنعم عیش وعشرت میں ڈوبی ہوئی زندگی گزارنے اور زیب وزینت اور شہرت وتفاخر کے کاموں پر بے دریغ دولت خرچ کر رہے ہوں تو اسلامی ریاست کا فریضہ بنتا ہے کہ وہ دولت کے ضیاع اور فضول خرچی کو روکنے کے لیے اس قسم کے مسرفانہ اخراجات کو ''قانون ممانعت تصرف'' کی پابندیوں کے تحت کر دے۔

29 نمائش ثروت اور اظہار تفاخر کے لیے بیش قیمت مہریں مقرر کرنا، بھاری جہیز دینا اور شادیوں کی تقریبات اور ولیموں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کی دعوتوں کے مواقع پر رنگا رنگ کھانوں اور لہو ولعب اور کھیل تماشوں پر سماجی اور معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے کام آنے والی دولت پانی کی طرح بہانا کھلا ہوا اسراف اور مبذرانہ استعمال ہے، وسیع تر قومی مفاد میں جس کی اصلاح اور تدارک قانون حجر کی تعمیل سے ضروری ہے۔

30 اگر معاشرے میں اخلاقی فضا ختم ہو جائے تو تعلیمی کوششوں کے ساتھ ساتھ قانوناً بھی لوگوں کو نمود ونمائش اور اظہار ثروت مندی کے مشاغل اسراف سے روکا جائے گا تاکہ فضول خرچی کے نتائج بد سارے معاشرے کو فساد کی لپیٹ میں لے کر قانون کی قوت کو بے بس نہ کر دے۔

31 فقہائے امت اسلامیہ اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ عدم مضرت رسانی کے اصول کے تحت کوئی تاجر اشیائے ضرورت کی ذخیرہ اندوزی کر کے بازار میں ان کی سخت قلت اس لیے پیدا نہ کرے کہ جب ان کی مانگ بڑھ جائے تو بازار میں لا کر منہ مانگے داموں صارفین کے ہاتھوں فروخت کر کے ناجائز نفع کمائے۔

32 اسلامی ریاست کا قانون ممانعت تصرف اور امتناع ذخیرہ اندوزی ایکٹ مجریہ 1977ء استیصال بے جا کی اس صورت کی ہرگز اجازت نہیں دیتے ہیں اور محکمہ احتساب کو یہ ذمہ داری تفویض کرتے ہیں کہ وہ اس نوع کے تصرفات مالیہ پر روک لگا دے جن کے نتیجہ میں ہوس زر رکھنے والے چند افراد کے خزانے بھر جائیں اور بحیثیت مجموعی پورے معاشرے کا نقصان ہو۔

33 حاکم وقت اگر یقین کے ساتھ محسوس کرے کہ احتکار کرنے والوں کے ہاتھوں پہنچنے والا نقصان ناقابل برداشت ہے اور تاجروں کی طرف سے عام صارفین پر زیادتی ہو رہی ہے، افہام وتفہیم اور وعظ ونصیحت سے ناجائز منافع خور اور استیصالی طبقہ اپنے رویے کی اصلاح کرنے پر آمادہ نہیں ہیں تو وہ قیمتیں مقرر کر کے کنٹرول نافذ کر لے گا کیونکہ ظالمانہ نفع اندوزی اور معاشی اجارہ داری کی چھوٹ دینا فساد فی الارض اور مخلوق خدا پر تباہی لانے کا مترادف ہے۔

34 قدرت کی نفع بخش نعمتوں کا بے دریغ ضیاع روکنے اور کاروباری لوگوں اور عامۃ الناس کے ناگزیر مالی مفادات کا تحفظ ممکن بنانے کے لیے سرمایہ دارانہ نظم معیشت کے برعکس اسلام املاک کے اتلاف اور تباہی کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

35 قومی اور اجتماعی مفاد میں حساس نوعیت کے مقامات پر بعض مالکانہ حقوق کے آزادانہ استعمال کی اجازت نہیں ہے۔

36 نفیس اور عمدہ اشیاء کی بازاروں میں تعفن اور بدبو پھیلانے والی چیزوں کی خرید وفروخت اور لین دین کرنے کی آزادی حاصل نہیں ہوگی۔ اور نہ کسی کو پرسکون رہائشی محلے اور صاف ستھری آبادی والے علاقے میں شور وغل برپا کرنے اور ماحول کو آلودہ بنانے والا کاروبار قائم کرنے دیا جائے گا۔

37 مشکوک اطوار، بدکردار، چور اچکے اور ڈاکو ڈکیت لوگوں کو پرامن آبادی میں رہائش پذیر ہونے کے لئے زمین اور مکان خریدنے سے منع کیا جائے گا۔

38 کاروباری اغراض سے اخبارات اور رسالوں میں توہین آمیز خاکے اور کارٹون چھاپ کر اور ہتک آمیز خبر لگا کر کسی شخصیت کی حیثیتِ عرفی کا ازالہ کرنے اور سنسنی، دہشت، خوف وہراس اور شر وفساد پھیلانے کے لئے خبریں شائع کرنے والوں کا قانون امتناع اشتہارات، قانون ٹارٹ اور قانون ممانعت تصرف کے تحت محاسبہ کیا جائے گا۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

39 ذاتی ملکیت کے جنگلات اور ثمر دار درختوں کے قطع و برید سے اگر بڑے پیمانے پر مفاد عام کا نقصان ہو رہا ہو تو ریاست یہ اختیار رکھتی ہے کہ قانون ممانعت تصرف کی مدد سے مالک کو خلاف مصلحت تصرفات سے باز رکھے۔

40 اسلامی فلاحی ریاست کا فریضہ ہے کہ زمین داروں اور جاگیرداروں کی بدعنوانیوں پر قابو پانے اور کاشت کاروں کی زبوں حالی دور کرنے کے لیے کچھ عرصہ تک زراعت پر پابندی لاگو کرنے کے ہنگامی اور عبوری نوعیت کے احکامات صادر فرمائیں۔

41 مشترک زمین اور جائیداد تقسیم کے بعد اس قابل نہ رہے کہ شرکاء اس سے فائدہ اٹھا سکیں تو یہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر لاحق ہونے والا ضرر ہے جس کا ازالہ کرنا لازمی امر ہے۔ لہٰذا زرعی زمینوں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں جس سے پیداوار میں کمی واقع ہو رہی ہو تقسیم نہیں ہونے دیا جائے گا۔

42 شہری آبادی کے محدود وسائل پر آبادی کا بھاری بوجھ پڑنے سے بچانے کے لیے پیشوں کی آزادی کے اصول کے باوجود پیشوؤں کا انضباط کرنا پڑے گا اسی طرح اگر دیہاتوں سے شہروں کی طرف نقل مکانی کرنے سے نقص امن، صاف پانی اور صحت وصفائی کے مسائل پیدا ہو رہے ہوں تو حکومت تمدنی مصالح کے پیش نظر اس اقدام پر روک لگائے گی۔

43 عدالت شفعہ کی تکمیل تک خریدار کو ملکیت مشفوعہ میں ایسے عمل دخل سے باز رکھے گی جو شفیع کے حق میں نقصان دہ ہو۔

44 اسلامی نظم معیشت میں حکومت کی جانب سے زمین دار اس بات کا پابند ہوگا کہ وہ زمین میں وہی غذائی فصلیں کاشت کرے جن کی لوگوں کی اکثریت ضرورت مند ہو اور اسی طرح کارخانے اور مل کا مالک بھی سماج کی لباسی اور پوشاکی ضروریات سے صرف نظر کر کے فقط ذاتی مفادات کے حصول کے لیے کپڑا تیار نہیں کرے گا۔

45 غذائی ضروریات کے پیش نظر حکومت کی طرف سے ایک مقدار مقرر کی جاسکتی ہے کہ کوئی شخص اس سے زائد مقدار غلہ نہ خریدے۔

46 اگر کسی پھل کی خوراک سے کسی خاص موسم میں وبائی امراض کے پھیلنے کے خطرات ہوں تو اس کی خرید و فروخت اور استعمال برائے خوراک پر اس وقت تک پابندی لاگو کی جاسکتی ہے جب تک وبا پھیلنے کے خطرات موجود ہوں۔

47 کسی کی ملکیت سے وابستہ اوروں کے حقوق منفعت کے حصول کو یقینی بنایا جائے گا اور اس سلسلے میں مالک کے مالکانہ تصرفات رکاوٹ نہ بننے پائیں گے۔ استعمال ملکیت سے اگر کسی کا حق پردہ مجروح ہو رہا ہو، یا پانی اور ہوا جو بقائے حیات کے لئے ضروری چیزیں ہیں کے اصل اور نفع بخش مزاج میں ایسی تبدیلی رونما ہو رہی ہو جو انسان اور حیوان کی زندگی کے لیے مضر ثابت ہو تو حقوق ملکیت کے اس مضرت رساں استعمال کو قانون استیذان اور قانون ممانعت تصرف کے زور سے ممنوع ٹھہرایا جائے گا۔

48 ''قانون انسداد بے رحمی جانوران'' کے پیش نظر ذی روح املاک کے ظالمانہ اور بے رحمانہ استعمال کی اجازت نہیں ہوگی۔

49 جانوروں کو پالنے اور معتد بہ مقاصد کے لیے استعمال میں لانے سے دوسروں کو جانی اور مالی نقصان نہ پہنچے ورنہ تو اس عمل کے ضرر رساں پہلوں کو قانون حجر کی مدد سے دور کیا جائے گا۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

50 عقلی کمزوری اور طبعی نقص کی وجہ سے اہم مالی امور بطریق احسن نمٹانے کا ہنر نہ جاننے والوں کے مالی معاملات کی نگرانی دانا اور معاملہ فہم لوگوں کو سونپی جائے گی۔

51 کم سن بچے، پاگل، بہت بوڑھے اور بالغ مگر بے وقوف لوگوں کے مالی امور کی راہ نمائی اور سرپرستی ان کے اولیا کریں گے۔

52 فقہائے مذاہب کے نزدیک نااہل تصرف شخص کے امور و معاملات کی نگرانی کرنے کا حق سب سے پہلے خصوصی حیثیت میں باپ کو، پھر اس کے وصی مختار کو، پھر وصی مختار کے وصی کو، پھر دادا، سگے دادا اور یا ان کے مقرر کردہ وصی کو حاصل ہوگا۔

53 بالغ مگر بے وقوف شخص کے مالی امور کی سرپرستی حاکم یا اس کا کارندہ کرے گا۔

54 جو کوئی اپنے مالی امور چلانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور اس کی راہ نمائی کے لئے کوئی ولی ہی نہ ہو تو اس کے معاملات کی نگرانی کرنا حکومت یا اس کے نمائندے کی ذمہ داری ہوگی۔

55 قاصر کے معاملات کی تدبیر اور انتظام کرنا اور خوش اسلوبی کے ساتھ چلانا اگر اس کے ولی کے بس میں نہ رہے اور اس بارے میں اس کی بدانتظامی اور نااہلی ثابت ہو جائے تو حاکم اس کو ولایت سے برطرف کر کے کسی اہل شخص کو اس کی جگہ مقرر کرے گا۔

56 فقہائے مذاہب کے اتفاق سے بلوغت اور رُشد تحویل مال اور برخاستگی حجر کی شرائط ہیں۔

57 صغیر جس کے مالی امور کی نگرانی اس کا باپ یا باپ کا وصی کر رہا تھا بلوغت کے بعد رشید اور معاملہ فہم ثابت ہوا تو عدالتی فیصلے کے بغیر خود بخود اس پر سے حجر کی پابندی اٹھ جائے گی۔

58 بچہ بالغ ہونے کے بعد بھی بے شعور اور نادان تھا اپنے مالی امور نفع بخش طور پر چلانے کا طریقہ نہیں جانتا تھا تو بلوغت سے پہلے کی حالت کی طرح اب بھی اس پر پابندی قائم رہے گی۔

59 مال و املاک کے حوالے سے قاصر کے تصرفات کی آزمائش کرنے کے بعد اگر اس کے اندر اہلیت تصرف معلوم ہوئی تو ولی اس کا مال اس کے سپرد کر دے کیوں کہ آزمائش تب متحقق ہوگی کہ ملکیت میں تصرف کا معاملہ اس کو سونپا جائے۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مسئلہ تحقیق کا جواب

تحقیقی مقالہ سے بصورت حاصل بحث سامنے آنے والے نتائج کے تناظر میں مسئلہ تحقیق کا جواب ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

صغر، جنون اور رقیت تمام فقہائے مذاہب کے نزدیک موجبات حجر ہیں۔ جبکہ امام ابوحنیفہ کے برخلاف فقہاء کی اکثریت سفاہت، غفلت، اور افلاس وغیرہ کو بھی اسباب ممانعت تصرف ٹھہرانے کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ مال ودولت جو کاروبار حیات کی روانی اور استحکام کا ذریعہ ہے اس کو فضول اخراجات اور اتلاف بے جا کی نذر ہونے سے بچانا سامان زیست فراہم کرنا اور زندگی کو تقویت بخشا ہے، گو کہ کسی عاقل اور بالغ انسان کو اس کے مال وملکیت میں تصرفات سے منع کرنا شرافت وکرامت آدمیت کے خلاف ہے لیکن قوام حیات ہونے کی حیثیت سے مال واملاک کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنا نہایت اہم کام اور ہمہ گیر فائدہ ہے جس کے مقابلہ میں یہ کم تر نقص (Defect) گوارہ کیا جاتا ہے۔ بدیں سبب وہ تمام تصرفات روکے جانے کے لائق ہیں جو مالکوں کی حماقت اور غفلت ولاپرواہی کی بناء پر مال ودولت کے ضیاع اور تباہی وبربادی پر منتج ہوں اسی تناظر (Perspective) میں جمہور فقہاء کی رائے مختار اور مفتیٰ بہ خیال کی جاتی ہے۔

شریعت کی نظر میں بلوغت کی طبعی وجسمانی علامات ظاہر ہو جانے کے بعد لڑکا اور لڑکی بالغ شمار ہوتے ہیں ورنہ پندرہ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بالغ ہونے کا فیصلہ ہوتا ہے۔ وضعی قوانین کے لحاظ سے عمر بلوغت اٹھارہ اور اکیس سال مقرر کی جاتی ہے۔

رشد اور عقلی پختگی کے حصول کے لیے کوئی خاص عمر متعین کرنا ازروئے شریعت کوئی معقول بات نہیں اس کے حصول کا انحصار تو ظروف واحوال، خاندانی روابط، تربیت، پرورش ونشو نما اور آب وہوا پر ہوتا ہے۔

اسلام اس بات کا روادار نہیں ہے کہ کوئی خود نقصان اٹھائے یا کسی اور کو ضرر پہنچائے لہٰذا ضرر کو سبب حجر ٹھہراتے ہوئے امام ابوحنیفہ ان مالی تصرفات اور مالکانہ حقوق کے استعمالات کو قانون حجر کے تحت لانے کے قائل ہیں جن کا نتیجہ عام وخاص کے لیے ضرر رساں ہو۔ امام موصوف کا موقف اپنانے میں چونکہ عام مالی مصالح کے تحفظ کی ضمانت ہے اس لیے زیر مطالعہ تحقیقی مقالہ میں املاک میں مضرت رساں تصرفات کی ممانعت کے عنوان کے ذیل میں مال واملاک میں نقصان دہ تصرفات پر حجر عائد ہونے کی مدلل بحث پیش کی گئی ہے۔ جو لوگ بوجہ صغر یا جنون مالی امور چلانے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں تو ان کے قرابت داروں میں سے بالترتیب باپ، دادا اور ان دونوں کے وصی ان لوگوں کے مال واملاک کو تحفظ فراہم کرنے اور ان کے مالی معاملات ان کے بہترین مفاد میں طے کرنے کی ذمہ داریاں اس شرط کے ساتھ سنبھالیں گے کہ یہ لوگ دانا، معاملہ فہم اور منصف مزاج ہوں ورنہ تو حکومت وعدالت کا فریضہ بنتا ہے کہ وہ اس اہم ذمہ داری کو نبھائے۔

....

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

درست مفروضہ

یہ بات استدلال کی بنیاد کے طور پر درست مانی گئی ہے کہ قانون حجر کی تعمیل وتنفیذ فقط چند اسباب پر منحصر نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ ءِ اثر مال ودولت میں مبذرانہ ومسرفانہ تصرفات کی روک تھام اور مالکانہ حقوق کے ایسے تمام استعمالات کی ممانعت تک پھیلا ہوا ہے جو عام و خاص کے حق میں ضرر رساں ثابت ہوں۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سفارشات

موضوع تحقیق ''قانون ممانعت تصرف کا شرعی دائرہ اثر'' کے تحت تحریر کئے گئے مقالے سے حاصل ہونے والے نتائج کی روشنی میں حسب ذیل چند باتیں سفارشات وتجاویز کی شکل میں مرتب کی جاتی ہیں:۔

1 بے باپ بچوں اور مالی معاملات سمجھ داری اور خوش اطواری کے ساتھ طے نہ کر سکنے والے بے وقوفوں کے اموال کی حفاظت ونگہداشت کے بارے میں قرآن میں بڑی تاکید آئی ہے اوران کی سرپرستی کرنے والوں سے کہا گیا ہے کہ وہ کمال احتیاط سے کام لیں، صرف ان کی مصلحت دیکھ کران کے اموال خرچ کریں اور اپنی خواہش فکری سے تصرف میں نہ لائیں۔ بنابریں ضرورت اس بات کی ہے کہ ملکی قوانین میں ایسے دفعات کا اضافہ کیا جائے جن کے رو سے جسمانی اور عقلی طور پر بلوغت کو نہ پہنچنے والوں کے اموال واملاک کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے نہ تو اموال ان کی تحویل میں رہیں کہ استعمال میں لاکران کو برباد کردیں اور نہ اولیاء لوگ نگرانی کرنے کے بہانے ان کے مال ہتھیا لیں۔

2 یہ بات مسلم ہے کہ اسلام کا قانون حجر دولت کے ضیاع کو روکنے اور صحیح مصرف میں اس کے استعمال کو یقینی بنانے کے لیے بنا ہے۔لہٰذا یہاں ہراس شخص کے مالی تصرفات پر بندش عائد کی جاتی ہے جو غافل، لاپروا اور بے وقوف ہو اور غفلت ولاپرواہی اور حماقت وناسمجھی کے باعث بہترین ذاتی اور اجتماعی مفادات میں مالی امور چلانے کا ہنر نہ جانتا ہو اس کے برعکس وضعی اور ملکی قوانین میں ایسا کوئی دفعہ موجود نہیں۔جس کی روشنی میں اس قسم کے لوگوں کے مال وملکیت کی نگرانی اور حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے کوئی ضابطہ بنایا گیا ہو۔

3 اسلامی نظم معیشت میں منفی مالی سرگرمیوں، مہلک کاروباری طریقوں اور ایسے تجارتی ذریعوں کو اختیار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے جو صرف بڑے بڑے سرمایہ داروں کو فروغ دینے کے لیے وضع کئے گئے ہوں اور اکثریت کو برباد کر کے چند افراد کا فائدہ کررہے ہوں اور نتیجہ کے طور پر پیدا ہونے والی معاشی الجھنیں، ہمہ گیر بے چینی اور طبقاتی کشمکش لوگوں سے چین واطمینان اور زندگی کا سکون چھین لیتا ہو اور جیتے جی دنیا ان کے لیے دوزخ بن جاتی ہو تو پھر حکام کی ذمہ داری ہے کہ وہ احوال کو درست سمت چلانے کے لیے راست اقدام کریں اور ناجائز منافع خوری کے لیے مال مہنگا کرنے کی غرض سے ذخیرہ اندوزی کرنے ،غذائی ضرورت کی عمدہ اور خالص اشیاء میں غیر معیاری اور ناقص چیزیں ملانے اور ناپ تول میں کمی کرنے والے استیصالی طبقہ کو افہام وتفہیم اور وعظ ونصیحت سے رویہ کی اصلاح کرنے پر آمادہ کریں تاکہ طلب ورسد کے قدرتی عوامل کے آزادانہ کام میں مصنوعی دخل اندازیوں کے ذریعے سے بگاڑ پیدا نہ ہو اور ظالمانہ نفع اندوزی اور معاشی اجارہ داری کی چھوٹ دینے سے صحت مند کاروبار اور بازار کی صاف ستھری معاشی حالت خراب نہ ہو لیکن اگر تاجروں اور کاروباری حضرات کے ہاتھوں عامۃ الناس کو پہنچنے والے ناقابل برداشت نقصان کی تلافی مذاکرات کے ذریعے ممکن نہ ہو تو شریعت کا قانون ممانعت تصرف حکومت کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ عدم

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مضرت رسانی کے اصول کے تحت ایسے سماج دشمن عناصر کو احتساب کے شکنجے میں کسے اور مالی نظم ونسق کو خرابی سے محفوظ رکھنے اور اقتصادی حالات کو ابتری سے بچانے کے لیے انتہائی ضرورت کی غذائی اشیاء کو کنٹرول میں لے کر ان کی مناسب قیمتیں مقرر کرے۔

4 ملاوٹ شدہ غذائی اشیاء اور جعلی ادویات کی کھیپ اگر آ جائے اور منڈیوں اور بازاروں میں کھلے عام فروخت ہونے لگے تو ملاوٹ کا دائرہ وسیع ہونے سے روکنے کے لیے سرکاری کارندے ان چیزوں کی خرید وفروخت کو سختی سے منع کر دے اور اپنے ذرائع سے مجرموں کا کھوج لگا کر انہیں قرار واقعی سزا دیں۔ یہی وجہ ہے کہ بازار کے امور پر نظر رکھنے اور گراں فروشی اور ملاوٹ کے تدارک کے لیے خلافت راشدہ کے دور میں اور اس کے بعد کم وبیش ہر زمانے اور ہر علاقے کے مسلمان حکمرانوں نے ہر شہر میں محتسب مقرر کر دیئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر دودھ میں پانی ملانے پر ایک شخص کا سارا دودھ ضائع کروایا۔

وزارت خوراک کے فوڈ انسپکٹروں (Food inspectors) اور محکمہ صحت کے اہل کاروں کی طرف سے ناپ تول کے پیمانوں اور ہوٹلوں میں استعمال ہونے والے برتنوں کی صفائی وستھرائی کی باقاعدہ جانچ پڑتال ہوتی رہے اگر بازار کے کسی دوکان دار کے پاس کم وزن کے پیمانے پائے جائیں یا کسی ہوٹل والے کے برتنوں کی صفائی کی حالت تسلی بخش نہ ہو تو اسے اصلاح احوال تک نہ صرف کاروبار کرنے سے منع کریں بلکہ جرمانے کی سزا بھی دیں۔

5 طب میں مہارت اور محکمہ صحت کی طرف سے اجازت نامہ حاصل کیے بغیر بعض اناڑی لوگ دوائیاں فروخت کرتے ہیں، نسخے تجویز کرتے ہیں اور علاج معالجہ کر کے لوگوں کی جانوں سے کھیلتے ہیں اور صحت عامہ کا نقصان کرتے ہیں جو ایک سنگین جرم ہے جس کا تدارک لازمی ہے حکومت کو چاہیے کہ شعبہ صحت کے ڈاکٹروں اور بلدیاتی اداروں کے نمائندوں کے ذریعے اس طرح کی عوام دشمن کاروائیوں کا سدباب کرے۔

6 کئی نوعمر اور منچلے نوجوان شرائط اہلیت پوری کیے بغیر گاڑی شاہراہ عام پر لے آتے ہیں اور ٹریفک کے اصولوں کی پروا کیے بغیر رفتار کی مقررہ حد سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ گاڑی چلاتے ہیں اور جان لیوا حادثات کا سبب بنتے ہیں تجویز ہے کہ پولیس ایسے غفلت شعار لوگوں کے خلاف بلا کسی رورعایت سخت انضباطی کاروائی کرتے ہوئے ان کے لائسنس منسوخ کرے اور مالی جرمانہ کی سزا بھی دے۔

7 حکومت اگر محسوس کرے کہ وسیع قومی اور ملکی مفاد کے حصول کی خاطر نشر واشاعت کے ادارے عوامی سطح پر چلائے جائیں اور نجی شعبہ کے مالی تعاون سے ملوں، صنعتوں، کارخانوں اور پیداوار کے دیگر ذرائع کا قیام ممکن بنا لے تو حکومت کی طرف سے غیر سرکاری شعبہ کو تحویل اور سپردگی کرنے کا عمل ٹھوس اصولوں اور کڑی شرائط کے ساتھ ہو جن کی پاسداری کرنا بہرصورت لازم ہو اور نجی شعبہ اس بات کا ذمہ دار ہو کہ نشر واشاعت کا عمل معاشرے میں بھائی چارہ اور امن وآشتی کی فضا پیدا کرنے میں مددگار

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ثابت ہو اور اس سلسلے میں کوئی ایسا قدم نہ اٹھایا جائے جس سے حالات سنگینی کی طرف جائیں اسی طرح ملوں، کارخانوں اور صنعتوں میں تیار ہونے والا لباس و پوشاک اور خوردنی اشیاء خالص، صحت افزا اور معیاری ہوں۔

8 معاشرے کی بگڑی ہوئی صورت حال کی بنیادی وجہ سرمایہ کا عدم توازن ہوتا ہے۔جس کے نتیجہ میں متمول طبقہ کی تمام تر توجہات اظہار ثروت مندی، آرام و اسائش کی زندگی گزارنے، کھیل کود، لہو ولعب اور تفریحی مشاغل کا انعقاد کرنے پر مبذول ہوتے ہیں اور یہ رجحان اتنا نمایاں ہونے لگتا ہے کہ گویا تبذیر و اسراف کے کاموں اور تعشیات کو دادِ عیش دینا مقصودِ حیات ہے جبکہ دوسری طرف مفلوک الحال طبقہ معاشی زبوں حالی کا شکار ہو کر نان جویں کو ترس رہا ہوتا ہے۔اس حالت کی اصلاح کرنے اور اجتماعی معاشی زندگی کو متوازن اور معتدل بنانے کے لیے ضروری ہے کہ تکلف و تعیش والے طرز معاشرت کو ترک کر کے سادہ طرز زندگی کو جس کی تلقین اسلام کرتا ہے اختیار کیا جائے۔حکام، وزراء، سیاسی رہنما اور سماجی کارکن سادہ طرز معیشت اختیار کرنے میں ابتداء اپنے آپ سے کریں اور دوسروں کو منع کرنے سے قبل رہن سہن کے پر تکلف، عیش پرستانہ اور مہنگے طریقے اپنانے سے خود باز آجائیں اور پھر سادگی اور کفایت شعاری کی زندگی کو معاشرے میں عام کرنے اور لوگوں کو اسراف و تبذیر کے مشاغل اختیار کرنے سے روکنے کے لیے ملک گیر مہم چلائیں، سامان تعیش پر پابندی عائد کردی جائے اور تمام اشیائے صرف میں ملک کی اپنی پیداوار کو فروغ دیا جائے، جو چیزیں صرف ایسی ہیں کہ وہ پاکستان میں متوسط یا اعلی معیار کی پیدا ہونے لگی ہیں (مثلاً کپڑا) ان کی درآمد پر بھی پابندی عائد کردی جائے۔اس سے عوام میں سادگی کو فروغ دینے میں مدد ملے گی اور زرمبادلہ میں بھی کفایت ہوگی۔

9 عالمی سطح پر اور خصوصاً پاکستان میں لوگوں کی بڑی اکثریت غربت و افلاس کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے، تجویز یہ ہے کہ اسلام کے مقدس معاشیاتی نظام کے راہ نما اصولوں کی روشنی میں مسلمانوں کا یہ اجتماعی فرض ہے کہ وہ اپنے ممالک کے مختلف صوبوں اور ضلعوں میں ایسا نظام معیشت قائم کریں جس کے تحت متمول افراد کی حاصل آمدنیوں کو جمع کر کے جائز اور منافع بخش کاروبار میں خرچ کریں جو اسراف اور فضول خرچی، تنعم و عیش کوشی، نمود و نمائش، جمال آفرینی اور زیبائش پر خرچ ہونے والی دولت کا سدباب اور روک تھام کرے گا اور اجتماع کے غریب اور نادار افراد کی اصلاح و فلاح کا ذریعہ اور معاشی مساوات عامہ کو بروئے کار لانے کا باعث بھی ہوگا۔

10 سرکاری اور غیر سرکاری تقریبات کے مواقع پر دعوتوں اور شادی کے ولیموں میں رنگارنگ اور پر تکلف کھانوں اور ضیافتوں کے اہتمام پر بے دریغ روپیہ پیسہ خرچ کیا جاتا ہے جو عام سماجی حالات کے مقابلہ میں کھلا ہوا اسراف اور دولت کا ضیاع ہے۔چنانچہ سفارش کی جاتی ہے کہ ان مواقع پر دعوتوں میں انواع و اقسام کے پر تکلف کھانے اور مشروبات پیش کرنے کے بجائے سادگی اور کفایت شعاری کا مظاہرہ ہونا چاہیے۔سپریم کورٹ آف پاکستان نے جو فیصلہ کیا تھا کہ سرکاری تقریبات، ولیموں اور مہندی کے رسومات کی دعوتوں اور ضیافتوں میں ایک قسم کا کھانا پیش کرنے کو رواج دیا جائے اور مخالفت کرنے والوں کو جرمانے اور

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قید کی سزا دی جائے۔ معاشی حالات کے تناظر اور وسیع تر قومی مفاد میں حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس فیصلہ کی روشنی میں قانون سازی کرے اور سخت گیر اقدامات کے ذریعہ سے ولیموں اور تقریبات کی دعوتوں میں نہ صرف ایک کھانا تیار کرنے کے رواج کو عام کرائے بلکہ جہیز اور شادی میں تحائف کی مالیت مقرر کرنے کے لیے قانون بھی بنایا جائے کہ دلہن کے سرپرست ایک لاکھ سے زیادہ مالیت کا جہیز اور دلہا کے والدین پچاس ہزار روپے سے زائد مالیت کے زیور، کپڑے اور دیگر سامان نہیں دے سکیں گے۔ اسی طرح زمین، پراپرٹی، مکان، فلیٹ، کار اور دیگر قیمتی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد اور اثاثے بطور تحفہ یا جہیز دینے پر بھی پابندی ہو گی۔ قانون کی خلاف ورزی میں مقررہ مالیت سے زائد کا جہیز، ساز و سامان اور بیش قیمت تحفے تحائف دینے والوں کو مالی تاوان اور قید دونوں کی سزائیں دی جائیں تا کہ اظہار ثروت مندی کے قبیح رسم کی حوصلہ شکنی ہو۔

11۔ گنجان آباد علاقے میں گولہ بارود اور ایسی چیزوں کے کاروبار کی اجازت نہ دی جائے جو بسرعت آگ پکڑے اور دھماکے سے اُڑ کر تباہی پھیلائے اور فتنہ پرور، سماج دشمن اور دہشت گرد لوگوں کے ہاتھوں اسلحہ فروخت کیا جائے اور نہ غیر محتاط لوگوں کو اسلحہ خریدنے کے لیے لائسنس جاری کیے جائیں۔ حال ہی میں ملک بھر میں ممنوعہ ہتھیاروں کے لائسنس کے اجراء پر وزارت داخلہ کی طرف سے ایک نوٹیفیکیشن (Notification) کے ذریعہ پابندی لاگو کیا جانا ایک مستحسن اقدام ہے جس سے ملک میں خودکار ہتھیاروں کے استعمال اور کلاشن کوف کلچر کا سدباب ہو گا۔

12 آبادی میں بڑھتا ہوا اضافہ، منصوبہ بندی کے بغیر شہروں کا پھیلاؤ، ٹمبر مافیا کی طرف سے جنگلات کی کٹائی، منافع کے حصول کے لیے سرمایہ کاری اور ٹیکنالوجی میں ہونے والی ترقی ماحولیاتی آلودگی کی بنیادی وجوہ ہیں۔ دنیا کے کئی دیگر ممالک کی طرح پاکستان بھی ماحولیاتی آلودگی کے مسائل سے دوچار ہے جن کو دور کرنے کے لیے کبھی سنجیدہ غور نہیں کیا گیا یہی وجہ ہے کہ مختلف موسموں میں طرح طرح کے وبائی امراض اور جان لیوا بیماریاں پھیلتی رہتی ہیں، چنانچہ لازمی امر یہ ہے کہ ماحول کو صاف ستھرا رکھا جائے اور آب وہوا کو آلودہ ہونے سے بچایا جائے جس کے لیے زہریلا دھواں اور کیمیاوی فضلہ خارج کرنے والے کارخانوں اور صنعتوں کو شہروں اور گنجان آباد علاقوں سے دور کہیں کھلی جگہوں پر لگایا جائے اور جنگلات خواہ کسی کی ذاتی ملکیت میں کیوں نہ ہوں کی کٹائی اعلیٰ ترین مقاصد کے لیے ممنوع قرار دی جائے۔

13 محکمہ انسداد بے رحمی حیوانات کی طرف سے جانوروں کے مالکوں کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ ان بے زبانوں کی بھوک پیاس کا خاص خیال رکھیں، ان کی ضرورت کے مطابق خوراک ان کو کھلائے اور اگر بیمار ہوں تو ان کا علاج کرائیں اور ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ان پر نہ ڈالیں۔ حضرت عمرؓ اگر اونٹ پر زیادہ بوجھ لادنے والے شتربان کو متنبہ نہ کرتے تو عین ممکن تھا کہ ظلم بڑھتے بڑھتے دور جاہلیت میں جانوروں پر کیے جانے والے ظلم تک جا پہنچتا جب زندہ اونٹ سے گوشت کاٹ کر پکایا جاتا۔

14 مزارعت (بٹائی) کے معاملات میں جو ظلم وستم زمینداروں کی طرف سے کسانوں پر ہوتے ہیں ان کی اصل

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

وجہ وہ فاسد شرائط ہیں جو زمیندار کسانوں کی بے چارگی سے فائدہ اٹھا کران پر قولی یا عملی طور سے عائد کر دیتے ہیں۔ایسی تمام شرائط کو خواہ وہ زبانی طے کی جاتی ہوں یا رسم ورواج کے ذریعہ ان پر عمل چلا آتا ہو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے تو مزارعت کا معاملہ کسانوں کے حق میں بالکل بے ضرر ہو جائے گا۔اگراس مسئلہ کا فوری حل ممکن نہ ہوتو اسلامی حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ایک عبوری دور کے لیے یہ اعلان کر دے کہ اب زمینیں بٹائی کے بجائے ٹھیکہ پر دی جائیں یا یہ طریقہ تجویز کر دے کہ کاشتکار بٹائی کے بجائے مقررہ اجرت پر زمیندار کے لیے بحیثیت مزدور کام کریں گے اس اجرت کی تعین بھی حکومت کرسکتی ہے اور بڑے بڑے جاگیرداروں پر یہ شرطیں عائد کرسکتی ہے کہ وہ ایک عبوری دور تک زمین کا کچھ حصہ سالانہ اجرت کے طور پر مزدور کاشتکاروں کو دیں گے۔غرض! اس مقصد کے لیے ایک بورڈ قائم ہونا چاہیے جس میں کسانوں، زمینداروں اور حکومت کو مساوی نمائندگی حاصل ہو جو بٹائی یا اجرت کی ایسی شرح مقرر کر دے جو رفتہ رفتہ ارتکاز دولت کو ختم کر کے تقسیم دولت کے نظام کو متوازن بنا سکے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فہرست آیات

نمبر شمار	آیت	سورۃ نمبر	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ
-1	اِبْتَغُوْامِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔	2	البقرة	198	35
-2	اِبْتَلُوْا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذا بَلَغُو االنِّكاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا.........	4	النساء	6	38
-3	اٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلَ وَلَاتُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۔	17	الاسراء	26	172
-4	اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَ هَاوَمَرْعٰهَا..مَتَاعً لَكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ۔	79	النازعات	33-31	226
-5	اِذَابَلَغَ الْاَطْفَالَ مِنْكُمُ الْحُلُمَ... فَلْيَسْتَاذِنُوْاكَمااسْتَاذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔	24	النور	59	90
-6	اِذَاتَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَاوَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ....	2	البقرة	205	214
-7	اِذَااَنْفَقُوْالَمْ يُسْرِفُواوَلَمْ يَقْتُرُوْاوَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔	25	الفرقان	67	188
-8	اِعْلَمُوْااَنَّمَاالْحَيٰوةُ الدُّنيالَعِب''وَّلَهْو''وَّزِيْنَة'' وَّتَفاخُر'' بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُر'' فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ...	57	الحديد	20	188
-9	اَنْفِقُوْامِمَّاجَعَلَكُمْ مُسْتَخْلِفِيْنَ فِيْهِ...	57	الحديد	7	35
-10	فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًااَوْضَعِيْفًااَوْلَايَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ......	2	البقرة	282	39
-11	اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْااِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنَ۔	17	الاسراء	27	172
-12	جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًاوَّحِجرًامَّحْجُوْرًا۔	25	الفرقان	53	78

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	ایت	سورۃ نمبر	سورۃ	ایت نمبر	صفحہ
-13	جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا۔	36	یٰس	80	226
-14	خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ۔	86	الطارق	6	90
-15	رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ۔	4	النساء	23	6
-16	قَالُوْا هٰذِهٖ اَنْعَامٌ "وَّحَرْثٌ" حِجْرٌ"۔	6	الانعام	139	7
-17	قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ۔	2	البقرة	215, 272	35
-18	كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.	22	الحج	36	254
-19	كُلُّ امْرِیءٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ"۔	52	الطور	21	149
-20	كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔	7 6	الاعراف الانعام	31 141	172
-21	وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا۔	28	القصص	58	188
-22	لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔	2	البقرة	32	23
-23	لِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔	63	المنافقون	7	35
-24	لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔	63	المنافقون	7	35
-25	وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۔	17	الاسراء	29	172
-26	وَلَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ" بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ "لَّهٗ بِوَلَدِهٖ۔	2	البقرة	233	211
-27	وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ۔	17	الاسرا	34	272, 214
-28	وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا۔	2	البقرة	231	211
-29	لَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا	4	النساء	5	37, 44
-30	لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ" مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ۔	4	النساء	7	63
-31	لَقَدْ اٰتَيْنَا اِبْرَاهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عَالِمِيْنَ۔	21	الانبیآء	51	92

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	ایت	سورۃ نمبر	سورۃ	ایت نمبر	صفحہ
-32	لَمَّابَلَغَ اَشُدَّہٗ اٰتَیۡنٰہُ حُکۡماًوَّعِلۡمًا۔	12	یوسف	22	92
-33	مَا تُنۡفِقُوۡ امِنۡ خَیۡرٍفَلِاَنۡفُسِکُمۡ۔	3	البقرۃ	272	36
-34	مَاقَطَعۡتُمۡ مِّنۡ لِّیۡنَۃٍ اَوۡ تَرَکۡتُمُوۡھَاقَآئِمَۃً عَلٰی اُصُوۡلِھَافَبِاِذۡنِ اللّٰہِ۔	59	الحشر	5	227,214
-35	وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍفِی الۡاَرۡضِ وَلَا طٰٓئِرٍیَّطِیۡرُبِجَنَاحَیۡہِ...اِلَّا اُمَمٌ اَمۡثَالُکُمۡ.	6	الانعام	38	254
-36	ھَلۡ فِیۡ ذَالِکَ قَسَمٌ" لِذِیۡ حِجۡرٍ.	89	الفجر	5	7,6
-37	یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡالَاتُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِکُمۡ بِالۡمَنِّ وَالۡاَذٰی کَالَّذِیۡ یُنۡفِقُ مَالَہٗ رِئَآءَ النَّاسِ...	2	البقرۃ	264	174
-38	یَوۡمَ یَرَوۡنَ الۡمَلٰٓئِکَۃَ لَابُشۡرٰی یَوۡمَئِذٍ لِّلۡمُجۡرِمِیۡنَ وَیَقُوۡلُوۡنَ حِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا.	25	الفرقان	22	7

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فہرست احادیث

نمبر شمار	حدیث	تخریج	صفحہ نمبر
-1	ابشر و اوامّلوا ما یسرکم فوالله تنافسوها و تلهیکم کما الهتهم.	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب مایحذرمن زهرة الدنیا والتنافس فیها، حدیث نمبر1366، ص : 532/2۔	190
-2	اتقوا الله فی هٰذه البهائم المعجمة...	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب مایومر به من القیام علی الدواب والبهائم، حدیث نمبر 777، ص: 321/2.	254
-3	اذا اتاك الله مالافلیراثر نعمة الله علیک و کرامته.....	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب الخلقان و فی غسل، حدیث نمبر 663، ص: 263/3۔	175
-4	اذاذهب اوانکسرعقله حجر علیه۔	ابن ابی شیبة، المصنف، کتاب البیوع والاقضیة، باب من کره الحجر علی الحرومن رخص فیه، حدیث نمبر 1112، ص : 292-291/6۔	47
-5	ارموا وارکبوا وان ترموا احب الی من ان ترکبوا.	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الرمی، حدیث نمبر 742، ص : 306/2۔	199
-6	ارمو ابنی اسماعیل وانا مع نبی فلان...	ابن ماجه، سنن ابن ماجه، کتاب الجهاد، باب الرمی فی سبیل الله، حدیث نمبر 2815، ص : 528/2۔	199

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	حدیث	تخریج	صفحہ نمبر
-7	افلا تتقی اللہ فی ھذہ البھیمۃ التی ملکک اللہ ایاھا...	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب مایومر بہ من القیام علی الدواب والبھائم، حدیث نمبر 778، ص : 321/2.	255
-8	اما ابل الشیاطین فقد رایتھا یخرج احدکم بجنیبات معہ قداسمنھافلا یعلو بعیر منھا......	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجھاد، باب الجنائب، حدیث نمبر 797، ص : 328/2.	178
-9	امسک علیہ مالہ وانفق علیہ بالمعروف.	ابن ابی شیبۃ، المصنف، کتاب االبیوع والاقضیۃ، باب من کرہ الحجر علی الحرومن رخص فیہ، حدیث نمبر 1111ص : 291/6۔	47
-10	ان ابن الزبیرؓ بلغہ انھا باعت بعض ربعھا فقال لتنتھین والا حجرت علیھا.	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الانبیاء، باب فی مناقب قریش، حدیث نمبر 719، ص : 387/2۔	46
-11	ان اللہ قداعطی کل ذی حقہ فلاوصیۃ لوارث.	الترمذی، جامع الترمذی، کتاب الوصایا، باب ماجآء فی الوصیۃ، حدیث نمبر 1094، ص : 33/2۔	48
-12	ان اللہ کتب الاحسان علی کل شی.	مسلم، صحیح مسلم، کتاب الصیدوالذ بائح، باب الامر باحسان الذبح والقتل وتحدید الشفرۃ، حدیث نمبر 5065، ص : 243/2۔	254
-13	ان اللہ لم یأمرنا فیمارزقنا ان نکسوا الحجارۃ والطین.	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الصور، حدیث نمبر 752، ص : 297-296/3۔	177

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	حدیث	تخریج	صفحہ نمبر
14-	ان اللہ ھو المسعر القابض الباسط....	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الاجارات، باب التسعیر، حدیث نمبر 3450، ص: 132/2۔	220
15-	ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ۔	الترمزی، جامع الترمذی، کتاب الاستیذان والادب، باب ماجآء ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ، حدیث نمبر 725، ص: 105/2۔	175
16-	ان رجلا کان فی عقلہ ضعف وکان یبایع واھلہ اتوا النبیؐ فقالوا یارسول اللہ احجر علیہ....	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الخصومات، باب من ردَّ امر السفیہ وضعیف العقل، حدیث نمبر 44 ,22، ص: 107/1۔	44
17-	ان رسول اللہ اجری المضمر من الخیل من الحفیاءِ الی ثنیۃ الوداع .	الترمذی، جامع الترمذی، کتاب الجھاد، باب ماجاء فی الرھان، حدیث نمبر 1763، ص: 203/1۔	200
18-	ان رسول اللہ قال ایاک والتَّنَعُّمَ.....	خطیب التبریزی، مشکوٰۃ، کتاب الرقاق، باب فضل الفقراء، حدیث نمبر 5030، ص: 449۔	189
19-	ان رسول اللہ قضی ان لاضرر ولاضرار۔	ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب من بنی فی حقہ مایضر بجارہ، حدیث نمبر 2340، ص: 193/2۔	211
20-	ان کل بناءٍ وبا ل علی صاحبہ الاّ ما لا الاّ مالا....	کتاب الزھد، باب فی البناء والخراب، حدیث نمبر 4161، ص: 307/2۔	177

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	حدیث	تخریج	صفحہ نمبر
21-	ان من السرف ان تاکل کل ما اشتهیت.	ابن ماجه، کتاب الاطعمه، باب الاسراف ان تاکل کل ما اشتهیت، حدیث نمبر 335، ص: 240/20۔	173
22-	ان النبیؐ قال من جرَّ ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیامة۔	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ما جآء فی اسبال الازار، حدیث نمبر 884، ص: 271/3۔	176
23-	ان النبیؐ کان ینهی عن اضاعة المال۔	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب ما یکره من قیل وقال، حدیث نمبر 1393، ص: 549/4۔	173
24-	ان النبی نهی عن تلقی الجلب ۔	الترمذی، جامع الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجا فی کراهیة تلقی البیوع، حدیث نمبر 1227، ص: 146/1۔	216
25-	ان البنیؐ نهی عن طعام المتبارئین ان یوکل۔	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمة، باب فی طعام المتبارئین، حدیث نمبر 355، ص: 154/3۔	180
26-	بارك الله لك اولم ولو بشاه۔	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الولیمة ولوبشاة، حدیث نمبر 150، ص: 86/3۔	176
27-	الجالب مرزوق والمحتکر ملعون۔	ابن ماجه، سنن ابن جامه، کتاب التجارات، باب الحکره والجلب، حدیث نمبر 2153، ص: 177/2۔	217
28-	ذکر رسول الله الفرش فقال فراش للرَّجل وفراش للمرأة وفراش للضیف ..	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الفرش، حدیث نمبر 741، ص: 243/3۔	178

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	حدیث	تخریج	صفحہ نمبر
29-	رایت النبیؐ یقوم علی باب حجرتی والحبشة یلعبون بالحراب فی المسجد....	البخاری، کتاب العیدین، باب الحراب والدرق یوم العید، حدیث نمبر 900، ص: 455/1۔	201
30-	السلطان ولی من لا ولی له۔	الترمذی، جامع الترمذی، کتاب النکاح، باب ما جآء لا نکاح الا بولی، حدیث نمبر 1049، ص: 130/1۔	268
31-	شیطان یتبع شیطانة۔	ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی اللعب بالحمام، حدیث نمبر 1505، ص: 627/3۔	203
32-	عرضت علی رسول الله فی جیش وانا ابن اربع عشره فلم یقبلنی فعرضت علیه من قابل.....	الترمذی، جامع الترمذی، کتاب الاحکام، باب ماجآء فی حدبلوغ الرجل والمرأة، حدیث نمبر 1373، ص: 174/3۔	91
33-	عرضت علی النبیؐ یوم قریظة فشکوا فی أمن الذریة أنام من المقاتلة.......	الترمذی، جامع الترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی النزول علی الحکم، حدیث نمبر 1637، ص: 192/1۔	90
34-	قال الثلث والثلث کثیر..........	الترمذی، جامع الترمذی، کتاب الوصایا، باب ماجآء فی الوصیة بالثلث، حدیث نمبر 2193، ص: 33/2۔	48
35-	قالت فسابقته فسبقته علی رجلی.....	ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی السبق علی الرجل، حدیث نمبر 807، ص: 331/2	200
36-	کان معاذ شابا سخیا وکان لا یمسك شیافلم یزل یدان حتی اغرق ماله کله فی الدین...	ابن ماجه، سنن ابن ماجه، کتاب الاحکام، باب تفلیس المعدم والبیع علیه لغرمائه حدیث نمبر 2357، ص: 279/2۔	47

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	حدیث	تخریج	صفحہ نمبر
-37	كل احد احق بماله من والده وولده والناس اجمعين۔	البيهقى ،السنن الكبرى، كتاب الشركة، باب الاشتراك فى الاموال و الهدايا ، حدیث نمبر 2، ص : 178/6۔	63
-38	كل ذى مال احق بماله۔	البيهقى، كتاب الشركة، باب الاشتراك فى الاموال و الهدايا، حدیث نمبر 3، ص : 178/6۔	63
-39	كلوا واشربوا وتصدقوا والبسوا مالم يخالطة اسراف ومخيلة ۔	ابن ماجه، سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب البس ماشئت ما اخطاك سرف او مخيلة، حدیث نمبر 3605، ص : 257/2۔	173
-40	لاباس بالغنى لمن التقى الله۔	خطيب التبريزى ، المشكوٰة، كتاب الرقاق، باب استحباب المال والعمر للطاعة ، حدیث نمبر 5058، ص : 451۔	36
-41	لاتعضية فى ميراث الا فيماحمل القسم۔	المتقى الهندى،علاء الدين ، كنزالعمال، كتاب الفرائض، حدیث نمبر 30401، ص : 9/11۔	246
-42	لاتقوم الساعة حتى يبنى الناس بيوتا يوشونها وشى المراحيل۔	البخارى، الادب المفرد، باب البناء ، حدیث نمبر، 777، ص : 501۔	178
-43	لاتلبسوا الحرير ولا الديباج ولاتشربوا فى انية الذهب والفضة ۔	البخارى، الجامع الصحيح، كتاب الاطعمة، باب انية الذهب ، حدیث نمبر 591، ص: 266-265/3۔	189
-44	لاتلقوا السلع حتى يهبط بها الاسواق ولا تلقوا الركبان	ابوداود ، سنن ابى داود ، كتاب البيوع ، باب فى التلقى ، حدیث نمبر 41، ص: 39/3۔	216

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبرشمار	حدیث	تخریج	صفحہ نمبر
-45	لاحکرۃفی سوقنا۔	مالك الامام ، الموطا، کتاب البیو ع، باب فی الاحتکار والتسعیر، حدیث نمبر 10080، ص : 489۔	217
-46	لاسبق الا فی نصال و خُف اوحافر۔	الترمذی، جامع الترمذی، کتاب الجھاد ، باب ماجاء فی الرھان، حدیث نمبر 1754، ص 203/1۔	200
-47	لایبیع حاضر لباد دعوا الناس یرزق الله بعضهم من بعض ۔	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب البیو ع، باب فی النهی ان یبیع حاضر لباد، حدیث نمبر 47،ص :41/3۔	216
-48	لا یتیم بعد الحلم.	ابوداؤد،سنن ابی داؤد ،کتاب الوصایا، باب ماجاء متی ینقطع الیتم ، حدیث نمبر 1100، ص : 460/2-461۔	90
-49	لایحتکر الا خاطی۔	الترمذی، جامع الترمذی ، کتاب البیوع، باب ما جآء فی الاحتکار ، حدیث نمبر 1272، ص : 152/1۔	217
-50	لایعجزاحدکم ان یلھو باسھمه۔	مسلم، صحیح مسلم ، کتاب الامارۃ، باب فضل الرمی والحث علیه وذم من علمه ثم نسیه، حدیث نمبر 4947، ص210/3۔	199
-51	لایمنع جار جاره ان یغرز خشبه فی جداره.	مالك الامام، الموطا، کتاب الاقضیة، باب القضاء فی المرفق، حدیث نمبر45، ص : 542۔	242
-52	لیُّ الواجد یحل عرضه.	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب القضاء ، باب فی الدین هل یحبس به، حدیث نمبر 232، ص : 109/3۔	48

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	حدیث	تخریج	صفحہ نمبر
53-	مااانا والدنیا ومااانا والرقیم.	ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی اتخاذ الستور، حدیث نمبر 748، ص : 295/3۔	177
54-	ماانفق المومن من نفقة الاجر فیها الا نفقة فی هذا التراب ۔	ابن ماجه، سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب فی البناء والخراب، حدیث نمبر 4163، ص : 307/2۔	177
55-	مااولم رسول الله علی احد من نسائِهٖ مااولم علی زینب.	مسلم، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب زواج زینب بنت جحش ونزول الحجاب واثبات الولیمة، حدیث نمبر 3503، ص : 357-356/2۔	180
56-	من لبس ثوب الشهرة البسه الله ثوب مذلة یوم القیامة.	النسائی، کتاب اللباس، باب من لبس شهرة من الثیاب، حدیث نمبر 3606، ص : 166/3۔	176
57-	من ولی یتیما، وله مال فلیتجر بماله۔	الترمذی، جامع الترمذی، کتاب الزکوٰة، باب ماجآء فی زکوٰة مال الیتیم، حدیث نمبر 620، ص : 81/1۔	272

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	حدیث	تخریج	صفحہ نمبر
58-	نعم المال الصالح للرجل الصالح ۔	خطیب التبریزی، المشکوٰۃ، کتاب الامارۃ، باب رزق الولاہ وھدایا ھم ، حدیث نمبر 3581، ص : 326۔	36
59-	نھی رسول اللہ عن التحریش بین البھائم۔	ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجھاد ، باب فی التحریش بین البھائم، حدیث نمبر 791، ص : 326/2۔	255
60-	نھی رسول اللہ عن خواتیم الذھب وعن الشرب فی الفضۃ وعن لبس الحریر والدیباج۔	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب اللباس، باب لبس القسی، حدیث نمبر 784، ص : 336/3؛ وباب لبس الحریر، حدیث نمبر 779، ص: 505/5۔	189
61-	واللہ لیمرن بہ ولو علی بطنك.	مالك الامام ، الموطاء، کتاب الاقضیۃ ، باب القضاء فی المرفق، حدیث نمبر 46، ص : 542۔	243

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فہرست اعلام

نمبر شمار	اسم	صفحہ
1-	ابن ابی لیلی : محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی.	246
2-	ابن تیمیہ: احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم، ابو العباس، تقی الدین، شیخ الاسلام ابن تیمیہ الحنبلی۔	25, 68, 212, 216, 221
3-	ابن جریر محمد بن جریر بن کثیر بن غالب، ابو جعفر.	92
4-	ابن خلدون، قاضی القضاہ، ولی الدین، ابوزید عبدالرحمن بن ابی عبداللہ محمد بن خلدون الخضری المالکی۔	219
5-	ابن سیرین : محمد بن سیرین البصری.	45
6-	ابن رشد (الحفید) : محمد بن احمد بن محمد بن رشد، ابوالولید.	133, 150, 156
7-	ابن عابدین: محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی۔	24, 83, 92, 156, 159, 222, 228
8-	ابن قدامہ: عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ۔	11, 82, 83, 90, 91, 125, 130, 246, 284
9-	ابن قدامہ المقدسی: عبدالرحمن بن محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی الجماعیلی الصالحی الحنبلی۔	131
10-	ابن قیم: شمس الدین محمد بن ابی بکر ایوب بن سعد الزرعی ، شمس الدین ۔	219
11-	ابن کثیر:محمد بن اسماعیل بن عمر بن کثیر ابوعبداللہ البصری۔	37
12-	ابن منظور : محمد بن مکرم جمال الدین.	7, 117
13-	ابن الھمام: محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید کمال الدین ابن الھمام ۔	222

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبرشمار	اسم	صفحہ
14-	الشیرازی: ابراهیم بن علی بن یوسف، ابو اسحاق ، جمال الدین الشیرازی۔	129
15-	ابوبکر الصدیق : عبدالله بن ابی قحافه۔	214
16-	ابوثور: ابرهیم بن خالد بن ابی الیمان۔	246
17-	ابوحنیفه: نعمان بن ثابت کاوس بن هرمز، امام اعظم.	24,57,58,59,83,85, 86,89,90,92,126, 153,158,255, 283
18-	ابو عبید : قاسم بن سلام، ابوعبید۔	45
19-	ابوموسیٰ الأشعری، عبدالله بن قیس بن سلیم۔	193
20-	ابوهریره : عبدالرحمٰن بن صخر۔	8,178,200,216,242,248
21-	ابو یوسف : یعقوب بن ابراهیم۔	56,86,89,126,127, 154,158,159,160,284
22-	احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی ، ابو عبدالله.	89,245,256
23-	ام سلمة : هند بنت ابی امیة بن المغیرة بن عبدالله، المخزومیة.	189
24-	انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جنب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار، ابوحمزه۔	44,91,177,179,220
25-	البخاری : محمد بن اسماعیل بن ابراهیم، ابو عبدالله، البخاری.	44
26-	براء بن عازب بن حارث بن عدی بن جشم بن مجدعه بن حارثه بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔	189,190
27-	البغوی : حسین بن مسعود بن محمد الفراء، البغوی۔	46
28-	الترمذی : محمد بن عیسی بن سورة السلمی البوغی الترمذی، ابو عیسی۔	44
29-	تقی عثمانی : محمد تقی ابن محمد شفیع، مفتی۔	247

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبرشمار	اسم	صفحہ
30-	تنزیل الرحمٰن، ڈاکٹر، جسٹس۔	66,68,114
31-	جابر بن عبداللہ بن عمر بن حرام، انصاری ، سلیمی۔	178
32-	الجرجانی : محمد بن محمد بن علی ، سید الشریف، سید السند الجرجانی۔	7,142
33-	الجصاص: احمد بن علی ، ابوبکر الرازی، الجصاص ۔	46,227
34-	حاطب بن ابی بلتعہ ۔	221
35-	حبان بن واسع بن حبان بن منقذ بن عمروبن حنساء بن مبذول بن عمروبن غنم بن مازن بن النجار، الانصاری المدنی۔	142
36-	حذیفة بن الیمان، ابوعبداللہ العبسی۔	189
37-	الحطاب : محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن الرُّعینی۔	80
38-	الدّسوقی : محمد بن احمد بن عرفة الدسوقی۔	10
39-	الرازی: محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن ، الرازی ، فخر الدین، ابوعبداللہ ابن الخطیب ۔	36,64
40-	زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد، ابوعبداللہ، القرشی الاسدی۔	45,46,47
41-	الزحیلی : محمد وھبہ، الدکتور۔	266,283
42-	زمخشری : محمود بن عمر خوارزمی زمخشری، جاراللہ ۔	39
43-	زھری: محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شھاب۔	46
44-	زیلعی : عثمان بن علی بن محجن، فخرالدین الزیلعی ۔	64,160,222
45-	السرخسی: شمس الأئمہ محمد بن احمد بن ابی سھل ، ابوبکر، السرخسی۔	64
46-	سعد بن ابی وقاص سعد بن مالک بن عبدمناف بن زھرہ، ابواسحاق، قریشی۔	48,49,193,249

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	اسم	صفحہ
-47	سعد بن معاذ، الانصاری ، اسھلی، اوسی۔	90
-48	سعید بن ابی ھند۔	178
-49	سمرة بن جندب بن هلال الفزاری۔	242
-50	الشاطبی: ابراهیم بن موسیٰ بن محمد، ابواسحاق ، اللخمیی الغرناطی، الشاطبیی ۔	240
-51	الشافعی محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع۔	39,56,57,85,86,89,245, 246,256
-52	شاہ ولی اللہ : احمد بن عبدالرحیم الفاروقی الدهلوی الهندی، ابوعبدالعزیز۔	28,66,70,176
-53	الشوکانیی: محمد بن علی بن محمد الشوکانیی۔	47
-54	الطحاوی : احمد بن محمد بن سلامة الازدی ، ابو جعفر۔	149
-55	ضحاك بن خلیفة.	242,243
-56	عائشة الصدیقة بنت ابیی بکرہ الصدیق ، ام المومنین۔	46,200
-57	عبادة بن صامت بن قیس بن اصرم بن فهر بن قیس بن ثعلبه۔	211
-58	عبدالله بن جعفر، بن ابی طالب الهاشمی۔	45,46
-59	عبدالله بن زبیر بن العوام بن خویلد۔	45,46,57
-60	عبدالله بن سلام.	214
-61	عبدالله بن عباس بن عبدالمطلب ۔ قرشی هاشمی۔	47,57,92,180,255,262
-62	عبدالله بن کعب بن مالك الانصاری المدنی۔	47
-63	عبدالله بن عمر بن الخطاب ۔	91,176,200,216
-64	عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدمناف بن الحارث، ابومحمد القرشی الزهری۔	176

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبرشمار	اسم	صفحہ
65-	عبدالملك بن المغيرة الطائفي عثمان بن عفان بن ابى العاص قرشي ،اموى، اميرالمومنين۔	47
66-	عروة بن زبير بن العوام بن خويلد.	46,47
67-	عطية القرظيي۔	90
68-	على بن ابى طالب بن عبدالمطلب، امير المومنين۔	45,46,218
69-	عمربن الخطاب بن نفيل، ابوحفص، الفاروق، امير المومنين۔	48,69,192,193,200,201, 217,221,242,243,255
70-	عمربن عبدالعزيزبن مروان بن الحكم، قرشي،اموى،الخليفة الصالح.	91,202
71-	عمروبن شريد سقفي۔	48
72-	العينيي:محمود بن احمد،ابوالثناء وابومحمد،قاضى القضاة، بدرالدين العينيي۔	118
73-	قاضى خان: حسن بن منصوربن محمود الاوزجندى الفرغانى،فخر الدين۔	47,59
74-	شريح بن الحارث بن قيس بن الجهم الكوفى، النخعى،الكندى القاضى۔	47
75-	القرطبى: محمدبن احمدبن ابيى بكر بن فرح القرطبى الانصارى۔	45,57
76-	الكاسانى: ابوبكربن مسعودبن احمد، علاء الدين الكاسانى ۔	65,202
77-	مالك بن انس بن مالك الاصبحى الانصارى ،امام دارالهجرة۔	57,218
78-	معاذ بن جبل بن عمروبن اوس الانصارى، الخزرجى، ابوعبدالرحمن۔	47,48,189,241

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبرشمار	اسم	صفحہ
79-	محمدبن الحسن بن فرقدالشیبانی۔	56,85,86,89,126,127, 154,158,159,160,284
80-	محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ؛ رسول اللہ ﷺ .	8
81-	،محمد بن مسلمہ الانصاری، الحارثی۔	242
82-	المرغینانی : علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل الفرغانی المرغینانی ، برہان الدین۔	57,58,149,218
83-	مغیرہ بن شعبة۔	173
84-	نافع بن سرجس المدنی، ابوعبداللہ مولی عبداللہ بن عمر بن الخطاب۔	91
85-	النووی: یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن، النووی۔	45,46,218

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فہرست مصطلحات

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ
1-	الابتلاء	38
2-	الابراء	161
3-	الابطال	159
4-	الاتلاف	57,83,112,213
5-	الاجارہ	69,133,150
6-	الاجتہاد	280
7-	اجرالمثل	161
8-	الاجماع	48
9-	الاحبال	84
10-	الاحتکار	217,218,220
11-	الاحتلام	84,86,89
12-	احناف	84,114,149
13-	الإذن	82,129,130,263,281,282,284
14-	الارتداد	153,154
15-	الاستبراء	38
16-	الاستحسان	128
17-	الاستیذان	90
18-	الاسراف	125,172,173,180,181,188,194
19-	الاعارة	81
20-	الافلاس	81,123,156,157,159,160

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ
-21	الاقرار	82,129,131,160,165
-22	الاقراض	81,133,272
-23	الاکراہ	1,2,23,24,25,58
-24	امامیہ	114
-25	الانزال	84,86,89
-26	اهل العراق	57
-27	اهل المدينة	57,89
-28	الاهلية	23,58,111,267,284
-29	اهليت ادا	77,111,113
-30	اهليت وجوب	77
-31	الايدع	133
-32	الباطل	81,119,272
-33	البلوغ	82, 83, 85, 86, 87, 89, 90, 267, 278, 279
-34	بيع	26,27,44,62,80,82,111,129,132,141,149,150 ,159,160,163,218,272,274,282
-35	بيع الحاصر للباد	216
-36	بيع الحصاة	26
-37	بيع العربون	26
-38	بيع العينة	26
-39	بيع الغرر	26
-40	بيع محاباة	26
-41	بيع المحاضرة	27

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ
42-	بيع المحاقلة	27
43-	بيع المعاومة	27
44-	بيع ملامسة	26
45-	بيع المنابذة	26
46-	بينة	162
47-	التبذير	56,57,124,125,172,173,180,194
48-	التبرع	81,112,131,145,146,159,161,283,284
49-	التحديد	69,70
50-	الترشيد	280
51-	التسعير	67,281
52-	التصرف	8,9,11,21,24,39,44,56,57,58, 64,65,67,80,81,82,83,112, 113,119,124,125,129,132,133,150, 153,157,161,162,163,165,224, 240,241,263, 266,272,281
53-	التفريع	126
54-	التفليس	123,156,157
55-	تلجيه	66
56-	تلقى الجلب	215,216
57-	تلقى الركبان	215,216
58-	تلقى السلع	215,216,221

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبرشمار	اصطلاح	صفحہ
59-	التنعم	171,188,189,190,191,193
60-	تولیه	27
61-	التهريب	221
62-	الثلث	49,112,145,146,165
63-	الثمن	82,160,247
64-	ثمن المثل	159,274
65-	جلب السلع	221
66-	جماع	86,89
67-	جمهور	4,56,57,88
68-	جهيز	180,182
69-	جناية	83,129
70-	الجنون	11,12,76,77,109,110,111,112,117,118,280
71-	جنون مطبق	109,117,118
72-	جنون غير مطبق	110,111
73-	الحبل	84
74-	الحجر	1,2,5,6,7,8,9,11,12,20,23,33,34,35,44,45,46, 47,56,57,58,59,63,64,65,67,75,79,82,83,112 ,113,124,126,128,130,131,132,133,142,143 146,153,158,159,160,161,162,163,165,212, 260,265,267,278,279,280,282,284
75-	الحسبه	181
76-	الحنابله	11,86,90,130,131,153,265,267,282,283

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ
-77	الحمل	84,85,86,89,90
-78	حنبلية	117,118,130,131,265,266
-79	الحنفية	8,83,117,119,130,149,150, 264,266,267,283
-80	الحوالة	132
-81	الحيض	84,85,86,89,90
-82	الحيلة	59
-83	الخراج	274
-84	خصم	163
-85	الخلع	11,160,162
-86	خف ا وحافر	200
-87	الخيار	45
-88	الدين	25,129,149,156,157,160, 161,162,164,165
-89	الرشد	38,59,76,77,84,92,93,94, 95,125,278,280
-90	الرق	112
-91	رهن	149,150,163
-92	الزغب	86
-93	سدذرائع	225,70
-94	السفاهة	124,125
-95	سنت	34,44

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبرشمار	اصطلاح	صفحہ
96-	السفه	39,112,124,125,132,141,142
97-	السفيه	39,57,112,123,124,125,126,127,131,132, 143,165,267,280
98-	الشافعية	8,10,82,118,128,130,153,266,282,283
99-	الشراء	44,69,80,111,125,129,132,133,141,219,272
100-	الشرخ	91
101-	الشركة	132,245
102-	شريعت	3,4,5,64,156,157,211,263
103-	الشفعة	247,247,248
104-	شيعية	12,83,117,118,146,150,266,267,282
105-	صاحبين	126,160,267
106-	صبی المميز	80,81,113,119,129
107-	صداق	180,182
108-	الصدقة	9,112,129,146,146,158, 159,161,262,272
109-	الصغر	77,79,84,112
110-	الصغيرغيرالمميز	78,80,81,82,111,119
111-	الصغيرالمميز	78,79,82,119,281,283
112-	صفقة البيع	274
113-	الضرائب	221,274
114-	ضرر	24,80,81,82,119,131,162,209,210,211,218, 224,241,243,245,246,249,257,272,284

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ
-115	ضرر خاص	209,210,218,239,240
-116	الضرر العام	209,210,218
-117	ضرر غالب	210
-118	ضرر الفاحش	241,244
-119	ضرر موکدالوقوع	210
-120	ضمان	9,83,133,149
-121	الطلاق	11,81,114,127,162
-122	الظهار	15
-123	العانة	86
-124	عارية	9
-125	العتة	76,77,117,118,119,141,142,143,280
-126	عرس	181
-127	عرف	77,86
-128	العصمة	153,154
-129	العطية	9
-130	العقار	247
-131	العقد	82,130,132,247
-132	عوض	129,284
-133	العين	141,162,165
-134	الغبن	45,58,125,126,162
-135	الغبن الفاحش	78,79,272,283,284

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبرشمار	اصطلاح	صفحہ
136-	الغرامة	226,274
137-	غريم	145,158,159
138-	غفلة	141,142,143,256,280
139-	الغلول	236
140-	فاسد	78,117,118
141-	الفسق	128
142-	فقه	3,4,84,86,87,109,118,124,128,141,150,156, 157,158,160,162,163
143-	فلك	82,131,282,283
144-	فيئا	153
145-	القاصر	71,261,264,266,272,273
146-	قانون	3,4,5,20,67,68,80,87,93,94,110,109,113, 114,157,158,164,225,226,227,248,263,275
147-	قرض	9,149,160,275
148-	القسمة	160
149-	قوام	35,37
150-	القياس	220,221
151-	قيمة المثل	219
151-	الكفالة	132
152-	الكراء	59,161
153-	المالكيه	83,117,119,132,150,265,266,267,285, 283,284

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبرشمار	اصطلاح	صفحہ
154-	المباح	227,229
155-	المتطب الجاهل	59,212
156-	متقوم	83
157-	المجنون	57,65,109,112,117,118,119,265,267,278
158-	المجنون المطبق	109,111,113,117
159-	المحتسب	256,
160-	محجور التصرف	10,126,134
160-	محجور بالدين	164,165
161-	محجور بالسفه	164,165
162-	مدهوشی	109,113
163-	المدين	159,161,165
164-	الماذون	283,284
165-	المرابحة	27
166-	المرتد	153,154
167-	المرتهن	149,150
168-	مرض الموت	48,123,124,143,145,165
169-	المزارعة	228,229
170-	المصلحة	20,58,65,67,125,131,132,165,267,272,274,282
171-	المضارب	284
172-	المضرة	81,159
173-	المضمر	200
174-	المعاش والمعاد	64

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبرشمار	اصطلاح	صفحہ
-175	معاوضة بمحاباة	146,161
-176	المعتوه	76,81,117,118,119,143,265
-177	المغفل	141,143,280
-178	المفتی الماجن	59,212
-179	مفسده	70,225
-180	المفلس	156,157,158,159,160,162,163
-181	المکاری المفلس	59,212
-182	المكايسة	133
-183	المماکسه	281,282
-184	المنفعة	162,249
-185	المهر	112,127,180
-186	مهرالمثل	127,129,131
-187	المهمل	267,279
-188	الميراث	246
-189	نسيئة	284
-190	النفقة	25,127,128,131,160,262,274
-191	نكاح	114,127,130,162
-192	وصاية	261,264
-193	الوصی	81,82,264,265,266,268,272, 274,275,279
-194	الوصی المختار	264,268,274
-195	الوصية	966,128,131,145,248,249

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمبرشمار	اصطلاح	صفحہ
196-	وطئی	112
197-	الوقف	131,145,146,161,163
198-	الولاية	21,129,262,263,265
199-	الولی	81,82,129,130,132,268,272
200-	الوليمة	179,180
201-	الهبة	9,80,81,111,131,133,146,159,161,162,163, 272
202-	هبة تفضيلی	66
203-	الهدية	9,81

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

S. No	Terms	Page
1.	Apostasy	153
2.	Abbroachment	221
3.	Bankruptcy	126,157,163
4.	Communism	36,213
5.	Court of Wards	66,268
6.	Drunkenness	113
7.	Endowment	145
8.	Economic Holding	245
9.	Estimation	67
10.	Firm	157
11.	Full Bench	182
12.	Grave Deception	128,283
13.	Guardianship	113,264
14.	Hoarding	221
15.	Incapability	64
16.	Incompetent	38,39,125,262
17.	Injunction	21
18.	Insanity	20,110
19.	Insolvent debtor	158
20	Interdiction	20,21
21	Intoxication	114
22.	Joint Holding	245

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com :ڈاکٹر مشتاق خان

S. No	Terms	Page
23.	Joint Tenancy	246
24.	Liabilities	158
25.	Liquidation	164
26.	Majority	87,88
27.	Maturity	38,92,118
28.	Minority	56,87
39.	Monopoly	68,84,217
30.	Mortgage	149
31.	Negligence	141,256
32.	Pre-emption	247
33.	Procuration	284
34.	Prohibition	6,25
35.	Puberty	84,85,89
36.	Rashnal	127,281
37.	Rationing	69
38.	Rationalization	280
39.	Representation	263
40.	Sagacity	63
41.	Smuggling	221
42.	Tutelage	262
43.	Will	16

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فہرست مصادر و مراجع

القرآن

1- القرآن الکریم ، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشریف، المملكة العربيه السعوديه، الرياض، 1407ھ۔

تفسیر اور متعلقات

2- ابن جزی الکلبی: محمد بن احمد، کتاب التسهيل لعلوم التنزيل، دارالکتاب العربی، بیروت ۔ لبنان، ت .ن۔

3- ابن عباس: عبدالله بن عباس، تنوير المقباس تفسير عبدالله بن عباس، انتشارات استقلال ایران ، مطبع ناصر خسرو، قم ایران، ت ن۔

4- ابن کثیر: ابوالفدااسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی، تفسیر القرآن العظیم، نورمحمد اصح المطابق و کارخانه کتب، آرام باغ کراچی .ت. ن۔

5- الآلوسی: ابوالفضل، شهاب الدين، سيد محمود، روح المعانی تفسير القرآن والسبع المثانی، داراحیاء التراث العربی، بیروت ۔ لبنان، الطبعة الرابعة ، 1405ھ 1985م۔

6- البغوی : محی السنة ،ابی حسین بن مسعود الفراء الشافعی ، معالم التنزيل، مطبعة التقدم العلمية بمصر ، 1332ھ۔

7- البیضاوی ، قاضی ناصر الدين عبدالله ، انوارالتنزیل، مطبع الحیدری ، بمبئی ، 1297ھ۔

8- تهانوی :اشرف علی، مولانا، خلاصة تفسير بيان القرآن ، محمد عثمان تاجر کتب ، دهلی 1341ھ۔

9- الجصاص: ابوبکر احمد بن علی الرازی ، احکام القرآن ، دار احیا ء التراث العربی، بیروت ۔ لبنان، 1412ھ1992م.

10- الخازن : علاء الدين علی بن محمدبن ابراهيم البغدادی، لباب التاويل فی معانی التنزیل ، مکتبه التقدم العلمية بمصر، 1320ھ.

11- الرازی: محمد بن عمر بن الحسين بن الحسن، فخرالدين ، ابوعبدالله ، دارالکتب العلمية،مفاتیح الغيب الشهيربتفسير الكبير، بیروت ۔ لبنان، 1411ھ1990م.

12- الراغب الاصفهانی ، المفردات فی غريب القرآن ، مطبع مصطفى البابی الحلبی واولاده بمصر، الطبعة الاخيره ، 1381ھ1961م.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

13- الزمحشری، ابوالقاسم ، جارالله، محمود بن عمر الخوارزمی ، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل ، ،المکتبۃ التجاریۃ الکبری مطبعۃ الاستقامۃ بمصر، الطبعۃ الثانیۃ، 1373ھ1553م.

14- شبیر احمد عثمانی، تفسیر عثمانی، مجمع الملک فہد للطباعۃ المصحف الشریف، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الریاض،ت .ن۔

15- الطباطبائی: محمد حسین ، المیزان فی تفسیر القرآن ، دارلکتب الاسلامیہ تہران سوق السلطانی، الطبعۃ الثانیہ، 1342ھ .

16- الطبری: ابو جعفر محمد بن جریر ، جامع البیان فی تفسیرالقرآن ، مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی بمصر ،الطبعۃ الثانیۃ، 1373ھ 1954م.

17- القرطبی: ابوعبدالله، محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی الاندلسی ، الجامع لاحکام القرآن ، دارالکتاب العربیۃ للطباعۃ والنشر ، بیروت ، لبنان،الطبعۃ الثالثۃ ،1387ھ 1967م.

18- محمد رشیدرضا، تفسیر القرآن الحکیم الشھیر بتفسیر المنار، دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت ۔ لبنان، الطبعۃ الثانیۃ ، 1393ھ 1973م.

19- محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، 1402ھ1982ء۔

20- محمد فواد عبدالباقی ، المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الکریم ، انتشارات اسلامی ، تہران، 1374ھ۔

21- مودودی: ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔ت۔ن۔

22- واعظ الکاشفی: حسین بن علی ، تفسیر حسینی ، مطبع منشی نول کشور ، لکھنو ، 1291ھ1874ء۔

حدیث اور متعلقات حدیث

23- ابن ابی شیبۃ :ابوبکر بن محمد بن ابی شیبۃ العنبسی ، المصنف لابن ابی شیبۃ ، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ، کراتشی، 1406ھ 1986م.

24- ابن حجر العسقلانی : شہاب الدین، ابو الفضل، احمد بن علی الکنانی، بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام مع اتحاف الکرام شرح اردو بلوغ المرام، صفی مبارک پوری ، دارالسلام پبلشرز ، ریاض سعودی عرب و لاہور پاکستان ،ت. ن.

25- ابن ماجہ: ابو عبدالله محمد بن یزید القزوینیی، سنن ابن ماجہ مترجم ، ترجمہ و فوائد وحیدالزمان،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اسلامی اکادمی اردو بازار ، لاہور ، 1990ء.

26- ابوداؤد: سلیمان بن اشعث السجستانی ، سنن ابی داؤد ، ترجمہ وحید الزمان ، احسان پبلشرز ، نعمانی کتب خانہ اردو بازار، لاہور، 1987ء.

27- البخاری : ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح، دارالاشاعت اردو بازار ، کراچی۔

28- البخاری: ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل ، الادب المفرد (ترجمہ اردو،محمد خالد،مولانا) دارالاشاعت اردو بازار کراچی، 1997ء۔

29- البیھقی: ابوبکر احمد بن الحسین بن علی،السنن الکبری، نشر السنة بیرون بوہڑ گیٹ ملتان ، ت. ن.

30- الترمذی : ابوعیسیٰ محمد بن عیسی ، جامع الترمذی ، مطبع المجتبائی ، دھلی 1343ھ۔

31- تقی عثمانی : محمد تقی ، تکملة فتح الملھم بشرح صحیح الامام مسلم بن الحجاج ، مکتبہ دارالعلوم کراتشی ،1414ھ1994م۔

32- الخطیب التبریزی : ولی الدین محمد بن عبداللہ ، مشکوۃ المصابیح ، نور محمد اصح المطابع و کارخانۂ تجارت کتب ، دھلی، 1350ھ 1932م۔

33- الدار قطنی: علی بن عمر ، سنن الدارقطنی ، نشر السنة بیرون بوہڑ گیٹ ملتان ،1420ھ۔

34- الدوری قحطان: عبدالرحمن، صفوۃ الاحکام من نیل الاوطار وسبل السلام ، مطبعة الارشاد، بغداد ، 1406ه 1986م.

35- الزُّرقانی: محمد بن عبدالباقی بن یوسف ، شرح الزرقانی علی موطاء الامام مالك، داراحیاء التراث العربی، بیروت. لبنان، 1420ه.

36- شاہ ولی اللہ الدہلوی، مسوی مصفی شرح الموطا،محمد علی کارخانہ اسلامی کتب دستگیر کالونی،کراچی۔ت۔ن۔

37- الشوکانی : محمد بن علی ، نیل الاوطار ، شرح منتقی الاخبار من احادیث سید الاخیار ، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی،الطبعة الثالثة، 1380ه 1961م.

38- الصنعانی :محمد بن اسماعیل ،سبل السلام ، شرح بلوغ المرام من جمع ادلة الاحکام لابن حجر ، مطبع مصطفی البابی الحلبی بمصر ، ت. ن.

39- الطحاوی:ابو جعفر احمد بن محمد، شرح معانی الاثار ،دارالاشاعت اسلامیہ کلکتہ،1374ھ۔

40- ظفر احمد عثمانی،مولانا،اعلاء السنن ،ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ،کراتشی،1294ھ۔

41- عبدالرزاق بن الھمام الصنعانی، المصنف، المکتب الاسلامی بیروت ،الطبعة الاولی،1392ه1972م.

42- العینیی: بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد ، عمدہ القاری شرح صحیح البخاری ، ایچ . ایم سعید

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کمپنی ،ادب منزل ، کراچی،ت.ن.

43- الفارسی: علی بن بلبان امیر علاء الدین ، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ، دارالکتب العلمیہ بیروت.لبنان،الطبعۃالاولیٰ، 1707ھ1987م.

44- مالك الامام : ابوعبدالله مالك بن انس بن مالك بن ابی عامر الیتیمی ، الموطا (مع اردوترجمہ وفوائد،وحید الزمان)اسلامی اکادمی اردوبازارلاہور،1402ھ۔

45- المتقی الهندی : علاء الدین علی بن حسام الدین بن عبدالله الجوینوری ، کنزالعمال فی سنن الاقوال والاعمال، موسسة الرسالة، بیروت. لبنان ، 1399ھ 1979م۔

46- محدث دہلوی: عبدالحق،اشعۃ اللمعات ترجمہ وشرح فارسی مشکوٰۃ المصابیح،مطبع منشی نول کشور،لکھنو،1300ھ1883م۔

47- محمد منظور نعمانی،مولانا،معارف الحدیث،دارالاشاعت اردوبازار،کراچی،2001ء۔

48- مسلم : ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوری ، صحیح مسلم ، مترجم عزیزالرحمٰن، مولانا،مکتبہ رحمانیہ اردوبازارلاہور،2001ء۔

49- النسائی: ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب،سنن النسائی،ترجمہ وفوائد وحیدالزمان،اسلامی اکادمی اردوبازار،لاہور،1985ء۔

50- النووی :محی الدین یحییٰ بن شرف ، المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ،قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ،کراچی،1375ھ1956م۔

تاریخ وسیرت

51- ابن الجوزی : جمال الدین عبدالرحمن بن محمد بن علی، سیرة عمر بن الخطاب ، مطبع دارالسعاده بمصر، 1942ء .

52- ابن الجوزی: عبدالرحمن بن محمد بن علی ، سیرة عمر بن عبدالعزیز ، مطبع المؤید ، مصر، 1331ھ۔

53- ابن حجر العسقلانی: شهاب الدین ابوالفضل احمد بن علی الکنانی، کتاب الاصابه فی تمیز الصحابه ، داراحیاء التراث العربی ، بیروت . لبنان ، ت.ن.

54- ابن سعد : محمد البصری ، طبقات ابن سعد ، دارالاشاعت، کراچی، ت-ن۔

55- ابن عبدالبر : یوسف بن عبدالله بن محمد النمری ، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ، داراحیاء التراث العربی ،بیروت . لبنان. ت. ن.

56- الذهبی: الحافظ ابوعبدالله شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ، سیراعلام النُبلاءِ، مؤسسة الرسالة، بیروت. لبنان،1306ھ 1986م.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

57- شبلی نعمانی وسید سلیمان ندوی، سیرت النبیؐ، الفیصل، ناشران وتاجران کتب اردو بازار، لاہور، ت۔ن۔

58- عبدالله بن عبدالحكم ، سيرة عمر بن عبدالعزيز ، مطبعه رحمانيه ، مصر ، 1346ھ.

59- محمدا بوزهرة ،شيخ الاسلام ابن تيميه، ترجمہ رئیس احمد جعفری، مکتبہ سلفیہ، شیش محل، لاہور، 1961ء۔

60- ندوی: شاہ معین الدین، مولانا وسعید انصاری، مولانا، سیر الصحابہ، ادارہ اسلامیات 190، انارکلی لاہور، ت۔ن۔

تراجم

61- ابن الاثير : محمد بن محمد بن عبدالكريم بن عبدالواحد الشيباني ، اسد الغابة فى معرفة الصحابه، داراحياء التراث العربى للطباعة والنشر والتوزيع ،بيروت .لبنان،ت.ن.

62- ابن حجر العسقلانى: ابوالفضل احمدبن على الكنانى، التقريب مختصرالتهذيب ، مطبع الفاروقى، الدهلى،1308ه.

63- ابن خلدون: ولى الدين عبدالرحمٰن بن محمد الحضرمى الاشبيلى، كتاب العبروديوان المبتداوالخبر فى ايام العرب والعجم والبربرومن عاصر هم من ذوى السلطان الأكبر،مكتبة المدرسة ودارالكتاب للطباعة والنشر، بيروت. لبنان ،الطبعة الثانية،1966م.

64- ابن خلكان :احمد بن محمد بن ابى بكر ، وفيات الاعيان و انباء ابناءِ الزمان ، المطبعة الامير ية ، القاهره،1275ه.

65- ابن العماد الحنبلى:عبدالحى، شذرات الذهب فى أخبار من ذهب ، دارالفكر، دمشق، الطبعة الاولىٰ ، 1399 ه 1979م.

66- ابن قاضى شهبة: تقى الدين ابوبكر بن احمد بن محمد بن عمر بن محمد الدمشقى ، طبقات الشافعية، علم الكتب ، بيروت ،الطبعة الاولى، 1407ه 1987م.

67- ابن كثير: عمادالدين ابو الفداء اسماعيل بن عمر بن كثير القرشى الدمشقى ،البداية والنهاية ،المكتبة القدوسية، اہل حدیث مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، 1404ھ 1984ء۔

68- حریری: غلام احمد، تاریخ تفسیر ومفسرین، ملک سنز پبلشرز، فیصل آباد، 1993ء۔

69- الخطيب البغدادى: ابوبكر احمد بن على الخطيب ، تاريخ بغداد اومدينةالسلام منذتاسيها حتى سنة 363ه ، دارالفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت . لبنان، ت .ن؛ ومطبعة السعادة بالقاهره، 1931م۔

70- الخطيب التبريزى ، ولى الدين ابى عبدالله محمد بن عبدالله، اكمال فى اسماءِ الرجال، نور محمد کارخانۂ کتب آرام باغ کراچی۔ت۔ن۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

71- الذهبی: الحافظ ابوعبدالله شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، تذکرة الحفاظ ، داراحیاء التراث العربی، بیروت. لبنان،ت.ن.

72- الزرکلی: خیرالدین ، الاعلام قاموس تراجم لاشهر الرجال والنساء من العرب والمستعربین والمستشرقین ، دارالعلم للملایین ، الطبعة الثامنة، 1989م.

73- السبکی: شیخ الاسلام عبدالوهاب بن تقی الدین ، طبقات الشافعیة الکبری، المطبعة الحسینیة القاهره،1324ه.

74- الطبری ، ابوجعفر محمد بن جریر ، تاریخ الامم و الملوك نفیس اکیڈمی،اردوبازار،لاہور 1977ء۔

75- الفرنگی محلی الکهنوی :ابوالحسنات محمد عبدالحئ ، الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة مع التعلیقات السنیة علی الفوائد البهیة، مطبع الیوسفی الکهنو ، 1336ه 1918م.

76- محمد الخضری ، تاریخ التشریع الاسلامی ،اردوترجمہ ازعبدالسلام ندوی،تاریخ فقہ اسلامی نیشنل بک فاؤنڈیشن، لاہور،راولپنڈی،ملتان،کراچی،پشاور،کوئٹہ،2001ء۔

77- ندوی: تقی الدین،محدثین عظام اوران کے علمی کارنامے،مجلس نشریات، ناظم آباد کراچی،1982ء۔

اصول فقہ ومقاصد شریعت

78- ابن رجب الحنبلی: عبدالرحمن ،تقریر القواعد وتحریر الفوائدالمشهوربقواعد ابن رجب فی الفقه الاسلامی، دارالجیل ، بیروت ، لبنان ، 1408ه 1908م.

79- ابن فرحون ، برهان الدین ابراهیم بن علی بن ابی القاسم بن محمد بن فرحون المالکی، تبصره الحکام فی اصول الاقضیة ومناهج الاحکام ، مطبعة مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1378ه 1958م.

80- ابن قیم الجوزیة ، شمس الدین ابی عبدالله محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین ، عن رب العالمین ، دارالجیل للنشر والتوزیع والطباعة، بیروت. لبنان. ت.ن.

81- ابن نجیم : زین العابدین بن ابراهیم بن محمدبن بکر المصری الحنفی،الاشباه والنظائر ، موسسة الحلبی وشرکاه للنشرو التوزیع ، بالقاهره ، 1387ه.

82- البخاری: عبدالعزیز ، کشف الاسرارعلی اصول البزدوی ، مکتب الصنائع ، بیروت ، 1307ه.

83- البزدوی : فخر الاسلام، علی بن محمد ، کنزالاصول الی معرفة الاصول (المشهور باصول البزدوی)، نورمحمد کارخانہ تجارت کتب،کراچی،ت۔ن۔

84- الحموی :سید احمد بن محمد ، غمزعیون البصائر ،حواشی الاشباه والنظائر لابن نجیم ،ادارة القرآن

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

والعلوم الاسلامیہ ،کراتشی، ت. ن.

85- السیوطی: جلال الدین عبدالرحمن ، الاشباہ والنظائر ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت. لبنان، 1983م.

86- الشاطبی: ابواسحاق ابراھیم بن موسی اللخمی الغرناطی المالکی ، الموافقات فی اصول الشریعۃ ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت. لبنان، ت.ن.

87- شاہ ولی اللہ محدث دھلوی ،احمد بن عبدالرحیم، حجۃ اللہ البالغۃ ، المکتبۃ الحقانیۃ محلّہ جنگی، پشاور، ت۔ن۔

88- صدر الشریعۃ الاصغر: عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ، التلویح والتوضیح ، دارالاشاعت والتدریس ، دیوبند سھارن پور ، 1346ھ 1927م.

89 الندوی: علی احمد ، القواعد الفقھیۃ ، دارالقلم دمشق ، الطبعۃ الاولی، 1406ھ1986م.

کتب مذاہب فقہ

فقہ حنفی

90- ابن عابدین : علاء الدین محمد امین ، ردالمحتار علی الدرالمختار شرح تنویر الأبصار، ایم۔ ایچ سعید، ادب منزل پاکستان چوک، کراچی ۔ت۔ن۔

91- ابن قاضی سماونہ: بدر الدین محمود بن اسرائیل بن عبدالعزیز ، جامع الفصولین، المطبعۃ الکبری المیریۃ ، ببولاق، مصر، 1300ھ.

92- ابن نجیم : زین العابدین بن ابراھیم بن محمدبن بکرالمصری الحنفی ،البحرالرائق شرح کنزالدقائق ، مکتبہ الماجدیہ ،کوئٹہ ، ت. ن.

93- ابن الھمام: کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی ، فتح القدیرحاشیہ علی الھدایۃ، مکتبہ الرشیدیہ، سرکی روڈ ،کوئٹہ ،ت.ن۔

94- ابوالبرکات: عبداللہ نسفی ، کنزالدقائق ، المطبع الھند، دھلی، 1305ھ.

95- اعزازعلی، مولانا ، حاشیہ علی مختصر القدوری ، نورمحمداصح المطالع آرام باغ، کراچی، ت۔ن۔

96- البابرتی: محمد بن محمد بن محمود اکمل الدین ، العنایۃ شرح الھدایۃ ، مطبع العلیمی، دھلی، 1358ھ .

97- الحصکفی : علاء الدین محمد بن علی بن محمد ، الدرالمختار شرح تنویر الابصار (عربی مع اردو ترجمہ وشرح از خرم علی مولوی)، قانونی کتب خانہ کچہری روڈ، لاہور۔ت۔ن۔

98- الزیلعی: عثمان بن علی بن محجن ابو محمد فخرالدین ، تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق ،مکتبہ امدایہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ملتان،ت۔ن۔

99- السرخسی: محمد بن احمد بن ابی سہل ابوبکر، شمس الا ئمة ،کتاب المبسوط شرح الکافی، مطبع السعادة ، مصر ، 1324ھ.

100- سلیم رستم الباز ، شرح المجله ، مکتبه حبیبیه کوئٹه، 1305ھ.

101- الشعرانی: عبدالوهاب ، کتاب المیزان ، المطبعة الازهریة ، مصر ، الطبعة الثالثة،1344ھ1925م.

102- الصاغرجی: اسعد محمد ، الفقه الحنفی وادلته ، ادارة القرآن والعلوم الاسلام کراتشی ، الطبعة الاولی، 1421ھ.

103- صدر الشریعة الاصغر: عبیدالله بن مسعودبن تاج الشریعه، شرح الوقایة مع حاشیه عمدة الرعایه فی حل شرح الوقایة لأبی الحسنات محمد عبدالحی الکهنوی ، مطبع مجتبائی دهلی ، 1327ھ.

104- طاهر بن احمد بن عبدالرشید بن الحسین افتخار الدین البخاری ، خلاصة الفتاوی ،مطبع منشی نول کشور لکھنو، 1329ھ 1911م۔

105- الطوری: محمد بن حسین بن علی، تکملة البحر الرائق ، مطبع رشیدیه، سرکی روڈ کوئٹہ،ت۔ن۔

106- علی حیدر الترکی ، دررالحکام شرح مجله الاحکام ، دارالکتب العلمیة ، بیروت. لبنان،ت .ن.

107- عمر هاشم السید ومحمد هاشم السید ، الاحکام الشرعیة فی الاحوالِ الشخصیة علی مذهب الامام ابی حنیفة النعمان. مطبع السعادة، مصر، 1315ھ.

108- العینی: بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد ، رمز الحقائق شرح کنزالدقائق ، مطبع الیوسفی دهلی. 1302ھ.

109- غلام مصطفی القاسمی، مقدمه وتعلیق مختصر القدوری ، نورمحمد اصح المطابع کارخانہ کتب،آرام باغ کراچی، ت۔ن۔

110- قاضی خان: فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی الفرغانی ، فتاوی قاضی خان، مطبع منشی نول کشور، لکهنو ، 1310ھ.

111- قاضی القدس : علاء الدین ابی الحسن علی بن خلیل الطرابلسی الحنفی ، کتاب معین الحکام فیما یتردد بین الخصمین من الاحکام ، المطبعة المیمنیة ، مصر، 1306ھ۔

112- الکاسانی :علاء الدین ابوبکر بن مسعود ، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ، مکتبہ رشیدیہ،سرکی روڈ،کوئٹہ، 1410ھ 1990م۔

113- لجنة مولفة من العلماء والفقهاء ، مجلة الاحکام العدلیة، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ،کراچی،ت۔ن۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

114- محمد حنیف گنگوہی، الصبح النوری شرح اردو مختصر القدوری، مکتبہ شرکت علمیہ ملتان، 1397ھ۔

115- محمد حنیف گنگوہی، معدن الحقائق شرح کنز الدقائق، دارالاشاعت کراچی، 2003ء۔

116- محمد خالد الاتاسی ، شرح المجله، مکتبه جیبیه ، کوئٹه ، ت. ن.

117- محمد قدری باشا ، مرشد الحیران الی معرفة احوال الانسان فی المعاملات الشرعیة علی مذهب ابی حنیفه النعمان ،المطبعة الکبری المیریه ، بولاق مصر، 1890م.

118- محمد زید ومحمد سلامه السلجفی، شرح مرشد الحیران ، مطبعة المعارف ، بغداد ، 1375ه 1955م.

119- المرغینانی: برهان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل الفرغانی، الهدایه شرح بدایة المبتدی ، مطبع العلیمی دهلی، 1358ھ.

120- نظام الدین مولانا وجماعته من علماءِ الهند ، الفتاوی عالمگیر یة المعروفة بالفتاوی الهندیة،مطبع نول کشور لکھنو،1291ھ۔

فقہ شافعی

121- الخطیب الشربینیی: محمد الشربینیی، المغنی المحتاج الی معرفة معانی الفاظ المنهاج، داراحیاء التراث العربی ، بیروت . لبنان ، 1352ه 1993م.

122- الرملی: محمد بن ابی العباس احمد بن حمزه بن شهاب الدین ، نهایة المحتاج الی شرح المنهاج ، مطبعه مصطفی البابی الحلبی مصر ، 1967.

123- الشیرازی: ابراهیم بن علی بن یوسف ، ابواسحاق ، المهذب فی فقه الامام الشافعی، دارالقلم ، دمشق ، 1998.

124- النووی : ابوذکریا محی الدین یحی بن شرف ، المجموع شرح المهذب ، دارالفکر ، بیروت ،ت۔ن۔

فقہ مالکی

125- ابن جزی: محمد بن احمد، القوانین الفقهیة فی تلخیص مذهب المالکیه، دارالفکر بیروت ،ت۔ن۔

126- ابن رشد(الحفید): ابو الولید محمد بن محمد القرطبی ، بدایة المجتهد ونهایة المقتصد ، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی و اولاده بمصر،1339ه.

127- الحطاب: محمد بن عبدالرحمن الطرابلسی المغربی، مواهب الجلیل ، شرح مختصر ابی الضیاء سید خلیل ، مطبعه السعاده، مصر،الطبعة الاولیٰ ، 1329ه.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

128- الدردير : ابوالبركات احمد بن محمد بن احمد ، الشرح الصغير على اقرب المسالك الى مذهب الامام مالك ، دارالمعارف بمصر ، القاهره، ت۔ن۔

129- الدسوقي: شمس الدين محمد عرفه ، حاشية الدسوقي على الشرح الكبير لابى البركات احمد الدردير ، داراحياء الكتب العربيه، عيسى البابى الحلبى بمصر ، ت۔ن۔

130- الصاوى :احمد بن محمد المالكى ، بلغة السالك لأقرب المسالك الى مذهب الامام مالك، مطبعه مصطفىٰ البابى الجلى بمصر ، 1379ھ 1952م.

131- مالك الامام: ابو عبدالله مالك بن انس بن مالك بن ابى عامر التيمى ، المدونة الكبرىٰ برواية سخنون عن عبدالرحمن بن القاسم عن الامام مالك ، دارالفكر للطباعة والنشر والتوزيع ،بيروت.لبنان ، ت۔ن۔

فقہ حنبلی

132- ابن تيميه : ابوالعباس تقى الدين احمد ، مجموع فتاوى ، مكتبة المعارف الرباط، المغرب ،ت۔ن۔

133- ابن قدامه: موفق الدين ابومحمد عبدالله بن احمد بن محمد ،المغنى فى شرح الخرقى فى فقه الامام احمد بن حنبل ، دارالفكر للطباعة والنشرو التوزيع ، بيروت . لبنان، الطبعة الاولىٰ ، 1404ھ 1983م.

134- ابن قدامه المقدسى: شمس الدين ابوالفرج عبدالرحمن بن ابى عمر محمد بن احمد ، الشرح الكبير على متن المقنع على هامش المغنى ، دارالفكر ، بيروت، 1404ھ 1983م.

135- البهوتى: منصور بن يونس ، كشاف القناع عن متن الاقناع ، ادارة مطبعة الحكومة بمكه، 1394ھ.

فقہ شیعی

136- احمد بن يحىٰ المرتضى ، كتاب البحر الزخار ، الجامع لمذاهب علماء الامصار ، موسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الاولىٰ ، 1366ھ 1947م.

137- الحرالعاقلى : محمد بن الحسن الشيخ ، وسائل الشيعة الى تحصيل مسائل الشريعة، داراحياء التراث العربى، بيروت. لبنان. ت۔ن۔

138- الخمينى: روح الله الموسوى ، تحرير الوسيلة ، مكتبة اعتماد ، تهران ، الطبعة الرابعة ، 1403ھ 1983م.

139- الطباطبائى: اية الله المحقق السيد على الطباطبائى ، رياض المسائل فى بيان الاحكام بالدلائل، موسسة ال البيت للطباعة والنشر ، مطبعة الشهيد ، قم ، ايران ، 1404ھ.

140- الطوسى : ابوجعفر محمد بن الحسن بن على ، النهاية فى مجرد الفقه والفتاوى ، دارالكتاب العربى ،

اگرآپ کواپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بیروت ، لبنان ، الطبعة الثانية ، 1400ه 1980م.

141- القمی : ابوجعفر الصدوق محمد بن علی بن الحسین ، من لا یحضره الفقیه ، دارالکتب الاسلامیه ، تهران ، الطبعة الخامسة ، 1390ه.

142- المحق الحلی : ابوالقاسم نجم الدین جعفر بن الحسن بن ابی ذکریا ، شرائع الاسلام فی مسائل الحلال والحرام فی الفقه الاسلامی الجعفری ، مکتبه اسلامیه، تهران ، 1380ه.

فقہ عام

143- الجزیری: عبدالرحمن ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، داراحیاء التراث العربی للطباعة والنشر والتوزیع ، بیروت. لبنان، 1406ه1986م.

144- خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، حبیب الشفیق بک ڈپو، لاہور، ت۔ن۔

145- خالد سیف اللہ رحمانی، حلال وحرام، زمزم پبلشرز، اردو بازار، کراچی، 2004ء۔

146- الزحیلی: محمد وهبه، الدکتور ، الفقه الاسلامی وادلته ، دارالفکر للطباعة والنشر والتوزیع بدمشق ، الطبعة الثانية ، 1405ه.

147- الزرقا : مصطفیٰ احمد ، الفقه الاسلامی فی ثوبه الجدید؛ المدخل الفقهی العام، مطبعه جامعه دمشق ، 1383ه1963م.

148- السنهوری : عبدالرزاق ، مصادر الحق فی الفقه الاسلامی دراسة مقارنةبالفقه العربی، داراحیاء التراث العربی موسسة التاریخ العربی ، بیروت. لبنان ، 1997م.

149- السید السابق، فقه السنة ، دارالکتاب العربی، 1397ه 1977م.

150- الشیخ عمید : عبدالفتاح الحسینی ، الاکراه واثره فی الاحکام الشرعیة ،دارالفکر للطباعه والنشر، دمشق، الطبعة الاولی، 1399ه 1979م.

151- عبدالقادر عوده، التشریع الجنائی الاسلامی مقارناً بالقانونِ الوضیعی ، موسسة الرساله للطباعة والنشر والتوزیع ، بیروت ، الطبعة السادسة ، 1405ه 1985م.

152- علی الخفیف ، احکام المعاملات الشرعیة ، جامعه فوادالاول، القاهره، الطبعة الثالثة، 1370ه 1950م.

153- القرضاوی : محمد یوسف ، الحلال والحرام فی الاسلام ، المکتب الاسلام ، بیروت . لبنان ، الطبعة الرابعة ، 1967م.

154- المجلس الاعلی للشئون الاسلامیه مصر ، موسوعةالفقه الاسلامی ، وزارة الاوقاف ، مصر، القاهره ،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

1310ھ 1989م.

155- محمد عبدالرحمن الدمشقی ، رحمة الامة فی اختلاف الائمة، المطبعة الازهریه ، مصر ، الطبعة الثالثة، 1344ھ1925م؛ ومکتبہ امدادیہ، ملتان، ت۔ن۔

156- ندوی: مجیب اللہ، مولانا، اسلامی فقہ، پروگریسو بکس اردو بازار لاہور، 1991ء۔

157- وزارة الاوقاف والشؤن الاسلامیه الکویت، الموسوعة الفقهیة ، الطبعة الثانیة، 1406ھ 1986م.

معاشیات

158- اصلاحی، امین احسن، اسلام میں زائد از ضرورت دولت کا مسرف، عالمی ادارۂ اشاعت علوم اسلامیہ، ملتان، 1983ء۔

159- اوصاف احمد پروفیسر، اسلام، معاشیات اور بنک کاری، انسٹی ٹیوٹ آف آبجکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی، 1997ء۔

160- حیدر زمان صدیقی، اسلام کا معاشیاتی نظام، کتاب منزل لاہور، 1949ء۔

161- خورشید احمد، مظہر الدین صدیقی و نعیم صدیقی وغیرہ، اقتصادی کمیٹی کی رپورٹ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ت۔ن۔

162- زنگی پوری: محمد رضی، سید، اسلام کا معاشی نظام، شعبہ نشر حقائق و معارف جامعہ جوادیہ بنارس، الجواد بک ڈپو بنارس (ہندوستان) 1372ھ۔

163- سیوہاروی: حفظ الرحمٰن، اسلام کا اقتصادی نظام، ادارہ اسلامیات 190۔انار کلی، لاہور، طبع دوم، 1984۔

164- القرضاوی : محمد یوسف، مشکلة الفقر وعلاجها فی الاسلام (اردو ترجمہ، اسلام اور معاشی تحفظ، عبدالحمید صدیقی) البدر پبلی کیشنز اردو بازار، لاہور، 1978ء۔

165- محسن علی نجفی، اسلامی اقتصاد، شعبہ نشریات جامعہ اہل بیت، اسلام آباد، 1983ء۔

166- محمد ابوزهره ، التکافل الاجتماعی فی ظل الاسلام ، دار الفکر العربی ، القاهره۔ت۔ن۔

167- محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، ادارۃ المعارف، کراچی، 1417ھ 1966ء۔

168- محمد تقی عثمانی، ہمارا معاشی نظام، مکتبہ دار العلوم کراچی، 1421ھ۔

169- محمد طاسین، مولانا، اسلام کی عادلانہ اقتصادی تعلیمات قرآن و سنت کی روشنی میں، مجلس علمی فاونڈیشن شعبہ اقتصادیات، المدینہ گارڈن جمشید روڈ، کراچی، 1992ء۔

170- محمد عبدالسلام ،مفتی ، اسلامی معیشت کے بنیادی اصول ، ادارۃ القرآن اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن ، کراچی، 1413ھ1993ء۔

171- محمد المبارک ، نظام الاسلام الاقتصاد مبادی وقواعد عامه ، دار الفکر العربی ، بیروت . لبنان ، الطبعة الثالثة، 1981م.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

172- محمد محترم فہیم احمد عثمانی، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، 1975ء۔

173- محمد مظہر الدین صدیقی، اسلام کا معاشی نظریہ، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، 1951ء۔

174- محمد یوسف الدین، ڈاکٹر، اسلام کے معاشی نظریے، الائیڈ بک کمپنی، کراچی، 1980ء۔

175- محمود احمد غازی، ڈاکٹر، اسلام کی معاشی تعلیمات، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ت۔ن۔

176- مناظر احسن گیلانی، اسلامی معاشیات، دارالاشاعت اردو بازار، کراچی، ت۔ن۔

177- منور حسین، پروفیسر، اسلام اور جدید اقتصادی نظریات، اسلامک اکیڈمی گکھڑ منڈی گوجرانوالہ، 1990ء۔

178- مودودی: سید ابوالاعلیٰ، معاشیات اسلام، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، 1990۔

179- مودودی: سید ابوالاعلیٰ، اسلامی نظم معیشت اور اس کے اصول و مقاصد، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، 1987ء۔

قانون

180- تنزیل الرحمٰن، ڈاکٹر جسٹس، مجموعہ قوانین اسلام، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد۔ت۔ن۔

181- السنهوری: عبدالرزاق ، الوسيط فی شرح القانون المدنی الجديد ، مكتبة التحقيق بدار احياء التراث العربی ،موسسة التاريخ العربی، بيروت. لبنان. ت. ن.

182- لیاقت علی نیازی، ڈاکٹر، اسلام میں قانون ٹارٹ کا تصور، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، 1996ء۔

183- محمد تقی عثمانی، شریعت بینچ سپریم کورٹ آف پاکستان کے عدالتی فیصلے، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1420ھ 2000ء۔

184- میر محمد، پی ایل ڈی، 1965ء سپریم کورٹ، پاکستان پبلشنگ ہاؤس، کراچی۔

185- وزارت قانون وانصاف و پارلیمانی امور، حکومت پاکستان، قانون معاہدہ ایکٹ نمبر 9 بابت 1872ء ترمیم شدہ لغایت یکم فروری 1990ء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1991ء۔

السياسة الشرعيه

186- ابن تيميه: ابو العباس تقی الدين احمد، السياسة الشرعية فی احوال الراعی و الرعية، دار الكتاب العربی ، القاهره، 1955م.

187- ابن تيميه : ابو العباس تقی الدين احمد ، الحسبة فی الاسلام ، مطبع المويد بمصر ، 1318ھ.

188- ابن قيم الجوزيه: شمس الدين ابو عبدالله محمد بن أبی بكر، الطرق الحكمية فی السياسة الشرعية ، دار الكتب العلمية ، بيروت ، لبنان . ت۔ن۔

189- ابو يعلی: محمد بن الحسين الفراء ، الاحكام السلطانية ، مطبعه مصطفی البابی الحلبی بمصر، 1356ھ.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

190- الماوردی: ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری البغدادی ، الاحکام السلطانیة والولایات الدینیة جمع بین المسائل الشرعیة والسیاسیة (اردو ترجمہ محمد ابراہیم) ادارہ اسلامیات 190 انارکلی، لاہور، 1988ء۔

لغت ومتعلقات

191- ابن منظور الافریقی: ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ، لسان العرب ، دارصادر للطباعة والنشر ، بیروت . لبنان، الطبعة الاولی، 1410ھ1990م.

192- ادارہ تحقیقات اسلامی، اردو قانونی ڈکشنری، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ت۔ن۔

193- بلیاوی: عبدالحفیظ، مولانا، مصباح اللغات مکمل عربی اردو ڈکشنری ایم ایچ سعید کمپنی ادب منزل، کراچی، 1988ء۔

194- تنزیل الرحمٰن، ڈاکٹر جسٹس، قانونی لغت، مکتبہ خیابان ادب چیمبر لین روڈ لاہور، 1983ء۔

195- الجرجانی: السید الشریف علی بن محمد بن علی السید الزین ابی الحسن الحسینی، التعریفات ، دارالمنار للطباعة والنشر ، ت۔ن۔

196- الزاوی: الطاهر احمد ، ترتیب القاموس المحیط علی طریقة المصباح المنیز واساس البلاعة ، دارالفکر ، بیروت . لبنان ، الطبعة الثالثة ، ت۔ن۔

197- زین العابدین میرٹھی، قاموس القرآن، دارالاشاعت اردو بازار، کراچی، 1944ء۔

198- سعدی ابو حبیب ، القاموس الفقهی لغة واصطلاحا، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه ، کراتشی ، 1397ھ1977م.

199- فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات (اردو جامع جدید ترتیب اور اضافوں کے ساتھ) فیروز سنز، لاہور، 2005ء۔

200- قلعه جی: محمد رواس وقنیبیی : حامد صادق ، معجم لغة الفقهاء عربی. انکلیزی مع کشاف انکلیزی. عربی بالمصطلحات الوادره فی المعجم ، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة، کراتشی ،ت۔ن۔

201- محمد بن عمر بن خالد، صراح مع فرهنگ مسمی به قراح ، مطبع منشی نول کشور دہلی، 300ھ1883م۔

202- ندوی: محمد حنیف، لسان القرآن، قرآن حکیم کا توضیحی لغت، ادارہ ثقافت کلب روڈ، لاہور۔ت۔ن۔

203- وحید الزمان، مولانا، القاموس الجدید عربی، اردو، ادارہ اسلامیات 190۔انارکلی، لاہور 1990ء۔

متفرقات

204- ابن خلدون: ولی الدین عبدالرحمٰن بن محمد الحضرمی الاشبیلی، مقدمہ تاریخ ابن خلدون (ترجمہ اردو، سعد خان یوسفی) میر محمد کتب خانہ، آرام باغ کراچی، ت۔ن۔

205- ابو عبید: القاسم بن سلام ، کتاب الاموال ، المکتبه الاثریة، سانگلہ ہل شیخوپورہ۔ت۔ن۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

206- اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ، 1978-1977و 1981-1982ء، اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان، اسلام آباد۔

207- اصلاحی: صدرالدین، اسلام ایک نظر میں، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، 1993ء۔

208- حسین محمد، مولانا، شاہ ولی اللہ کا نظریۂ معیشت اور عصر حاضر میں اس کی افادیت، طیب پبلشرز، اردو بازار، لاہور، 2002ء۔

209- خورشید احمد، اسلام کا نظریۂ حیات، شعبہ تصنیف وتالیف، جامعہ کراچی، 2002ء۔

210- شاہ ولی اللہ دہلوی، فقہ عمر، مترجم ابویحییٰ امام خان نوشہروی، علم وعرفان پبلشرز، اردو بازار، لاہور 1998ء۔

211- شہزاد اقبال شام، اسلام کا تصور ملکیت ومال، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، 2003ء۔

212- عبدالرحمٰن خان، منشی، اسلام کا معاشرتی نظام، عالمی ادارۂ اشاعتِ علوم اسلامیہ، ملتان، 1983ء۔

213- عبدالمالک عرفانی، ڈاکٹر، اسلامی نظریہ ضرورت، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، 2001ء۔

214- الغزالی: احیاء علوم الدین، داراحیاء الکتب العربیہ، عیسی البابی الحلبی وشرکاہ بمصر، ت۔ن۔

215- محمد ابوزھرہ، الملکیة ونظریة العقد فی الشریعة، دارلفکر العربی، بیروت، ت۔ن۔

216- محمد تقی امینی، مولانا، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی، 1991ء۔

217- محمد تقی امینی، مولانا، اسلام کا زرعی نظام، احسن اکیڈمی کراچی، 1980ء۔

218- محمد تقی عثمانی، اصلاحی خطبات، اسلامک پبلیکیشنز، لیاقت آباد، کراچی، 1993ء۔

219- محمد تقی عثمانی، ملکیت زمین اور اس کی تحدید، مکتبہ دارالعلوم کراچی، 1413ھ۔

220- محمد نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریۂ ملکیت، اسلامک پبلیکیشنز، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور، 1973ء۔

221- محمود احمد غازی وعبدالرحیم اشرف بلوچ، احکام بلوغت، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، طبع اول، 1990ء۔

222- منیر احمد مغل، ڈاکٹر، عرف اور سد ذرائع، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، 2002ء۔

223- مودودی: سید ابوالاعلیٰ، اسلام کا نظام حیات، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، 1991ء۔

224- وحید الزمان، کنز الحقائق من فقه خیر الخلائق، مکتبہ شوکت الاسلام، بنگلور، 1332ھ۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com: ڈاکٹر مشتاق خان

English Books

225- Aminullah Vaseer, Federal Sharia Court SUO motu notice, federal Sharia court, Islamabad.

226- Amir Raza, CIVIL PROCEDURE CODE ORDER, H: Farooq Associates, The Mall Lahore,1986.

227- Black, Henry Campbell, Black's Law Dictionary, publisher's Editorial Staff, United State, 1990.

228- Cass ell and Co, Cass ell's English Dictionary, Wellington House, London, 1998.

229- Faruqi, Harith Suleiman, Law Dictionary English-Arabic, Beirut, 1970.

230- Feroz Sons, English to English and Urdu Dictionary, Feroz Sons, Lahore, 1999.

231- K-B Astana Justice, Law of Arms and Explosives 1991, Law Publishers Allabad India, 1992.

232- M. Farhani, The Law Dictionary, Law Times Publications, Urdu Bazar Lahore,1995.

233- M. Hadayatullah, Principals of Muhammadan Law, Pakistan Publishing House, Karachi, 1995.

234- Mullah, Dinshah Fardunji, Mullah's Code of Civil Procedure 1908, Mansoor Book house, Ketchery road, Lahore, 1981.

235- Oxford University, A Dictionary of Modern Legal Usage, Oxford University press, New York, 1987-

236- Oxford University, Oxford Dictionary of Law, Oxford University press, New York,1994.

237- Said Akbar Raja, Guardian and Wards Act of 1890 and Majority Act 1978,

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

Pakistan Publishers, church road Lahore, and Irfan law books house, Lahore, 1996.

238- Said Akbar Raja, PLD 1963 and 1964 suprim court, Irfan law books house, Lahore, 1994.

239- Thabvala, Noshirvan Advocate, THE LAW OF TORT, Law publishers, Law House Longley Road, Lahore, 1969.

اگرآپ کواپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فہرست محتویات

عنوان	صفحہ
مقدمہ	ا - ک
باب اول: حجر کا تعارف اور اکراہ و منع شرعی کے ساتھ تعلق	32-1
تمہید	3
شریعت اور قانون	"
شریعت لفظی واصطلاحی مفہوم	"
فقہ و شریعت	"
قانون	4
قانون کی لغوی تعریف	"
اصطلاحی تعریف	"
فقہ، قانون و شریعت	5
فصل اول: حجر کا لغوی واصطلاحی مفہوم	6
لغوی تعریفات	8-6
اصطلاحی تعریفات	8
حنفیہ	"
تصرفات	9
تصرفاتِ قولیہ	"
تصرفاتِ فعلیہ	"
مالکیہ	10
شافعیہ	"
حنابلہ	11

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
شیعیہ	12
حوالہ جات وحواشی	19-13
فصل دوم: حجر کی قانونی حیثیت	21-20
حوالہ جات وحواشی	22
فصل سوم: حجر، اکراہ ومنع شرعی	23
احوال اکراہ	"
حجر واکراہ؛ توافق	24
حجر واکراہ؛ تخالف	"
مضرت رساں تصرفات سے بچاؤ کے لیے حجر لاگو کرنا اور اکراہِ ناقص	"
منع شرعی	25
بیوع منہی عنہا	26
بیع الملامسة	"
بیع المنابذة	"
بیع الحصاة	"
بیع الغرر	"
بیع المحاقلہ	"
بیع العربون	"
بیع السنین یا بیع المعاومة	27
بیع الحیوان باللحم	"
بیع المجازفة	"
بیع العینة	"
بیع المحاضرة	28-27

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
حوالہ جات وحواشی	32-29
باب دوم: حجر کی مشروعیت ومقصدیت	74-33
فصل اول: قرآن میں حجر کی حیثیت	35
اشیاء کا حقیقی مالک اللہ ہے	"
ملکیت کی غرض وغایت	"
مال ودولت قوام حیات ہے	"
اسلام خواہشات کی تکمیل میں بے جا مالی تصرفات کرنے کا روادار نہیں ہے	36
شرف انسانیت کے باوجود آدمی کے مال میں اس کی مسرفانہ بے تدبیری روکی جائے گی	37-36
ہوشیاری ثابت ہو جانے تک اموال سپرد نہ کیے جائیں	38
بداطوار بالغ	40-39
حوالہ جات وحواشی	43-41
فصل دوم: سنت کے رو سے حجر کا مقام	44
سفاہت موجب حجر ہے	"
بے وقوف کے معاملاتِ خرید وفروخت	"
بھولا سیدھا اور لاپروا	45
حضرت عائشہ کا واقعہ	46
بڑھاپہ (Old Age)	47
مسرفانہ بے تدبیری سے معصیت کے کاموں میں دولت خرچ کرنا	"
قرتی	"
صحابہؓ کا دستورِ عمل	48
مرض الموت	49-48
حوالہ جات وحواشی	55-50

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
فصل سوم: حجر: فقہائے اسلام کی آراء میں	56
جمہور فقہاء	"
امام ابوحنیفہؒ کا موقف	57
مال تحویل میں دینے کی عمر	60-58
حوالہ جات وحواشی	62-61
فصل چہارم: اہمیت ومقصدیتِ حجر	63
تعمیلِ حجر میں فرد اور اجتماع دونوں کا مفاد ہے	"
اہلیتِ تصرف نہ رکھنے والوں کے مال واملاک کی بے حد حفاظت کرنا	64
فاتر العقل اور کمزور لوگوں کے اموال کو دھوکہ، فریب اور ملاوٹ سے ہتھیا لینے سے بچانے کے لیے حجر کرنا	66-64
ہبہ تفضیلی	66
وصیت	"
مقروض مفلس	"
مفاد عامہ اور معاشرہ کے اجتماعی حقوق کا تحفظ	67
غذائی کنٹرول	"
اجارہ داری	68
تحدید	69
راشننگ	"
آبادی کی تحدید	"
پیشوں کا انضباط	70
ملکیتِ زمین کی تحدید	"
سد ذرائع	71-70
حوالہ جات وحواشی	74-72

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
باب سوم: حجر کے اسبابِ متفق علیہا	121-75
فصل اول: صغر، صغیر کے احوال وتصرفات؛ بلوغت ورشد	77
صغر	"
صغیر اور صبی	"
صغیر کے احوال	78
حنفیہ اور مالکیہ	"
صغیر غیر ممیّز	"
بے شعوری کی عمر	79
صغیر ممیّز	"
تمیز وشعور کی عمر	"
صغیر غیر ممیّز کے مالی تصرفات کی شرعی وقانونی حیثیت	"
صبی ممیّز کے تصرفات	80
خالص مفید تصرفات	81
خالص غیر مفید تصرفات	"
نفع ونقصان دونوں کا احتمال رکھنے والے تصرفات	"
صغیر ممیّز وغیر ممیّز کے تصرفات فقہ شافعی کے رو سے	82
شیعیہ	83
صغیر کے افعال	"
بلوغت	84
بلوغت؛ لغوی واصطلاحی مفہوم	"
فقہ حنفی میں بلوغ	"
جسمانی بلوغ	"

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
بلوغت بلحاظِ عمر	85
بلوغت کے بارے میں مالکی نقطہ نظر	"
جسمانی بلوغ	"
مشترک علامات	"
مخصوص علامات	"
عمر کے لحاظ سے بلوغ	"
علاماتِ بلوغ؛ شافعی نقطہ نظر	"
جسمانی علامات	"
بلوغ کی جسمانی علامات؛ حنبلی نقطہ نظر	86
جسمانی بلوغ کی مشترک صورتیں	"
بلوغت بلحاظ عمر	"
فقہ شیعی میں بلوغت	"
جسمانی علامات	"
عمر کے اعتبار سے بلوغت	87
ملکی قانون کے رو سے بلوغ کے لیے عمر	"
اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش	88
علامات بلوغ جسمانی کی دلائل	89
احتلام اور انزال	"
حیض اور حمل	90
موئے زیر ناف، داڑھی اور بغل کی بساند	"
مالکیہ	91
سن بلوغ پندرہ سال متعین کرنے کی دلائل	"

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
رُشد	92
رُشد کی لغوی و اصطلاحی تعریفات	"
سن رُشد	"
وضعی قوانین میں سن رشد	93
مصر	"
شام	"
دولت عثمانیہ	"
ترکش قانون	"
مغربی ممالک	94
ملکی قانون	95-94
حوالہ جات وحواشی	108-96
فصل دوم: جنون اور مدہوشی	109
لغوی مفہوم	"
اصطلاحی مفہوم	"
حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ	"
جنونِ مطبق	"
جنونِ غیر مطبق	110
شافعیہ	"
ملکی اور بین الاقوامی قانون	"
حنفیہ	111
مجنونِ مطبق	"
مجنونِ غیرِ مطبق	"

اگرآپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
مالکیہ	"
شافعیہ	112
حنابلہ	"
شیعیہ	"
ملکی اور بین الاقوامی قانون	113
مدہوشی	"
مدہوش	"
طلاق بحالتِ نشہ	114
قانونِ معاہدہ کے رو سے مدہوش کا تصرف	"
حوالہ جات وحواشی	116-115
فصل سوم: عتہ، اقسامِ عتہ اور معتوہ کے مالی تصرفات	117
حنفیہ	"
مالکیہ	"
حنبلیہ اور شیعیہ	"
معتوہ	"
شافعیہ، حنبلیہ اور شیعیہ	118
فقہ حنفی اور فقہ مالکی کے رو سے معتوہ کے تصرفات	"
عتہ شدید	"
عتہ خفیف	119
حوالہ جات وحواشی	121-120
باب چہارم: حجر کے اسبابِ مختلف فیہا	169-122
فصل اول: سفاہت اور سفیہ کے مالی تصرفات	124

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
لغوی تعریف	"
اصطلاحی تعریف	"
فقہ حنفی	"
فقہ مالکی	"
فقہ شافعی	"
فقہ حنبلی	125
شیعی فقہ	"
سفیہ کے مالی تصرفات	126
حماقت ثابت ہو جانا	"
نکاح اور طلاق	127
نان ونفقہ	"
مالی عبادات	"
وصیت	128
شافعیہ	"
خرید وفروخت اور مالی ذمہ داری کا اقرار	129
نکاح، طلاق اور نان ونفقہ	"
مالی عبادات	"
حنبلیہ	130
سفیہ کے تصرفات	"
نکاح	"
اہل وعیال کا نفقہ	131
مالی عبادات	"

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
وصیت	"
اقرار	"
تبرعات	"
خرید وفروخت	"
مالکیہ	132
احمق کے تصرفات	"
بلوغت کے بعد بے وقوفی لاحق ہو جانا	"
شیعیہ	134-133
حوالہ جات وحواشی	140-135
فصل دوم: غفلت ولا پروائی اور مغفل کے تصرفات	141
مغفل کے مالی تصرفات	"
عتہ، سفہ اور غفلہ؛ باہمی فرق	143-142
حوالہ جات وحواشی	144
فصل سوم: مرض الموت اور مریض مرض الموت کے مالی تصرفات	145
مریض مرض الموت کے تصرفات	146-145
حوالہ جات وحواشی	148-147
فصل چہارم: رہن وحجر اور جائیدادِ مرہونہ میں راہن کے تصرفات	149
رہن اور حجر	"
جائیداد مرہونہ میں تصرفات	"
حنفیہ	"
مالکیہ اور شافعیہ	150
شیعیہ	"

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
حوالہ جات وحواشی	152-151
فصل پنجم: ارتداد اور اموال میں مرتد کے تصرفات	153
اموال میں مرتد کے تصرفات	154-153
حوالہ جات وحواشی	155
فصل ششم: افلاس وتفلیس اور مفلس کے مالی تصرفات	156
لغوی تعریف	"
اصطلاحی تعریف	"
فقہ حنفی	"
فقہ شافعی	"
فقہ مالکی	"
فقہ حنبلی	157
فقہ شیعی	"
وضعی اور ملکی قانون	"
مفلس	"
مفلس پر تنفیذ حجر	158
فقہ حنفی	"
مدیون مفلس کے مالی تصرفات پر حجر کے اثرات	159
مفلس اور اس کے اہل وعیال کے اخراجات	"
ایفائے دین کے لیے مفلس کے مال کی فروختگی	160
فقہ مالکی	"
شافعی مذہب	161
حجر کے بعد مفلس کے تصرفات	162

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

صفحہ	عنوان
"	غیر مفید اور باطل تصرفات
"	درست تصرفات
"	فقہ حنبلی
163	مفلس کے تصرفات
"	مذہب شیعیہ
"	ملکی قانون کے رو سے دیوالیہ قرار دینا اور دیوالیہ کے تصرفات
164	حجر بالدین اور حجر بالسفہ
165	بموجب افلاس اور بسبب مرض حجر کا نفاذ؛ باہمی فرق
169-166	حوالہ جات وحواشی
207-170	باب پنجم: دولت وثروت کا مبذرانہ ومسرفانہ استعمال
172	تمہید
"	تبذیر واسراف
"	اسلامی نظمِ معیشت میں اسراف وتبذیر
"	اسراف وتبذیر قرآن کی روشنی میں
173	احادیث نبویہؐ میں اسراف وتبذیر
174	فصل اول: نام ونمود واظہارِ ثروت
174	صرفِ دولت قرآن کی نظر میں
175	شہرت وریا کے لیے دولت خرچ کرنے کی مذمت احادیث کی روشنی میں
"	دولت کی نمائش کا جذبہ فطری ہے
"	حد سے بڑھ کر جمال وآرائش کے لیے دولت خرچ کرنا
176	لباس میں تفاخر اور نمائش کی ممانعت
"	متکبرانہ لباس کی ممانعت

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
بلند بلند مکانات بنانا اور ان کی زیب وزینت کرنا	177
آرائش وزیبائش کے لیے پردے لٹکانا	"
سواریاں اور فرش وفروش	178
شادی کے بعد ولیمہ	179
رسول اللہ ﷺ کا طرزِ عمل	180
سپریم کورٹ آف پاکستان کا فیصلہ	182
حوالہ جات وحواشی	187-183
فصل دوم: تنعم وعیش کوشی	188
طلائی ظروف وریشمی لباس	189
تنعم وعیش کوشی کی مختلف صورتیں	190
اسلامی نظام حیات میں بے جا اخراجات کی گنجائش نہیں	"
گروپیش کے سماجی حالات کی رعایت	191-190
حضرت عمرؓ کا طرزِ تعامل	192
مرغن خوراک ترک کرنا	"
عاملوں کو تقرر کے وقت ہدایات	193
عاملوں کے مال واسباب کی تفصیلی رپورٹ	"
اونچی اونچی عمارتیں تعمیر کرنے کی ممانعت	"
عیش کوشی اور ریشمی لباس وپوشاک سے اجتناب کرنے کی تاکید	194-193
حوالہ جات وحواشی	198-195
فصل سوم: کھیل کود اور تفریحی مشاغل	199
تیراندازی اور نیزہ بازی	"
گھوڑ دوڑ	200

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
حضرت عمرؓ کا فرمان	"
حضور ﷺ کا دوڑ میں مقابلہ	"
عوامی جشن ونشاط اور خوشی کے موقع پر لہو ولعب	201
بامقصد اور تربیتی کھیل	203-201
کبوتر و پتنگ بازی	203
جشن بہاراں	"
فنونِ لطیفہ	204
حوالہ جات وحواشی	207-205
باب ششم: املاک میں مضرت رساں تصرفات کی ممانعت	259-208
تمہید	210
ضرر	"
اقسام	"
ضررِ عام یا امر باعثِ تکلیفِ عام	"
ضررِ خاص یا امر باعثِ تکلیف خاص	"
ضرر کی شرعی حیثیت	"
قرآنی حکم	211
ارشاداتِ نبویہؐ	212-211
فصل اول: ضررِ عام	213
اتلاف	"
اسلامی نظم معیشت	214
اتلاف کی قانونی ممانعت	215
فصلیں اور پھل	"

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
گراں فروشی	"
تلقی السلع	216-215
ذخیرہ اندوزی	219-217
نرخ بندی	221-220
التھریب (Smuggling)	221
مصلحتِ عامہ کی حمایت میں عائد ہونے والی مزید پابندیاں	222
شوروغل اور ازالہ حیثیت عرفی	223
ملکیتوں کو بدلے بغیر صرف حق استعمال پر پابندی	224
ذریعہ کا مفسدہ تک پہنچنا	225
جنگلات ونباتات	226
پھل دار درخت	"
جنگلات کی کٹائی کی حکومتی ممانعت	227
مزارعت	229-228
حوالہ جات وحواشی	238-230
فصل دوم: ضررِ خاص	239
ضررِ عام وضررِ خاص؛ باہمی فرق	"
ضررِ خاص؛ احکام اور مثالیں	240
حقِ روشنی	241
حقِ پردہ	"
حقِ آسائش	242
آلودگی سے پاک ماحول کا حق	243
مخدوش عمارت	244

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
گاڑی چلانے کی رفتار	244
مشترک ملکیت کی زمین اور جائیداد	247-245
شفعہ	247
حقِ وصیت	248
وصیت کی نقصان دہ صورتیں	249-248
حوالہ جات وحواشی	253-250
فصل سوم: ذی روح اور محنت کش جانور	259-254
ارشاداتِ نبویہ	254
اسوۂ صحابہؓ	255
ذی روح املاک کے بارے میں ہدایات کی قانونی حیثیت	"
جانوروں کے بارے میں ملکی قانون	256
جانوروں کی پرورش میں غفلت	257-256
حوالہ جات وحواشی	259-258
باب ہفتم: قانونِ حجر کی تعمیل اور برخاستگی	287-260
فصل اول: ولایت، نیابت ووصایت؛مفہوم واقسام اور اولیائے قاصر	262
ولایت	"
اقسام ولایت	263
نیابت	"
اقسام نیابت	"
وصایت	264
مالی امور میں قاصر کی سرپرستی اور نگرانی کرنے والے اولیاء	"
حنفیہ	"

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
معتوہ اور مجنون	265
مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں بچے اور دیوانے کے اولیاء	"
شافعیہ	266
شیعی نقطہ نظر	"
سفیہ کا ولی	267
مہمل	"
ولی کی برطرفی	268
حوالہ جات وحواشی	271-269
فصل دوم: قاصر کے مال میں ولی اور وصی کے تصرفات	272
ولی کے تصرفات	"
علماء وفقہاء کے اقوال وآراء	"
قاصر کی غیر منقولہ جائیداد (زمین) کی فروخت	273
وصی کے تصرفات	274
وصیِ مختار کے تصرفات	"
وصیِ قاضی کے تصرفات	275
حوالہ جات وحواشی	277-276
فصل سوم: برخاستگیِ حجر	278
بالغ اور خوش اطوار ہونا	280-278
رُشد کے بغیر بلوغت	280
سفیہ پر سے حجر برخاست کرنے کا حق	"
صغیرِ ممیّز کی آزمائش	281
تحویلِ مال اور اذن	"

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔
ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عنوان	صفحہ
اجازت دینے کے طریقے	282
شافعیہ	"
صبئ ماذون کے تصرفات	283
مالکیہ	284
حنبلیہ	"
حوالہ جات وحواشی	287-285
ملخص المقال	292-288
نتائج بحث	298-293
مسئلہ تحقیق کا جواب	299
درست مفروضہ	300
سفارشات	305-301
فہرست الفہارس	306
فہرست آیات	309-307
فہرست احادیث	318-310
فہرست اعلام	324-319
فہرست مصطلحات	337-325
فہرست مصادر ومراجع	354-338
فہرست محتویات	372-355

ALLAMA IQBAL
Open University Library
(ACQUISITION SECTION)
Acc. No. 111104
Date 25-07-2008